فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ قاسمیہ

منتخب فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی
خادم الافتاء و الحدیث جامعہ قاسمیہ
مدرسہ شاہی مرادآباد، الہند

(جلد ۱۵)

المجلد الخامس عشر

بقية الطلاق، الرجعة، البائن، الطلاق بالكتابة
الطلاق الثلاث الشهادة فى الطلاق، الحلالة
۶۴۶۳ ——— ۶۹۰۲

ناشر
مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند
01336-223082

فتاویٰ قاسمیہ

صاحب فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی

پہلا ایڈیشن محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ضلع سہارنپور، الھند

01336-223082

ASHRAFI BOOK DEPOT

DEOBAND, SAHARANPUR, INDIA

Phone: 01336-223082

Mob. : 09358001571،08810383186

مکمل اجمالی فہرست ایک نظر میں

❖❖ ❍❖❍

فہرست مضامین

١٧/ بقیة کتاب الطلاق

١۴/ باب الرجعة

۱۵/ باب طلاق البائن

۱۶/ باب الطلاق بالكتابة

۱۷/ باب الطلاق الثلاث

مطلقہ خواتین کے مسائل کا تحقیقی جائزہ

طلاق غضبان اور طلاق بدعی کا تحقیقی جائزہ

۱۸/ باب الشهادة في الطلاق

۱۹/ باب الحلالة

۱۷/ بقیة کتاب الطلاق

(۱۴) باب الرجعة

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نباہ کے دشوار ہونے کی صورت میں ایک طلاق رجعی دینا

سوال [۶۴۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا رشتہ ایک جگہ گیا وہاں پر رشتہ منظور ہوگیا، میرے سسر کا نام منشی سعید ہے، ان کی چار لڑکیاں ہیں، اس میں بڑی والی شادی شدہ ہے اور تین لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں، میرے گھر والوں کو جو لڑکی دکھائی گئی تھی، وہ لڑکی بہت خوبصورت اور قرآن شریف پڑھی لکھی تھی اور دیندار بھی تھی، لڑکا ان تمام باتوں سے لاعلم تھا، لڑکا اپنے بھائی بھاوج کے بھروسہ پر تھا کہ جو وہ لوگ کرینگے میرے لئے بہتر کریں گے؛ لیکن شادی والے دن میرے ساتھ لڑکی کے ماں باپ وغیرہ نے بہت بڑا دھوکا کیا، جو لڑکی ہمارے گھر والوں کو دکھائی گئی تھی اس کو چھپا کر دوسری لڑکی جو کہ بالکل جاہل اور ان پڑھ اور دینداری سے بالکل ناواقف ہے اور قرآن شریف بھی پڑھی ہوئی نہیں ہے، چہرے پر داغ دھبے وغیرہ ہیں، داغ دھبے والی لڑکی سے لاعلمی میں میرا رشتہ ہوگیا ہے جیسا کہ میں نے اپنے گھر والوں سے اس لڑکی کی تعریف سنی تھی، میں نے ایسا بالکل نہیں پایا ہمارے گھر پر لڑکی تقریباً ۲۵/ دن رہی اس سے ہم بستری بھی ہوئی ہے کچھ دنوں کے بعد جب لڑکی بدلنے کی حقیقت میرے علم میں آئی تو میرا دل اس لڑکی کی طرف

سے پھر گیا اور اب مجھے اس لڑکی سے اور لڑکی کے گھر والوں سے کافی نفرت ہو گئی ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ قانون شریعت کیا حکم دیتا ہے؟

المستفتی: محمد داؤد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی لڑکی والوں نے لڑکی دکھانے اور نکاح میں دھوکہ دہی کا معاملہ کیا ہے اور لڑکے کو مذکورہ لڑکی کے ساتھ حدود اللہ کو قائم رکھتے ہوئے زندگی گذارنا دشوار نظر آرہا ہے، تو لڑکے کو اختیار ہے کہ وہ مذکورہ لڑکی کا مہر ادا کر کے ایک طلاق دے کر علیحدہ کردے اور کسی مناسب لڑکی سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گذارے۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبه، كتاب الطلاق، باب مايستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ جديد مؤسسه علوم القرآن٩/ ٥١٢، رقم: ١٨٠٤٠، مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب وجه الطلاق وهو طلاق البدعة والسنة، المجلس العلمي بيروت٦/ ٣٠٢، رقم:١٠٩٢٦)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة . وفي الكافي: وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (تاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢)

أما الطلاق السني في العدد (إلى قوله) فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر الخ. (فتاوى عالمگيري، قديم زكريا ١/ ٣٤٨، جديد زكريا ١/ ٤١٥)

ويجب لو فات الإمساك بالمعروف. (الدر المختار، كراچي ٣/ ٢٢٩، زكريا٤/ ٤٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۹۸۵)

نبھاؤ کی شکل نہ بن پا رہی ہو، تو ایک طلاق کے ذریعہ علیحدگی کافی ہے

سوال [۶۴۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رخسانہ کے ساتھ نعمت اللہ کا نکاح ہوا، چند مہینوں کے بعد دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی، رخسانہ کسی جگہ نوکری کرتی ہے اور نعمت اللہ بھی دوسری جگہ نوکری کرتا ہے، رخسانہ شادی کے بعد بھی اپنے میکہ میں رہتی ہے، نعمت اللہ کا کہنا ہے کہ تم غیر مرد سے بات چیت نہ کرو، ہاں جو تمہارے آفس کا فون ہو یا آفس کا کوئی آدمی آفس کے کام سے ملتا ہو تو ملو؛ لیکن پردہ ملحوظ رکھو بار بار سمجھانے کے باوجود رخسانہ آفس کے لوگوں کے علاوہ بھی دوسرے لوگوں سے میل جول رکھتی ہے، فون پر بھی بات کرتی ہے اکثر فون بزی ملتا ہے، حد یہ ہے کہ معتبر ذرائع اور خود بھی دیکھا ہے کہ غیر مردوں سے اس طرح گفتگو کر رہی ہے، جو خاص شوہر کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے، نعمت اللہ بات ختم کرتا رہا یہاں تک کہ ایک بچی پیدا ہوگئی، سوچا بچہ کے بعد سدھر جائے گی؛ لیکن اور زیادہ ضد اور تجاوز پر اتر آئی، حد یہ ہے کہ رات کے وقت چھری اور چاقو لے کر نعمت اللہ کو مارنے کا ارادہ کیا؛ جبکہ نعمت اللہ سویا ہوا تھا؛ لیکن بلب کی روشنی ہونے پر اور کچھ آواز کے پیدا ہونے سے بیدار ہوگیا، تو رخسانہ نے کہا آج میں تجھ کو ختم ہی کردوں تاکہ معاملہ صاف ہوجائے، تو کیا مذکورہ بالا صورت میں شریعت محمدی کے نقطۂ نظر سے نعمت اللہ کے لئے رخسانہ کا رکھنا جائز ہے یا طلاق دیدے؟ قرآن وحدیث اور مسلم لاء کے تحت بحوالہ جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: نعمت اللہ، دربھنگہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ کی شکل نہ بنے تو شوہر کو اختیار رہے کہ شرعی طور پر طلاق دے کر الگ کردے اور علیحدگی کے لئے تین طلاق

لازم نہیں ہے؛ بلکہ ایک طلاق سے بھی مقصد حاصل ہوجاتا ہے اور ایک طلاق دے کر چھوڑ دے، عدت گزرنے کے بعد خود بخود آزاد ہوجائے گی، پھر دونوں اپنے اپنے پسند کی شادی کرسکتے ہیں اور اگر دونوں کو سمجھ میں آجائے تو آپس میں شادی کی گنجائش باقی رہے گی۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف لإبن أبي شيبه، كتاب الطلاق، باب مايستحب من طلاق السنة و كيف هو؟ جديد مؤسسه علوم القرآن۹/۵۱۲، رقم:۱۸۰۴۰، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/۳۰۲، رقم:۱۰۹۲٦)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة. وفي الكافي: وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (تاتارخانية، زكريا ٤/۳۷۸، رقم: ٦٤٧٢)

أحسن الطلاق في ذوات القرء أن يطلقها طلقة واحدة رجعية في طهر لاجماع فيه ولا طلاق ولا في حيضة طلاق لاجماع ويتركها حتى تنقضي عدتها ثلاث حيضات إن كانت حرة، و إن كانت أمة حيضتان.

(بدائع الصنائع بيروت٤/۱۸٦، زكريا۳/۱٤۰)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت.

(بدائع الصنائع بيروت ٤/۳۸۷، زكريا۳/۲۸۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۲۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱۰/۱۴۳۴ھ

دومرتبہ طلاق کے بعد کنائی الفاظ استعمال کرنا

سوال [۶۴۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو دو طلاق دی علی الاعلان؛ لیکن نیت ایک ہی طلاق کی تھی غصہ میں اور مجلس کے جوش میں دو بار کہہ دیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں نے اس شخص کو سمجھایا تو اس نے کچھ کنایات کے الفاظ کہے کہ میں اس کو نہیں رکھوں گا، یہ کہیں بھی جائے کچھ بھی کرے، مگر میں اس کو نہیں رکھوں گا، یہاں تک میں بتاؤں قسم کھا جاؤں میں اس عورت کو کسی بھی حال میں نہیں رکھوں گا چاہے دنیا ایک طرف ہوجائے اور چاہے مجھ کو پھانسی دیدی جائے، مگر میں اس عورت کو نہیں رکھوں گا، ایسے اور بھی بہت سے الفاظ کہے، مگر نیت طلاق کی نہیں تھی، یہ سب الفاظ غصہ میں کہے اور یہ ارادہ پورا تھا کہ اس کو اب رکھوں گا نہیں، اس کا حساب وکتاب کردوں گا؛ بلکہ نہ رکھنے کا ارادہ مکمل تھا، اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں؛ لیکن یہ ارادہ نہیں تھا کہ اس کو ابھی تینوں طلاق دیدوں، پھر جب رات آئی تو بیوی نے شوہر سے معافی مانگی، اس وقت بھی شوہر نے وہی الفاظ کہے کنایات کے جو اوپر لکھے ہیں اور ٹھیک اسی طرح وہ الفاظ کہے کہ میں تجھے نہیں رکھوں گا کہیں بھی جا کچھ بھی کر وغیرہ الفاظ کہے؛ لیکن اس وقت یہ بھی کہا کہ ابھی تک تو دو الفاظ کہے ہیں اور اگر تم زیادہ ضد کروگی اور جو ایک باقی ہے، وہ کہہ دیا تو بات خراب ہوجائے گی، اس سے اچھا ہے کہ تم خاموش رہو، پھر جب بیوی نے دیکھا شوہر اب کسی طرح ماننے گا ہی نہیں، تو بیوی نے کہا اچھا تم کو نہیں رکھنا ہے، تو پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گی اور بیوی بستر سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور جان کھونے کی دھمکی دیکر چلی، پھر شوہر نے بیوی کو روکا بیوی شوہر کو لپٹ گئی، شوہر کو کچھ ہمدردی آئی اور بیوی کو معاف کردیا اور اسی وقت بیوی سے صحبت بھی کی، بیوی حمل سے بھی ہے شوہر کے گھر پر ہی ہے، شوہر نے جہاں جہاں کنایات کے الفاظ ادا کئے ہیں، وہاں پر طلاق کی نیت بالکل نہ تھی؛ بلکہ عورت کو نہ رکھنے اور حساب وکتاب کر کے اس کے گھر روانہ کرنے کا ارادہ مکمل تھا، یہاں تک کہ شوہر نے بیوی کے گھر فون کر کے کہہ دیا کہ تم لوگ چلے آؤ اور اپنا حساب کرلو، میرا اس عورت کے ساتھ اس طرح نہیں نپٹے گا؛ لیکن اب شوہر اس کو رکھنا چاہتا ہے،

بیوی شوہر کے گھر پر ہی ہے، حضرت والا سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر غور کرکے بہت جلد جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شریف ابن صدیق قریشی، ہردوئی (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کو شروع سے اخیر تک پڑھ کر اچھے طریقے سے غور وخوض کیا گیا ہے، اس سوال نامہ کے مطابق مذکورہ واقعہ میں بیوی پر صرف دوطلاق رجعی واقع ہوئی ہیں، جن کا سوال نامہ کے شروع میں تذکرہ ہے اس کے بعد جتنے الفاظ کنایہ استعمال کئے ہیں، ان میں سے کسی سے بھی کوئی دوسری طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اورسوال نامہ میں صاف ظاہر ہے کہ ان میں سے کسی لفظ سے اس نے طلاق دینے کی نیت نہیں کی ہے، اس کی دلیل سوال نامہ کا آخری حصہ ہے، اس میں صاف طور پر ذکر ہے کہ دو طلاق دیدی گئی ہیں، اگر زیادہ جھگڑا بڑھ گیا تو جو ایک باقی ہے وہ بھی ہوسکتی ہے، اس لفظ نے مسئلہ کو صاف کردیا ہے کہ جتنے بھی کنایہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں سے کسی سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ بلکہ پہلے جو دومرتبہ طلاق دی ہے اس کی خبر دیتے ہوئے ڈانٹ ڈپٹ کررہا ہے؛ اس لئے مذکورہ واقعہ میں صرف دوطلاق رجعی واقع ہوئی ہیں اورسوال نامہ میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اسی رات دونوں میں ہمبستری بھی ہوگئی ہے؛ لہٰذا اس ہمبستری کے ذریعہ سے ساتھ ساتھ رجعت بھی ہوگئی ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولابها، كقوله أنت طالق، أنت طالق.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/ ٤٦٣، كراچي٣/ ٢٥٢)

والكنايات ثلاث ما يحتمل الرد، أو مايصلح للسب أولا ولا فنحو اخرجي واذهبي وقومي. وتحته في الشامية: وقومي أي من هذا المكان لينقطع الشر، فيكون رداً. (شامي، زكريا ٤/ ٥٢٨، ٥٢٩، كراچي ٣/ ٢٩٨)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

فـذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيـه الـرجعة، فإذا طلق واحدة أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨١، ٢٨٢، رقم: ١٥٥٣٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو ثنتين له أن يراجعها في عدتها. (هـداية، اشرفي ديو بند ٢/ ٣٩٤، مختصر القدوري، امداديه ديوبند ١٧٧، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۱۴ھ

ایک طلاق رجعی

سوال [۶۴۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دینے کا لفظ کہا اور وہ مکان سے باہر چلا گیا، یہ بات اس کی بیوی کے سامنے کی ہے اور وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اور نہ ہی کوئی برادری پڑوس کا تھا جہاں بیوی کے ساتھ رہتے تھے لڑکی کی ماں تھی۔

اس کے بعد لڑکا اپنی خالہ صاحبہ کے گھر گیا جہاں اس کے ماں باپ موجود تھے اور لڑکے نے اپنی ماں سے کہا میرا فیصلہ کرا جانا، میں نے ان کا فیصلہ کر دیا ہے طلاق کا کوئی ذکر نہیں کیا، باپ اور ماں سے صرف یہ لفظ سنا ہے کہ خدا گواہ ہے آگے جیسے ہو لڑکا باہر جا رہا ہے، ساتھ رہو لڑکی کے رشتہ داروں نے کہا راستہ روک کر کیوں رہے؟ تو کیا کر رہا ہے لڑکے نے کہا اس کا نکاح ماں کے ساتھ ہو گیا، اب وہاں لڑکے کے تایا انیس احمد، رشید احمد نے بات بنائی کہ برادری کے سامنے لڑکے نے ماں پر شبہہ کیا ہے؛ جبکہ اس کی بیوی ان گواہ کے سامنے نہیں ہے،

بیوی کے سامنے کا واقعہ تو اوپر لکھا ہوا ہے، اس کی بیوی کا مکان اور خالہ کا مکان ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر ہے، آپ مہربانی فرما کر شریعت کا فیصلہ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: غلام وارث، ٹیکر صاحب، بوتھ ۱۵۰۶، سیکٹر ۳۶/۶، چنڈی گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور لڑکے نے صرف ایک مرتبہ طلاق کا لفظ زبان پر جاری کیا ہے اور اس کی خالہ کے گھر جا کر خبر دی ہے کہ اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور تین مرتبہ لفظ طلاق استعمال کرنے پر شرعی عینی گواہ موجود نہیں ہیں، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے، عدت کے اندر رجعت اور بعد عدت نکاح کی گنجائش ہے۔

عن عبد الله و عن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم -إلى قوله- الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبیهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/ ۲۸۱، ۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

صريحه مالم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتک، وأنت طالق، ومطلقة، ويقع بها واحدة رجعية، وإن نوى خلا فها. (تنویر الأبصار مع الدر، کتاب الطلاق، باب الصريح، کوئٹه ۲/ ٤٦٦، کراچي ۳/ ۲٤۷-۲٤۹، زکریا ٤/ ٤٥۷-٤٦۰)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، باب الرجعة اشرفي دیوبند ۲/ ۳۹٤، هندية، زکریا قدیم ۱/ ٤۷۰، جدید ۱/ ۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۹۳۶/۲۶)

ایک طلاق رجعی دینا

سوال [۶۴۶۷]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام محمد راشد ہے، میری بیوی ناظمہ پروین اپنی ماں کے یہاں رکی ہوئی ہے؛ لہٰذا میرے بڑے بھائی صبح الدین ان کو سمجھانے گئے،ان کے سمجھانے پر ناظمہ پروین آنے کو راضی ہوگئیں تھیں؛ لیکن کچھ لوگوں کی وجہ سے یہ کام دوسرے دن پر رکھا گیا،دوسرے دن کو جب میں اور میرے بھائی صبح الدین ان کے پاس پہونچے تو وہ آنے کو بالکل راضی نہ ہوئیں بہت سمجھایا؛ لیکن وہ قطعی راضی نہ ہوئیں؛ بلکہ ان کی طرف سے طلاق نامہ تیار ہوگیا جس پر میں محمد راشد نے مجبور ہوکر دستخط کردیئے اور میں نے ان سے یہ کہا کہ تمہارے کہنے پر صرف ایک مرتبہ لفظ طلاق ادا کررہا ہوں اور اب بھی شرع میں بہت گنجائش چھوڑ کر جارہا ہوں، اگر اب بھی تمہارے دماغ میں آجائے تو آجانا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتادیجئے کہ اگر ناظمہ پروین آنا چاہیں تو آسکتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد راشد، کمبل کا تازیہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر طلاق نامہ میں طلاق کی تعداد مذکور نہیں ہے اور محمد راشد نے خط کشیدہ الفاظ بھی کہے ہیں تو راشد کی بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، اس کو عدت کے اندر اندر رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھنے کا حق ہے۔

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالبؓ، قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعتها حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين.

(السنن الكبرىٰ للبيهقي العدد، باب من قال: الأقراء الحيض، دار الفكر بيروت ۱۱/۳۷۷، رقم: ۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطلقية رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها

في عدتها رضيت بذلک، أو لم ترض. (فتاوی عالمگيري، مطبوعة کوئٹه ١/٤٧٠، زکريا ١/٥٣٣، هداية اشرفی ديوبند ٢/٣٩٤، مختصر القدوري امدادية ديوبند ١٧٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍شوال المکرّم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۰۷/۲۴)

دوطلاق رجعی

سوال [٦٤٦٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بھورے علی عمر ساٹھ سال گاؤں کمال پور کے رہنے والے ہیں، جنہوں نے اپنی زوجہ افسری بیگم عمر پچاس سال کو دو بار لفظ طلاق کہا، دو بار طلاق کہنے پر طلاق ہوئی یانہیں؟ اگر ہوئی تو کیا کرنا پڑے گا؛ لہٰذا آپ سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: معشوق علی کٹگھر اڑ پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں دوطلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں عدت کے اندر اندر رجعت کرکے میاں بیوی جیسی زندگی گذار سکتے ہیں۔

عن عبد الله و عن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير–إلى قوله–الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق امرأته واحدة أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(سنن کبریٰ للبيهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بيروت ١١/ ٢٨٢، رقم: ١٥٥٣٩)

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها كقوله أنت طالق، أنت طالق الخ
(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣)

أنت طالق، أنت طالق فيقع رجعيتان إذا كانت مدخولا بها. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ٢/ ١٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ر ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۶۱۵)

دو طلاق رجعی

سوال [۶۴۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری یعنی میری بیوی کے درمیان بات چیت ہورہی تھی اورلڑائی چل رہی تھی میں نے اسی دوران کہا کہ میں آج تیرا شام تک فیصلہ کردوں گا، مجھے کسی کام سے نگینہ جانا تھا، میری بیوی نے کہا کہ جو کام شام کو کرنا ہے ابھی کردو، تو میں نے کہا کہ شام تک تو میرے گھر سے چلی جا ورنہ تیرے اوپر تینوں طلاق اور یہ بھی کہا میں نے تجھے طلاق دی، تو یہاں سے چلی جا، اسی دوران میری بیوی نے میرے منھ پر ہاتھ رکھا اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ کون سے الفاظ نکلے اورکون سے رہ گئے، میرا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا اور میری بیوی نے یہ بھی کہا تھا کہ ایسے کوئی طلاق آئی ہے، اگر طلاق دینی ہے تو چند آدمیوں کو بلا کر میرا فیصلہ کردو، اگر تم کو طلاق دینی ہی ہے، اس کے بعد میری بہن آئی اور میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اس کے سامنے کہہ رہا ہوں، میں نے اسے طلاق دیدی ہے، اسے یہاں سے نکال دو، اس کے بعد میں یہ کہہ کر چلا گیا، آدھ گھنٹہ کے بعد میری بیوی گھر سے چلی گئی۔

المستفتی: رحمت اللہ، محلّہ: بندوقچیاں، دھام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ واقعہ صبح کے ٹائم کا ہے اور شام سے قبل بیوی

گھر سے چلی گئی ہے، تو شوہر کے الفاظ شام تک گھر سے چلی جا ورنہ تیرے اوپر تین طلاق سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٢٠، جديد ١/ ٤٨٨)

پھر شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے تجھے طلاق دی، تو یہاں سے چلی جا، اس عبارت میں دو جملے ہے۔

(۱) میں نے تجھے طلاق دی۔

(۲) تو یہاں سے چلی جا، اول لفظ سے ایک طلاق واقع ہو چکی ہے۔

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة وطلقتك وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١١)

اور ثانی لفظ سے اگر طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے دوسری طلاق واقع ہو چکی ہے۔

اخرجي اذهبي تلزم النية. (شامي، كراچي ٣/ ٣٠٢، زكريا ٤/ ٥٣٤)

اور دونوں طلاق اب بائنہ ہو جائیں گی۔

والبائن يلحق الصريح. (الدرالمختار، كراچي ٣/ ٣٠٦، زكريا ٤/ ٥٤٠)

اور اگر شوہر نے تو یہاں سے چلی جا کے لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اول لفظ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے اور بہن کے آنے کے بعد دوبارہ شوہر کا یہ کہنا کہ اس کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اسے طلاق دیدی ہے، تو اس عبارت سے مزید ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے۔ اب حاصل یہ ہوگا، تو یہاں سے چلی جا کے لفظ سے اگر طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو کل دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور اگر اس سے طلاق کی نیت کر چکا ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی بغیر حلالہ نکاح بھی صحیح نہ ہوگا۔

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن. (الدر المختار، كراچي ٣/ ٣٠٦، زكريا ٤/ ٥٤٠)

فنحو اخرجي واذهبي وقومي (إلى قوله) تتوقف الأقسام الثلاثة على نية.
(الدر المختار، كراچي ٣/ ٢٩٨، زكريا ٤/ ٥٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷؍۲۴۷۷)

میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی دو مرتبہ کہنا

سوال[۶۴۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اور میرے نسبتی بھائی (سالے) کا جھگڑا ہوا، جس میں کافی مار پیٹ ہوئی میرے کافی چوٹ لگی تھی اور میں غصہ سے پاگل ہو رہا تھا، اس غصہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی کو دوبار یہ لفظ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور چوٹ کی وجہ سے میں بے ہوش ہوگیا اور بہت دیر کے بعد ہوش آیا، اس جھگڑے میں بیوی کو کوئی دخل نہیں ہے، میں اور میری بیوی پھر سے ایک ہونا چاہتے ہیں۔ کیا ہم ایک ہو سکتے ہیں، طلاق کے وقت میں بیوی حیض کی حالت میں نہیں تھی اور حمل سے بھی نہیں ہے؟

المستفتی: وحید الدین ولد سعید الدین، عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کی درج کردہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن وشوہر کی زندگی گذارنا جائز ہوگا۔

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ .

(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعيتان إذا كانت مدخولا بها.
(مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٣)

أن علي ابن أبي طالب قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعتها، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين. (سنن كبرىٰ للبيهقي، باب من قال الأقراء الحيض، دارالفكر بيروت ١١/ ٣٧٧، رقم:١٥٧٩٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، باب الرجعة اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد١/ ٥٣٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۲۷/ ۲۷۱۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۶/ ۱۴۱۲ھ

میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی

سوال [۶۴۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں جھگڑے کے وقت بہت زیادہ غصہ میں تھا، میری بیوی جواب بڑھ چڑھ کر دے رہی تھی، اس حالت میں میں نے کہا جواب بند کرو ورنہ میں تجھے چھوڑ دوں گا، بیوی کو بھی غصہ تھا وہ چپ نہ ہوسکی غصہ بڑھتا رہا کہ اس حالت میں میں نے دومرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، بیوی یہ سن کر زور زور سے رونے لگی اور مجھ سے معافی مانگنے لگی، پھر میں نے کہا تم نے سنا میں نے کیا کہا وہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ میں نے صرف ایک بار سنا ہے۔

اب بیوی کا روتے روتے برا حال ہے، ایک دوسرے کے دل میں جگہ بھی بہت ہے اور ہمارے چھوٹے چھوٹے چار بچے بھی ہیں، اب اس حالت میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں

طلاق کے بارے میں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ آپ جس طرح جواب دیں گے مجھے منظور ہے۔

المستفتی: انور، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر دوطلاقیں صریح رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کرسکتے ہیں۔

وقعتا رجعتين لو مدخولابها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ

(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي۳/۲۵۲،كوئٹه۲/٦٨٤، زكريا٤/٤٦٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها .

(هداية، باب الرجعة اشرفي ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا قديم ۱/٤٧٠، جديد ۱/٥٣٣)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعيتان إذا كانت مدخولاً بها.

(مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت۲/۱۳)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/۲۸۲، رقم:۱٥٥۳۹)

آئندہ کبھی بھی ایک دفعہ کہے گا، تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍۶۸۹)

تمہاری سالی کو میں نے بدچلنی کی وجہ سے چھوڑ دیا

سوال [۶۴۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری شادی ہوئے تقریباً سترہ سال ہوئے، اس درمیان بیوی کے کچھ بدچلنی کی وجہ سے کئی مرتبہ لڑائی تک کی نوبت آئی اور پھر ایک مرتبہ میں نے اپنی ساس اورسالےکو بلوایااوران سےکہا کہ جواسلام کا قانون ہو یاہندوستان کا قانون ہو،میرااس سے پیچھا چھڑاؤاس بات کا ان لوگوں نےکوئی جواب نہیں دیااورمیری بیوی کوساتھ لےکر چلے گئے، پھرمیں اپنے ساڑھوکے یہاں گیااوران سے کہا کہ تمہاری سالی کو میں نے چھوڑ دیا ہے بدچلنی کی وجہ سے، پھرانہوں نے پوچھا ریحانہ کہاں ہے، میں نے کہا وہ لوگ لے گئے، پھرایک مرتبہ ایک صاحب کے یہاں اپنے دوست کے ساتھ جانا ہوا،توان لوگوں نے پوچھا کیاحال چال ہیں،تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ بیوی نہیں رہی،تو حال چال کیسےتو انہوں نے کہا میں سمجھا نہیں،تو میں نے کہہ دیا کہ میں نے چھوڑ دیا اس کوتو پھرانہوں نے کہا کہ طلاق دیدی تو میں خاموش رہا؛ لیکن میرے دوست نے کہا کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ خیراب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالاصورت میں کیامیری بیوی کوطلاق ہوئی یانہیں؟

المستفتی: محمد رضوان،محلہ: سعیدخاں کا گھیر،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کااپنے ساڑھوسے یہ کہہ دینا کہ تمہاری سالی کو میں نے چھوڑ دیاہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے،عدت کے اندر اندررجعت کرکے رکھ سکتے ہیں اور بعد میں دوستوں کے پوچھنے پر جو آپ نے میں نے چھوڑ دیا کہا ہے وہ پہلی طلاق کی خبرہے،اس سے کوئی طلاق نہ ہوگی اورچھوڑ دیا کے لفظ سے طلاق صریح رجعی واقع ہوا کرتی ہے۔

رہا کردم أي سرحتک یقع به الرجعي. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي۳/ ۲۹۹، زکریا ٤/ ٥۳۰)

إذا قال الرجل لامرأته بهشتم ترا از زنی فاعلم بأن هذه اللفظة استعملها أهل خراسان، وأهل العراق في الطلاق، وأنها صریحة عند أبي یوسفؒ

حتـى كـان الواقع بها رجعياً ويقع بدون النية. وفي الخلاصة وبه أخذ الفقيه أبـو الـليـث وفـي التـفريد وعليه الفتوىٰ. (هـنـدية، زكـريـا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۵۷۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/ ۳/ ۱۴۱۲ھ

بیوی میکہ چلی جائے تو رجعت کیسے کریں؟

سوال [۶۴۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی اور اس کی بیوی اسی دن اس کا گھر چھوڑ کر اپنے میکہ چلی گئی، تو ایسی حالت میں رجعت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ جبکہ لڑکی اپنے میکہ میں ہو اور عدت کی مدت کے اندر اس کے واپس آنے کے آثار نہ ہوں؟

المستفتی: سعید ہمایوں، محلّہ: اصالت پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے ایک طلاق رجعی دی ہے، تو عدت کے اندر اندر جب چاہے رجعت کر کے بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور رجعت کرنے میں بیوی کی رضا مندی لازم نہیں ہے، وہ راضی ہو یا نہ ہو شوہر کو رجعت کا اختیار ہے، اگر عدت کے اندر واپس آنے کے آثار نہ ہوں تو دو چار آدمیوں کے سامنے یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھنے کے لئے رجعت کر لی ہے تا کہ یہ لوگ گواہ رہیں، تو ایسی صورت میں عورت شوہر کے نکاح میں خود بخود قائم رہتی ہے۔ اب وہ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

عـن ابـن الـمسيب أن علي بن أبي طالبؓ قال: إذا طلق الرجل امرأته

فهـوأحـق بـرجـعتهـا، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين.
(سنن كبرىٰ للبيهقي، دارالفكر بيروت ۱۱/۳۷۷، رقم:۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترضىٰ. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، جديد ۱/ ۵۳۳، هدايةاشرفيه ديوبند۲/ ۳۹٤، مختصر القدوري امداديه ديوبند۱۷۷)

والـرجـعة أن يـقـول راجعتک، أو راجعت امراتي الخ. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۵)

الـرجـعة عـلى ضربين: سني و بدعي، فالسني أن يراجعها بالقول، ويشهد على رجعتها شاهدين. (تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱۳۸، رقم: ۷٤۷۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۶۱۰)

بوس وکنار کے ذریعہ رجعت کا حکم

سوال [۶۴۷۴]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی مہرین جبیں کو مؤرخہ ۳رنومبر ۲۰۱۳ء کوایک طلاق دیدی تھی، اور پھر تقریباً ایک ہفتہ ایک ساتھ رہتے رہے اور ایک بستر پر سوئے شہوت کے ساتھ بوس وکنار اور بات چیت بھی ہوئی با قاعدہ ہمبستری نہیں ہوئی، اس کے بعد بیوی اپنے میکہ چلی گئی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس بیوی کے ساتھ اس طرح خلوت سے جبکہ رجعت کے الفاظ زبان سے ادانہیں کئے، تو رجعت ہوگئی یا نہیں؟ بیوی کو ساتھ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: نورمحمد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رجعت کے الفاظ زبان سے ادا کئے بغیر بیوی سے شہوت کے ساتھ بوس وکنار سے بھی رجعت ہوجاتی ہے؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں شرعی طور پر رجعت کا ثبوت ہوچکا ہے؛ اس لئے بیوی کو بلاشبہ اپنے ساتھ رکھنے کی گنجائش ہے۔

وكما ثبت الرجعة بالقول تثبت بالفعل، وهو الوطء، واللمس عن شهوة، وكذا التقبيل عن شهوة. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٦٩، جديد ١/ ٥٣٢)

أو بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطء، ومس ونحوه.

(ملتقى الأبحر، دار الكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٢)

والجماع في العدة رجعة، وكذلك المس بشهوة، والتقبيل بشهوة. (تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٣٩، رقم: ٧٤٨١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ر محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۳۸۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/ ۱/ ۱۴۳۵ھ

کیا عدت میں صحبت کرنے سے رجعت متحقق ہوجاتی ہے؟

سوال [۶۴۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ جھگڑے کے دوران اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دیدی تھی، پھر بیوی سے عدت کے اندر دوتین مرتبہ ملاقات بھی کرلی، تو شرعاً کیا اس بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: نزاکت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف ایک ہی طلاق دی تھی اور عدت کے اندر بیوی سے ملاقات اور ہمبستری بھی ہوگئی ہے، تو ایسی صورت میں ایک طلاق رجعی ہوگئی تھی

اورساتھ رہنے کیوجہ سے رجعت بھی ہوگئی ہے، اب وہ بدستور نزاکت حسین کے نکاح میں باقی ہے، دونوں کا آپس میں میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنا جائز ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية -إلى قوله- فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أولم ترض الخ. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٠، جديد ١/٥٣٣، هداية اشرفيه ديو بند ٢/٣٩٤)

صريحه ما استعمل فيه خاصة و لايحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتک وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، باب ايقاع الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١١)

صريحه ما لم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتک، وأنت طالق، و مطلقة ويقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراچي ٣/٢٤٧، تا ٢٤٩، زكريا ٤/٤٥٧ تا ٤٦٠)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين،فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/٢٨١، ٢٨٢، رقم:١٥٥٣٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۰۴۸/۳۲)

کیا ہمبستری کرنے سے رجعت متحقق ہوجاتی ہے؟

سوال [۶۴۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جس کا نام جان محمد ولد عبدالرشید ہے موضع ڈلاری کا رہنے والا ہے،

اس نے اپنی بیوی فرمیدا کو باہمی نا اتفاقی اور کچھ جھگڑا فساد ہونے کی وجہ سے ایک طلاق دیدی اور پھر دو چار دن کے بعد اس سے ہمبستری کی اور تین مہینہ دس دن کے اندر بہت دفعہ ہمبستری کی اب اس کی بیوی کو بلا کر لے گئے اس کے ماں باپ، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر فتوی منگا لو کہ اس میں طلاق نہیں ہوئی، تو ہم اپنی لڑکی کو بھیج دیں گے؛ لہٰذا اس کا جواب جلدی دیجئے عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد جان، ڈلاری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف ایک طلاق دی ہے، تو اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی؛ لیکن اس کے بعد بیوی سے ہمبستری بھی عدت کے اندر اندر ہوچکی ہے؛ اس لئے رجعت بھی ہوچکی ہے؛ لہٰذا اب بیوی شوہر کی زوجیت میں باقی ہے اور نکاح بدستور باقی ہے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوئی۔

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨٢، رقم:١٥٥٣٩)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۵۵۹)

رجعت کی ایک صورت

سوال [۶۴۷۷]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اور میری بیوی کا جھگڑا ہوا، بیوی نے مجھے نازیبا اور بدکلامی کے الفاظ کہے میں نے غصہ میں اس کو صرف ایک دفعہ طلاق کے الفاظ بولدئے، اب بیوی سے رجوع ہونے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

المستفتی: عبدالقادر،قریشی،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میں نے تجھ کو نکاح میں لوٹا لیا، یا میں نے اپنی بیوی کو نکاح میں لوٹا لیا، ان الفاظ کے ذریعہ رجوع کر سکتے ہیں یا پھر بیوی کے ساتھ ہمبستری کرلیں،تو رجعت ثابت ہوجائے گی۔

والرجعة أن يقول راجعتک، أو راجعت امرأتي، أويطأها الخ. (هداية اشرفي ديو بند۲/ ۳۹۵)

له أن يراجع و إن أبت ما دامت في العدة بقوله راجعتک، أوراجعت امـرأتي، أو بفعل مايوجوب حرمة المصاهرة من وطء ومس ونحوه. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت۲/ ۸۲)

كـمـا ثبـت الـرجـعة بـالـقـول ثبت بالفعل وهو الوطء، واللمس عن شهوة. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٦٩، جديد۱/ ٥٣٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ جمادی الثانیہ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر:الف۳۳/ ۵۳۳۷)

الجواب صحیح:
احقرمحمدسلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۸/۷/۸ھ

فون پر طلاق دینے کے ایک ہفتہ بعد رجعت کرنے کا حکم

سوال [۶۴۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو فون پر ایک مرتبہ طلاق دی تھی، پھر ایک ہفتہ کے بعد بیوی سے رجعت کرلی تھی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی تھی اور رجوع کے بعد اب میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں یا جو بھی شرعی حکم ہو تحریر فرمادیں؟

المستفتی: شاہ رخ، پیرغیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے جب بیوی کو ایک طلاق دیدی تھی، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی اور عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش تھی پھر جب ایک ہفتہ کے بعد شوہر نے رجوع کرلیا ہے، تو بلاشبہ میاں بیوی کی طرح پہلے جیسے رہا کرتے تھے ایسے ہی رہنا حلال اور جائز ہے۔

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالبؓ قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعتها، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين.

(سنن کبریٰ للبيهقي، باب من قال الأقراء الحيض، دارالفكر بيروت ۱۱/۳۷۷، رقم:۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک، أو لم ترض لقوله تعالىٰ: فامسكوهن بمعروف من غير فصل. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، دارالكتاب ديوبند ۲/۲۷٤، اشرفيه ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا قديم ۱/٤۷۰، جديد ۱/۵۳۳، مختصر القدوري امداديه ديوبند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۰۴۵)

مطلقہ واحدہ سے بلا حلالہ نکاح درست ہے

سوال [۶۶۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی اہلیہ کو ۹ رمہینے پہلے ایک طلاق دی تھی، میرے دو بچے ہیں، میری اہلیہ اسی وقت سے اپنے میکہ میں ہے، بچے میرے پاس ہیں، اب میں دو بارہ ان کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں، میری اہلیہ کی بھی یہی خواہش ہے؛ لہٰذا اس کی شکل تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد اعجاز، پیرزادہ، گملے والی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف ایک طلاق دی ہے، تو ۹ رمہینے گذرنے کے بعد چونکہ عدت پوری ہوچکی ہے؛ اس لئے وہی طلاق بائن ہوگئی ہے؛ لہٰذا اب رجعت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اب بغیر حلالہ کے کسی بھی وقت نکاح کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

عن سماک قال: سمعت عکرمةؓ، یقول: الطلاق مرتان فإمساک بمعروف، أو تسریح بإحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثا فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لابن أبي شیبة، ما قالوا في الطلاق مرتان جدید مؤسسة علوم القرآن، بیروت ۱۹۷/۱۰، رقم: ۱۹۵۶٤)

وینکح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع. (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، زکریا ٥/٤٠، کراچي ۳/۴۰۹)

فإن طلقها ولم یراجعها؛ بل ترکها حتی انقضت عدتها بانت وهذا عندنا. (بدائع الصنائع بیروت ٤/۳۸۷، زکریا۳/۲۸۳)

إذا کان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن یتزوجها في العدة، وبعد

انقضائها الخ. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۲، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲رشوال المکرّم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۵۱/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۰/۱۴۳۴ھ

طلاق رجعی کے بعد کب تک رجوع کرسکتا ہے؟

سوال[۶۴۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تنبیہ کے واسطے ایک طلاق دی، پھر زید اپنی بیوی کے پاس سے ہٹ گیا۔ اب اگر زید رجوع کرلے تو کتنے روز کے اندر کرسکتا ہے؟

المستفتی: مقصود علی ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدی، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، خواہ اس کی نیت تنبیہ کرنے کی ہو، پھر بھی واقع ہوگئی؛ کیونکہ طلاق صریح میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب اگر زید رجوع کرنا چاہے، تو عدت کے اندر جس کی مدت تین حیض ہے رجوع کرسکتا ہے۔

أنت طالق يقع بها أي (بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح) واحدة رجعية، وإن نوى خلافها، أو لم ينو شيئًا. (تنوير الأبصار مع الدر، كراچي ۳/۲۴۷ تا ۲۴۹، زكريا ۴/۴۵۷ تا ۴۶۰)

وهي في حرة تحيض لطلاق، أو فسخ بعد الدخول حقيقة، أو حكما ثلاث حيض كوامل. (شامي، باب العدة، كراچي ۳/۵۰۴-۵۰۶، زكريا۵/۱۸۱)

قال الله تعالیٰ: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ. [سورة البقرة: ۲۲۹]

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالبؓ قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعتها، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين.

(سنن كبرىٰ للبيهقي، باب من قال الأقراء الحيض، دارالفكر بيروت ۱۱/۳۷۷، رقم:۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفيه ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا قديم ۱/٤۷۰، جديد ۱/۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۴۶۳/۳۶)

ایک طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا

سوال [۶۴۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے غصہ میں اپنی معلومات کے مطابق بیوی سے یہ الفاظ کہہ دیئے کہ اگر حصہ نہیں لے گی، تو ہمارے مذہب حنفی میں تین طلاقیں ہیں، میں تجھے صرف ایک طلاق دیتا ہوں، دو ابھی باقی ہیں یہ باتیں میں نے بہت سے گواہوں کے بیچ کہیں جس میں میرے بہن، بھائی ماں بیوی بھی ہیں اور یہ سب گواہ ہیں، پھر مغرب کے ٹائم سے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ ایک طلاق بھی میں واپس لے رہا ہوں۔ اب کوئی طلاق نہیں؛ لیکن میری بیوی نے ایک بھائی کو گلاؤٹھی ٹیلیفون کر دیا، وہ رات کو ایک بجے آکر اپنی بہن کو لے گئے کہ طلاق ہوگئی، اب میں برابر اپنی غلطی پر نادم ہوں اور اپنی بیوی کو لوگوں کے ذریعہ بلا رہا ہوں، مگر میرے سالے نہیں بھیجتے کہ طلاق ہوگئی، تو شرعاً میں اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا سکتا ہوں یا نہیں؟ اس واقعہ کو ایک مہینہ ۹؍دن ہوگئے ہیں۔

المستفتی: محمد عبدالغنی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے ایک طلاق دے کر یہ کہا ہے کہ میں رجوع کرتا ہوں، تو آپ کا رجوع کرنا صحیح ہے، عورت علی حالہ آپ کی بیوی ہے، آپ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں؛ لیکن آئندہ کبھی بھی اس کے بعد دو طلاق دیں گے، تو عورت بالکل حرام ہو جائے گی۔

إذا طلق الرجل امرأتــه تـطـليـقة رجعية، أو تطليقتين فلـه أن يـراجعها في عدتها. (عـالـمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣، هداية، اشرفی ديوبند ٢/ ٣٩٤، قدوري امداديه ديو بند ١٧٧)

والـرجـعة أن يقول: راجعتک، أو راجعت امراتي، أو يطأها. (هداية، اشرفـي ديـوبـنـد ٢/ ٣٩٥، مـجـمع الأنهر دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٢، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٦٩، جديد ١/ ٥٣٢)

قـال الله تـعـالىٰ: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ. [سورة البقرہ: ٢٢٩]

والإمساک بالمعروف هو الرجعة. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/ ٣٨٥)

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا. [البقرہ: ٢٣١]

عـن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فـذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيـه الـرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وإمـا يسـكـت عـنهـا حتـى تـنـقضي عدتها. (سـنـن كبـرىٰ لـلبيهـقـي، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨٢، رقم: ١٥٥٣٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵؍ ۶۹۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲؍ ۱۱؍ ۱۴۲۱ھ

تجھ کو طلاق دیتا ہوں کہنے کے بعد ساتھ رہنا

سوال[۶۴۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی رحمت جہاں جی کو بیس دن کا زچہ تھا، میرے اوران کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے میں نے ان سے کہا، جا میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں جا گھر جا یہ واقعہ عید کے وقت کا ہے اور وہ میرے پاس ہی تین چار ماہ رہتی رہی اور وہ اب اپنی والدہ کے گھر میں ہے اور اب وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں کہ کتنی طلاق واقع ہوئی۔والسلام

المستفتی: غضنفر اللہ ولد محمد سعید،محلّہ: یار وشاہ،مرادآباد(یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تجھ کو طلاق دیتا ہوں کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی ،مگراس کے بعد دونوں ساتھ رہ چکے ہیں؛ اس لئے رجعت بھی ہوگئی ہے؛ لہٰذا اب دونوں بلاشبہ ساتھ رہ سکتے ہیں، نکاح کی بھی ضرورت نہیں، جا گھر جا کے الفاظ کے بارے میں شوہر نے زبانی بیان دیا ہے کہ ان الفاظ سے صرف دھمکانے اور ڈرانے کا ارادہ تھا طلاق کا نہیں۔

والرجعة أن يقول راجعتك (إلى قوله) أو يطأها، أو يقبلها، أويلمسها بشهوة الخ. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۵)

فله أن يراجع و إن أبت ما دامت في العدة بقوله راجعتك، أوراجعت امرأتي، أو بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطء، ومس ونحوه. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۲)

كما تثبت الرجعة بالقول تثبت بالفعل وهو الوطء، واللمس عن

شهوة. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٦٩، جديد ۱/ ٥٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۱۳۰)

عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہے

سوال [۶۴۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دیدی اور عدت کے دوران اس کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا، پھر اس کو بھی طلاق دیدی، ابھی پہلی والی کی عدت نہیں گذری ہے کہ اس نے اس سے رجوع کرلیا، تو کیا یہ شکل درست ہے؟ اس میں نکاح کی ضرورت تو نہیں ہے اور اگر اس نے عدت گذرنے کے بعد اس کو اپنی زوجیت میں لانے کا ارادہ کیا ہے، تو کیا زید بذریعۂ نکاح اس کو زوجیت میں لاسکتا ہے؟ زید نے جو اپنی پہلی مطلقہ کی بہن سے نکاح کیا تھا، اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں جواب اگر ایک ہی ہے اوپر والی شکل کا تو کوئی بات نہیں اور اگر صورت دخول میں جو جواب ہے صورت عدم دخول کا جواب اس سے مختلف ہے، تو دونوں شکلوں یعنی صورت دخول اور عدم دخول کی الگ الگ وضاحت کردی جائے؟

المستفتی: فخر الحسن، موسیٰ پور، سنبھل، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے اپنی منکوحہ کی عدت رجعی میں اس کی بہن سے جو نکاح کیا ہے، وہ درست نہیں ہے؛ لہٰذا اپنی منکوحہ سے عدت میں رجوع کرنا درست ہے۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، ٢/ ٣٩٤)

اور انقضاءعدت کے بعد بذریعۂ نکاح اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے اور عدت کے دوران جس بہن سے نکاح ہوا تھا، اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہے۔

وإذا كـان الـطلاق بائنا دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انـقضاءها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٨، رقم: ٧٥٠٤، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٢، جديد ١/٥٣٥)

عن الحسن فلا تعضلوهن، قال حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه. قال: زوجت أختًا لي من رجل وطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فـقـلـت له زوجتك، وفرشتك، وأكرمتك، فطلقتها، ثم جئت تخطبها؟ لاوالله لاتـعـود إليك أبداً، وكان رجلا لا بأس به، وكانت المرأة تريد أن تـرجع إليه، فأنزل هذه الآية فلا تعضلوهن، فقلت: الآن أفعل يا رسول الله! قـال: فـزوجهـا إياه. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح إلا بولي ٢/٧٧٠، رقم: ٤٩٣٧، ف: ٥١٣٠)

قال الله تعالىٰ: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا. [البقرہ: ٢٣١]

عـن الـمسيـب أن عـلـي بـن أبـي طـالبؓ قال: إذا طلق الرجل امرأته فهـو أحـق بـرجـعتهـا، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين. (سنن كبرىٰ للبيهقي، دارالفكر بيروت ١١/٣٧٧، رقم: ١٥٧٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢١/ جمادی الاولیٰ ١٤١٩ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٣/ ٥٧٦٠)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢١/ ٥/ ١٤١٩ھ

دوران عدت رجوع کافی ہے نکاح کی ضرورت نہیں

سوال [٦٤٨٤]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کوطلاق رجعی دی، پھر اس کی بہن سے نکاح کرلیا، پھر ابھی عدت نہ گذری تھی کہ اس کو بھی طلاق دیدی اور پہلی والی سے رجعت کرلی، تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ جبکہ عدت کے دوران رجعت کرنا پایا گیا ہے، پھر نکاح نہیں کیا ہے؟

المستفتی: شمس احمد، سنبھل، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح حرام ہے، اب جبکہ شوہر نے اپنی پہلی مطلقہ رجعیہ بیوی سے عدت کے دوران رجوع کرلیا تو رجعت صحیح ہوگئی، دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔

حرم الجمع بين المحارم نكاحاً أي عقداً صحيحاً وعدة ولو من طلاق بائن وقوله من طلاق بائن شمل العدة من الرجعي. (شامي، كتاب النكاح، كراچي ٣/٣٨، زكريا٤/١١٦)

ولا يجوز أن يتزوج أخت معتدته سواء كانت العدة عن طلاق رجعي، أو بائن، أو ثلاث. (هندية، زكريا قديم ١/٢٧٩، جديد ١/٣٤٤)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، باب الرجعة، اشرفی ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٠، جديد ١/٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۷۰۱)

دومرتبہ طلاق کے بعد بیوی کو بہن کہنا

سوال [۶۴۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد اکرم ہوں میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں دومرتبہ

طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی اور دو مرتبہ کہا کہ تو میری بہن ہے؛ جبکہ حقیقت میں تقریباً ۲ ر مہینہ سے والد صاحب کے صدمہ اور دیگر مصائب سے میرا دماغی توازن صحیح نہیں ہے۔

المستفتی: محمد اکرم، سلیم پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر بیوی کو دوبارہ رکھ سکتے ہیں؛ البتہ آئندہ ایک مرتبہ بھی طلاق دیں گے تو طلاق مغلظہ واقع ہو کر ہمیشہ کے لئے بیوی حرام ہو جائے گی اور بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری بہن ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ البتہ ایسا کہنا درست نہیں۔

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ . (الدر المختار، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية اشرفيه ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣)

لو قال لها أنت أمي لا يكون مظاهرا و ينبغي أن يكون مكروها ، ومثله أن يقول يا ابنتي، ويا أختي ونحوه الخ. (هندية، زكريا قديم ١/ ٥٠٧، جديد ١/ ٥٦٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۰۶۹)

دوران گفتگو طلاق ہوگئی کہنا

سوال [۶۴۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری بیوی مجھ سے لڑ رہی تھی، میں اسے بار بار سمجھاتا رہا؛ لیکن وہ نہیں مانی اور کمرہ میں کنڈی لگا کر کمرہ بند کر کے بیٹھ گئی، مجھے اس پر بہت غصہ آیا، بہت دروازہ پیٹنے پر اس نے کنڈی کھولی، تو میں نے غصہ میں آکر ہاتھ پکڑ کر کمرہ سے باہر کردیا اور کہا اب یہاں سے نکل، پھر مزید وہ بحث کرتی رہی میں نے کہا تجھے طلاق ہوگئی، اب میں تجھے نہیں رکھوں گا، اس کے باوجود وہ زبان درازی کرتی رہی میں نے کہا کہ تو حجت کیوں کر رہی ہے، جو تو چاہتی تھی وہ ہوگیا، تیرا معاملہ صاف ہوگیا، تم اپنے گھر جا کر کچھ بھی کرو، تجھے طلاق ہوچکی ہے اور یہ بات میں نے بار بار کہی، اور بار بار میں نے جو طلاق ہوگئی کے الفاظ کہے ہیں، اس سے پہلی طلاق کی تاکید ہی مقصود تھی، اس کے علاوہ میرا کوئی ارادہ نہ تھا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس سے کتنی طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد ندیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ہاتھ پکڑ کر کمرہ سے باہر نکالتے ہوئے ''یہاں سے نکل'' جو کہا ہے وہ موقع و محل کے اعتبار سے کمرہ سے باہر نکلنے پر محمول ہے؛ اس لئے اس سے کوئی طلاق نہیں پڑی اور اس کے بعد دوران گفتگو جب اس نے پہلی بار ''طلاق ہوگئی'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ یہ اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق تنجیز طلاق کے حکم میں ہے، اگرچہ طلاق پہلے نہ دی ہو تب بھی اس وقت کے اقرار سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور بعد کے الفاظ اس کے لئے خبر اور تاکید کے حکم میں ہیں؛ اس لئے بعد کے الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی جیسا کہ شوہر کے بیان سے یہی بات واضح ہے کہ پہلی طلاق کی خبر دے رہا ہے؛ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں ایک طلاق رجعی کا اعتبار ہوگا اور عدت کے اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح دوبارہ زندگی گذارنے کی گنجائش ہوگی۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أوهازلاً وقع قضاء لا ديانةً. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه،كراچي ٣/ ٢٣٦، زكريا ٤/ ٤٤٠)

إن من أقر بطلاق سابق يكون ذلک إيقاعاً منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال. (مبسوط سرخسي، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ١٠٩)

ولو قال لامرأته أنت طالق، فقال له رجل ما قلت؟ فقال: طلقتها، أو قال: قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء، كذا في البدائع. (عالمگيري، مطلب إذا كررالطلاق على المرأة المدخول بها و نوى الإخبار، هندية، زكريا قديم١/ ٣٥٥، جديد ١/ ٤٢٣، نحو ذلك في الشامي، زكريا ٤/ ٥٢١، كراچي٣/ ٢٩٣)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في العدة. (اللباب في شرح الكتاب ٢/ ٢٨٠، بحواله فتاوى محموديه ١٢/ ٢٣٨، ونحو ذلك في بدائع الصنائع، زكريا ٣/ ٢٨٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۸؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۱۱۸۷)	۸؍۷؍۱۴۳۴ھ

ایک طلاق کے بعد رجوع پھر طلاق پھر رجوع

سوال [۶۴۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک بار طلاق دی، پھر اس سے رجوع کرلیا، کچھ دنوں کے بعد ایک طلاق پھر دی اور فوراً اس سے رجوع کرلیا۔ کیا اس صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور طلاق سابق اس میں شامل ہوجائے گی؟

المستفتی: شرف الدین، سیتاپوری، آج پور، تھانہ: تنبور، سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نکاح باقی ہے، پہلی طلاق کو شامل کر کے عورت پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن وشوہر کی طرح زندگی گذارنا جائز رہے گا۔

إنما یلحق الطلاق لمعتدة الطلاق الخ. (الدر المختار، کوئٹه ٢/ ٥١٤، زکریا٤/ ٥٥٠، کراچي ٣/ ٣١٣، فتاوی محمودیه قدیم ٤/ ١٠٠، جدید ڈابھیل ١٢/ ٢٠٥)

المعتدة بعدة الطلاق یلحقها الطلاق. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ٢/ ٤٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة، أو تطلیقتین فله أن یراجعها في عدتها. (هدایة، اشرفی دیوبند ٢/ ٣٩٤، هندیة، زکریا قدیم ١/ ٤٧٠، جدید ١/ ٥٣)

البتہ آئندہ جب بھی ایک طلاق دے گا تو مغلظہ ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٦/ صفر المظفر ١٤٠٨ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٣/ ٥٢٢)

بغیر نیت طلاق کے شوہر کا کہنا ”مجھے ہاتھ مت لگاؤ ورنہ گنہ گار ہوگی

سوال [٦٤٨٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو تم میرا اکثر کہنا نہیں مانتی ہو، جس بات کو میں منع کرتا ہوں اس کو کرتی ہو، میں تمہیں ایک طلاق دے چکا ہوں، تم ہوشیار رہو، میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور فوراً ہی یہ کہا جب تم میرا کہنا نہیں مانتی تو مجھ سے کیا واسطہ، یہ سب کچھ ذرا غصے میں ڈرانے کی غرض سے کہا، یہاں شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی، پھر تھوڑی دیر کے بعد بیوی

اس کے پاس آ گئی، تو پھر اس نے اس کو ڈرانے کی غرض سے یہ کہا کہ تم مجھے ہاتھ مت لگانا، اگر ہاتھ لگاؤ گی تو گنہگار رہوگی اور چار مہینے تک عدت گذارو، اس کے بعد ہمارا اور تمہارا معاملہ ختم، اس بات کے کہنے سے اس کی نیت طلاق کی نہیں تھی، شوہر نے چار مہینے سے پہلے ہی ڈہائی مہینے کے بعد اپنی بیوی سے صحبت کر لی اور باقاعدہ آپس میں رہنے لگے، اور عہد کر لیا کہ ایسی باتیں اب نہیں کریں گے، اب شوہر نے کچھ فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا، اس میں طلاق کا بیان پڑھا تو اس کو یہ شک ہوگیا کہ ہماری زندگی کہیں خلاف شرع تو نہیں گذر رہی ہے؛ اس لئے اس مسئلہ کے بارے میں علمائے دین سے رجوع کیا جا رہا ہے، تاکہ خلاف شرع زندگی سے بچ جائیں علماء اس کا جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں اطمینان بخش دیں کہ مذکورہ باتوں کے کہنے سے کوئی طلاق تو واقع نہیں ہوئی ہے؟

المستفتی: عتیق الرحمٰن، لالپور کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شوہر کا قول میں تمہیں ایک طلاق دے چکا ہوں، اس سے بلانیت ایک صریح طلاق رجعی واقع ہوگئی، ڈھائی مہینے کے بعد صحبت کے وقت تک اگر تین حیض نہیں گذرے ہیں تو رجعت بھی ثابت ہوگئی اور بعد کی زندگی حلال طریقے سے رہی ہے، بقیہ الفاظ سے اگر طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو ان سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوگا۔

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولايحتاج إلى نية وهو أنت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١١)

صريحه ما لم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتک، وأنت طالق، و مطلقة ويقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراچي ٣/ ٢٤٧، تا ٢٤٩، زكريا ٤/ ٤٥٧ تا ٤٦٠)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية –إلى قوله– فله أن يراجعها

في عدتها . (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣، هداية اشرفيه ديو بند ٢/ ٣٩٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٠ / شوال المکرّم ١٤٠٧ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٣/ ٦٦٧)

بلا نیت کے طلاق طلاق کہنا

سوال [٦٤٨٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سرفراز عالم کا عقد نکاح ہمراہ راشدہ خاتون ہوئے عرصہ تقریباً چھ سال کا ہوا، جس کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی دو بچے ہیں، تاریخ ٥/ فروری ١٩٩٠ء کی رات کو میں اپنی سسرال گیا جہاں میری بیوی گئی ہوئی تھی کھانا کھانے لگا کھانا کھانے کے بعد میں نے اپنی زوجہ سے کہاں میں جا رہا ہوں جس پر انہوں نے سخت لہجہ میں بات کی اس کے بعد ساس سالیوں اور سالوں سے گرما گرمی ہوئی اور ان لوگوں نے کافی مجھے برا بھلا کہا اور کہا کہ آج فیصلہ کر لیا جائے، اس پر میری ساس نے میرے اوپر دباؤ دیا آج فیصلہ اور معاملہ کو نمٹا لو میری گود میں میرا بچہ تھا اور میں گھر سے باہر آنا چاہتا تھا، ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور اندر کمرے میں لے جا کر مار پیٹ کرنا چاہتے تھے، میں نے اپنے بچاؤ کے لئے تین مرتبہ یہ الفاظ ایک سانس میں ادا کئے، طلاق، طلاق، طلاق میں خدا کو حاضر وناظر کر کے کہتا ہوں کہ میں نے یہ الفاظ اپنی بیوی کے حق میں نہیں کہا ہے اور نہ ہی میں نے بیوی کی طرف نسبت کی ہے؛ بلکہ زبردستی کرنے والوں کے پنجوں سے نکلنے کے لئے محض یہ الفاظ سنانا مقصود تھا تاکہ چھٹکارا پا کر نکل جاؤں۔

المستفتی: سرفراز عالم، محلّہ: گوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی بیوی کے حق میں مذکورہ الفاظ نہیں کہا ہے

اور نہ ہی بیوی کی طرف نسبت کی ہے؛ بلکہ صرف لفظ طلاق زبان سے نکال کر چھٹکارہ ہی مقصد تھا، تو بیوی پر طلاق نہیں ہوئی ہے، نکاح بدستور باقی ہے؛ کیونکہ وقوع طلاق کے لئے فی الجملہ نسبت لازم ہے چاہے ظاہری ہو یا معنوی۔

لم يقع بتركه الإضافة إليها. وتحته في الشامي: لو قال امرأة طالق، أو قال طلقت امرأة ثلاثا، وقال لم أعن امرأتي يصدق الخ (شامي، كراچي، باب الصريح ٣/٢٤٨، زكريا ٤/٤٥٨)

رجل قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثا، وقال: لم أعن به امرأتي يصدق. (فتاوى قاضي خان، زكريا ١/٢٨٢، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/٤٦٥، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٤٢١، رقم: ٦٥٧٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۷۸)

میں نے تم کو طلاق دیدی

سوال [۶۴۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیدی اور اس کی بیوی سامنے موجود تھی اور اس کی بیوی نے کوئی جواب بھی نہیں دیا اور اس شخص نے اپنی زبان سے طلاق کی تعداد متعین نہیں کی، تو کتنی طلاق واقع ہوگی اور اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کے مطابق شرعی فیصلہ فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالماجد، ۲۴؍ پرگنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تم کو طلاق دیدی کا لفظ صرف ایک دفعہ زبان سے نکالا ہے، تو اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، اگرچہ تعداد کا ذکر نہ کیا ہو۔

صـريحه مالم يتسعمل إلا فيه كطلقتك، وأنت طالق، ومطلقة، ويقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر، كراچي ٣/ ٢٤٧، زكريا ٤/ ٤٥٧ تا ٤٦٠)

صـريـحـه مـا استـعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطـلـقة وطلقتك وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۹۵۳)

دومرتبہ طلاق دی تیسری مرتبہ کہا طلاق دیدوں گا

سوال [۶۴۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سراج الدین نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا میں نے اسے طلاق دی، طلاق دی؛ جبکہ مکان کے اندر تین چار اور فیملیاں رہتی ہیں، ان سے جو معلومات کی طلاق کے متعلق تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ سراج الدین نے دو دفعہ طلاق دی اور سراج الدین کی بیوی سے جو دریافت کیا کہ طلاق تم کو کتنی بار دی، تو اس نے کہا میں نے کچھ نہیں سنا، میں مار کے ڈر کی وجہ سے برابر والے باورچی خانہ میں چلی گئی تھی، پھر سراج الدین نے اپنی ساس سے پندرہ منٹ بعد کہا کہ میں طلاق دے دوں گا، اپنی لڑکی کو گھر لے جاؤ اور سامان بھی لے جاؤ اور مہر کے لئے یہ کہا کہ میں نے جو مکان لیا ہے، اس میں گیارہ ہزار روپئے لگائے ہیں، وہ مکان لے لو تو آپ بتائیے کہ سراج الدین کی بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟ اگر سراج الدین اپنی اسی بیوی کو رکھنا چاہے تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد فاضل، بقلم خود راعینی سمبھلی گیٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر سائل کا بیان صحیح ہے تو مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں عدت کے اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها، كقوله أنت طالق، أنت طالق.

(الدر المختار، كراچي ۳/ ۲۵۲، زكريا ٤/ ٤٦٣، باب الصريح)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعيتان إذا كانت مدخولا بها.

(مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، جديد ۱/ ٥۳۳، هدايةاشرفيه ديو بند ۲/ ۳۹٤، مختصر القدوري امداديه ديو بند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۴۱۹)

بیوی سے دو مرتبہ طلاق دی کہنا

سوال [۶۴۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپسی جھگڑے کے دوران زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی ہندہ کو دو بار یہ الفاظ کہے میں نے طلاق دی، طلاق دی، جب ہم چار اشخاص وہاں پہونچے اور ہم نے دونوں شوہر و بیوی کے بیان لئے تو دونوں نے یہ اقرار کیا کہ مندرجہ بالا الفاظ دو بار ہی کہے ہیں؛ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟ برائے کرم مفصل جواب تحریر فرمایا جائے نوازش ہوگی۔ بیان لینے والے حضرات کے اسماء یہ ہیں:

۱. جناب صغیر احمد ۲. جناب حاجی رونق علی ۳. جناب برکت علی ۴. جناب انیس احمد

المستفتی: صغیر احمد سیفی، رام نگر، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں بشرط صحت سوال بیوی پر دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن وشوہر کی زندگی گذار سکتے ہیں؛ لیکن یہ یادرہنا چاہئے کہ آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دیگا، تو بیوی بالکل نکاح سے خارج ہوجائے گی دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها، کقوله أنت طالق، أنت طالق .

(الدر المختار، مطبوع کوئٹہ ٢/٤٦٨، کراچي ٣/٢٥٢، زکریا٤/٤٦٣)

فصار أنت طالق، أنت طالق فیقع رجعیتان إذا کانت مدخولا بها .

(مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ٢/١٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍محرم الحرام ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍۱۰۸۵)

دوطلاق کے بعد شوہر کے لئے بیوی کو رکھنے کا حق ہے

سوال [۶۴۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رات کا وقت تھا بیوی نے ناراضگی میں طلاق مانگی اور میں دومرتبہ طلاق، طلاق کہا، میاں بیوی کے درمیان کی بات ہے، اس وقت وہاں اور کوئی نہیں تھا، میں خدا کو حاضر وناظر سمجھ کر قسم کھا کر کہتا ہوں دومرتبہ طلاق دی ہے، تو شریعت کی رو سے دوطلاق ہوئیں یا بیوی حرام ہوگئی؟ واضح رہے دوطلاق دینے کے بعد بیوی ہمارے گھر ایک مہینہ میاں بیوی کی طرح رہتی رہی، پھر میکہ چلی گئی اب نہیں آتی اور کہتی ہے کہ تین طلاق دی ہے، تو کس کی بات مانی جائے گی شوہر کی یا بیوی کی؟ یہ عورت پانچ بچوں کی ماں ہے شرعی حکم لکھدیں۔

المستفتی: رئیس احمد، نیا گاؤں اکبر پور کانٹھ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: صورت مسئولہ میں شوہر قسم کھا کر دو طلاق دینے کے بارے میں کہہ رہا ہے، تین طلاق کا انکار کررہا ہے اور عورت تین طلاق دینے کا دعویٰ کر رہی ہے، تو عورت کے ذمہ تین طلاق دینے پر گواہ پیش کرنا ضروری ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعى واليمين على المدعي عليه. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام، باب ماجاءِ في أن البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه، النسخة الهندية ۱/ ۲۴۹، دارالسلام بيروت رقم: ۱۳۴۱)

اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں؛ اس لئے شرعی اعتبار سے شوہر کی بات مان کر دو طلاق ہی کا اعتبار کیا جائے گا اور چونکہ دو طلاق کے بعد دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے رہے؛ اس لئے رجعت بھی ہوگئی؛ لہٰذا اب بیوی کو شوہر کے پاس آکر حقوق زوجیت ادا کرنا ضروری ہے، تین طلاق کا بہانہ کرنا جائز نہیں۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض، والرجعة أن يقول راجعتك إلى أن قال أو يطأها، أويلمسها الخ. (هداية، باب الرجعة اشرفى ديوبند ۲/ ۳۹۴، ۳۹۵، هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۰، جديد ۱/ ۵۳۳، مختصر القدوري امداديه ديوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۰۷۷)

دوبار طلاق دینے کے بعد رجعت کرنا

سوال [۶۴۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میری ماں سے میرے شوہر کا میرے لڑکے کے بارے میں جھگڑا

ہو رہا تھا، میری اپنے شوہر سے کوئی ناراضگی نہیں تھی، میری ماں نے کہا میں لڑکے کو ساتھ لے کر جاؤں گی، میرے شوہر نے بھیجنے سے انکار کر دیا، پھر کہا کہ مجھے مجبور مت کرو، اگر لڑکے کو ساتھ لیجاؤ گی تو بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤ اسی بات پر میرے شوہر نے حالت ناپاکی میں دو بار لفظ طلاق طلاق کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔ اب میں اپنے شوہر ہی کے پاس رہنا چاہتی ہوں، میرے شوہر کا بھی یہی بیان ہے کہ میری بیوی سے کوئی ناراضگی نہیں تھی ساس ہی کی ناراضگی کی بناء پر میں نے دو بار طلاق، طلاق کہا میری ساس نے قسم دیدی تھی کہ جو تمہیں کرنا ہوا بھی کردو؛ اس لئے یہ بات کہی۔

المستفتی: محمد کامل، دریاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں دوطلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں عدت کے اندر رجعت کر کے رکھنے کی اجازت ہے اور آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دے گا تو بیوی بالکل حرام ہو جائے گی۔

وقعتا رجعتين لو مدخولابها كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(الدرالمختار، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍رجب المرجب ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵؍۶۸۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸؍۷؍۱۴۲۱ھ

دومرتبہ طلاق کے بعد ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۴۹۵]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی شافعہ خاتون کو دومرتبہ طلاق دیدیے، کیااس کواپنے پاس رکھ سکتا ہوں یانہیں؟ شریعت کاحکم تحریر فرمادیں؟

المستفتی: حیدرعلی، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حسب تحریرسوال آپ کی مذکورہ بیوی پر دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں؛ البتہ عدت کے اندر رجعت کر کے پہلے کی طرح رہنے کی گنجائش ہے اورآئندہ کبھی بھی ایک طلاق دے گا، تو بیوی کلی طور پرحرام ہوجائے گی۔

لو نوي بطالق واحدة، وبالطلاق أخرىٰ وقعتا رجعتين. (شامي، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢)

ولو قال: أنت طالق الطلاق، وقال عنيت بقولي طالق واحدة وبقولي الطلاق أخرىٰ يصدق فتقع رجعيتان. (هندية، زكريا قديم ١/٣٥٥، جديد ١/٤٢٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
۱۱؍ ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۸۱۳)

دوطلاق رجعی کے بعد رجعت کی گنجائش

سوال [۶۴۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمیم النبی نے اپنی بیوی کتاب النساء کواس طرح کہا کہ میں

نے تجھ کو طلاق دی؛ لیکن اس کی بیوی نے نہیں سنا، بیوی کچھ دوری پر بچہ کو چپ کررہی تھی؛ البتہ اس کی لڑکی نے سنا، جو اس وقت وہاں موجود تھی، لڑکی نے جا کر باپ کے منھ کو بند کیا، تو اس نے دوسری مرتبہ بھی کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو بتلائیں کہ مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی طلاق ہوگی۔ نیز اگر وہ بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے تو کیا شکل ہوسکتی ہے؟

المستفتی: شمیم النبی، مفتی ٹولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں شمیم النبی نے اپنی بیوی کو دومرتبہ طلاق دی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اس سے بیوی پر دو طلاق رجعی پڑ گئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۳۳۲)

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق. (شامي، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٠، جديد ١/٥٣٣)

ولو قال لها: أنت طالق طالق أو أنت طالق أنت طالق تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولا بها. (هندية، زكريا قديم ١/٣٥٥، زكريا جديد ديو بند ١/٤٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۶۶۵)

دو طلاق کا شرعی حکم

سوال [٦٤٩٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مظفر حسین نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی، اور مظفر حسین اس کا حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور جس وقت طلاق کا واقعہ پیش آیا وہاں ان کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود تھی، لڑکی یہ کہتی ہے کہ میں نے کچھ نہیں سنا اور لڑکا تین طلاق کی گواہی دیتا ہے اور گواہی دینے والے لڑکے کا اپنے والد کے ساتھ اختلاف کئی سالوں سے چل رہا ہے اور بول چال بھی بند ہے، ایسے حالات میں اس نے گواہی دی ہے اور طلاق کے واقعہ کو ڈھائی تین سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔

المستفتی: مظفر حسین، حسن پور، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر خود اپنی زبان سے دو طلاق کا اقرار کرتا ہے اور دو مرتبہ طلاق دینے سے دو طلاق رجعی واقع ہوتی ہیں عدت کے اندر اندر رجعت ہوسکتی ہے؛ لیکن سوال نامہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس واقعہ کو ڈھائی تین سال گذر چکے ہیں، تو اگر طلاق کے واقعہ کے بعد سے میاں بیوی تین ماہواری کے زمانہ تک ایک ساتھ نہیں رہے ہیں، تو وہ طلاق طلاق بائنہ ہوگئی ہے آئندہ اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو باقاعدہ گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول بلا حلالہ نکاح کر کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے اور لڑکے کا تین طلاق کی گواہی دینا؛ اس لئے معتبر نہیں ہے کہ باپ بیٹے کے درمیان دشمنی چل رہی تھی۔

نیز ایک آدمی کی شہادت معتبر نہیں ہوتی؛ اس لئے یہاں بیٹے کی شہادت کا اعتبار نہیں۔

رجل قال لامرأته بعد الدخول بها: أنت طالق، أنت طالق تقع ثنتان.

(تاتارخانية، زكريا ٤/ ٢٢٩، رقم: ٦٥٩٥، در مختار، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٥، جديد ١/ ٤٢٣)

إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضاء ها. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٢، جديد ١/٥٣٥، تاتارخانية، زكرياه/١٤٨، رقم: ٧٥٠٤، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩)

ونصابها لغيره من الحقوق سواء كان الحق مالاً، أو غيره كنكاح، وطلاق......رجلان، أو رجل امرأتان. (در مختار، زكريا٨/١٧٨، كراچي ٥/٤٦٥، هداية اشرفي ديوبند ٣/١٥٤، البحرالرائق، كوئٹه ٧/٦٢، زكريا٧/١٠٤، الجوهرة النيرة، امدادية ملتان ٢/٣٢٦، دارالكتاب ديوبند ٢/٣٠٩)

وجاز على أصله إلا إذا شهد على أبيه لأمه. (در مختار، كراچي ٥/٤٧٨، زكريا٨/١٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٨ر جمادی الثانیہ ١٤٣٣ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٩/ ١٠٧٢١)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٨/٦/١٤٣٣ھ

دوطلاق کے بعد بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونے سے رجعت کا تحقق

سوال [٦٤٩٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی میں آپس میں جھگڑے کے دوران شوہر نے بیوی سے کہا کہ اپنے بڑوں کو بلاؤ، اس پر بیوی نے کہا کہ مجھے اپنے تینوں بچوں کی قسم ہے کہ میں تم سے طلاق لوں گی، اس پر شوہر نے دوبار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ طلاق کے دوسرے دن اس نے عورت سے صحبت بھی کرلی۔

المستفتی: عبد الرؤف، بڑی مسجد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر دوطلاق رجعی واقع

ہوچکی ہیں اور جب شوہر نے اس کے بعد بیوی سے صحبت کرلی ہے، تو اس سے رجعت بھی ثابت ہوچکی ہے۔ اب میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق. (در مختار، كراچي ۳/ ۲۵۲، زكريا ٤/ ٤٦٣)

ولو قال لها: أنت طالق طالق أو أنت طالق، أنت طالق......تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولا بها. (هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٥، جديد ١/ ٤٢٣)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعيتان إذا كانت مدخولا بها. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلميلة بيروت ٢/ ١٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۸۱۶/۳۴)

دو طلاق رجعی کی صورت میں بلا حلالہ نکاح درست ہے

سوال [۶۴۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک گواہ کی موجودگی میں دو طلاق دی، موجود گواہ نے دوسری مرتبہ کے بعد اس کے منھ پر ہاتھ رکھ دیا، اس حادثہ کو تقریباً ایک سال گزر چکا ہے، میاں بیوی تب سے بالکل علاحدہ رہتے ہیں، ان کے درمیان مباشرت نہیں ہوئی، زوجیت، عدت ونکاح کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: نیاز مند حاجی اشتیاق احمد، ہلدوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر مذکورہ واقعہ کا اقرار کرتا ہے تو بیوی پر دو طلاق صریح رجعی واقع ہوئی تھیں؛ لیکن عدت ختم ہوجانے کی وجہ سے بائن ہوگئیں، بلا حلالہ دوبارہ نکاح صحیح کرکے آپس میں باعصمت زندگی گذار سکتے ہیں۔

عن سماک قال: سمعت عکرمة رضؓ، یقول: الطلاق مرتان فإمساک بمعروف، أوتسریح بإحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثا فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لإبن أبي شیبة، ماقالوا في الطلاق مرتان، جدید مؤسسه علوم القرآن، بیروت ۱۰/۱۹۷، رقم:۱۹۵٦٤)

فإن طلقها ولم یراجعها؛ بل ترکها حتی انقضت عدتها بانت وهذا عندنا. (بدائع الصنائع بیروت ٤/۳۸۷، زکریا۳/۲۸۳)

وینکح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع .

(الدر المختار، کراچي۳/۲۰۹، زکریا۵/٤۰)

إذا کان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن یتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هندیة، زکریا قدیم ۱/٤۷۲، جدید ۱/۵۳۵، هدایة اشرفي دیو بند۲/۳۹۹، تاتارخانیة، زکریا۵/۱٤۸، رقم:۷۵۰٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲ ۴۵۲)

دو مرتبہ طلاق کے بعد تین حیض گذر گئے کیا حکم ہے؟

سوال [۶۵۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد عمران مبارک بن اصغر حسین ۶۵ سی آر لیونو، تھانہ: بہو بازار کولکتہ سے میری اہلیہ شبانہ یاسمین بنت امام الدین انصاری کے ساتھ ۱۴ر فروری ۲۰۰۸ء کو آپس میں تناؤ اور جھگڑا ہوا اور آپس میں حجت وتکرار بھی ہوگئی، جس کی بنیاد پر لڑکی نے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دی، جس کی وجہ سے میں نے اسے دو تین طمانچہ مار دیئے اور آپس میں گالم گلوچ بھی ہوگئی، اس کے بعد آپس میں تناؤ اور جھگڑا کا ماحول بڑھ گیا اور پھر میں جب رات

کو آفس سے آیا اور اپنی اہلیہ کو کہا کہ ہم کو مارنا نہیں چاہئے تھا تم مجھے معاف کردو، اس کے بعد آپس میں صلح ہوگئی اور میری اہلیہ نے مجھ سے وعدہ بھی کرلیا تھا کہ یہ سارا واقعہ اپنی امی سے نہیں بتلاؤں گی، اس کے باوجود اس نے سارا واقعہ اپنی والدہ سے بتلادیا، منگل ۲۶ر فروری ۲۰۰۸ء کو جب میں دکان جارہا تھا، تو اس کے بعد سے آپس میں اور بھی تناؤ کا ماحول بڑھ گیا اور اس کے بعد میری زبان سے جہاں تک یاد ہے صرف میں نے لفظ طلاق طلاق کہا یہ جملہ میں نے دومرتبہ دہرایا؛ جبکہ میری بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق دیا کہا ہے، میں نے اپنی والدہ سے بھی تصدیق کرلی کہ میری زبان سے صرف طلاق ہی دومرتبہ نکلا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا؛ لہٰذا از روئے شرع طلاق ہوگی یا نہیں ہوگی؟ ہوگی تو کتنی؟ واضح رہے کہ طلاق ملنے پر لڑکی فوراً اپنے میکہ چلی گئی اور آج تک میکہ میں ہے؛ جبکہ مکمل تین حیض سے زیادہ ہوچکا ہے، اگر طلاق ہوگئی تو نکاح کرکے جاسکتی ہے اور لڑکی کسی قیمت پر جانے کو راضی نہیں ہے، تو کیا عقد ثانی کے لئے لڑکی آزاد ہے یا نہیں؟ گود میں ڈیڑھ سال کا لڑکا بھی ہے اس کا کیا ہوگا، شوہر سے خرچ کب تک ملے گا اور کتنا ملے گا اور لڑکا ماں کے پاس کب تک رہے گا اور لڑکے کو ماں اپنے پاس ہی رکھنا چاہے تو کس طرح رکھ سکتی ہے؟

المستفتی: امام الدین، محلّہ: پٹیالہ، کلٹی بردوان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپس میں جھگڑا اور تکرار کے دوران لڑکی کا شوہر کو یہ کہنا کہ میں نے تم کو طلاق دی، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ طلاق دینے کا حق بیوی کو نہیں، شوہر کو ہے اور اس کے بعد کے واقعہ میں جانبین کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ شوہر نے طلاق کا لفظ صرف دو ہی مرتبہ زبان سے نکالا ہے، صرف اختلاف اس بارے میں ہے کہ لفظ طلاق، طلاق کہا ہے یا ساتھ میں ''طلاق دی'' کا لفظ کہا ہے، اس اختلاف کے باوجود دونوں کے دعوی کے مطابق صرف دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں؛ لہٰذا عدت کے اندر رجعت کی گنجائش تھی اور اب جب سوال نامہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تین

ماہواری سے زیادہ وقت گذر چکا ہے،تو اب رجعت کی گنجائش نہیں رہی آپس کی رضا مندی سے بغیر حلالہ کے نکاح کی گنجائش ہے۔

لأن المرأة لا تملك الطلاق؛ بل هو ملكه. (شامي، كتاب الطلاق، باب الخلع، كراچي ٣/٤٤٢، زكريا ٥/٨٩)

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ (در مختار، كراچي٣/٢٥٢،زكريا ٤/٤٦٣، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ٢/١٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٥٥، جديد ١/٤٢٣٣)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت وهذا عندنا. (بدائع الصنائع، زكريا٣/٢٨٣)

وينكح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع. (الدر المختار، كراچي٣/٤٠٩، زكريا٥/٤٠)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هندية، زكريا قديم١/٤٧٢، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا٥/١٤٨، رقم: ٧٥٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۹۷۰۷/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۷/۱۵ھ

دوطلاق کے بعد پانچ ماہ گذر گئے کیا حکم ہے؟

سوال [۶۵۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو داماد اور لڑکی کے جھگڑے کے مسئلہ میں بات نہ ماننے کی بنا پر دوبار طلاق دیدی ہے،طلاق دیئے ہوئے پانچ ماہ گذر گئے ہیں،تو کیا ایسی صورت میں میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: محمد صابر خاں،سالار پور جے پی نگر (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور صرف دو ہی بار طلاق کے الفاظ استعمال کیے ہیں، تو اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے اور عدت گذر گئی ہے، تو رجعت کی گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ آپس کی رضا مندی سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر کے رکھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ (در مختار، كراچي٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٥، جديد ١/ ٤٢٣)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديو بند٢/ ٣٩٤)

إذا انقضت العدة فقد بطل حق المراجعة. (المحيط البرهاني، الفصل الثاني وعشرون في مسائل الرجعة المجلس العلمي بيروت٥/ ١٨٣)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت وهذا عندنا. (بدائع الصنائع ، زكريا٣/ ٢٨٣)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هندية، زكريا قديم١/ ٤٧٢، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا٥/ ١٤٨، رقم: ٧٥٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۸۱/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۱۴ھ

دومرتبہ طلاق دینے کے بعد سات آٹھ ماہ گذر گئے

سوال [۶۵۰۲]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو جھگڑے کے دوران دومرتبہ طلاق دیدی، اس واقعہ کو تقریباً ۷/۸/ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اب کیا وہ عورت اپنے شوہر کے پاس آسکتی ہے یا نہیں یا اس عورت کو دوسرے آدمی سے نکاح کرنا ہوگا یا پہلے ہی شوہر سے ہوسکتا ہے؟

المستفتی: خلیل احمد سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر واقعی صرف دوہی مرتبہ طلاق دی گئی تھی، تو دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں؛ لیکن اب ۷/۸/ ماہ میں عدت بھی گذر گئی ہوگی؛ اس لئے اب بائنہ ہوگئی؛ لہٰذا دوبارہ نکاح کرکے زوجیت میں لائی جاسکتی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ

(در مختار، كراچي۳/ ۲۵۲، زكريا ۴/ ۴۶۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۳، هندية، زكريا قديم ۱/ ۳۵۵، جديد ۱/ ۴۲۳)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (هندية، زكريا قديم۱/ ۴۷۲، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكرياه/ ۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۵/ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۸۲/۳۱)	۱۴۱۵/۲/۲۵ھ

رجعت کے بعد دوسری طلاق دینا

سوال [۶۵۰۳]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دوران عدت رجوع کرلیا اورمیاں بیوی بن کر رہنے لگے، ٹھیک ایک سال کے بعد ایک اور طلاق دیدی، اس وقت عورت اپنے میکہ میں ہے اور پھر اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں صرف نکاح سے میاں بیوی بن جائیں گے یا حلالہ کی ضرورت پڑے گی؟

المستفتی: ضیاء الرحمٰن، سلیم مسجد چوہان بانگر، دہلی-۵۳

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، زید کو عدت کے اندر اندر رجوع کا حق ہے، نکاح کی ضرورت نہیں؛ لیکن اس کے بعد کبھی بھی ایک طلاق دیگا، تو اب پہلی دو ملا کر مغلظہ ہوجائے گی اور بغیر حلالۂ شرعیہ کے نکاح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/ ۲۶۴)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣، مختصر المعاني امداديه ديوبند ١٧٧) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۸۴۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/ ۷/ ۱۴۲۲ھ

طلاق رجعی کی عدت پوری ہونے کے بعد دی گئی طلاق کا حکم

سوال [۶۵۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ برکت علی نے ۲۹؍ جنوری ۲۰۰۰ء کے اخباری اعلان کے ذریعہ اپنی زوجہ رخسانہ پروین کو خبر دی کہ ”میرا اپنی پتنی رخسانہ پروین سے ۱۵؍ مہینہ پہلے طلاق ہوچکی ہے، جب سے دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہا، پھر ۶/ ۱/ ۲۰۰۰ء کو بذریعہ تحریر طلاق دی،

جس میں لکھا ہے کہ آج مؤرخہ: ۱۶/۴/۲۰۰۰ء فریق اول کو تین بار طلاق طلاق طلاق زبانی وتحریری طور پر طلاق دے کر آزاد کردیا ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ پہلی اخباری اطلاع سے کونسی طلاق ہوئی اور پھر دوسری تحریر سے کون سی طلاق ہوئی، اب عدت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ عدت پہلی طلاق سے پوری ہوچکی یا اب کرنی ہوگی؟ اگر عدت کرنی ہو تو کہاں کرے شرعی حکم تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔

المستفتي: شرافت حسین، قاضی ٹولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی مرتبہ جو طلاق دی ہے اس سے شرعی طور پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، مگر اس درمیان میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات نہیں رہے اور نہ ہی شوہر نے رجوع کیا ہے؛ لہٰذا طلاق کے بعد سے تین مہینہ گذرجانے کی وجہ سے بائنہ ہوگئی۔ اب دونوں کے درمیان رشتۂ ازدواج باقی نہیں رہا، تو اگر تین مہینہ میں تین ماہواری آچکی ہے تو اخباری اطلاع سے ایک سال پہلے بائنہ ہوچکی تھی، اس کے بعد دوبارہ جو تین طلاق زبانی دی گئی ہیں، وہ معتبر نہیں ہیں؛ اس لئے کہ جس وقت یہ تین طلاق دی جارہی تھیں اس وقت رشتۂ نکاح باقی نہیں تھا؛ اس لئے یہ طلاق واقع نہیں ہوئیں اور عدت زبانی تین طلاق دینے سے ایک سال پہلے پوری ہوچکی ہے؛ لہٰذا اب دوسری جگہ نکاح کرنے کے لئے دوبارہ عدت گذارنے کی ضرورت نہیں۔

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير –إلى قوله– الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين ،فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها ، فتكون أحق بنفسها.

(سنن کبریٰ للبیهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/ ۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

فإن بعد ما طلقها واحدة، أو ثنتين، فانقضت عدتها لو طلقها

لا يصح طلاقه. (فتاوى تاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩١، رقم: ٦٥٠٣)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت.

(بدائع الصنائع بيروت ٤/ ٣٨٧، زكريا ٣/ ٢٨٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۴۳۲)

مطلقہ مغلظہ سے نکاح کے لئے محض نکاح ثانی کافی نہیں

سوال [۶۵۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد اسلم نے اپنی بیوی شہناز پروین کو تین طلاق دیدیں، عدت کے بعد دوسرے لڑکے محمد مسلم سے نکاح ہو گیا: لیکن وہ اس کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوا اور صبح کو طلاق دیدی، پھر محمد اسلم نے نکاح کرلیا، کچھ عرصہ اسلم نے اسے رکھا، پھر اس نے طلاق دیدی، اس طلاق کے فوراً بعد میں محمد حنیف نے اس لڑکی سے نکاح کرلیا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ میرا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوا یا نہیں ہوا، اگر نہیں تو شرعاً اب کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد حنیف، محلّہ: عیدگاہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محمد اسلم نے جب تین طلاق دیدیں، تو عدت کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ شرعی نکاح اور ہمبستری کے بعد طلاق حاصل ہو جائے اور عدت بھی گذر جائے تب محمد اسلم کا نکاح صحیح ہوسکتا ہے اور مذکورہ صورت میں شوہر ثانی محمد مسلم کے ساتھ صرف عقد نکاح ہوا ہے اور خلوت وہمبستری نہیں ہوئی؛ اس لئے بغیر شب باشی کے جو طلاق ہوئی وہ طلاق بائن ہوئی ہے اس صورت میں محمد اسلم سے نکاح صحیح نہیں ہوسکتا، محمد اسلم کے علاوہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح جائز ہے؛ لہٰذا محمد مسلم کی طلاق کے بعد محمد اسلم

سے نکاح شرعی نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہوا ہے، اس کے ساتھ مرد وزن کی طرح رہنا حرام کاری بدکاری زنا کاری ہوئی ہے۔ نیز محمد اسلم کی طلاق کے بعد محمد حنیف کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے وہ نکاح صحیح ہے؛ اس لئے کہ اسلم کے ساتھ نکاح صحیح ہونے کے لئے محمد مسلم کی ہمبستری لازم تھی اور ہمبستری نہیں ہوئی اور محمد حنیف کے ساتھ نکاح صحیح ہونے کے لئے لازم نہیں تھی؛ اس لئے حنیف کے ساتھ نکاح درست ہوا ہے۔

لاینکح مطلقةً بها أي بالثلاث...... حتى يطأها غيره. (در مختار، زكريا ٥/٤١، كراچي ٣/٤٠٩، ٤١٠)

وفي البحر لا ينكح مبانته بالبينونة الغليظة–إلى– ما إذا كان قبل الدخول. (بحر، زكريا ٤/٩٤، كوئٹه ٤/٥٦)

لو تزوجت (بزوج آخر) ولكن لم يدخل بها الزوج لم تحل للأول. (دلائل القرآن على مسائل النعمان ١/٣٥٩)

لا تحل للأول حتى يجامع الثاني. (فتح الباري، كتاب الطلاق، باب إذا طلقها ثلاثا، ثم تزوجت بعد العدة زوجا غيره فلم يمسها، دارالفكر بيروت ٩/٤٦٧، دارالريان للتراث بيروت ٩/٣٧٧، اشرفية ديوبند ٩/٥٨٤، عمدة القاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث، دار احياء التراث العربي ٢٠/٢٣٦، زكريا ديوبند ١٤/٢٣٩)

لو قضى بالحل للأول بمجرد النكاح–فلا ينفذ فيه قضاء القاضي؛ لأنه يخالف الإجماع كذا في القهستاني. (حاشية الطحطاوي على الدر، كوئٹه ٢/١٧٥، مثله في فتح الملهم، اشرفيه ديوبند ٣/٥٠٢)

وفي الحديث البخاري، والمسلم، عن عائشة، قالتؓ: طلق رجل امرأته ثلثا فتزوجها رجل، ثم طلقها قبل أن يدخل بها فأراد زوجها الأول أن يتزوج فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلک فقال: لا حتى

يذوق الآخر عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لاتحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره، النسخة الهندية ١/٤٦٣، بيبت الأفكار رقم:١٤٣٣، صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩١، رقم:٥٠٦٢، ف:٥٢٦١)

هكذا روي عن بن عمرؓ. (فتح الباري٩/٤٦٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ر جمای الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۷۵۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۱۳ھ

○❖○

(۱۵) باب الطلاق البائن

سیما پروین میں تمہیں طلاق بائن دیتا ہوں

سوال [۶۵۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آصف الرحمٰن نے اپنی زوجہ کو وکیل کی معرفت طلاق نامہ کا نوٹس ارسال کیا جس میں آصف الرحمٰن نے تین مرتبہ یہ جملہ لکھوایا۔

(۱) ''سیما پروین میں تمہیں طلاق بائن دیتا ہوں'' اس طرح طلاق دینے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟ آیا اس طرح طلاق دینے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے یا اس میں تجدید نکاح سے دوبارہ زوجہ نکاح میں آسکتی ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے، جو بھی مذکورہ مسئلہ کا حل ہو مدلل ومفصل جواب دیں؟

المستفتی: محمد شریف الدین، نورنگر، امراوتی (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق بائن دو قسموں پر ہے: طلاق بائن صریح اور طلاق بائن کنائی اور طلاق بائن صریح دوسری طلاق بائن صریح سے ملحق ہوجاتی ہے اور طلاق بائن کنائی دوسری طلاق بائن کنائی سے ملحق نہیں ہوتی ہے۔ اور سوال نامہ میں طلاق بائن صریح ہے، نہ کہ طلاق بائن کنائی؛ اس لئے جب شوہر نے تین مرتبہ طلاق بائن دی کا لفظ استعمال کیا ہے، تو تینوں طلاقیں واقع ہوکر کے مغلظہ ہوگئی؛ لہٰذا آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۲۰۹)

وعلى هذا فما وقع في حلب من الخلاف في واقعة، وهي أن رجلا أبان امرأته، ثم طلقها ثلاثاً في العدة ألحق فيه أنه يلحقها لما سمعت من أن الصريح، وإن كان بائنا يلحق البائن ومن أن المراد بالبائن الذي لا يلحق هو ما كان كناية على ما يوجبه الوجه. (فتح القدير، زكريا ٤/ ٦٦، بيروت ٤/ ٧٤، شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات مطلب، الصريح يلحق الصريح والبائن، كراچي ٣/ ٣٠٧، زكريا ٤/ ٥٤١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
۱۴۳۳/۵/۸ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۸۰)

طلاق طلاق بائن دی، ایک طلاق دو طلاق بائن دی سے طلاق

سوال [۷۰۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑے کی حالت میں کہا طلاق طلاق بائن دی یا یوں کہا کہ ایک طلاق دو طلاق بائن دی، تو مذکورہ صورت میں اس عورت

پر کتنی طلاق پڑیں گی۔

(۲) کسی شخص نے اپنی بیوی کو یوں کہا کہ ایک طلاق بائن دی، تو اس صورت میں اس عورت پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟ اس سوال کے جواب میں ایک مفتی صاحب نے کہا کہ دوطلاق واقع ہوں گی۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا مفتی صاحب اپنے فتوی میں درستگی پر ہیں یا غلطی پر ہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: قمرالزمان قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) شوہر نے اپنی بیوی سے کہا طلاق طلاق بائن دی، تو اس صورت میں دوطلاق بائن واقع ہوگئیں؛ کیونکہ اس صورت میں اول طلاق صریح ہے اور دوسری طلاق بائن ہے اور جب صریح بائن سے مل جاتی ہے، تو وہ بھی بائن بن جاتی ہے؛ لہٰذا اس صورت میں کل دوطلاق بائن ہوئیں۔

إذا لحق الصریح البائن کان بائناً. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات الصریح یلحق الصریح البائن، زکریا ٤/ ٥٤٠، کراچي ٣/ ٣٠٧)

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہا ایک طلاق دوطلاق بائن دی، تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی؛ کیونکہ یہاں ایک صریح کے ساتھ دوطلاق بائن ہیں اور طلاق صریح بائن سے ملنے کی وجہ سے بائن ہوگئی؛ لہٰذا اس طرح کل تین طلاق واقع ہوگئیں۔

(مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۳۱۰)

إذا لحق الصریح البائن کان بائناً. (شامي، زکریا ٤/ ٥٤٠، کراچي ٣/ ٣٠٧)

(۲) شوہر نے اپنی بیوی سے کہا ایک طلاق بائن دی، تو اس صورت میں اس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

ویقع بقولہ أنت طالق بائن. (در مختار، زکریا دیوبند ٤/ ٤٩٨، کراچي ٣/ ٢٧٦)

اور مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ طلاق بائن سے دو طلاق واقع ہوں گی درست نہیں ہے۔
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵؍۶۹۱۱)

طلاق قطعی دینا

سوال [۶۵۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم دو فریقین کے درمیان یہ طے پایا کہ فریق اول، فریق دوم کو طلاق قطعی دیدے اور فریق دوم اپنا کل زر دین مہر مبلغ دس ہزار روپیہ بحق فریق اول معاف کردے؛ لہٰذا روبرو گواہان وپنچایت فریق اول نے فریق دوم کو طلاق قطعی دیدی اور فریق دوم نے اپنی رضامندی سے کل زر دین مہر دس ہزار روپیہ بحق فریق اول کی زوجیت سے آزاد ہوگئی ہے۔

نیز فریق دوم اب فریق اول سے اپنا زر دین مہر مبلغ دس ہزار روپیہ پانے کا مجاز نہیں رہا ہے، اب ہر دو فریق باہم نکاح کرکے تعلقات رکھنے پر راضی ہیں، اب شریعت میں اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد حنیف، امروہہ گیٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ اور اقرار نامہ دونوں میں جو طلاق قطعی کا لفظ ہے، اس سے آمنہ خاتون پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔

وإذا وصف الطلاق بضرب من الزيادة، والشدة كان بائنا مثل أن يقول أنت طالق بائن، أو البتة. (هداية اشرفي بكڈپو ديوبند۲/۳۶۹)

وفي البناية أنت طلاق البتة أي القطع. (بنايه عيني ، شرح هداية

قديم۲ / ۲٥۱، جديد اشرفية ديو بند٥/ ٣٤٤)

آئندہ دوبارہ نکاح صحیح کرکے دونوں آپس میں باعصمت زندگی گذار سکتے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۶۲۲)

غیر مدخول بہا کو مذاق میں طلاق بائن

سوال [۶۵۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی، اسی دوران زید کے دوست بکر نے زید سے مذاق میں کہا کہ تم اس کو طلاق دیدو، میں اس سے نکاح کرلوں گا، زید نے کہا ٹھیک ہے میں نے اس کو طلاق دیدی، تو مفتی صاحب سے سوال ہے کہ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؛ جبکہ گفتگو مذاق مذاق میں ہوئی ہے اور اگر طلاق ہوگئی تو رجعی ہوئی یا بائن اور زید کا ارادہ اس کو طلاق دینے کا نہیں تھا۔ اب زید بغیر نکاح کے اس کو رکھ سکتا ہے یا دوبارہ نکاح کرنا لازم ہے؟

المستفتی: محمد جمال الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا ارادہ مذاق میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کی بیوی ہندہ چونکہ غیر مدخول بہا ہے اور غیر مدخول بہا پر طلاق رجعی نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی؛ لہٰذا دوبارہ نکاح کئے بغیر ہندہ کو رکھنا زید کے لئے جائز نہ ہوگا؛ البتہ دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

عن أبي هريرة رضـ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث

جدهن جد، وهزلهن جد النكاح، والطلاق، والرجعة. (ترمذي شريف ٢٢٥/١، رقم: ١١٨٤)

وكذا كونه جاداً ليس بشرط فيقع طلاق الهازل بالطلاق واللاعب لماروي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: ثلث جدهن جد وهزلهن جد، النكاح، والطلاق، والعتاق. (بدائع الصنائع، زكريا٣/ ١٦٠)

وطلاق الهازل وشارط الخيار واقع اتفاقاً. (الفتاوى التاتارخانية ٣٩٦/٤، رقم: ٦٥١٣، هندية، مكتبه كوئٹه ٣٥٣/١)

وأفاد الرحمتي أنه بائن أيضا؛ لأنه طلاق قبل الدخول غير موجب للعدة؛ لأن العدة إنما وجبت لجعلنا الخلوة كالوطء احتياطاً، فإن الظاهر وجود الوطء في الخلوة الصحيحة؛ ولأن الرجعة حق الزوج وإقراره بأنه طلق قبل الوطء ينفذ عليه فيقع بائناً. (شامي، زكريا ٢٥٦/٤، كراچي ١١٩/٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱؍ ۱۱۶۱۴)

ایک طلاق بائن میں بغیر حلالہ جواز نکاح

سوال [۶۵۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک طلاق بائن یا دو طلاق بائن کی صورت میں عدت کے اندر یا عدت کے بعد بغیر حلالہ کے صرف نکاح کرنا جائز ہے اور اس سلسلہ میں کتب فقہ میں جزئیات بھی موجود ہیں، مگر مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا اس مضمون کی کوئی حدیث بھی ہے؟ اگر ہو تو مع حوالہ تحریر فرما کر عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد جمیل، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک طلاق بائن دو طلاق بائن کی صورت میں بغیر حلالہ کے نکاح کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے اور اس مضمون کی حدیث درج ذیل کتب حدیث میں موجود ہے۔

حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه، قال: زوجت أختالي من رجل، وطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له زوجتک، وفرشتک، وأكرمتک، فطلقتها، ثم جئت تخطبها! لا والله لاتعود إليک أبداً، وكان رجلاً لابأس به، وكانت المرأة تريد أن ترجع إليه، فأنزل الله هذه الآية فلا تعضلوهن، فقلت الأن أفعل يا رسول الله! قال فزوجها إياه.

(بخاري شريف ۲/ ۷۷۰، رقم:۴۹۳۷، ترمذي شريف۲/ ۱۲۷، رقم:۵ ۳۶۱)

سئل جابر بن زيد عن رجل لزمته امرأته تسأله الطلاق، فقال: إذهبي فأنا منک بريءٌ، وأنت مني بريئة،ولا ينوي الطلاق حينئذ؟ فقال: إن لم يكن نوى الطلاق فليس بطلاق، وإن كان نوى الطلاق فهي واحدةٌ، وله أن يراجعها في عدتها. (مصنف ابن أبي شيبة جديد ۹/ ۵۹۸، رقم: ۱۸۴۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۵۲۵)

رخصتی سے قبل طلاق و مہر کا حکم

سوال [۱۱۵۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں:　کہ زید کی شادی ہندہ سے ماہ اپریل ۲۰۱۳ء میں ہوئی، ہندہ دو تین مرتبہ آنے کے بعد مئی ۲۰۱۳ء سے بار بار بلانے پر بھی نہیں آ رہی ہے، ہندہ اور اس کے گھر والے مسلسل طلاق کا مطالبہ کر رہے ہیں، ہندہ اور زید کا نکاح مہر فاطمی کے ساتھ ہوا تھا، جس کی رقم زید نے نکاح کے وقت ہی نقد ادا کر دی تھی۔

(۱) اس صورت میں اس طلاق کو شریعت میں کیا کہیں گے؟

(۲) زید نے جو رقم نکاح کے وقت مہر کے طور پر ادا کی اس کا کیا ہوگا؟ اگر مہر کے روپئے واپس کئے جائیں گے، تو مہر فاطمی کی رقم طلاق والے دن کی واپس ہوگی یا نکاح کے دن کی؟

(۳) مہر فاطمی میں چاندی کی کتنی مقدار گراموں میں ہے؟

(۴) اس صورت میں کون گنہگار ہوگا؟

(۵) طلاق سے پہلے زید و ہندہ کی آپس میں بات چیت کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

المستفتی: فرمان خان، کندرکی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جب طلاق ہی نہیں دی تو شریعت میں اس کو کیا کہا جائے گا؛ البتہ طلاق کے مطالبہ پر زید اگر مہر کی واپسی کی شرط پر طلاق دے گا، تو جتنا مہر میں پیسہ دیا تھا اتنا ہی پیسہ واپس ملے گا اور ایسی صورت میں اگر ایک طلاق دے گا، تو وہ طلاق بائن واقع ہوگی۔

و بالطلاق الصريح على مال طلاق بائن. (مجمع الأنهر بيروت ۲/ ۱۰۳)

(۲) زید نے جو رقم نکاح کے وقت بطور مہر ادا کی وہ ہندہ کی ملکیت میں چلی گئی، اگر ہندہ کے مطالبہ پر طلاق کے وقت زید واپسی مہر کی شرط لگاتا ہے، تو مہر میں اتنے ہی پیسوں کی واپسی ہوگی جتنے بوقت نکاح دیئے تھے۔

إن استقرض دانق فلوس، ثم رخصت أو غلت لم يكن عليه إلا مثل

عدد الذي أخذه. (شامي، فصل في القرض، زكريا ديوبند ۷/ ۳۹۰، كراچي ۵/ ۱۶۲)

(۳) مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سو ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت ادائے گی کے دن بازار سے معلوم کی جائے۔ (مستفاد: انوار نبوت ۶۵۶، ایضاح الطحاوی ۱۹۳/۳، ایضاح المسائل ۱۳۰)

(۴) مسئولہ صورت میں چونکہ بلا کسی عذر کے بیوی کی طرف سے مطالبۂ طلاق ہے؛ اس لئے بیوی گنہگار ہوگی۔

عن ثوبان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما امرأة سألت زوجها طلاقاً من غير بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (ترمذي شريف ۱/ ۲۲۶، رقم: ۱۱۸۷)

(۵) طلاق سے پہلے زید وہندہ آپس میں میاں بیوی ہیں دونوں بلا تکلف بات چیت کر سکتے ہیں اور ساتھ میں رات گذار سکتے ہیں اور سب کچھ کر سکتے ہیں۔

النكاح هو عقد يفيد ملك المتعة وتحته في الشامية: وهو اختصاص الزوج بمنافع بضعها وسائر أعضائها استمتاعاً، أو ملك الذات والنفس في حق التمتع. (شامي، كراچي ۳/ ۲، زكريا ۴/ ۵۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۲۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۱/۳ھ

رخصتی سے قبل طلاق دی، طلاق دی کہنے کا حکم

سوال [۶۵۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکے کے لڑکی سے تعلقات تھے، پھر لڑکے نے دوسری جگہ جا کر لڑکی اور اس کے والد کی موجودگی میں نکاح کر لیا، نکاح کی اطلاع جب لڑکے کے گھر والوں کو ہوئی، تو انہوں نے آپس میں بہت زیادہ جھگڑے کئے اور لڑکے کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا،

تو لڑکے نے کہا کہ اس لڑکی کو طلاق دی، گھر والوں نے کہا اور دو، تو پھر کہا اس لڑکی کو طلاق دی، پھر اصرار کیا تو اس نے کہا کہ اس لڑکی کو طلاق دی، تو شرعاً کون سی طلاق ہوئی؟

واضح رہے کہ نکاح کے بعد میاں بیوی میں خلوت نہ ہوسکی اور نہ رخصتی ہوئی نکاح کے بعد لڑکی اپنے والد کے ساتھ چلی گئی تھی اور مہر پچاس ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اب اس لڑکی کو دوبارہ رکھ سکتے ہیں اور اگر رکھ سکتے ہیں تو کیا شکل ہوگی اور مہر کے کتنے روپئے ادا کئے جائیں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد صادق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب رخصتی اور ملاقات سے پہلے طلاق دی جاتی ہے، تو ایک دفعہ شوہر کی زبان سے طلاق کا جملہ نکلتے ہی بیوی شوہر کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، پھر محل طلاق باقی نہیں رہتی اور نہ ہی بیوی پر عدت گذارنا لازم ہے؛ اس لئے جب پہلی مرتبہ اس نے طلاق دی، تو فوراً ایک طلاق بائن ہو کر وہ نکاح سے خارج ہوگئی اور محل طلاق بھی باقی نہیں رہا، اس کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ یکے بعد دیگرے مطالبہ کرنے کے ساتھ ساتھ جو طلاق دی گئی ہیں، وہ شرعی طور پر واقع نہیں ہوئیں؛ اس لئے مذکورہ صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی، طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوئی، ہاں اگر ایک جملہ میں تین طلاق کا استعمال کیا ہوتا، تو تین طلاق واقع ہو جاتیں، یہاں ایسا نہیں ہوا؛ اس لئے مذکورہ لڑکی سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش باقی ہے اور مہر آپس کی رضامندی سے جو طے ہو جائے وہی مقرر کیا جا سکتا ہے۔

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثا وقعن وإن فرق بوصف، أوخبر، أوجمل بعطف، أو غيره بانت بالأولىٰ لا إلى عدة، ولم تقع الثانية. (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ۳/۲۸٤، زكريا ٤/۵۰۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍شوال المکرّم ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۱۵۵)

طلاق دے کر زوجیت سے الگ کرتا ہوں

سوال [۶۵۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رحمت جہاں بنت الطاف حسین محلّہ: پیرزادہ تالاب والی مسجد، کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی، مہر پچاس ہزار روپیہ تھا، شادی کے بعد ہی سے مزاج نہ ملنے کی وجہ سے جھگڑا برابر ہوتا رہا، میں اس کو سمجھاتا رہا، ایک دن میکہ جانے لگی اور کہنے لگی مجھے طلاق دو ورنہ تم سب پر جہیز کا مقدمہ قائم کرادوں گی، جب میں سسرال گیا تو مجھ سے بدکلامی کی واپس گھر آ گیا اور یہ سب ماجرا گھر والوں کے سامنے رکھا، پھر مجبوراً میں نے دو گواہوں کی موجودگی میں طلاق نامہ لکھ کر بذریعۂ رجسٹری لڑکی والوں کے گھر بھیج دیا، وہ طلاق نامہ انہوں نے وصول کرلیا اور میرے خلاف مہیلا تھانہ میں چار آدمیوں کی رپورٹ کردی، میں اور میرے گھر والے پریشان رہے، میں مہر اور عدت کا خرچہ دینے کو تیار ہوں اور طلاق نامہ میں صرف یہ لکھا ہے کہ ’’طلاق دے کر زوجیت سے علیحدہ کردیا‘‘ اور پھر لوگوں سے شوہر نے تذکرہ کیا کہ میں نے بیوی کو طلاق نامہ بھیجدیا ہے، تو شرعاً کون سی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: محمد جمال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دے کر زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں، یہ الفاظ عربی عبارت انت طالق بائن کے مرادف ہے اور اس سے ایک طلاق صریح بائن واقع ہوجاتی ہے اور پھر اس کے بعد یہ الفاظ کہ ’’میری جانب سے آزاد ہے‘‘ اس سے دوسری طلاق صریح واقع ہوگئی؛ لہٰذا طلاق نامہ کی عبارت کے مجموعہ سے دو طلاق بائن واقع

ہوگئی ہیں۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنے کے لئے تیار ہوجائیں تو تجدید نکاح لازم ہوگا اوراس نکاح کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں اورطلاق نامہ کے لکھنے کے بعد شوہر نے لوگوں سے یہ جو بات کہی ہے کہ میں نے طلاق نامہ بھجوادیا ہے،اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی؛اس لئے کہ یہ محض طلاق نامہ کی خبر ہے۔

ویقع بقوله أنت طالق بائن، أو البتة، أو أفحش الطلاق إلی ما قال واحدة بائنة في الکل إن لم ینو ثلاثا. (در مختار مع شامي، کراچي ۳/۲۷٦، زکریا ٤/٤٩٨)

من ألفاظ الصریح الواقع بها البائن مثل أنت طالق بائن أو البتة. (شامي، کراچي ۳/۳۰۷، زکریا٤/٥٤٠)

ولو قال لامرأته أنت طالق، فقال: له رجل ما قلت؟ فقال: طلقتها، أوقال قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء؛ لأن کلامه انصرف إلی الإخبار بقرینة الاستخبار. (بدائع الصنائع، زکریا۳/۱٦۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۱۸۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۷/۶/۱۴۲۴ھ

رخصتی سے قبل طلاق طلاق طلاق کہنے سے کتنی طلاق ہوئی

سوال [۶۵۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی ایک سال قبل ہوئی تھی، پھر ہم نے اپنی بیوی زینت بیگم کو تین طلاق دیدی تھیں اورالفاظ یہ ادا کئے تھے کہ جب لڑکی کے والدین نے طلاق کا مطالبہ کیا، تو میں نے طلاق طلاق طلاق تین دفعہ کہہ دیا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ اب دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں،تو شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد نوید شیدی سرائے،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چونکہ رخصتی سے پہلے طلاق کا واقعہ پیش آیا ہے، تو ایسی صورت میں متعدد لفظوں کے ساتھ جو طلاق دیجاتی ہے، ان میں سے صرف پہلے لفظ کا اعتبار ہوتا ہے، اس لفظ کے بولتے ہی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوجاتی ہے اور عورت نکاح سے نکل جاتی ہے، اس کے بعد بقیہ الفاظ جو کہے جاتے ہیں، وہ نکاح سے خارج ہوجانے کے بعد زبان سے نکلتے ہیں؛ لہٰذا ان سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی صرف پہلے لفظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے بغیر کسی حلالہ کے دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

وإن فرق بوصف، أو خبر، أو جمل بعطف، أو غيره بانت بالأولیٰ لا إلی عدة. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به لا به، كراچي ۲۸٦/۳، زكريا ٥١٢/٤، احسن الفتاوی ١٢٩/٥، هندية قديم ٣٧٣/١، جديد زكريا ٤٤٠/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۷٦۴)

غیر مدخول بہا کو الگ الگ تین طلاق اور حالت حیض میں خلوت کا حکم

سوال [٦۵۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کی کسی لڑکے سے شادی ہوجاتی ہے اور وہ جب والدین سے رخصت ہوکر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے اور جب اس کا شوہر اس سے پہلی رات میں رجوع ہونا چاہتا ہے، تو لڑکی اپنی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرتی ہے، اور اس کو رجوع ہونے سے روک دیتی ہے کہ میں اس وقت حیض سے ہوں (یعنی مجھ کو حیض آرہا ہے) لڑکا اس کے اصرار پر مان جاتا ہے اور لڑکی حق زوجیت ادا نہ کرسکی، دوسرے دن ہی لڑکی اپنے میکے چلی گئی، پھر

دوبارہ اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کردیا، یہاں تک کہ نوبت طلاق تک پہونچ گئی، لڑکے کے والدین نے لڑکی کو بہت کچھ سمجھایا، مگر اس نے انکار ہی کیا اور طلاق لینے کی مانگ کی، لڑکے کے والدین نے لڑکے سے طلاق دلوائی، یہ طلاق اہل پنچ حضرات کے اصرار پر دی گئی، لڑکا طلاق دینے پر راضی نہ تھا، مگر لڑکے نے تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا۔

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حق زوجیت ادا نہ ہونے پر بھی طلاق ہوسکتی ہے؟

(۲) اگر طلاق ہوسکتی ہے تو کیا ایسی حالت میں بھی لڑکی مہر کی حق دار ہے؟

(۳) اور یہ کہ لڑکی کو عدت گذرنا ضروری ہے؟

(۴) لڑکی دوبارہ اپنے شوہر کے گھر آنا چاہتی ہے، جس کو طلاق ہوئے ایک ماہ دس یوم کا عرصہ گذر چکا ہے؟

(۵) کیا نکاح ثانی کی گنجائش ہے؟ یا وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی ہے؟

(۶) یا وہی نکاح کافی ہے؟

المستفتی: محمد نبی

جواب منجانب: جامعہ حیات العلوم مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اگر واقعتاً لڑکی کو حیض آرہا تھا، تو مانع وطی پایا گیا اور مانع وطی پائے جانے کی صورت میں خلوت صحیحہ نہیں ہوئی؛ لہٰذا اگر شوہر نے اپنی غیر مدخولہ کو الگ الگ تین مرتبہ طلاقیں دیں، تو اس کی بیوی کو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔

(۲) طلاق بائنہ غیر مدخولہ بیوی کو دینے سے نصف مہر دینا ہوگا۔

(۳) چونکہ قبل الخلوۃ طلاق واقع ہوئی ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں عدت ضروری نہیں ہے۔

(۴) جی ہاں اپنے شوہر کے گھر نکاح جدید کے ساتھ جاسکتی ہے۔

(۵) نکاح ثانی کیا جا سکتا ہے بغیر نکاح شوہر اول کے پاس نہیں جا سکتی۔
(٦) پہلا نکاح کافی نہیں ہے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

تصدیق منجانب: مفتی شبیر صاحب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

خلوت فاسدہ کے بعد طلاق واقع ہونے سے عدت لازم ہوتی ہے۔

وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة ولو فاسدة الخ.

(درمختار، کتاب النکاح، باب المهر، زکریا دیوبند ٤/٢٦١)

تصدیقہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

مستقل جواب منجانب: دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱/۲/۳) لڑکی اگر حالت حیض میں تھی اور حیض کا عذر بیان کر کے شوہر کو مقاربت پر قابو نہ ہونے دیا، تو شرعاً خلوت صحیحہ ثابت نہیں ہوئی ہے، اب اگر اس حالت میں الگ جملوں سے ۳؍مرتبہ طلاق دی ہے، تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوچکی ہے اور لڑکی کے لئے نصف مہر شوہر پر لازم ہوچکا ہے اور لڑکی پر عدت گذارنا لازم ہوگا۔

أو كانت حائضا فليست الخلوة صحيحة حتى لو طلقها، كان لها نصف المهر؛ لأن هذه الأشياء موانع الخ (هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٣٢٦)

وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة ولو فاسدة الخ .

(در مختار، كتاب النكاح، باب المهر، زكريا ديوبند ٤/٢٦١، كراچي ٣/١٢٢)

اس حالت میں اگر اسی شوہر کے پاس دوبارہ رہنے کا ارادہ ہے، تو عدت کے اندر یا عدت کے بعد شرعی طور پر دوبارہ نکاح جدید کر کے رہ سکتی ہے، بغیر نکاح کے جائز نہیں ہوگا۔

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد

انقضائها الخ. (هداية، اشرفي بكڈپو ديو بند۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/محرم الحرام ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۱۰۱)

غیر مدخولہ کو متفرق طلاق، پھر اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟

سوال [۶۵۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی بحالت بچپن۔ اب زید بالغ ہوگیا اور ہندہ ابھی تک نابالغ ہی ہے اور زید نے اس ہندہ کو تین طلاق متفرقہ دیکر چھوڑ دیا اوراس کے بعد دوسری جگہ شادی کر لی، پھر زوجہ ثانی کا کچھ دنوں کے بعد انتقال ہوگیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ میں زوجہ اول سے شادی کروں، تو شریعت محمدی کے مطابق کیا صورت ہوگی؟ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: عبدالخالق، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سابقہ بیوی کو متفرق طریقے سے تین طلاق دی ہیں اوراس سے ہمبستری نہیں ہوئی ہے یا بوقت طلاق وہ نابالغہ تھی، تو متفرق طلاقوں میں سے صرف اول طلاق واقع ہوچکی ہے اور باقی دو طلاق لغو ہوگئی ہیں؛ لہٰذا اب اگر دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو بلا حلالہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔

فإن فرق الطلاق (بغير الدخول بها) بانت بالأولىٰ ولم تقع الثانية، والثالثة، وذلک مثل أن يقول أنت طالق، طالق، طالق؛ لأن كل واحد إيقاع على حدة.

(هداية اشرفي بكڈپو ديو بند۲/ ۳۷۱، هكذا في الهندية، كتاب الطلاق، الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول، زكريا قديم ۱/ ۳۷۳، جديد ۱/ ٤٤٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷؍۲۳۹۷)

طلاق بائنہ کی ایک صورت

سوال [۶۵۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کونسی طلاق واقع ہوئی، طلاق بائنہ یا طلاق مغلظہ؟ بالتفصیل وبالدلیل بیان فرمائیں۔

بیان مطلق نثار احمد اپنی ماں کے یہاں چلی جا تجھے رکھوں گا نہیں غصہ کی حالت میں ایک مرتبہ، بیان مطلقہ ہاجرہ شوہر نے کہا تو اپنی ماں کے یہاں چلی جا تجھے رکھنا نہیں۔

بیان گواہ میمونہ زوجہ مختار احمد جو موقع پر موجود تھی انہوں نے سنا کہ مطلق نے دو طلاق دی، بیوی نے کہا کہ اچھا مجھے تین مرتبہ کہہ دو، اس پر شوہر نے کہا کہ کتنی مرتبہ کہلاؤ گی؟ تو اپنی ماں کے یہاں چلی جا، میں نے تجھے آزاد کردیا یہ تیسرا جملہ تھا۔

بیان گواہ ثانی قاری نسیم احمد صاحب حاضرین خواتین نے انہیں بلوایا، ان کے معلوم کرنے پر نثار احمد نے کچھ جواب نہیں دیا، ڈاکٹر نی سرولی کے معلوم کرنے پر نثار احمد نے کہا اب کیا کرنا، نثار احمد نے کہا کہ میں نے ہاجرہ کو آزاد کردیا، یہ اپنی ماں کے یہاں چلی جائے اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا، ہاجرہ مطلقہ نے کہا کہ اب کیا کرنا ہے، تو قاری نسیم احمد نے جواب دیا کہ مفتی صاحب کو آنے دو ان سے معلوم کریں گے، تو نثار احمد نے کہا کہ اس میں مفتی صاحب کیا کریں گے؟ مجھے جو کرنا تھا وہ کردیا۔

بیان والد مطلق نسیم احمد برادر کلوا وقاری نسیم احمد صاحب کہتے ہیں، ہم نے نثار احمد سے پوچھا کہ تم نے جو اپنی زوجہ کے ساتھ میں یہ معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط، اس پر نثار احمد نے جواب دیا کہ وہ بات صحیح ہے، میں نے معاملہ کو آر پار کردیا، ہم میں سے نسیم احمد نے دوبارہ

معلوم کیا کہ دل سے کیا ہے یا ویسے ہی؟ تو نثار احمد نے کہا کہ دل سے کیا ہے۔

نـــــوٹ: بیانات مذکورہ بالا تمام حضرات سے مجمع عام کے سامنے لکھے گئے ہیں اور گواہوں کے بیان کے وقت مطلق و مطلقہ بالکل خاموش رہے۔

المستفتية: میمونہ خاتون، سرودی خاتون ...... بڑھاپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) شوہر کے قول میں استقبال ہے؛ اس لئے صرف وعدہ ثابت ہوسکتا ہے۔

كما في الشامي: لو ذكرت بلفظ المضارع سواء ذكرت أنا أو لا، ففي القياس لا يقع؛ لأنه وعدٌ. (شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، زكريا ٤/٥٥٨، كراچي ٣/٣١٩، ٢/٦٥٧)

وفي المحيط: لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقا الخ. (الفتاوى الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٤، زكريا جديد ١/٤٥٢)

(۲) بیوی کا قول یہ شہادت نہیں؛ اس لئے وہ بھی معتبر نہیں ہے۔

(۳) تنہا میمونہ کے بیان سے شرعی ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(۴) قاری نسیم کے بیان میں جو آزاد کردیا کا لفظ ہے، شوہر کا قول اس کی تکذیب کررہا ہے؛ اس لئے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی شہادت ضروری ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

(۵) کلوا، قاری نسیم احمد، تسلیم احمد یہ تینوں حضرات شرعاً مقبول الشہادت ہونے کی شرط پر ان کی شہادت شوہر کے اقرار (میں نے معاملہ کو آر پار کردیا) کے بارے میں معتبر رہے گی، اب اگر شوہر نے آر پار کردیا سے طلاق کی نیت کی تھی، تو اس سے بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۲۳۳-۹/۲۳۷)

كما في الشامي: (قوله) كتبه من البت بمعنى القطع فيحتمل ما احتمله البائن الخ (شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، زكريا ٤/٥٥٨، كراچي ٣/٣١٩)

اب بغیر نکاح کے بیوی کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہے اور اگر میمونہ کے بیان کے مطابق بیوی کو واقعہ کا علم ہے، تو بیوی کو چاہئے کہ کسی طرح خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے علیحدگی اختیار کرلے، عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ شوہر کو قابو دے۔

كما في الشامي: والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب. (شامي مع الدر، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۵۲۵)

(۱۶) باب الطلاق بالكتابة

تحریری طلاق کے شرائط

سوال [۶۵۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی بیوی سے کوئی نازیبا حرکت یا ایسا فعل سرزد ہو گیا کہ اس شخص نے اپنا دماغی توازن کھو دیا، اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے عزیز واقارب نے باقاعدہ اس پر نظر رکھی اور اس کو خودکشی یا کوئی بھی غلط قدم اٹھانے نہیں دیا۔ ۳؍۴؍دن کے بعد اس کو سمجھایا کہ صرف اپنی بیوی کی طرف نہیں؛ بلکہ اپنے چار بچوں کی طرف دیکھو، تم مروگے تو بچے یتیم ہو جائیں گے اور بیوی کے ساتھ کوئی غلط قدم اٹھایا تو بچے بغیر ماں کے ہو جائیں گے۔

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، کیا کرنا ہے؟ اس کی تسلی کے لئے دو آدمی طلاق نامہ ٹائپ کرواکے لے آئے اور اس سے کہا کہ ہم تمہاری اور تمہارے خاندان کی بہتری چاہتے ہیں، یہ طلاق نامہ تیار ہے کچھ گہرائی سے سوچ لو، اس کے بعد دینی اعتبار سے اس طلاق نامہ کا صحیح استعمال کریں گے، وہ شخص راضی ہوگیا اور اس نے طلاق نامہ پر دستخط نہیں کیئے، دو روز کے بعد اس کا سگا بھائی آیا، وہ غصہ سے اس کو بھی لے گیا اور طلاق نامہ کے کاغذات بھی ساتھ لے گیا، پھر اپنے گھر جا کر طلاق نامہ پر اس کے دستخط کروا لئے، دو گواہوں کے دستخط کروائے اور بذریعۂ رجسٹری اس کی بیوی کو بھیج دیا، یہ شخص فوراً اپنے ان عزیز واقارب کے پاس آیا اور یہ بات بتائی کہ مجھ سے طلاق نامہ پر دستخط لے لئے ہیں، غور طلب بات یہ ہے کہ:

(۱) جب اس سے پوچھا کہ طلاق نامہ میں کیا لکھا تھا؟ تم کو پڑھ کر سنایا، تو اس نے جواب دیا کہ مجھے پڑھ کر نہیں سنایا۔

(۲) کیا طلاق نامہ پر دستخط کروانے سے پہلے ایک بار دو بار یا تین بار تم سے یہ بلوایا گیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک بار بھی نہیں بولا اور نہ ہی مجھ سے بلوایا گیا۔ مندرجہ بالا عبارت حلفیہ بیان ہے۔

آپ حضرات سے گذارش ہے کہ ان حالات میں ازروئے شرع طلاق ہوئی یا نہیں؟ مذکورہ شخص صرف دستخط کرنے کا ذمہ دار ہے نہ تو طلاق نامہ اسے پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی زبان سے اس نے بولا ہے۔

المستفتی: حاجی شفیع احمد، ناظم اعلی ضلع مسلم کمیٹی کھر گون (مدھیہ پردیش)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ جو طلاق نامہ لکھا گیا ہے، وہ نہ زید نے خود لکھا ہے اور نہ ہی خود لکھوایا؛ بلکہ تیار ہونے کے بعد اس نے اس پر دستخط کرنے سے منع کر دیا، پھر بعد میں اس کے بھائیوں نے دباؤ ڈال کر اس سے دستخط کروالیا ہے، نہ اس نے زبانی طلاق کا کوئی لفظ استعمال کیا اور نہ ہی اس کو پڑھ کر سنایا گیا،

ایسی صورت میں تحریری طلاق واقع نہیں ہوئی، تحریری طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ یا تو اس نے خود لکھوایا ہو یا خود لکھا ہو یا لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر بخوشی دستخط کردیا ہو یا کسی دوسرے نے اس کو سنا دیا ہو، پھر بخوشی دستخط کردیا ہو، ایسی کوئی بات مذکورہ واقعہ میں ثابت نہیں ہے؛ اس لئے مذکورہ طلاق نامہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

وکذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/ ٢٤٧، زكريا ٤/ ٤٥٦، الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/ ٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۵؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف؍)	۵؍۷؍۱۴۲۹ھ

تحریری طلاق نامہ میں شوہر کا اقرار معتبر ہے یا تحریر؟

سوال [۶۵۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے کہ جناب غلام دستگیر نے اپنی بیوی منور سلطانہ کو چندسال قبل ایک طلاق رجعی دی تھی، مگر ٹائپ کرنے والے نے تین لکھ دی تھی، اس سلسلے میں تاج المساجد بھوپال کے دارالافتاء سے فتوی بھی لایا گیا؛ چونکہ غلام دستگیر صاحب نے دارالقضاء میں پیش کیا، دارالقضاء نے فتوے پر اور غلام دستگیر صاحب کی اصل اور پہلی تحریر پر غور کیا، جس سے یہی ثابت ہوا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوئی؛ لیکن چونکہ عدت کی مدت گذر گئی؛ لہٰذا طلاق رجعی طلاق بائن ہوکر نکاح ٹوٹ گیا۔

غلام دستگیر اور منور سلطانہ بخوشی دوبارہ اپنی زندگی گذارنا چاہیں، تو نکاح جدید کر کے گذارنے کی از روئے شرع اجازت ہے؟ اس سلسلے میں غلام دستگیر کا حلفیہ بیان بھی لیا گیا،

جو دار القضاء میں محفوظ ہے۔

المستفتی: محمد وسیم ٹانڈوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرسلہ چاروں کاغذات شروع سے آخر تک اچھی طرح سے پڑھا اور دیکھا، سوال نامہ میں بھوپال کے دارالافتاء کا فیصلہ جو لکھا گیا ہے، اس کے بارے میں دوسرا کاغذ بطور سوال نامہ کے جو پیش کیا گیا اور اس میں دارالافتاء اور دارالقضاء کے فیصلہ میں شبہ کا اظہار کیا گیا ہے؛ احقر نے بھی شوہر کے پہلے کاغذ اور پھر اسی کا ٹائپ جو کہ چوتھا کاغذ ہے، اس پر بھی غور کیا اور سوال نامہ میں اس بات کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ شوہر پہلے کاغذ کا اقرار کرتا ہے، جو ہندی میں ہاتھ سے لکھا گیا ہے اور دوسرا کاغذ جس میں پہلے کاغذ کا ٹائپ ہے، اس میں جو تین طلاق کی صراحت کی گئی ہے، اس کا انکار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ شوہر کے اقرار یا انکار کا اعتبار رہوتا ہے اور شوہر مذکورہ واقعہ میں پہلی تحریر کا اقرار کرتا ہے اور دوسری تحریر میں تین طلاق کے الفاظ کے اضافہ کا انکار کرتا ہے اور ٹائپ کرنے والوں نے وکیلوں کے دستور کے مطابق شوہر کی اجازت اور اس کی تحریر کے خلاف اپنی طرف سے تین طلاق کی صراحت کے ساتھ ٹائپ کردیا اور شوہر یہ کہہ رہا ہے کہ نہ میں نے اپنی تحریر میں تین طلاق کی صراحت کی اور نہ ہی ٹائپ کرنے والوں کو تین طلاق کی اجازت دی۔ اور صاف الفاظ میں یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے ٹائپ کرنے والوں کو اپنی تحریر کے ٹائپ کی اجازت دی ہے اور اسی خیال میں دستخط کر دیا تھا کہ جیسی میری تحریر ہے ویسی ہی ٹائپ ہے؛ اس لئے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی، بغیر پڑھے دستخط کر دیئے اور خیال میں یہ رہا کہ یہ اسی تحریر کا ٹائپ ہے، جو میں نے خود دی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور اس کے قول کا اعتبار کر کے ایک ہی طلاق کا حکم صادر ہوگا؛ لہٰذا بھوپال کے دارالافتاء اور دارالقضاء سے جو فیصلہ اور فتوی صادر ہوا ہے،

وہ شریعت کی روشنی میں صحیح اور درست ہے۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي٣/٢٤٧، زكريا٤/٤٥٦، الفتاوى التاتارخانية، زكريا٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۹۱/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۷/۱۴۲۵ھ

شوہر سے زبانی وتحریری جبراً طلاق لینے میں فرق کی وجہ

سوال [۶۵۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زبردستی اگر شوہر سے زبانی طلاق کہلوالی جائے، تو سنا ہے کہ اس سے طلاق ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر زبردستی صرف تحریر لے لی جائے، یا کسی سے طلاق نامہ لکھوا کر جیسا کہ عدالت کے فیصلہ نامہ پر دستخط کرالئے جائیں تو طلاق نہیں ہوتی، اس کی شرعاً کیا وجہ ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد نعیم، تاج پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زبردستی شوہر سے زبانی طلاق کہلوالی جائے، تو طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن زبردستی صرف تحریری طلاق لی جائے یا کسی سے طلاق نامہ لکھوا کر شوہر سے دستخط کرا لیے جائیں، تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابت خطاب اور قول کے درجہ میں بوقت ضرورت ہوتی ہے، مثلاً شوہر گونگا ہے؛ لیکن لکھنے پر قادر ہے یا شوہر دوسری جگہ رہتا ہے اور وہاں سے طلاق لکھ کر بھیج دے اور جبراً تحریر لینے کی

صورت میں اس طرح کی کوئی حاجت وضرورت نہیں ہے؛ بلکہ شوہر زبانی طلاق دینے پر قادر ہے؛ لیکن طلاق کے الفاظ نہیں کہتا ہے؛ لہٰذا اس صورت میں حاجت اور ضرورت نہ ہونے کی بناء پر کتابت خطاب کے درجہ میں نہیں ہوسکتی۔

لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة، و لا حاجة هنا. (الفتاوى البزازية، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية٤/ ١٨٥)

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا.

(قاضي خان، زكريا ١/ ٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/ ٤٧٢، شامي، كراچي ٣/ ٢٣٦، زكريا٤/ ٤٤٠، البحرالرائق، كوئٹه٣/ ٢٤٦، زكريا٣/ ٤٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۷۴۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/ ۶/ ۱۴۲۱ھ

بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق دینے کے بعد تحریری طلاق دینا

سوال [۶۵۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مندرجہ ذیل باتوں پر شرع کا کیا حکم ہے؟ کیا لڑکی کی غیر موجودگی میں لڑکا طلاق تین بار لوگوں کے سامنے کہہ دے، تو طلاق ہوجائے گی یا نہیں؟

(۲) کیا لڑکا دوسرے شہر میں جہاں وہ رہتا ہے تحریری طور پر لکھدے کہ میں نے فلاں فلاں گواہ کے سامنے تحریری طور پر دستخط کر کے طلاق نامہ پر دستخط کردیئے، تو طلاق ہوجائے گی یا نہیں؟

المستفتی: عظمت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) بیوی کی غیر موجودگی میں بھی طلاق ہوجاتی ہے، طلاق کے وقت بیوی کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۴۲)

(۲) تحریری طور پر طلاق لکھ دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٦، زكريا ٤/٤٥٦، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٨، جديد ١/٤٤٦، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/٤٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۹۲۲/۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۶/۲۴ھ

موبائل پر بیوی کو میسیج کے ذریعہ سے طلاق دینا

سوال [۶۵۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح دس ماہ پہلے میری بیوی سے ہوا تھا، چند ماہ بعد میرے ساس سسر کا جھگڑا میرے والد صاحب سے ٹیلیفون پر ہوا، جھگڑا اس قدر بڑھا کہ میرے والد صاحب کے سابقہ ٹیلیفون پر ہی میرے سسر اور ساس نے بے انتہا بدتمیزی اور بدکلامی کی، جب مجھے اس بارے میں معلوم ہوا تو میں بھی غصہ میں بھڑک اٹھا اور اسی غصہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی کو موبائل ملایا اور اپنے والد اور والدہ سے بدتمیزی اور بدکلامی کا سبب معلوم کیا، غصہ بڑھتا گیا؛ کیونکہ گھر جاتے وقت میری بیوی سارا زیور بھی اپنے ساتھ لے گئی تھی؛ اس لئے میں نے اس سے کہا چوٹی سارا زیور بھی میکہ لے کر چلی گئی، تکرار بڑھتی چلی گئی، میرا غصہ بڑھتا چلا گیا اور اسی غصہ کی حالت میں میں نے موبائل پر ہی لکھ کر میسیج دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، یہ سب ہونے کے بعد میرے سسر اور سسرال کے لوگ اس بارے میں مجھ سے معلوم کرنے آئے اور کہا کہ تم نے طلاق دی ہے؟ میں نے پھر وہی بات دہرادی کہ ہاں میں نے طلاق دی ہے۔

المستفتی: اختر حسین، ایرا نڈیا ایکسپورٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر لکھ کر طلاق دے اور اپنی تحریر کا بعد میں اقرار کرے تو شرعی طور پر ایسی طلاق صحیح اور معتبر ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب لڑکے نے موبائل پر لکھ کر بیوی کو تین طلاق کا میسج کردیا ہے اور بیوی کے موبائل پر شوہر کی طرف سے لکھی ہوئی طلاق کا میسج آگیا ہے اور شوہر نے بعد میں زبانی اقرار بھی کیا ہے، تو اس سے شرعی طور پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب آئندہ بغیر حلالہ دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو كتب كتابا في قرطاس –إلى قوله– وبعث به إلى امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه، فإن الطلاق يقع عليها. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦)

كتب في قرطاس –إلى– وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، كراچي ٣/٢٤٦-٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦)

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً الخ. (الأشباه والنظائر قديم ص: ٢١٩، جديد زكريا ص: ٣٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۱۹۰)

تحریری طلاق

سوال [۶۵۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم دونوں فریق منی عرف کلو ولد عبد الغفار بلاری اور محمد صاق ولد چھٹن بلاری ہم دونوں فریق آپس میں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے اپنی خوشی اور مرضی سے الگ

ہورہے ہیں، ہماری آپس میں کوئی رنجش نہیں، یہ کام ہم اپنی خوشی اور خوب سوچ سمجھ کر کررہے ہیں، ہم نے آپس میں ایک دوسرے کا سامان سارا ہی واپس کردیا ہے۔ اب آپس میں ہم دونوں فریقوں کا کوئی لین دین نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مطالبہ ہے اور نہ ہی ہمارا ایک دوسرے کا ہمیشہ کے لئے کوئی تعلق ہے نہ کوئی رشتہ ہم یہ اقرار حلفیہ کرتے ہیں، یہ اسٹامپ اس لئے لکھا ہے کہ کل کو ہم میں سے ایک دوسری فوٹو کاپی دوسرے فریق کے پاس رہے گی یہ اقرار نامہ بتاریخ ۱۲/۲/۷ ۸ء کو لکھا گیا، تو کیا اس صورت میں شرعی طور پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ یہ تحریر طلاق اور جدائیگی ہی کے لئے لکھی گئی ہے۔ نیز برادری پنچایت میں بھی اس طرح طلاق دینے کی وجہ سے فریقین کو حاضر کیا گیا تھا۔

المستفتی: صادق حسین سلمانی ولد چھٹن، بلاری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بوقت مذاکرۂ طلاق اور بنیت طلاق ہی تحریر لکھی گئی ہے۔ نیز پنچایتی تحریر میں بھی طلاق دینے کی وضاحت ہے؛ اس لئے منی عرف کلو پر طلاق واقع ہوچکی ہے، عدت گذارنے کے بعد شوہر پر کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہے گی اور نہ ہی منی عرف کلو کو شوہر صادق ولد چھٹن کے یہاں آنا جائز ہوسکتا ہے۔

لو قال: لم یبق بینی وبینک عمل ونوی به الطلاق یقع الخ.

(عالمگیري، کتاب الطلاق، الفصل الخامس في الکنایات، زکریا قدیم ۱/۳۷٦، جدید ۱/٤٤۳، فتاوی قاضی خان، زکریا ۱/۲۸٤، وعلی هامش الهندیة ۱/٤٦۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۰۶۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۱۲/۱۴۱۰ھ

تحریری طلاق کا حکم

سوال [۶۵۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ کو طلاق بذریعۂ تحریر دی اور وکیل سے کہا کہ طلاق نامہ لکھ دو، وکیل نے طلاق نامہ لکھا؛ لیکن زید کو پڑھ کر نہیں سنایا اور صرف زید کے دستخط کرا لئے اور طلاق نامہ میں تین طلاق لکھیں جیسا کہ لکھنے کا وکیلوں کا رواج ہے، زید نے طلاق نامہ کو گھر جا کر پڑھا، اتنے عرصہ میں مرد وعورت میں صلح ہوگئی اور گھر بنائے رکھنے کے لئے دونوں آمادہ ہوگئے، تو کیا ایسی صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوگی یا رجعی؟

(۲) ایک شخص نے طلاق نامہ لکھوا کر بیوی کے گھر بھیجا؛ لیکن بیوی کہتی ہے کہ مجھے صرف سادہ کاغذ دستیاب ہوا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد مقصود، نائب مفتی جامع العلوم فرقانیہ، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جب زید نے وکیل کو طلاق نامہ لکھنے کا اختیار دیا ہے اور وکیلوں کے تین طلاق لکھنے کا رواج سب کو معلوم ہے اور زید کو بھی یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ وکیلوں کا رواج تین ہی طلاق لکھنے کا ہے، پھر وکیل کے لکھنے کے بعد دستخط کے وقت خود پڑھنا یا پڑھوا کر سننا زید نے ضروری نہیں سمجھا اور بخوشی دستخط کر دیا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق نامہ میں جتنی طلاقیں لکھی گئیں ہیں، اتنی ہی طلاقیں واقع ہو جائیں گی؛ چنانچہ مذکورہ طلاق نامہ میں تین طلاق لکھی گئی ہیں؛ اس لئے زید کی بیوی ہندہ پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، اب بغیر حلالہ کے زید کے لئے نکاح بھی درست نہ ہوگا، ہاں البتہ شوہر حلفیہ طور پر قسم کھا کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وکیلوں کے یہاں تین طلاق لکھنے کا رواج ہے اور میرا ارادہ ایک طلاق لکھوانے کا تھا، تو حکم شرعی تین طلاق کا نہ ہوگا۔

(مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/ ۱۸۷)

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم

يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، زكريا٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦)

(۲) اگر عورت کہتی ہے کہ صرف سادہ کاغذ دستیاب ہوا ہے، اس میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں ہے اور شوہر انکار کرتا ہے، تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر اقرار کرتا ہے، تو طلاق واقع ہوجائے گی اور یہ شوہر سے دریافت کیا جائے کہ طلاق نامہ میں کتنی طلاق لکھی گئی ہیں، وہ جتنی طلاق کا اقرار کرے گا اتنی طلاق واقع ہوجائیں گی۔

بأن كتب أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، زكريا٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٨٧، جديد ١/٤٤٦، احسن الفتاوى ٥/١٤٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹ر رجب المرجب ۱۴۲۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۷۰/۳۷)	۹/۷/۱۴۲۵ھ

تحریری طور پر طلاق دینا

سوال [۶۵۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرصہ دوسال قبل مسمیٰ بی بی حسینہ خاتون کی شادی محمد مفید سے ہوئی تھی اور حسینہ خاتون اپنے سسرال میں رہنے لگی، اس درمیان چند وجوہات کی بناء پر میاں بیوی میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے اس کا شوہر محمد مفید نے اپنے ایک رشتہ دار کی معرفت ایک تحریری خط لڑکی کے والد کے پاس بھیجا، خط کا مضمون اس طرح تھا: ”بی بی حسینہ بیگم تم میری طلاقی بیوی ہو، میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی تم اپنا انتظام خود کرلو، میں اپنا انتظام خود کرلوں گا، میں کما کر تمہارا دین مہر ادا کردوں گا“ اس تحریری خط کے علاوہ بھی محمد مفید نے گاؤں کے لوگوں اور اپنی بیوی کے سامنے بھی بار بار طلاق دینے کی بات

کہی ،اس تحریری خط کولڑکی کے والدین نے اپنے گاؤں کے کئی ذمہ داروں کو دکھایا جس کی بناء پرلوگوں نے لڑکی کی دوسری شادی کرنے کا مشورہ دیا،اس تحریری خط (طلاق نامہ) کے تقریباً نودس مہینہ کے بعد بی بی حسینہ خاتون نے اپنے گاؤں کے محمد تجمل حسین سے باضابطہ دوسرا نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہنے لگے، دوسری شادی کے بعداب شوہراول اوراس کے والدلڑکی کے والد پردباؤڈال کرلڑکی کوشوہراول کے پاس رہنےکو کہہ رہے ہیں، ادھراس تحریری خط کوزورزبردستی کر کے شوہراول اوران کے رشتہ داروں نے چھین لیاہے، اب بی بی حسینہ کسی بھی صورت میں شوہراول کے پاس جانانہیں چاہتی ہے، بی بی حسینہ کا کہنا ہے کہ مجھے طلاق دیدی گئی ہے،میں ناجائز رشتہ نہیں رکھنا چاہتی،مندرجہ بالاحقائق کی روشنی میں جناب والا سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ محمد مفید نے تحریری خط میں جو جملہ استعمال کیا ہے،اس سے طلاق واقع ہوئی ہے یانہیں اور یہ طلاق کی کون سی قسم ہے؟ بی بی حسینہ دوبارہ شوہراول کے ساتھ رہ سکتی ہے یانہیں؟ تجمل حسین سے بی بی حسینہ کا نکاح جائز ہے یانہیں؟ بالتفصیل مدلل ومع حوالہ جواب دینے کی زحمت فرمائیں،احسان عظیم ہوگا۔

المستفتی : جسیم الدین رحمانی،سپول(بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرسائل کا بیان صحیح ہےاورتحریرمیں شوہر نے واقعی طور پرمذکورہ الفاظ لکھایالکھوایاہے،تو مفید کی طرف سے بیوی پرطلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اگر چالاکی سےتحریرچھین لی ہے،تو اس سےطلاق پرکوئی اثرنہیں پڑے گا،طلاق واقع ہوچکی ہے، شوہر کے الفاظ’’تم میری طلاقی بیوی‘‘ سےایک طلاق اور تمہیں طلاق دی، طلاق دی کے الفاظ سے دوطلاق کل تین طلاق واقع ہوچکی ہیں۔

ومن الصریح یا مطلقة وکطلقتک ثلاثًا. (شامي، کراچي ۳/۲۴۸، زکریا ۴/۴۵۷)

وإن كـان الطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيـره نكاحًا صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.

(فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفى ديوبند ٢/٣٩٩)

اورمفید کے طلاق کے بعدعدت گذارکر تجمل حسین کے ساتھ جونکاح ہوا ہے، وہ صحیح اوردرست ہے، اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے مفید کا حسینہ کو لے جانا ناجائز اورحرام کاری ہوگا، اگر چہ دوبارہ نکاح بھی کرلے گا تب بھی جائز نہ ہوگا۔

وأمـا نـكـاح منكوحة الغير ومعتدته (إلى قوله) لم يقل أحد بجوازه، فـلـم ينعقد أصلاً. (شـامـي، كـراچي ٣/١٣٢، زكـريـا ٤/٢٧٤، هـندية، زكريا قديم ١/٢٨٠، جديد ١/٣٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍ ۳۸۱۷)

حالت حمل میں تحریری طلاق دینا

ســوال [٦٥٢٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن کواس کے شوہر نے تحریری طلاق دی ہے، اوروہ حمل سے ہے، اس دوران اس کوطلاق ہوئی یانہیں؟

(۲) اس حالت میں کسی قانونی کاروائی کے تحت تھانہ یاعدالت جاسکتی ہے یانہیں؟

المستفتی: شاہنواز حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حالت حمل میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

طـلاق الحامل يجوز عقيب الجماع الخ (هداية، اشرفى ديوبند ٢/٣٥٦، قدوري، امداديه ديوبند ١٧١)

(۲) وضع حمل تک نان ونفقہ کے لئے قانونی کارروائی کر سکتے ہیں، ولادت کے بعد پھر کسی قسم کا حق متعلق نہ ہوگا۔

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة، والسكنى كان الطلاق رجعيًا، أوبائناً،أو ثلاثاً حاملاً كانت المرأة أو لم تكن. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۵۵۷، جديد ۱/ ۶۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍ ۵۲۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱؍۴؍۱۴۱۸ھ

’’میں ......کوطلاق دیتا ہوں‘‘ بیوی کو لکھ کر دینے سے طلاق

سوال [۶۵۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپس میں تکرار ہورہا تھا، میرے اور میری بیوی کے درمیان، تب اس میں میں نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا صرف اس کو ڈرانے کے لئے اسی کے سامنے ایک ہی کمرے میں بیٹھ کر حسب ذیل الفاظ لکھ کر اس کے ہاتھ میں دیئے۔

میں......کوطلاق دیتا ہوں، میں......کوطلاق دیتا ہوں، میں......کوطلاق دیتا ہوں بقلم خود، ایسی صورت میں شرعی طور پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: دلشاد حسین، محلّہ: کچا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور واقعی بیوی کے سامنے ہی مذکورہ الفاظ لکھ کر بیوی کے ہاتھ میں دیا ہے اور زبان سے کوئی لفظ طلاق کا استعمال نہیں کیا ہے اور نہ ہی زبان سے کہنے میں کوئی رکاوٹ رہی ہے، تو ایسی صورت میں محض لکھ کر بیوی کے ہاتھ میں دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ طلاق بالکتابت کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے کہ جب زبان سے طلاق دینے میں عذر ہوا اور یہاں کوئی عذر نہیں ہے۔

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة ههنا. (شامي، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠، البحرالرائق، كوئٹه٣/٢٤٦، زكريا٣/٤٢٩، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية ١/٤٧٢)

لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (فتاوى بزازية، زكريا١/١٢٠، وعلى هامش الهندية، زكريا٤/١٨٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ر ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۲۹۲۴)

تحریری طلاق کی ایک صورت

سوال [۶۵۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید فی الوقت گھر سے باہر ہے، یعنی سعود یہ ہے، اور زید اوراس کی بیوی میں باہم اچھے تعلقات ہیں، کسی قسم کا جھگڑا نہیں، دونوں ایک دوسرے سے خوش ہیں، اسی دوران زید کی بیوی سے اور زید کے گھر والوں سے جھگڑا ہوا، تو زید کے گھر والوں نے ایک پرچہ بنایا جونسبت جوڑتا ہے زید کی طرف کہ زید نے یہ پرچہ تمہارے نام بھیجا ہے اور تم کو طلاق دے رہا ہے؛ جبکہ اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے پرچہ کے بارے میں کہ حقیقت میں زید نے بھیجا ہے، اس صورت میں زید کی بیوی اپنی ماں کے گھر ہے، تو آپ برائے کرم اس مسئلہ کو جلد قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کر کے جواب دیدیں تو مہربانی ہوگی؛ کیونکہ اس وقت حالت دونوں طرف نازک چل رہی ہے، خیال رہے کہ زید کی طرف سے جو پرچہ بنا ہے اس کو بھی ساتھ میں ارسال کر رہا ہوں، اس کو دیکھ کر آپ قیاس لگاسکیں گے؛ کیونکہ قرآن وحدیث میں ایک درجہ قیاس کا بھی ہے، امید کہ جلد جواب دیں گے۔

پرچه: ”میں طلاق دے رہا ہوں“ اس کی مرضی سے طلاق طلاق طلاق، اب تم اپنا انتظام کرلو۔

المستفتی: محمد یعقوب، باندرہ ایسٹ، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: براہ راست خط یا فون کے ذریعہ سے زید سے معلوم کیا جائے، اگر زید انکار کرتا ہے، تو طلاق نہ ہوگی اور اگر اقرار کرتا ہے، تو طلاق معتبر ہوگی۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه و لم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦، تاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ رشوال المکرّم ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۸۵۹)

بیوی کے سامنے تحریری طلاق دینا

سوال [۶۵۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک کاغذ پر ایک طلاق دی، پھر کچھ دن کے بعد ایک دوسرے کاغذ پر ایک طلاق دی، پھر ایک طلاق کاغذ پر دی، پھر چوتھی مرتبہ کچھ دن کے بعد ایک طلاق دی اور ہر دفعہ اس کی بیوی اس کے سامنے تھی، زبان سے اس نے تلفظ نہیں کیا (طلاق کا لفظ) تو کیا اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: (۱) چار دفعہ ۴ رکاغذ پر لکھا ہے (۲) ایک طلاق دی ہر دفعہ (۳) طلاق کا تلفظ زبان سے نہیں کیا (۴) اس کی بیوی ہر دفعہ اس کے سامنے موجود تھی، ایک صاحب نے فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۲۷۱، اور شامی مسائل شتی ۵/ ۴۷۰ کے حوالہ سے لکھا کہ طلاق نہیں ہوئی؛ لیکن ہم نے فتاوی دار العلوم ۹/ ۱۴۱ میں اس کے برعکس دیکھا ہے۔

المستفتی: محمد وسیم ٹانڈوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی سامنے موجود ہوتی ہے،تو سامنے ہی تحریرلکھ کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ جبکہ زبان سے طلاق نکالنے میں کوئی مجبوری نہ ہو اور یہی مسئلہ صحیح ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔فتاوی محمودیہ میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہے اور فتاوی دارالعلوم میں واقعہ ایسا نہیں ہے، اس میں بیوی کے سامنے موجود ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے؛ بلکہ بیوی والوں کا تذکرہ ہے؛ اس لئے فتاوی دارالعلوم کا اس مسئلہ سے کوئی تعارض نہیں۔

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولاحاجة هنا. (شامي، كراچي ٣/ ٢٣٦، زكريا ٤/ ٤٤٠، البحرالرائق، كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا ٣/ ٤٢٩، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/ ٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/ ٤٧٢)

لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (الفتاوى البزازية، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية ٤/ ١٨٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۲۱۸)	۱۴۲۰/۶/۲۲ھ

بیوی کے سامنے بیٹھ کر طلاق لکھ کر دیدیا، مگر زبان سے کچھ نہیں کہا

سوال [۶۵۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی کو سامنے بیٹھا کر لکھ کر دیا کہ تجھے طلاق،تو سوال یہ ہے کہ سامنے بیٹھ کر طلاق لکھ کر دینے سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ شوہر گونگا نہیں ہے، اس سلسلہ میں فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/ ۶۱۵ رمیں عدم وقوع طلاق کا فتوی ہے اور مفتی تقی صاحب عثمانی لکھتے ہیں فتاوی عثمانی ۲/ ۳۸۲، میں کہ طلاق واقع ہوجائے گی ،مفتی صاحب سے

گذارش ہے کہ صحیح مسئلہ کیا ہے؟ مع دلائل کے جواب مرحمت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عظمت علی آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کو سامنے بیٹھا کر طلاق لکھ کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ جبکہ شوہر گونگا نہیں ہے، بولنے پر قادر ہے؛ کیونکہ کتابت بوقت ضرورت عبارت کے قائم مقام ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی، دلائل کی روشنی میں فتاوی محمودیہ کی عدم وقوع طلاق کی بات زیادہ صحیح ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۶۱۵، ۶۱۶، میرٹھ ۱۸/۲۵۸)

اور فتاوی عثمانی میں بعینہ اس مسئلہ کا جواب نظر سے گذرا۔

إيماء الأخرس و كتابته كالبيان باللسان بخلاف معتقل اللسان أي فلا يعتبر إيماؤه و لا كتابته. (شامي، كراچي ٦/٧٣٧، زكريا ١٠/٤٦٠)

عن الأشباه أنه في حق الأخرس يشترط أن يكون معنونًا وإن لم يكن لغائب، وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر. (شامي، كراچي ٦/٧٣٧، زكريا ١٠/٤٦١)

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا.

(خانية، اتحاد ١/٢٨٧، زكريا قديم ١/٤٧٢، فتاوى بزازية، زكريا ١/١٢٠، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/٤٧٢، شامي، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠، البحر الرائق، كوئٹه ٣/٢٤٦، زكريا ٣/٤٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۱۴۰۲)

بیوی کے سامنے طلاق طلاق طلاق لکھنا

سوال [۶۵۳۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی میری اجازت کے بغیر میکہ چلی گئی، تو میں نے بیوی کی واپسی پر کہا کہ تو گھر چلی جا، تو بیوی نے کہا کہ لکھ دو، تو میں نے بیوی کے ہاتھ پر گھر چلی جا لکھ دیا، تو بیوی نے کہا کہ طلاق لکھ دو، تو میں نے ایک بار طلاق لکھ دی، تو بیوی نے کہا کہ کاغذ پر لکھ دو، تو میں نے کاغذ پر تین مرتبہ بغیر کچھ بولے صرف لفظ طلاق، طلاق، طلاق لکھ دی، نہ کچھ بولا اور نہ طلاق کا ارادہ تھا اور اب میری بیوی حمل سے ہے، تو کیا ایسی صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوگئی؟ شرع کی روشنی میں مسئلہ کا حل فرمائیں۔

المستفتی: افضال احمد، چاندپور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں جب آپ کی بیوی سامنے موجود ہے اور آپ نے زبان سے کچھ نہیں بولا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی اضافت ہے، تو صرف ’’طلاق، طلاق، طلاق‘‘ لکھ دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ بیوی جب سامنے موجود ہو تو قادر علی التکلم کے لئے زبان سے طلاق دینا ضروری ہے، محض لفظ طلاق لکھ دینے سے یا لکھی ہوئی تحریر پر دستخط کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا آپ کی بیوی پر کوئی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۱/۲۲۵، ۱۳/۲۷۱، جدید ڈابھیل ۱۲/۲۱۶)

أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا يقع؛ لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا. (بزازية، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية ٤٠/ ١٨٥، شامي، كراچي٣/ ٢٣٦، زكريا٤/ ٤٤٠، خانية، زكريا ١/ ٢٨٧ وعلى هامش الهندية ١/ ٤٧٢، البحرالرائق، كوئٹه٣/ ٢٤٦، زكريا٣/ ٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۶/۸ھ

تحریری طلاق

سوال [۶۵۳۲]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مقصد تحریر یہ ہے کہ خوف خدا، سماج کی انگشت نمائی کا ڈر، شریعت اسلامیہ کے تقاضہ کا پیش نظر رہنا وغیرہ ایسے امور جن کی بنا پر تمہارے ساتھ نکاح سے لے کر اب تک تقریباً چھ سال سے زائد عرصہ میں میں نے نباہ کی ہر ممکن کوشش کرلی؛ جبکہ تم اور تمہارے بھائی، بہنوں نے مجھے پریشان کرنے اور بلیک میل کرنے اور اس کے واسطے میرے تمام گھر والوں کو مجھ سمیت جہیز کیس میں پھنسانے جیسی دھمکیوں سے لے کر میری کردارکشی تک کسی بھی وار سے دریغ نہیں کیا؛ جبکہ میں اپنی مولویانہ وضع اور معاشرہ میں عزت کی خاطر نیز یہ سوچ کر کہ شاید دیر سویر تمہاری سمجھ میں بات آجائے ہر اذیت برداشت کرتا رہا؛ لیکن ہر قسم کی فہمائش پر تمہارا ایک ہی مطالبہ رہا کہ ”مجھے آزاد کردو“ لکھ کر دے دو وغیرہ وغیرہ۔

چوں کہ میں شادی سے پہلے ہی سے بسلسلہ روزگار سعودی عرب میں مقیم تھا؛ اس لئے میری شادی کے فوراً بعد تمہارا پاسپورٹ بنوا کر تمہیں اپنے ساتھ لے جانے اور اس کے لئے تمہاری خوشامد تک ہر ممکن کوشش رائیگاں جانے پر خود میں نے ہر چار ماہ بعد انڈیا آنا شروع کردیا، اس کے باوجود تم میری مرضی کے خلاف میری عدم موجودگی میں اپنے میکہ سیوہارہ یا اپنے بھائی کے پاس علی گڈھ رہتی رہیں اور پھر شدہ شدہ مجھے پتہ چلا کہ تم نے وہاں سیوہارہ میں ایک پرائیویٹ ٹیچر کی حیثیت سے ایک اسکول میں پڑھانا شروع کردیا اور پھر یہی نہیں؛ بلکہ اس کے نتیجہ میں پولیو پلس مہم جیسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی خاطر اجنبی مردوں کے ساتھ میٹنگوں میں بے محابہ اختلاط سے بھی تمہاری رگ غیرت نہ پھڑک سکی اور یہ سب دلچسپیاں مجھے اس لئے بھی گوارہ نہ تھیں کہ تم کو میری طرف سے دیئے گئے اخراجات کی صورت میں کسی قسم کی کوئی مالی پریشانی بھی نہ تھی اور پتہ چلنے پر میں نے خود شدت کے

ساتھ ان چیزوں سے تمہیں منع بھی کر دیا تھا؛ اس لئے کہ یہ بات کوئی بھی غیرت مند انسان برداشت نہیں کرسکتا خاص طور سے ایسی صورت میں کہ تمہارے گھر پر کوئی مرد سرپرست تک موجود نہیں ہے سوائے تمہاری بڑی بہن کے جو خود بھی غیر شادی شدہ اور ایک پرائیویٹ اسکول میں نوکری کرتی ہیں، دوسری تمہاری بوڑھی والدہ ہیں، رہا تمہارا بھائی سو وہ تم سے سینکڑوں میل دور ایک بینک میں ملازم ہے اور وہیں اپنے بچوں کے ساتھ رہتا ہے اور سالہا سال تک گھر نہیں آتا، اس کے علاوہ میں تمہیں خود بھی ایک اجنبی شخص کے ساتھ تمہارے گھر پر غیرت کے تمام تقاضے بھلاندتے ہوئے تمہیں ملتے ہوئے دیکھ کر ٹوک چکا تھا؛ جبکہ اپنے اس عمل سے متعلق تمہارا صرف یہ عذر تھا کہ یہ شخص ہمارا رشتہ دار ہے، تمہارے رہن سہن کے یہ طور طریقے مجھے بالکل پسند نہ تھے، پھر بھی تمہاری ضد تھی کہ تم میری غیر موجودگی میں سیوہارہ ہی رہوگی؛ بلکہ تم نے تو شادی کے ایک ہفتہ بعد ہی سے سیوہارہ مکان بنا کر رہنے کا ارادہ ظاہر کر کے اس پر اصرار شروع کر دیا تھا؛ لیکن اپنے بوڑھے والدین کو چھوڑ کر سیوہارہ مکان بنا کر رہنا میرے لئے یوں بھی دشوار تھا کہ میں خود وطن سے باہر رہتا ہوں اور تم بالکل اکیلی ہوتی نہ کوئی دوسرا سہارا؛ لہٰذا جب تم نے اپنا مقصد پورا نہ ہوتا دیکھا تو تم میری اور میرے گھر والوں کی چوری سے میرا سارا زیورا اور قیمتی کپڑے چرا کر اپنے گھر لے گئیں اور جب میں وطن آیا تو تم کو زیورا استعمال نہ کرتے دیکھ کر تم سے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ تم نے یہ ساری چیزیں اپنے گھر لے جا کر رکھ دی ہیں اور پھر ایک دن تم خود بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ گئیں اور میری ۲۰۰۳ء کی پوری چھٹی گذر گئی اور تم نہیں آئیں، نوبت پنچایتوں تک آئی، میری عزت کی خاطر تم کو بلانے کی کوشش کی تو تمہارے بھائی نے میری شرافت اور ان ساری صورتوں سے فائدہ اٹھا کر تمہارا ساتھ دیا، پورا ایک سال گذرنے اور میری مسلسل کوشش کے بعد تمہارے بھائی نے اس وقت جب میری ۲۰۰۴ء کی چھٹی ختم ہونے میں چند روز باقی تھے اس شرط پر بھیجا کہ تم میرے واپس سعودی عرب چلے آنے پر پھر سیوہارہ ہی

رہوگی، لوگوں نے بات کو نبھانے کی خاطر مجھے آمادہ کرلیا اور میں بڑوں کی بات نہ ٹھکرا کر تم کو گھر لے آیا، ایسے وقت متعدد لوگوں کی موجودگی میں تمہارے بھائی نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے زیورات ایک ہفتہ میں میرے حوالے کردیئے جائیں گے، اس لئے کہ وہ بینک کے لوکر میں ڈال دیئے گئے ہیں؛ لیکن آج ۲۰۰۶ء کی چھٹی بھی میری مکمل ہونے کو آگئی نہ تم ہی آئیں اور نہ زیورات، تو سوال ہی کیا تھا کہ تم واپس کرتیں ۔

میں انہیں اذیتوں اور حالات کے نتیجہ میں ذہنی دباؤ (ہائی پرٹینسی) کا مریض ہوگیا، جس کے نتیجہ میں ایک مرتبہ میرے دماغ سے غیر معمولی خون نکلا، ڈاکٹروں نے ٹینشن سے بچنے کی سخت ہدایت کی، مگر تم نے اپنے اندر تبدیلی نہ لانے کی گویا قسم کھا رکھی تھی، تم گھر بیٹھ گئیں، تم سے جب بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تو تم نے ایک ہی جواب دیا کہ تمہارے بھائی نے میرے ساتھ آنے سے منع کردیا ہے، پھر جب تمہارے بھائی سے رابطہ کیا، تو اس نے نہ صرف یہ کہ تم کو میرے ساتھ بھیجنے سے انکار کردیا؛ بلکہ اپنے بینک منیجر ہونے کے زعم میں مجھے ڈرایا دھمکایا اور میری ہر قسم کی بے عزتی کی، جس کے نتیجہ میں وہ دن آ ہی گیا جس کا تم سمیت تمہارے بھائی، بہنوں کو انتظار تھا اور جس سے میں بچتا رہا تھا، میرے برداشت کرتے کرتے اس کے باوجود کہ تمہاری اولاد تک نہیں ہو پائی اور علاج معالجہ کے باوجود بھی سب لا حاصل رہا، میں نے چھ سات سال کا عرصہ بتادیا؛ لیکن تمہارے اندر اپنے ساتھ رہنے کی کوئی لچک اور خواہش نہ پاکر تمہاری مرضی اور حالات کے تقاضے کے سامنے سر جھکا دیا اور تمہیں متعدد لوگوں کی موجودگی میں باہوش وحواس طلاق بائن دیدی اور تمہیں اپنے نکاح کے بندھن سے آزاد کردیا، زبانی قول کے بعد اب یہ تحریر مزید تمہیں بھیج رہا ہوں تاکہ تم کسی اور کے ساتھ زندگی گذارو، تو پھر بھائی بہنوں کے کہنے میں نہ آکر ایسی حرکتوں سے باز رہو اور دنیا کے سامنے تم اپنے اس طرز عمل کے لئے چاہے کتنی ہی انکاری بنو؛ لیکن اپنے ضمیر کے سامنے اپنا محاسبہ ضرور کرسکو، اللہ تعالیٰ تمہیں عقل سلیم دے آمین ۔

میں نے اپنی بیوی کو ۲۴؍شعبان ۱۴۲۷؁ھ مطابق ۱۸؍ستمبر ۲۰۰۶ء بروز پیر کو بذریعۂ تحریر ایک طلاق بائن دی تھی، جو تحریر سوال نامہ کے ساتھ منسلک ہے۔

مذکورہ طلاق نامہ کی روشنی میں میری بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ تحریری طلاق کے ساتھ کئی آدمیوں کے سامنے زبانی بھی طلاق بائن دے دی ہے۔

اب میری بیوی اور اس کا بھائی (جو کہ ایک بینک منیجر بھی ہے) دونوں کا مطالبہ ہے کہ میں اپنی طلاق شدہ بیوی خالدہ انجم کو پانچ لاکھ روپیہ دوں اور میں نے جو زیور اس کو استعمال کے لئے چڑھایا تھا (جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے) اس سے بھی دستبردار ہونے کا ان کی طرف سے مطالبہ ہے اور اگر میں ان کے مذکورہ دونوں مطالبے پورے نہ کروں تو وہ لوگ طلاق نامہ کی وصولیابی کے منکر ہوکر مجھے اور میرے خاندان کے مرد اور عورتوں کو جہیز کیس میں پھنسانے کی دھمکی دے رہے ہیں، جس کا ذکر ان لوگوں نے قصبہ کے بعض علماء کے سامنے بھی کیا ہے، تو کیا شرعی طور پر طلاق کے بعد مہر کے علاوہ میرے اوپر رقم دینے یا اور کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ ہماری برادری اور علاقہ میں دستور ہے کہ جو زیور بیوی کو استعمال کے لئے شادی کے موقع پر دیا جاتا ہے، وہ اس کی ملکیت نہیں ہوتی؛ بلکہ شوہر کی ملکیت ہوتی ہے، میری بیوی کی نیت پہلے سے خراب تھی وہ میری عدم موجودگی میں تمام زیور چوری سے اپنے گھر لے گئی تھی؛ تاکہ طلاق کی صورت میں زیور واپس نہ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

میری بیوی ناشزہ ہے، میرے حقوق زوجیت ادا کرنے سے گریزاں رہتی ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے باہر سیوہارہ یا علی گڈھ جا کر رہتی ہے، ایسی نافرمان بیوی کو طلاق دینے کے بعد عدت کا خرچہ دینا مجھ پر لازم ہے یا نہیں؟

عورت کے لئے ایسی طرز زندگی جس سے شوہر کی غیرت کا خون ہوتا ہو اور وہ فہمائش اور افہام وتفہیم کے بعد بھی اصلاح احوال پر آمادہ نہ ہو۔ نیز زوجین کی طرف سے ذمہ دار

حضرات کے تصفیہ کی کوشش کے باوجود بھی نباہ کی کوئی صورت نہ آسکی ہو تو ایسے حالات میں ایسی عورت کو طلاق دے کر خلاصی پانا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: شباہت علی قاسمی، محلّہ: مولویان سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) حسب تحریر سوال آپ کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے اور وہ آپ کے نکاح سے نکل چکی ہے۔

وإذا وصف الطلاق بضرب من الزيادة والشدة كان بائناً مثل أن يقول: أنت طالق بائن، أو البتة. (هداية اشرفی ۲/ ۳٦۹)

(۲) آپ کے طلاق دینے کے بعد آپ کی بیوی اور اس کے بھائی کا آپ سے پانچ لاکھ روپئے کا مطالبہ کرنا شرعاً درست نہیں ہے اور جو زیور آپ نے اپنی بیوی کو استعمال کے لئے عاریۃً دیا تھا اور آپ کے علاقہ کا عرف بھی عاریۃً دینے ہی کا ہے، اس کا واپس کرنا آپ کی بیوی کے ذمہ ضروری ہوگا اور ان لوگوں کے ناجائز مطالبے کے آپ کی طرف سے پورا نہ ہونے پر آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر ناجائز مقدمہ کرنا سراسر ناانصافی، ظلم اور گناہ کبیرہ ہے۔

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعيّ. (شامي، کراچي ٤/ ٦١، زکریا ٦/ ١٠٦)

ولو بعث إلى امرأته شيئاً ولم يذكر جهة عند الدفع غير جهة المهر. فقالت: هو أي المبعوث هدية. وقال: هو من المهر، أومن الكسوة، أوعارية، فالقول له بيمينه. (در مختار مع الشامي، کراچي ٣/ ١٥١، زکریا ٤/ ٣٠١)

بیوی کا نان ونفقہ شوہر پر اسی وقت لازم ہوتا ہے جب کہ وہ شوہر کے گھر میں رہے، اگر وہ بلا کسی شرعی وجہ کے گھر سے باہر نکل گئی اور کہیں اور جا کر رہنے لگی تو شرعاً ایسی عورت کے لئے نشوز کی حالت میں نہ طلاق سے پہلے کا نفقہ واجب ہے اور نہ ہی طلاق کے بعد عدت کا

خرچہ واجب ہے، ایسی نافرمان عورت اپنے نفقہ کی خود ذمہ دار ہے۔

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزله؛ لأن قوت الاحتباس منها.
(هداية اشرفي ٢/٤٣٨)

لا نفقة لأحد عشر: مرتدة إلى قوله وخارجة من بيته بغير حق.
(شامي، كراچي ٣/٥٧٥، زكرياه/٢٨٦)

(۴) حسب تحریر سوال جب کہ نبھاؤ کی کوئی شکل نہیں ہے، تو ایسی صورت میں آپ کو طلاق دینے کی اجازت ہے، اس کی وجہ سے آپ گنہگار نہ ہوں گے۔

إن سببه الحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق وعروض البغضاء الموجبة عدم إقامة حدود الله تعالىٰ. (شامي، كراچي ٣/٢٢٨، زكريا ٤/٤٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۶۸/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱/۱۴۲۸ھ

ڈرانے دھمکانے کے لئے بیوی کو پرچہ میں لکھ کر طلاق دینا

سوال [۶۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوقین نے اپنی بیوی کو ڈرانے دھمکانے کے لئے لکھا کہ سعیدن میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، دو دفعہ لکھ دیا اور اسی پرچہ کے ساتھ پانچ روپیہ مہر کے رکھ دیا اور بیوی کو دیدیا، تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوئی تحریر فرمائیں؟

المستفتی: پیر بخش محمود پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر صرف دو ہی مرتبہ طلاق لکھ کر دے دیا، تو اس سے بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ لینا جائز ہے،

آئندہ کبھی بھی ایک دفعہ طلاق دے گا، تو بیوی بالکل ہاتھ سے نکل جائے گی۔

وقعتا رجعتين لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق، أنت طالق الخ.
(در مختار، كراچي ۳/۲۵۲، زكريا ٤/٤٦٣، مجمع الأنهر، دارالفكر بيروت ۲/۱۳)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹٤، هندية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، زكريا جديد ۱/ ۵۳۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۶۱/۳۱)

''ہم دونوں بخوشی ایک دوسرے سے الگ ہورہے ہیں'' لکھنے کا حکم

سوال [۶۵۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم دونوں فریق منی اور محمد صادق ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے اپنی خوشی سے الگ ہورہے ہیں، ہماری آپس میں کوئی رنجش نہیں، یہ کام ہم خوب سوچ سمجھ کر کررہے ہیں، ہم دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کا سارا سامان واپس کردیا ہے، ہم دونوں فریقوں پر ایک دوسرے کا کوئی لین دین نہیں ہے اور نہ ہمیشہ کے لئے ہمارا ایک دوسرے سے کوئی سمبندھ (تعلق) رہے گا، ہم دونوں اس کا حلفیہ اقرار کرتے ہیں، یہ اسٹامپ اس لئے لکھا کہ کل کو ہم دونوں فریق ایک دوسرے پر کوئی قانونی کاروائی نہ کرسکیں،

اس اسٹامپ کی دوسری فوٹو اسٹیٹ کاپی دوسرے فریق کے پاس رہے گی، یہ اقرار نامہ بتاریخ ۱۲/۲/۷ ۱۹۸ءکوعمل میں آیا۔

المستفتی: نورمحمد، قصبہ بلاری، محلّہ انصاریان، ضلع مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شوہر کی تحریر میں جوالفاظ ہیں کہ ہم دونوں فریق اپنی خوشی سے ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے الگ ہورہے ہیں، اس تحریر میں اگر شوہر طلاق کا ارادہ کرچکا ہےتو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوچکی ہے اور میاں بیوی کا تعلق باقی نہیں ہے۔

ويقع بأنامنک بائن …….(شرح وقایه، مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیو بند۲/۸۳)

لو قال: أنامنک بائن ونوى الطلاق يقع الخ. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۳۷۵، جديد ۱/ ٤٤٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف۲۷/ ۲۶۲۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۴/۶ھ

طلاق کے صریح الفاظ لکھوانے کے بعد کنائی الفاظ لکھوانا

سوال [۶۵۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں خودشہادت ولد مستان عمر تقریباً ۲۵/سال ساکن کاشی پور ضلع: نینی تال کا ہوں، میری قوم مسلمان ہے؛ چونکہ میرا نکاح مسماۃ شاہدہ بیگم خاتون دختر محمد عبدالحمید عمر تقریبا۲۰/سال کے ساتھ اب سے تقریباً ۳/سال پہلے ہوا تھا اور ہم دونوں فریقین دوتین سال تک میاں بیوی کی طرح رہتے رہے تھے، اس کے بعد میاں بیوی میں آپس میں ان بن ہوگئی، یعنی ٹکراؤ رہنے لگا، جس کا سبب یہ ہوا کہ میری بیوی کو عجیب وغریب قسم کی بیماری ہے، آئے دن دورے پڑتے رہتے ہیں، جس کو محمد عبدالحمید ساکن نواسی محلّہ

بمبا گھیر رام نگر والوں نے اور ان کے ساتھ کے کچھ لوگوں نے نکاح سے پہلے کی اصلیت کو میرے سامنے بیان نہیں کیا اور نہ ہی مجھے اس بیماری کے بارے میں معلوم ہوا، اس بات کو لے کر ہم دونوں فریقین میں نا اتفاقی ہوگئی ہے اور میں نے اس مسماۃ کو طلاق دیدی ہے اور اپنے ساتھ رکھنے سے بھی صاف منع کردیا ہے اور اپنے سے علیحدہ کردیا ہے اور اب ہم دونوں فریقین کا آپس میں ایک دوسرے سے کوئی یا کسی قسم کا مطلب یا واسطہ نہیں رہا ہے، ہم دونوں فریقین کو اب کچھ بھی کرنے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا، دونوں فریقین کچھ بھی کرنے کے لئے آزاد ہیں اور اس میں مجھے کسی قسم کا یا میرے کسی وارث کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی کبھی زندگی میں ہوگا؛ لہٰذا یہ طلاق نامہ اپنے پورے ہوش وحواس میں بغیر کسی کی زبردستی سے اچھی طرح پڑھ سن کر لکھدیا ہے تاکہ سند رہے اور وقت پر کام آئے۔ اب میں اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہوں، اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی گنجائش ہوتو بتائیں۔

المستفتی: شہادت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لفظ طلاق دیدی سے ایک طلاق صریح واقع ہوگئی ہے۔

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك، وتقع بكل منهما واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۱)

اور بعد کے تمام الفاظ الفاظ کنایہ میں سے ہیں، ان میں سے اول لفظ (علیحدہ کردیا) سے اگر نیت طلاق کی تھی تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے اور طلاق نامہ لکھنا لکھوانا مذکورہ طلاق ہے؛ اس لئے یہ نیت کے قائم مقام ہے اور بعد کے الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، وہ سب تاکید ہیں اور چونکہ صریح کنایہ سے ملتی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں

دوطلاق بائن واقع ہوگئی ہیں، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کرکے اپنے پاس بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔

(مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/ ۲۱۶)

الصریح یلحق الصریح والبائن، والبائن یلحق الصریح لاالبائن.

(تنویر الأبصار علی الدر المختار مع الشامي، کراچي ۳/ ۳۰۷، زکریا ٤/ ٥٤٠، هندیة زکریا قدیم ۱/ ۳۷۷، جدید ۱/ ٤٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۲۰۵)

موکل نے ایک طلاق دی اور وکیل نے تین لکھ دی تو کتنی واقع ہوئیں؟

سوال [٦٥٣٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی اہلیہ کو تیرہ ماہ پہلے گواہوں کے سامنے ایک طلاق دی تھی، اس مجلس میں وکیل صاحب بھی تھے، انہوں نے کہا کہ تین طلاق دو، میں نے کہا میں تو ایک طلاق دوں گا، پھر ایک طلاق دی، اس کے باوجود وکیل صاحب نے تحریر میں تین طلاق لکھ دیا، اس تحریر کو نہ میں نے پڑھا اور نہ ہی وہ تحریر مجھ کو پڑھ کر سنائی گئی اور اسی پر وکیل صاحب نے دستخط کرالیا، تو کتنی طلاق واقع ہوئیں اور اب دوبارہ بیوی کو ساتھ رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: محمد اعجاز، پیرزادہ، گملے والی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب وکیل نے پہلے ہی سے تحریر لکھ رکھا ہے، اس کے بعد مجلس میں آپ سے کہا کہ تین طلاق دو تو آپ نے تین طلاق دینے سے انکار کردیا اور صرف ایک طلاق دینے کی آمادگی ظاہر کی اور ایک ہی طلاق دی ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور وکیل نے جو تحریر لکھی ہے وہ تحریر نہ آپ نے پڑھی ہے اور نہ ہی آپ کو پڑھ کر سنایا ہے، تو محض اس پر دستخط کردینے کی وجہ سے اس تحریر کے

مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی؛ بلکہ جو ایک طلاق زبانی دی ہے، وہی ایک طلاق واقع ہوگئی ہے اور چونکہ تیرہ ماہ کے درمیان بیوی کی عدت بھی پوری ہوگئی ہے؛ اس لئے وہ ایک طلاق بائن ہوگئی ہے؛ لہٰذا اب دوبارہ اس کو رکھنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح کر کے رکھنا جائز ہوگا۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق، إذا لم يقر أنه كتابه. (هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦، شامي، كراچي ٣/٢٤٦-٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦، تاتار خانية ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٢، جديد ١/٣٥٣، هداية اشرفي ديو بند ٢/٣٩٩)

ولا يخفي أن الشرط واحد هو كون الطلاق رجعياً، وهذه شروط كونه رجعياً متى فقد منها شرط كان بائناً. (شامي، كراچي ٣/٤٠٠، زكرياه/٢٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۱؍ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۸۲/۴۰)	۱۴۳۵/۴/۱۱ھ

وکیل ایک طلاق کی جگہ تین لکھ دے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۵۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد اکرام نے اپنی بیوی سے جھگڑا ہونے کی وجہ سے ایک وکیل سے طلاق نامہ لکھوایا، اس سے کہا کہ ایک طلاق لکھدے، اکرام کا کہنا ہے کہ اس سے میرا مقصد طلاق دینا نہیں تھا؛ بلکہ بیوی کو ڈرانا دھمکانا تھا، وکیل نے طلاق نامہ لکھا اور اس میں تین طلاق لکھدیا اور پھر وہ مضمون اکرام کو سنایا، اکرام نے اس پر کوئی روک ٹوک نہیں کی اور دستخط بھی کر دیئے، پھر اس کو اسی نے بتایا کہ اس سے تو تمہاری بیوی بالکل الگ ہوجائے گی، تو اکرام وہ طلاق نامہ ڈاکخانہ سے واپس لے آیا، تو اب بتایئے کہ ایسی صورت میں کہ جب طلاق نامہ ڈاکخانہ

سے واپس لے آیا؛ جبکہ وہ طلاق نامہ لڑکی کے پاس نہیں پہونچا تھا اور اکرام کا مقصد طلاق دینا بھی نہیں تھا، تو اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد رئیس صدیقی، چاند پور جامع مسجد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: محمد اکرام نے وکیل کو ایک طلاق لکھنے کا حکم دیا تھا؛ لیکن اس نے تین طلاق لکھیں اور اس کا مضمون محمد اکرام کو سنایا، پھر جب اس پر محمد اکرام نے بلا کسی روک ٹوک کے دستخط کردیئے تو یہ تین طلاق پر رضامندی کی دلیل ہے، ایسی صورت میں اگر محمد اکرام اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق لکھنے کا حکم دیا تھا اور پھر طلاق نامہ سننے کے بعد میں نے بخوشی دستخط کئے ہیں، تو محمد اکرام کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوچکیں نیت یا عدم نیت کا اعتبار نہیں۔ اب دونوں کے درمیان بلا حلالۂ شرعیہ کے ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق وإن لم يكتب، ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها—وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٨/محرم الحرام ١٤٢٢ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٥/٧٠١١)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
٨/١/١٤٢٢ھ

وکیل کا موکل کی نیت کے خلاف طلاق نامہ میں تین طلاق لکھنا

سوال [٦٥٣٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ آپسی کچھ ناراضگی کی وجہ سے پریشان ہوکر میں نے مقامی قاضی آفس میں جا کران سے کہا کہ میں اپنی بیوی کو’’طلاق دینا چاہتا ہوں‘‘ اس وقت میرے ذہن میں ایک طلاق کی بات تھی؛ لیکن قاضی کو صرف اتنا ہی کہا کہ ’’میں طلاق دینا چاہتا ہوں‘‘ پھرانہوں نے مجھے کچھ رقم بتا کر کہا کہ آپ ۶/۴/۲۰۱۰ء کونواسہ آجایئے، متعینہ تاریخ میں نواسہ پہونچنے پر قاضی صاحب نے مجھے طلاق نامہ دیا، جوانہوں نے پہلے سے میری شادی اور گھریلو زندگی سے متعلق تفصیلاً معلوم کرکے تیار کر رکھا تھا، میں نے اپنے ذہنی تناؤ کی وجہ سے اس کو پڑھنا بھی نہیں چاہا، میں نے نہ کچھ کہا اور نہ تین طلاق کی بات اپنی زبان سے نکالی اور نہ مجھے اس بات کا علم تھا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ قاضی صاحب نے اس کے اندر کیا لکھا تھا؟ میں نے اس کو پڑھے بغیر اس پر دستخط کر کے قاضی صاحب کو واپس کر دیا، پھر انہوں نے میری بیوی کی رہائش گاہ پر بذریعۂ ڈاک ’’طلاق نامہ‘‘ روانہ کردیا۔ واضح رہے کہ میں نے اپنی زبان سے کبھی بھی اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، قاضی صاحب کو’’میں طلاق دینا چاہتا ہوں‘‘ کے علاوہ دوسرا کوئی جملہ نہیں کہا۔

ادھر شیریں کے بیان اور بات چیت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق نامہ اس کی رہائش گاہ پر پہنچا تو اس نے لفافہ کھول کر بڑے حروف میں صرف طلاق نامہ دیکھ کر اس کو جوں کا توں موڑ کر اپنے گھر والوں کے حوالہ کر دیا، طلاق نامہ کا مضمون اس نے پڑھا بھی نہیں اور قاضی صاحب کے ذریعہ سے طلاق دینے کا طریقہ اس کو سمجھ میں آیا ہی نہیں، اس واقعہ کے تقریبا دو مہینے پانچ دنوں کے بعد یعنی ۱۰/ جولائی ۲۰۱۰ء کو میں اپنی بیوی کے یہاں آیا اور دونوں پہلے کی طرح میاں بیوی مانتے ہوئے رہنے لگے، ان دنوں ہمارے کچھ جسمانی تعلقات بھی ہوئے؛ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ایک طلاق دینے سے ہمیشہ کے لئے طلاق نہیں ہوتی، چھ سات دنوں کے بعد یعنی ۱۸/ جولائی ۲۰۱۰ء کو میرے ساڑھو کو معلوم ہونے پر جب انہوں نے اور شیریں کے گھر والوں نے کہا کہ ’’تمہارے درمیان طلاق واقع ہوگئی وہ تمہارے لئے

حرام ہوگئی ہے؛ لہٰذا تم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے ہو، تو ہم دونوں الگ الگ ہو گئے، ۶/۴/۲۰۱۰ء کو میں نے بنا پڑھے طلاق نامے پر دستخط کئے تھے اور ۱۰/۷ کو میں شیریں کے گھر پہونچا اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے اور ہم نے ان دنوں وہ کام کیا جو دنیا میں ہر کوئی میاں بیوی کرتے ہیں، ہماری یہ ملاقات شیریں کی عدت کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہوئی تھی۔ اور میں آج بھی اس کو بیوی کا حق دیتا ہوں اور طلاق نامہ بھیجنے کے بعد بھی ہمیشہ میں شیریں کا اور اس کے گھر والوں کا خیال رکھتا رہا، ان کی ضرورتیں پوری کرتا رہا۔

مذکورہ بالا صورت میں کیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی ہے؟، اگر ہوئی ہے تو کس طرح کی کتنی طلاق؟ طلاق ہونے کی صورت میں اگر ہم آپس میں ازدواجی زندگی قائم رکھنا چاہتے ہیں، تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ صحیح اور شرعی رہنمائی فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں

نوٹ: استفتاء کے ساتھ طلاق نامہ کی کاپی مع اردو ترجمہ کے، لڑکی کا بیان اور میرے نہ پڑھنے پر دو گواہوں کے بیانات ہم رشتہ ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ سوال میں چونکہ شوہر نے ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا؛ اس لئے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور شوہر نے جو بغیر پڑھے طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے تھے، جس میں قاضی صاحب نے تین طلاقیں لکھی تھیں اس کا اعتبار نہ ہوگا اور شوہر نے عدت کے اندر اندر رجعت بھی کر لی؛ اس لئے وہ اب آپس میں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں؛ لیکن شوہر آئندہ دو ہی طلاق کا مالک ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۶۴۰/۱۲، فتاوی دارالعلوم ۱۸۲/۹)

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق وإن لم يكتب - ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها، وقع إن أقر الزوج أنه كتابه.

(شامي، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦، تاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٢،

هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٦)

ولو قال: طلقي نفسک واحدة، فطلقت نفسها ثلاثاً لم يقع شيئ في قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف و محمد: يقع واحدة. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/ ١٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۸/ ۱۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۶/۸ھ

بیوی کے نام طلاق نامہ ارسال کرنا

سوال [۶۵۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رفیع الدین بن محمد عبد حسین کا عقد نکاح بی بی فرزانہ بنت عبدالرحمٰن سے ۱۳/ اپریل ۱۹۹۴ء تاریخ میں ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی۔

رفیع الدین بن محمد عابد حسین نے اپنی منکوحہ بیوی فرزانہ بنت عبدالرحمٰن کو تین طلاق یہ کہہ کر دیں کہ بذریعۂ خط اس نے اپنے والد کو مخاطب کر کے لکھا کہ میں نے اس لڑکی کو تین طلاق دیدی ہیں، اس خط کو رفیع الدین بجائے اپنے والد کے پاس روانہ کرنے کے اس نے اس خط کو فرزانہ کے والد کے پاس ارسال کر دیا، کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی کہ نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو مہر کتنا ادا کرنا ہوگا؛ چونکہ ابھی تک عقد کے بعد رخصتی نہیں ہوئی ہے؟

المستفتی: عبدالرحمٰن، ڈھمرا، پوسٹ: چریا، بانکا (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب رفیع الدین نے اپنی بیوی فرزانہ ہی کے بارے میں طلاق لکھا ہے تو وہ طلاق نامہ چاہے اپنے کو دیا ہو یا فرزانہ کے باپ کو ہر صورت میں فرزانہ پر طلاق بائن مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور رفیع الدین پر نصف مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته –إلى– أما بعد فأنت طالق فهي طالق، وقال ابن شبرمة: هي طالق. (مصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، في الرجل يكتب طلاق امرأته بيده، مؤسسة علوم القرآن بيروت ٩/٥٦٢، رقم: ١٨٣٠٤)

إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة، وإن علق طلاقها بمجي الكتاب بأن كتب إذا جاءك كتابي، فأنت طالق، فجاء ها الكتاب فقرأته، أو لم تقرأ يقع الطلاق. (شامي، كراچي ٣/٢٤٦، زكريا ٤/٤٥٦، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٨، زكريا جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍شوال المکرّم ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۴۶۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۱۰/۱۴۱۸ھ

بذریعۂ خط طلاق دینا

سوال [۶۵۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد اعظم ولد محمد حسین قریشی ساکن: کھینواسر ضلع: راجستھان کا ہوں، میری شادی بچپن میں ہوئی تھی اور بلوغ کے بعد رخصتی ہوئی اور چار ماہ میرے ساتھ رہی، اس کے بعد میں سعودی عرب چلا گیا، میری عدم موجودگی میں میرے گھر آئی گئی، اسی دوران میرے والدین سے لڑائی جھگڑا ہوا والدہ نے کیس بھر کر اس کے خلاف بھیجی اور والد صاحب نے زبانی مجھ سے کہا، گویا والدین کے کہنے سے میں نے بذریعۂ خط تین طلاق تین گواہوں کی موجودگی میں دیدیں اور یہ خط تین بار بھیجا، دوسسرال میں اور ایک اپنے گھر میں؛ لیکن سسرال والے کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی خط نہیں ملا، گویا تینوں خط غائب ہیں، میں لڑکی کو لانا چاہتا ہوں اور وہ آنا بھی چاہتی ہے، تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ واضح رہے کہ لڑکی کے والدین اہل حدیث میں سے ہیں اس کو طلاق

نہیں مانتے؛ اس لئے حلالہ کے لئے تیار نہیں ہیں؛ اس لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں؟

المستفتی: محمد اعظم بن محمد حسین قریشی کھینواسر، ضلع: چورو (راجستھان)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو طلاق لکھی تو اسی وقت طلاق واقع ہوگئی اور چونکہ تین طلاقیں لکھیں؛ اس لئے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالۂ شرعی کے دوبارہ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا اور جب آپ کے خسر حلالہ کے لئے تیار نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ دونوں الگ الگ رہیں؛ کیونکہ حلالہ کے بغیر وہ آپ کے لئے کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہوگی؛ اگرچہ وہ اہل حدیث ہوں اور وہ اپنے لئے جائز سمجھتے ہوں، مگر آپ کے لئے حرام ہے۔

إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد فأنت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦، هندية زكريا قديم ١/٣٧٨، جديد ١/٤٤٦)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ٢٣٠]

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩)

عن عامر الشعبي قال: قلت لفاطمة بنت قيس: حدثني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثاً وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابن ماجه شريف، أبواب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، النسخة الهندية ١٤٥-١٤٦، دارالسلام رقم: ٢٠٢٤)

عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً. قال لو طلقت مرة ،

أو مرتين (لكان لک الرجعة) فإن النبي صلى الله عليه وسلم أمرني بهذا فإن طلقتها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيرک. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من قال لامرأته أنت على حرام، النسخة الهندية ۲/۷۹۲، رقم:۵۰۶۶، ف:۵۲٦٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۸۱۷۲/۳۷)

بذریعۂ خط طلاق دینا

سوال [۶۵۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی پانچ سال قبل ہوئی تھی اور شروع ہی سے مجھ میں اور بیوی میں نہیں بنی، بالآخر تنگ آکر میں نے ایک روز قدرے سختی کی اور وہ اس کی تاب نہ لاکر میری عدم موجودگی میں کمرہ سے پچیس ہزار روپیہ نقد اور بغیر سلا کپڑا وزیورات لے کر فرار ہوگئی اور اپنے میکہ پہونچ گئی، اس کی یہ حرکت دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے بذریعہ خط اس کو طلاق دیدی، طلاق کے بعد اس کے گھر والوں نے مجھ پر مقدمہ دائر کردیا جو ابھی تک چل رہا ہے، اب میں اگر دوسری شادی کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں یا نہیں؛ جبکہ مطلقہ کے گھر والے یہ کہتے ہیں کہ جب تک ہم طلاق قبول نہیں کریں گے طلاق نہیں ہوگی اور دوسری شادی بھی ہماری اجازت کے بغیر نہیں کرسکتے، تو کیا شریعت میں یہ اجازت عورت یا اس کے گھر والوں کو دی ہے کہ طلاق قبول کریں گے تو ہوگی ورنہ نہیں اور مرد عورت اور سسرال والوں کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کرسکتا؟ ان تمام حالات میں شرعی اعتبار سے کوئی برائی تو نہیں ہے؟ اور بذریعۂ خط دی گئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی

روشنی میں مفصل جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: نبیل احمد، قصبہ سواوالا، ضلع: بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خط اور تحریر کے ذریعہ جوآپ نے طلاق نامہ بھیجا ہے شرعی طور پر اس سے طلاق واقع ہوگئی، طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی اوراس کے گھر والوں کو قبول کرنا لازم نہیں ہے؛ لہٰذا آپ کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی اور عدت کے بعد آپ پر اس کا نان ونفقہ بھی واجب نہیں اور نہ آپس میں میاں بیوی کی طرح تعلق قائم رکھنا جائز ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. [البقرہ:۲۲۸]

قال الإمام فخر الدين الرازيؒ في تفسير هذه الآية إن الزوج قادر على تطليقها، وإذا طلقها فهو قادر على مراجعتها شاء ت المرأة أم أبت، أما المرأة فلا تقدر على تطليق الزوج، وبعد الطلاق لا تقدر على مراجعة الزوج ولا تقدر أيضاً على أن تمنع الزوج من المراجعة. (تفسیر کبیر۶/۱۰۱)

وللرجال عليهن درجة: قال يطلقها وليس لها من الأمر شيء.

(الدرالمنثور للسيوطي، دارالكتب العلمية، بيروت ۱/۴۹۴)

نیز دوسری شادی کرنے کے لئے بیوی اور سسرال والوں سے اجازت لینا ضروری نہیں، ان کی اجازت کے بغیر بھی دوسری شادی کرنا جائز ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاوی ۱/۴۱۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۱۶۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۵/۱۴۲۰ھ

”میں نے تم کو روبرو گواہان طلاق دیدی“، لکھی رجسٹری کا حکم

سوال [۶۵۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکہت جہاں جس کی شادی ۱۴ ؍سال پہلے رئیس احمد ولد اسلام الدین مرحوم سے ہوئی تھی، جو آٹھ ماہ سے اپنے شوہر رئیس سے ناراضگی ہو جانے کی وجہ سے میرے گھر رہ رہی ہے، اب رئیس احمد نے اپنے وکیل انتظار احمد بجنوری کے ذریعہ ایک تحریر بذریعۂ رجسٹری بابت طلاق اطلاع دی ہے کہ میں نے تم کو روبرو گواہان طلاق دیدی۔ اور پھر لکھا ہے کہ تم اپنے اختیار سے عقد ثانی کرسکتی ہو۔ مذکورہ صورت میں نکہت گل کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: احسان احمد ولد رضوان احمد، لالباغ نئی آبادی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ میں صاف الفاظ کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ میں نے تم کو روبرو گواہان طلاق دیدی، اس سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی ہے اور اس کے بعد جو یہ لکھا ہے کہ تم اپنے اختیار سے عقد ثانی کرسکتی ہو، یہ کنایہ کے الفاظ میں سے ہے، اگر اس کے ذریعہ سے مستقل طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے الگ سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی، پھر پہلی طلاق ملا کر دو طلاق بائن پڑ جائیں گی اور اگر اس سے الگ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ بلکہ پہلی طلاق کی وضاحت کے لئے کہا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور پورے طلاق نامہ سے صرف ایک طلاق رجعی ہوگئی اور عدت کے اندر اندر بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے اور اگر دوسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی تھی تو دو طلاق بائن ہوگئیں، عدت کے اندر یا عدت کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرکے رہنے کی گنجائش ہے۔

اب شوہر خود فیصلہ کرے گا کہ دوسرے لفظ سے اس نے طلاق کی نیت کی تھی یا نہیں؟

(مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹ ؍ ۳۴۷)

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك، وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۱)

وبـابتـغـي الأزواج تـقـع واحـدةً بائنةً إن نواها. (فتـاوى عـالمگيري، زكريا قديم ۱/۳۷۵، جديد ۱/٤٤۲)

ابتـغي الأزواج واحدة بائنة إن نواها. (شـرح الوقايه، مكتبه ياسر نديم اينڈ كمپني ديوبند ۲/۸۷)

الـصـريـح يـلـحـق الصريح والبائن، والبائن يلحق الصريح لاالبائن. (تـنـويـر الأبـصـار عـلـى الدر المختار مع الشامي، كراچي ۳/۳۰۷، زكريا ٤/٥٤٠، هندية زكريا قديم ۱/۳۷۷، جديد ۱/٤٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ر شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۰۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/ ۸/ ۱۴۲۷ھ

طلاق کا نوٹس بھیجنے سے وقوع طلاق کا حکم

سوال [۶۵۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نوٹس منجانب: محمد ساجد ولد مرحوم محمد جمیل، ساکن: محلّہ کسرول، شکلوں کا کنواں، مرادآباد۔

بنام : اسلوب فاطمہ دختر جناب مظاہر حسین، ساکن: پیتل بستی کوارٹر نمبر ۱۱/ رامپور روڈ، مرادآباد۔

واضح ہو کہ میرا آپ کے ساتھ نکاح ۲۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء کو مسلم رواج کے مطابق بالعوض مہر فاطمی معجّل بنا دان و دہیز کے ہوا تھا، رخصت ہو کر آپ میرے گھر محلّہ کسرول شکلوں کا کنواں مرادآباد آئیں اور فرائض زوجیت ادا کیں، مہر کی رقم میں نے شب عروسی میں ہی ادا کردی تھی، میں نے آپ کو ہر طرح خوش رکھنے کی کوشش کی؛ لیکن آپ آزاد خیال کی عورت ہیں، بنا بتائے میرے گھر سے غائب ہو جاتی ہیں، کئی کئی دن غائب رہتی ہیں، میرے گھر پر

بھی آپ سے ملنے نئے نئے لڑکے آتے رہتے ہیں، کسی کو آپ رشتے کا بھائی بتاتی ہیں، تو کسی کو چچازاد بھائی بتاتی ہیں، کسی کو ماموں زاد بھائی بتاتی ہیں اوران کے ساتھ بائک پر بیٹھ کر چلی جاتی ہیں۔ گھنٹوں موبائل پرلڑکوں سے اشلیل باتیں کرتی ہیں، میں نے سیکڑوں مرتبہ خود سنی ہیں، میرے منع کرنے پر میرے ساتھ بدتمیزی کرتی ہیں، کئی مرتبہ میں نے آپ کی ان حرکتوں کی شکایت آپ کے ماں اور باپ سے کی تو انہوں نے بھی کوئی ایکشن نہیں لیا اور الٹا مجھ سے کہا کہ ہماری لڑکی اپنی مرضی کی مالک ہے اور جیسے چاہے گی ویسے رہے گی، وہ پڑھی لکھی گریجویٹ ہے، تم جاہل گنوار دقیانوسی ہو۔ اب موڈرن زمانہ ہے، اگر اپنے ساتھ کے دوستوں سے ملتی ہے، تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے، تم بھی مجھے ہمیشہ جاہل لٹھ گنوار کہتی ہو اور بےعزت کرتی ہو اور میرے ہاتھ لگانے میں بھی اعتراض کرتی ہو۔ اب حالات اس قدر سنگین ہوگئے ہیں کہ آپ کے ساتھ رہنا اور شوہر بیوی کے روپ میں زندگی گزارنا ناممکن ہوگیا ہے، میں نے اپنے والدین ورشتے داروں اور آپ کے رشتے داروں کو بیچ میں ڈال کر فیصلے کی کوشش کی؛ لیکن آپ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

لہٰذا میں محمد ساجد ولد محمد جمیل نواسی محلّہ کسرول شکلوں کا کنواں ضلع: مرادآباد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین نواسی پیتل بستی کوارٹر نمبر ۱۱/ رامپور روڈ تھانہ کٹ گھر مرادآباد کو آج بتاریخ ۲۰۱۰/۱/۲۰ کو طلاق دیتا ہوں / میں محمد ساجد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین کو طلاق دیتا ہوں، میں محمد ساجد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین کو طلاق دیتا ہوں، میں محمد ساجد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین کو طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے الگ کرتا ہوں، آپ کی عدت کی مدت بتاریخ ۲۰۱۰/۱/۲۰ سے شروع ہوتی ہے تاکید جانیں۔ فقط

المستفتی: محمد ساجد ولد محمد جمیل نواسی محلّہ کسرول شکلوں کا کنواں ضلع: مرادآباد

سوال [۶۵۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دختر اسلوب فاطمہ کا عقد مسنون ۲۷/دسمبر ۲۰۰۸ء کو بالعوض مہر فاطمی محمد

ساجد ولد محمد جمیل مرحوم ساکن شکلوں کا کنواں کسرول مرادآباد کے ساتھ ہوا تھا؛ لیکن حالات ناخوشگوار ہونے کی بناپر اسلوب فاطمہ کا وہاں رہنا ناممکن ہوگیا اور ۱۷/اکتوبر ۲۰۰۹ء کو وہ اپنے والد کے گھر آگئی اور اب تک وہ اپنے والد کے گھر پیتل نگری مرادآباد پر ہی مقیم ہے، اسی درمیان ۲۳/جنوری ۲۰۱۰ء کو ساجد (اسلوب کے شوہر) نے بذریعۂ ڈاک ایک نوٹس کے ذریعہ تین طلاق دینے کی اطلاع دی، میرے بہنوئی محمد کامل صاحب نے اپنے سمدھی جناب حبیب الرحمٰن ساکن قانون گویاں سے جو محمد ساجد کے ماموں ہیں تصدیق کرالی ہے، میں شرعی فتوی حاصل کرکے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ

(۱) کیا طلاق کی تکمیل ہوگئی؟

(۲) عدت کب سے شروع مانی جائے گی؟

(۳) اور مہر فاطمی کی رقم کا حساب کیسے لگایا جائے؟

نوٹ: طلاق نامہ کی فوٹو کاپی منسلک ہے۔

المستفتی: مظاہر حسین، والد فاطمہ اسلوب، پیتل نگری مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب تحریر سوال مذکورہ صورت میں شوہر ساجد اگر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے طلاق کا نوٹس بھیجا ہے یا اس پر دو گواہ موجود ہیں، تو نوٹس کے مطابق شرعاً اس کی بیوی اسلوب فاطمہ پر تین طلاق مغلظہ ہوگئیں اور جس دن شوہر نے تحریر لکھی ہے، اسی دن سے عدت شروع مانی جائے گی اور مہر فاطمی کی مقدار موجودہ اوزان سے ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سو ملی گرام چاندی ہے، جو دس گرام کے تولہ سے ۱۵۳/تولہ ۹۰۰/ملی گرام چاندی بنتی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹-۱۳۰)

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج -إلى قوله- وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقرالزوج أنه كتابه. (شامي، كراچي ۳/۲۴۷، زكريا ٤/٤٥٦، تاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا

قديم ۱/ ۳۷۹، جديد ۱/ ٤٤٦)

مبدأ العدة بعد الطلاق، والموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما۔ (الدر المختار مع الشامي، كراچي ۳/ ۵۲۰، زكريا۵/ ۲۰۲)

وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، كراچي ۳/ ۲٤٦، زكريا٤/ ٤٥٦، هندية، زكريا قديم ۱/ ۳۸۷، جديد ۱/ ٤٤٦)

عن أم سلمةؓ سألت عائشةؓ عن صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: ثنتاعشرة أوقية. (أبوداؤد شريف، كتاب النكاح، باب الصداق،النسخة الهندية ۱/ ۲۸۷، رقم: ۲۱۰۵)

وفي النسائي: وذلک خمس مأة درهم. (نسائي شريف، كتاب النكاح، القسط في الأصدقة، النسخة الهندية۲/ ۷۲، دارالسلام رقم: ۳۳٤۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ رصفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۸۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۴ھ

طلاق نامہ لکھوا کر بھیجوانے کا حکم

سوال [۵ ۴ ۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ظہیر عالم کا نکاح شہناز سے ہوا، شہناز سنبھل کی رہنے والی تھی کسی جھگڑے کی بنا پر کئی بار وہ سنبھل رک گئی اور پھر بعد میں آ گئی، اس بار جھگڑے میں ظہیر عالم اس کو پہونچا کر چلا آیا اور سوچا کہ کچھ روز وہاں رہے گی تو میں بلا لاؤں گا، لڑکے کے دل میں چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہ تھا، اسی دوران لڑکی نے ایک درخواست دہلی میں لگادی مہیلہ تھانہ میں، ہم وہاں پر پہونچے تو حاکم نے کہا آپ اسے لیجانا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا فوراً آپ ہمارے ساتھ کر دیجئے، حاکم نے لڑکی سے کہا آپ ان کے ساتھ جاؤ تو لڑکی نے منع کر دیا، پھر ہم مرادآباد واپس آ گئے، اسی دوران لڑکی نے ایک مقدمہ خرچ کا کر دیا دہلی میں، ہم نے

مرادآباد میں وکیل صاحب سے مشورہ کیا، تو وکیل صاحب نے کہا آپ ایک طلاق نامہ بھیج دیجئے، ہم نے طلاق نامہ بھیج دیا، تو لڑکی نے واپس کردیا۔ اب لڑکی کہتی ہے، ایسے طلاق نہیں ہوتی ہے وہاں لوگوں نے بتایا۔ نیز واضح رہے کہ طلاق نامہ میں تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے اور شوہر نے خوشی سے دستخط کئے ہیں۔

المستفتی: محمد وسیم ٹانڈوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے جب طلاق نامہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کیا اور اس پر بخوشی دستخط کئے تو بیوی مسماۃ شہناز پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بلا حلالہ کے وہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة قديم زكريا ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦، شامي، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به زكريا جديد ١/٥٣٥، قديم ١/٤٧٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۵۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳؍ ۴؍ ۱۴۲۹ھ

مکرہ کی طلاق یا کتابت کا حکم

سوال [۶۵۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمشاد کی بیوی شیماء کسی ناراضگی کی وجہ سے اپنے ماں باپ کے گھر گئی، ایک ہفتہ کے بعد شمشاد کو پولیس چوکی میں بلوا کر بیوی کے ماں باپ نے کاغذ لکھوایا، جس میں لکھا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں؛ جبکہ نہ اس سے پہلے دی تھی، نہ اس کے بعد، تو کیا طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

(۱) صرف ایک بار یہ لکھنے پر کہ طلاق دے چکا ہوں، کیا طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

(۲) شیماء کے ماں باپ نے شیماء کا نکاح عدت کی مدت سے پہلے یعنی تین حیض سے پہلے ہی کر دیا دوسرے شخص کے ساتھ، تو کیا وہ نکاح مانا جائے گا یا نہیں؟

(۳) شیماء کے دوسرے شوہر سے دو اولادیں ہیں دوسرا شوہر بھی زندہ ہے، شیماء اپنے پہلے شوہر کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتی ہے، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد شمشاد، لائن ۱۲/آزادنگر، ہلدوانی، نینی تال (یوکے)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) پولیس کی طرف سے جبر واکراہ کی حالت میں جو طلاق لکھا ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہا ہے، وہ طلاق شرعاً معتبر نہیں، اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا بیوی شوہر کے نکاح میں بدستور باقی رہی۔

وفي البحر: إن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا، كذا في الخانية. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التى تصح مع الإكراه، زكريا ٤/ ٤٤٠)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته، كذا في فتاوى قاضي خان. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الفصل السادس في الطلاق

بالکتابه، قدیم زکریا قدیم ۱/ ۳۷۹، زکریا جدید ۱/ ٤٤٦)

(۲) شیما کو چونکہ پہلے شوہر سے طلاق ہی نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے نکاح بدستور باقی ہے؛ لہٰذا دوسرے مرد سے نکاح فاسد ہوا اور شیماء کو اس سے علیحدہ ہوجانا چاہئے۔

وأما النكاح الفاسد نحو ما إذا تزوجها في نكاح الغير، أو عدة الغير.

(تارتا خانية قديم٤ /٧٧، جديد زكريا ديوبند ٤ /٧٧، رقم:٥٥٦٩)

ولو تزوج بمنكوحة الغير وهو لا يعلم أنها منكوحة الغير فوطئها تجب العدة، وإن كان يعلم أنها منكوحة الغير لا تجب حتى لا يحرم على الزوج وطؤها. (فتاوى عالمگيري قديم ١/ ٢٨٠، جديد زكريا ١/٣٤٦)

(۳) چونکہ شیماء کے اوپر پہلے شوہر کی طرف سے طلاق ہی واقع نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے شیماء بدستور پہلے شوہر کی بیوی ہے؛ لیکن چونکہ دوسرے مرد کے ساتھ جو ہمبستری ہوئی وہ حلال اور جائز سمجھ کر ہوئی ہے؛ اس لئے دوسرے شوہر سے جو اولادیں ہوئی ہیں، ان کا نسب اسی سے ثابت ہوگا؛ البتہ پہلے شوہر کے پاس جانے کے لئے تین ماہواری کے ساتھ عدت گذارنا لازم ہوگا؛ اس لئے کہ دوسرے مرد کے ساتھ جو ہمبستری ہوئی وہ حلال سمجھ کر ہوئی ہے، جس کو وطی بالشبہ کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں عدت لازم ہوتی ہے اور پہلے شوہر کے پاس رہنے کے لئے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں؛ اس لئے کہ وہ اسی کی بیوی ہے۔

والنكاح الفاسد بعد الدخول في حق النسب بمنزلة النكاح الصحيح. (المحيط البرهاني، المجلس العلمي بيروت ٤ /١٦٨)

وتجب العدة بعد الوطء من وقت التفريق ويثبت النسب احتياطاً بلا دعوة. (در مختار على رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر، كراچي ٣/ ١٣٣، زكريا ٤/ ٢٧٦-٢٧٧)

وأما النكاح الفاسد فلا حكم له قبل الدخول، وأما بعد الدخول فيتعلق به أحكام، منها ثبوت النسب (نسب الولد المولود في النكاح

الفاسد). (بدائع الصنائع، كتاب النكاح باب النكاح الفاسد، زكريا ٢/٦٥١، عالمگيري، قديم زكريا ١/٣٣٠، جديد ١/٣٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ رذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۷ ۱۰۸۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۱۱/۱۴۳۳ھ

ایک طلاق دینے کے بعد طلاق نامہ لکھنا

سوال [۷۶۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ''میں اکرام الٰہی ولد شان الٰہی اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی کاشفہ ناثر کو طلاق دے رہا ہوں، آج کے بعد میرا اس سے یا اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔ اور نہ میری کسی چیز میں کوئی حق رہے گا، نہ میرا آج کے بعد آپس میں کوئی لینا دینا رہے گا، میں ان کے بھائیوں اور ماں کی موجودگی میں طلاق دے رہا ہوں''

اب سوال یہ ہے کہ اس تحریری طلاق نامہ کے مطابق میری بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ اور جو طلاق دی گئی ہے، وہ اسی تحریر کے ذریعہ دی گئی ہے زبانی کوئی طلاق نہیں دی ہے، مسئلہ کا حل شریعت کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتی: اکرام الٰہی، نواب پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر اکرام الٰہی کا جملہ کہ میں اپنی بیوی کاشفہ ناز کو طلاق دے رہا ہوں، طلاق کے بارے میں صریح ہے؛ لہٰذا اس کی وجہ سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور اس کے بعد طلاق نامہ میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب شروع میں جو طلاق دی گئی ہے، اس کی وضاحت کے قبیل سے ہے اور طلاق نامہ کے آخر میں بھی جو ہے کہ میں فلاں کو طلاق دے رہا ہوں، وہ پہلی والی طلاق کی قبیل سے ہے؛ اس لئے

مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار ہوگا۔

عن شعبة قال: سألت الحكم وحماداً عن رجل قال لامرأته: أنت طالق ، أنت طالق، ونوى بالأولىٰ، قالا: هي واحدة. الحديث (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب في الرجل يقول لامرأته اعتدى، اعتدى مايكون۔ (مؤسسه علوم القرآن جديد ٩/٤ ٥٤، رقم: ١٨٢٠١)

وهو كأنت طالق، ومطلقة، وطلقتک تقع واحدة رجعية.

(الفتاوى الهندية، زكريا قديم ١/٤ ٣٥، جديد١/٤٢٢)

فالصريح قوله: أنت طالق، ومطلقة، وطلقتک، فهذا يقع به الطلاق الرجعي. (هداية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، اشرفي ٢/٣٥٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/صفر المظفر ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۷۵/۳۸)

اسٹامپ پیپر پر طلاق لکھ کر بھیجنا

سوال [۶۵۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر شوہر نے دس روپئے کے اسٹامپ پیپر پر لکھ کر جس میں دو گواہ کے دستخط ہوں، اپنی بیوی کو بذریعۂ ڈاک طلاق بھیجدی ہو، تو کیا طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: نواب احمد، محلّہ: سرو، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بیوی پر تحریر میں لکھی گئی طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ اگر ایک طلاق لکھی تھی تو ایک طلاق واقع ہوگئی، اگر دو طلاق رجعی لکھی تھیں تو دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں اور اگر تین طلاق لکھی تھیں تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی

اور اگر مطلق طلاق لکھی ہے، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اب دیکھ لیا جائے کہ تحریر میں کون سی طلاق لکھی ہے۔

عن علي بن الحكم البنابي قال: سئل الشعبي عن رجل خط طلاق امرأته وسادة. فقال: هو جائز عليه. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب الرجل يكتب إلى امرأته بطلاقها، المجلس العلمي ٦/٤١٤، رقم: ١١٤٤٠)

كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوىٰ، وقيل مطلقاً. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي٣/٢٤٦، زكريا ٤/٤٥٦)

إن كانت مستبينة؛ لكنها غير مرسومة إن نوىٰ الطلاق يقع وإلا فلا، وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ، أولم ينو. (هندية، زكريا قديم ١/٣٧٨، جديد١/٤٤٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹ / ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۳۴۹/۳۹)	۱۴۳۲/۴/۹ھ

بخوشی یا بحالت اکراہ لکھ کر طلاق دینا

سوال [۶۵۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو لکھ کر بخوشی طلاق دی یا کہ شوہر سے زبردستی لکھوا کر طلاق لی گئی، زبردستی کوئی بھی صورت ہو چاہے مکان کے اندر بند کرکے یا کہ بندوق اس کے سامنے کرکے دونوں صورتوں میں شوہر بولنے پر قادر بھی ہے، اس کے باوجود لکھ کر طلاق دے رہا ہے، تو کسی صورت میں طلاق واقع ہوگی؟ واضح فرق بیان فرمائیں۔

المستفتی: ثناء اللہ، پرتا بگڈھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بخوشی لکھ کر طلاق دی ہے، تو شرعاً

طلاق ہوجائے گی۔

كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوى. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا٤/٤٥٦، كراچي٣/٢٤٦)

اگر زبردستی طلاق لکھوائی ہے اور شوہر نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں نکالا ہے، تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوگی۔

فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق الخ. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التى تصح مع الإكراه، زكريا ٤/٤٤٠، هكذا في التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣٢، رقم: ٦٨٤٥، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠، البحر الرائق كوئٹه ٣/٢٤٦، زكريا٣/٤٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ رجمادی الآخرۃ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۷۴۱)

نوٹسِ طلاق کی شرعی حیثیت

سوال [۶۵۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ڈیڑھ سال سے بیوی کے لگاتار میکہ میں رکی رہنے اور آنے سے منع کرنے کی وجہ سے شوہر نے لکھ کر طلاق کا نوٹس بتاریخ ۳۱ر جولائی ۲۰۱۴ء بذریعۂ رجسٹری ڈاک تاریخ: ۶ راگست ۲۰۱۴ء کو بھیجا اور بتاریخ ۶ راگست ۲۰۱۴ء کو ہی چار معزز لوگوں کو جو بیوی کی طرف سے فیصلے کے لئے آئے تھے، طلاق کا نوٹس بھیجنے کی بات بتادی اور اس طلاق کے نوٹس کو بتاریخ: ۶ راگست ۲۰۱۴ء کو بیوی کے باہر جانے کی رپورٹ ڈاکئے سے لگوا کر مجھے واپس کرادیا اور اس کے بعد شوہر نے اس طلاق کا نوٹس کو اپنے وکیل صاحب کی معرفت ڈاک سے بھجوایا، جو آج تک واپس نہیں آیا، اس صورت حال میں مندرجہ بالا طلاق طلاق کے نوٹس

کی بنیاد پر طلاق مانی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی رو سے رہنمائی کرنے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: نفیس احمد ولد ضیاء اللہ، ساکن: رحمت نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر تحریری طلاق دینے کا خود اقرار کررہا ہے اور تحریری طور پر طلاق لکھ کر بیوی کے پاس بھیجنے کا بھی اقرار کررہا ہے، تو ایسی صورت میں تحریری طور پر جتنی طلاق دی ہے، اتنی طلاق تحریر لکھنے کے بعد واقع ہوگئیں، اگر مطلق طلاق لکھا ہے، تعداد طلاق کچھ بھی نہیں لکھا ہے، یا ایک طلاق لکھا ہے، تو دونوں صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، اگر دو طلاق لکھا ہے تو دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں؛ لہٰذا ان صورتوں میں عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے اور عدت گذرنے کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور اگر تحریر میں تین طلاق لکھا ہے، یا طلاق کے الفاظ تین بار لکھا ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، آئندہ بلا حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ثم إن كتب على الوجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بأن كتب أما بعد: يا فلانة أنت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل لما ذكرنا أن كتابة قوله: أنت طالق على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها.

(بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في النوع الثاني من طلاق الكتابة، زكريا ۳/۱۷٤، هندية، قديم ۱/۳۷۸، زكريا جديد ۱/٤٤٦، خانية على هامش الهندية قديم ۱/٤۷۱، جديد زكريا ۱/۲۸۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ رشوال المکرّم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱٦۷۵)

طلاق کا نوٹس بھیجنا

سوال [۶۵۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ایک نوٹس وکیل کے ذریعہ اپنی بیوی شمع پروین کے پاس بھیجا، جس میں یہ لکھا تھا کہ ''میں نے ۸/۱/۹۸ء کو تمہیں طلاق دیدی ہے'' یہ ایک مرتبہ لکھا تھا اور پھر اس نوٹس کے بارے میں دوبارہ اطلاع بذریعۂ تار دیا تھا کہ ہم نے تمہیں طلاق دیدی ہے۔ اب تار کے ذریعہ اطلاع دے رہا ہوں، اس کو طلاق دیئے ہوئے اب تقریباً نو ماہ ہوچکے ہیں، ابھی تقریباً ایک ہفتہ پہلے بچے کی ولادت بھی ہوئی ہے، اب میں دوبارہ بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں شرعاً کیا شکل اختیار کروں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد ارشد، مغلپورہ اول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں جو نوٹس بھیجا تھا، اس سے ایک طلاق واقع ہوچکی ہے، دوبارہ جو اطلاع دی ہے، وہ پہلی والی طلاق کی تاکید ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور عدت گذرنے سے وہ بائنہ ہوگئی۔ اب نکاح کے ذریعہ دوبارہ اپنی بیوی بنا کر رکھنا جائز ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي بكڈپو ديوبند ۲/۳۹۹، هكذا في الهندية، زكرياقديم ۱/۴۷۲، جديد ۱/۵۳۵، هكذا في التاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۹۶/۳۳)

ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے طلاق نامہ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اظہر خاں ولد زاہد خاں میں نے اپنی بیوی شازیہ سلیم ولد سلیم میاں کو شرعی اور قانونی طریقے سے تین گواہوں کے سامنے یہ کہہ کر طلاق دی کہ میں نے شازیہ سلیم کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، اپنی بیوی کے حق سے آزاد کردیا۔ آپ کی مہر ۵۰۰۰۰ ہزار میں نے شادی کی رات کو ادا کردیا ہے، جس کا اظہار سبھی رشتہ داروں کے سامنے کیا، آپ کی عدت کا خرچہ منی آرڈر سے بھیجا جارہا ہے، آپ کا سارا سامان میرے پاس حفاظت سے ہے آپ اور آپ کے گھر والے چند لوگوں کی موجودگی میں سامان لے سکتے ہیں اور میری طرف سے بنوایا گیا زیور کپڑا اور باقی سامان جو کہ آپ کے پاس ہے، اسے میرے حوالے کرکے رسید حاصل کرسکتے ہیں اور اپنا سامان واپس لے کر مجھے گواہوں کے سامنے سامان واپسی کی رسید حوالہ کردیں، آج سے آپ شرعی اور قانونی طور پر میری بیوی نہیں ہیں اور بعد عدت آپ اپنا نکاح جہاں چاہیں کرسکتی ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں، مجھ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی آپ حاملہ ہیں، آپ نے جو بھی میرے اور میرے گھر والوں کے خلاف جھوٹے کیس دائر کر رکھے ہیں مہربانی کرکے انہیں خارج کرادیں، یہ طلاق نامہ گواہوں کے سامنے ۱۳/ ۱۲/ ۱۲ء کو تحریر کر رہا ہوں تاکہ سند رہے، طلاق نامہ کو بذریعۂ ڈاک بھیجا جارہا ہے اور ایک کاپی میرے پاس رہے گی، جناب مفتی صاحب وضاحت کریں کہ ڈاک سے بھیجی گئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: اظہر خان ولد زاہد خاں، لالباغ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے تحریری طور پر اپنی بیوی کو تین

مرتبہ طلاق دیدی ہے اور شوہر زبانی اس کا اقرار کررہا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، اب دونوں کے درمیان رشتۂ نکاح اور میاں بیوی والا تعلق باقی نہیں رہا ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۴۲۵)

وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعت عليها؛ لأن الواقع مصدر محذوف؛ لأن معناه طلاقاً ثلاثاً. (هداية، كتاب الطلاق، باب الطلاق قبل الدخول، اشرفي بكڈپو ديو بند ۲/ ۳۷۱)

وأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضاً حتى لايجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر، لقوله عزوجل: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره وسواء طلقها ثلاثا متفرقاً أوجملة واحدة. (بدائع الصنائع، زكريا ۳/ ۲۹۵)

إذا قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه قديم ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، قديم زكريا بكڈپو ديوبند ۱/ ۴۷۳، زكريا جديد ۱/ ۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ رشوال ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۶۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۱۰/ ۱۴۳۵ھ

بغیر تحقیق کے دوسرے ملک سے طلاق لکھ کر بھیجنے سے طلاق

سوال [۶۵۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اقبال فاطمہ عرف ننھی میری کشور شمیم جو کہ قصبہ سیوہارہ ساکن کی ہوں قوم شیخ محلّہ ملکیان، معین الدین ولد نظیر الدین ساکن قصبہ نہٹور محلّہ سادات دربار کے ساتھ

شادی ہوئی، جس کو پندرہ سال ہوئے ہیں، معین الدین ڈھائی سال کے عرصہ سے عرب ملازمت میں گئے ہوئے ہیں، ان کے عزیزوں کو یعنی والدین کو کشور شمیم کے بھائیوں سے ملنے میں اعتراض ہوا کہ وہ اپنی ہمشیرہ سے نہ ملیں، نہ کشور شمیم سیوہارہ جائے؛ لہٰذا بھائیوں نے بھی ڈھائی سال کے عرصہ سے بہن سے نہ ملاقات کی نہ بہن سیوہارہ آئی۔

اب معین کے عزیزوں نے قسم قسم کے بہتان لگائے اور خطوں میں معین الدین کو لکھنا شروع کر دیا کہ تمہاری بیوی بھائیوں سے برابر ملتی جلتی ہے؛ جبکہ معین عرب میں ہے کوئی غلط یا صحیح کہے گا وہ ضرور اس پر عمل کر سکتا ہے، لکھنا جو کچھ تھا وہ تو خطوں سے کیا دوسرے ان کے والد عامل ہیں انہوں نے معین پر عمل چلایا وہ کاری ہوگیا، معین کے جن پر بغیر تحقیق کے معین نے وہاں سے طلاق لکھ کر بھیج دی۔ برائے کرم آپ مجھ کو بذریعۂ ڈاک مطلع فرمادیں کہ طلاق ہوگئی یا کچھ گنجائش ہے؟

میں بیوہ عورت ہوں، میرا کوئی وارث نہیں جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے اور تردد ہے کشور شمیم سیوہارہ کی ہے اس کے چار بچے ہیں، تین لڑکے ایک لڑکی جو کہ پڑھتے ہیں بڑا لڑکا آٹھویں کلاس میں پڑھتا ہے، لڑکی چھٹی کلاس میں ہے، چھوٹا لڑکا دوسرے کلاس میں ہے، سب سے چھوٹا لڑکا دینی تعلیم میں ہے، چاروں بچے دینی تعلیم ہی پڑھتے ہیں، معین کا ایک خط بذریعۂ رجسٹری میرے پاس آیا، یہ خط معین نے مؤرخہ ۱۳؍اگست ۱۹۸۹ء کو لکھا، دوسرا خط کشور شمیم نہٹور میں مقیم ہیں وہاں آیا، میں آپ سے گذارش کرتی ہوں کہ دوسری حکومت سے بغیر اطلاع کے طلاق ہوسکتی یا گنجائش ہے؟ برائے مہربانی مجھ ناچیز پر رحم کھا کر آپ فوراً بذریعۂ ڈاک مجھ کو اطلاع دیں بڑی مہربانی ہوگی، امید کہ آپ بغور ملاحظہ فرمائیں گے، آپ کی عین نوازش ہوگی پر جب آپ فتوی دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ فقط خدا ذات خاکسار اقبال فاطمہ عرف ننھی۔

المستفتیۃ: اقبال فاطمہ، سیوہارہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوسری حکومت سے بغیر تحقیق کے طلاق لکھ کر بھیجنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كأن يكتب يا فلانة، إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق طلقت بوصول الكتاب. (الدر المختار، كتاب الطلاق، ملطب في الطلاق بالكتابة، زكريا٤/٤٥٦، كراچي٣/٢٤٦)

فيمن كتب كتاباً على وجه الرسالة وكتب إذا وصل كتابي إليك، فأنت طالق......وقع الطلاق لوجود الشرط، وهو وصول الكتاب إليها. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في النوع الثاني من طلاق الكتابة، زكريا جديد٣/١٧٤، هكذا في الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/٥٢٩، رقم:٦٨٣٧) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ر صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۳۹/۲۵)

رجسٹری طلاق نامہ پر لڑکی کے دستخط کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی نادرہ پروین نے رجسٹری طلاق نامہ بذریعۂ ڈاک وصول کر کے رسید پر اپنے دستخط کر کے ڈاکیہ کو دیدیا، لڑکی کے والدین محمد حبیب نے رجسٹری ان تین صاحبان جن کے نام حسب ذیل ہیں: عبد اللطیف ولد علی، وشکیل احمد ولد محمد سلیم وفقیر محمد ولد رُمدے ان تینوں کے سامنے کھول کر پڑھ لیا، یہ پنجابی زبان میں لکھی ہوئی ہے، جس کو اردو میں کرا کر آپ کی خدمت اقدس میں بھیج رہا ہوں، دلیل سے جواب تحریر فرمایئے کہ طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

گواہ: عبد اللطیف، شکیل احمد، فقیر محمد

المستفتی: محمد حبیب، سا شتری نگر، ملیر کوٹلہ (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ طلاق نامہ سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے؛ جبکہ شوہر اس کے لکھنے یا لکھوانے اور بھیجنے کا اقراری ہو، اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه.
(شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ۳/۲۴۷، زكريا ديوبند ۴/۴۵٦، مثله في الفتاوى التاتارخانية زكريا ۴/۵۳۱، رقم: ٦۸۴۳، وفي الهندية زكريا قديم ۱/۳۷۹، جديد ۱/۴۴٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۸۸۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۹/۲۵ھ

کیا طلاق نامہ پڑھے بغیر دستخط کرنے سے طلاق ہوجائے گی؟

سوال [٦۵۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حافظ محمد علی کو ایک دن آنت میں درد کا دورہ پڑا، تو تکلیف کی حالت میں اپنے لڑکے محمد یاسین سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو بلالاؤ اور رات کو رکنا مت اور اپنی سسرال والوں سے کہنا کہ میری بڑی بھاوج اپنے میکہ کل جانے والی ہے؛ چونکہ بھاوج کے والد حج کو جارہے ہیں اور میری تکلیف بھی بیان کردینا، محمد یاسین کے سسرال والوں نے یاسین کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی محمد یاسین کی بیوی کو بھیجا، محمد یاسین نے ناراضگی کی صورت اختیار کرلی، جب محمد یاسین لوٹ کر گھر آیا تو مجھے (محمد علی) بہت افسوس ہوا اور غصہ آیا اور غصہ کی حالت میں، میں (محمد علی) نے لڑکے سے رشتہ ختم کردینے کی بات کی اور میں (محمد علی) نے طلاق کا خط کسی دیگر آدمی سے لکھوا کر جس کو میں (محمد علی) نے لکھوایا کہ میں (محمد یاسین) اپنی بیوی ناصرہ کو سچے دل سے طلاق دیتا ہوں، طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے

طلاق دی میں نے لکھوا کرلڑکے سے دستخط کرنے کو کہا،تو اس نے ایک دن برابر دستخط نہیں کیا؛ لیکن پھر میرے (محمد علی) سخت ناراض ہونے پر محمد یاسین نے دستخط کردی، نہ اس نے اس خط کو پڑھا، نہ سنا، نہ ابھی تک اس نے طلاق کا کلمہ ہی اپنے زبان سے کہا ہے اور نہ ہی اس کو معلوم تھا، اس میں کیا لکھا ہوا ہے، محض باپ کے کہنے پر دستخط کردیئے، وہ خط جب محمد یاسین کی سسرال پہنچا تو چند آدمی میرے (محمد علی) کے گھر آئے اور انہوں نے لڑکے سے دریافت کیا، تب لڑکے نے اپنے والد کی ناراضگی کا حوالہ دے کر کہا کہ جو کچھ بھی مجھ سے کرایا ہے میرے والد نے کرایا ہے، اس کے بعد ٹھاکردوارہ پنچایت ہوئی، جس میں لڑکے نے اپنی بیوی کو رکھنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

المستفتی: محمد یاسین، موضع: رام نگر، کھا کووالا، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر محمد یاسین نے طلاق نامہ نہیں لکھا ہے اور نہ ہی اس نے لکھوایا ہے، نہ ہی لکھے ہوئے طلاق نامہ کو خود پڑھا ہے اور نہ ہی اسے پڑھوا کر پوری عبارت سنی ہے اور صرف باپ کے کہنے پر دستخط کردیئے ہیں، تو ایسی صورت میں محمد یاسین کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، نکاح بدستور باقی ہے۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، هكذا في التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۹۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۲/۸ھ

الگ کرنے کی نیت سے طلاق نامہ پر دستخط کرنا

سوال [۶۵۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲/ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ کو آپ کے دارالافتاء سے ایک فتوی ۲/۵۰۵۳ رلکھا گیا، جس کے استفتاء میں حقیقت واقعہ کو مخفی رکھ کر اس کے عزیز کو ظاہر کیا گیا ہے، اس وجہ سے اس استفتاء میں عین واقعہ پر موجود گواہوں کے بیانات کو تحریر کر کے تائیدی دستخط بھی کرائے گئے ہیں، ریاض احمد شادی کے بعد ۱۸/اپریل ۱۹۹۴ء کو عرب گئے اور ۴/فروری ۱۹۹۷ء کو واپس آئے جس کی مدت تین سال سے زائد ہوتی ہے نہ کہ ۲/دو سال اور چونکہ یہ رشتہ ریاض احمد کے بہنوئی نے طے کیا تھا، اس وجہ سے لڑکی کے والد نے ریاض کے بہنوئی کو رات تقریباً ۸/بجے کے بعد بلا کر کہا کہ جس طرح سے تم نے میری لڑکی کو اس گھر میں پہونچایا ہے، اسی طرح سے ابھی جا کر اس کو واپس لے آؤ اور ان کے پیچھے اپنی بیوی کو ایک عورت کے ہمراہ بھیجا کہ وہ اپنے ساتھ لے کر آئیں؛ لیکن اس وقت سسرال والوں نے صبح کو دو گھنٹہ کی شرط پر بھیجنا قبول کیا اور صبح کو لڑکی میکے آگئی۔ اور یہ طے پایا تھا کہ دن میں بارہ بجے دیور جا کر بھابھی کو واپس لے آئے گا، حسب وعدہ ۱۲/بجے لڑکی نے دیور کا انتظار کیا، جب ایک بجے تک کوئی لینے نہیں آیا تو لڑکی کے والد نے ایک بچہ کے ذریعہ واپس کر دیا، اب واپس جانا تھا کہ سسرال والوں نے لڑکی کو مزید ستانا شروع کر دیا، تو تنگ آکر اب لڑکی کے والد نے چھوٹی لڑکی کو بھیج کر لڑکی کو بلوا لیا، تب سے وہ لڑکی واپس سسرال نہیں گئی؛ کیونکہ وہ نہایت خوف زدہ تھی اور اس گھر میں اپنی جان تک کو غیر محفوظ سمجھتی تھی اور اس کا شوہر ریاض احمد بیوی کو چھوڑ کر اور چھوٹی بہن کو ساتھ لے کر دہلی شادی میں تفریح کے لئے گیا ہوا تھا اور واپس آکر بھی اس نے بے تعلقی کا اظہار کیا، تو لڑکی کے اعزہ سامان لانے کے لئے ریاض کے گھر پر گئے، اس وقت محلّہ کے بھی کافی لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے، اس وقت لوگوں نے بہت سمجھایا اور ریاض کے ایک پڑوسی فاروق صاحب نے کہا کہ تم کچھ وقت ابھی مہلت لے لو اور اتنی جلدی فیصلہ نہ کرو، اگر دس دن کا بھی وقت لو گے تو لڑکی والوں کو ہم راضی کر لیں گے تمام کوشش

کے بعد ریاض کے والد نے دو دن کی مہلت مانگی،تو فاروق بھائی نے کہا کہ آپ نہیں؛ بلکہ ریاض کا معاملہ ہے اگر وہ اپنی زبان سے کہیں تو ٹھیک ہے،مگر بہت کوشش کے باوجود ریاض نے مہلت نہیں مانگی، اس کے بعد سامانِ جہیز وصول کیا جانے لگا تو وہ تحریر جس کا مضمون تھا ''فریق دوئم نے فریق اول کو شرعی طور پر طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کردیا،اس طرح فریقین کا رشتہ زن وشوہر کا ختم ہوگیا ہے۔ ہر دو فریق کو اپنی اپنی زندگی اپنی اپنی مرضی سے گذارنے کا حق ہوگیا ہے، یہ تحریر ریاض کو دستخط کے لئے دی گئی ،لڑکی کے پہلے ہی دستخط کرائے جا چکے تھے،اس پر ریاض نے کچھ توقف کیا مگر پھر اپنے والد کے ایماء پر دستخط کردیا، اس کے بعد ریاض نے پورے مہر اور عدت کا مکمل خرچہ بھی ادا کردیا اور جب سامان بھی وصول ہو چکا ،تو آخر میں کچھ جھگڑے کی نوبت بھی آئی، پھر اگلے دن جب سب کچھ ختم ہو چکا تھا تب ریاض کے خیر خواہ پڑوسی فاروق بھائی نے ریاض کو گھر بلایا تا کہ صلح کی اب بھی کوئی صورت نکل سکے، وہاں جمیل ٹھیکیدار اور نثار احمد بھی موجود تھے اور نہایت سکون اور حفاظت کا ماحول تھا،تو فاروق بھائی نے ریاض سے سوال کیا کہ کل جو آپ نے دستخط کئے تھے کسی دباؤ کی وجہ سے تو نہیں کئے تھے،ریاض نے جواب دیا دباؤ تو تھا،مگر دستخط بھی دل کے ساتھ کئے ہیں،اس کے بعد یہ حضرات ریاض کو محلّہ کی مسجد کے امام صاحب مولانا ریاض احمد کے پاس لے گئے وہاں پر بھی ریاض نے اقرار کیا کہ دل میرا کہیں اور تھا تھوڑے ہی دل سے دستخط کئے ہیں، اس کے بعد نثار بھائی بھی وہاں پر پہونچے اور انہوں نے سوال کیا کہ آپ نے جو دستخط کئے ہیں وہ علیحدگی اختیار کرنے کی نیت سے کئے ہیں؟ ریاض نے جواب دیا کہ میں نے علیحدگی اختیار کرنے کی نیت سے ہی دستخط کئے ہیں۔

تو اب جواب طلب امر یہ ہے کہ ریاض نے اپنے گھر کے اندر دن کے وقت جبکہ وہاں پر اہل محلّہ بھی بڑی تعداد میں موجود تھے اس وقت دستخط کئے اور اس وقت ان کو کسی نے بھی دھمکی وغیرہ نہیں دی،تو ایسے وقت طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۲) ریاض نے دل سے طلاق کا اقرار تین مرتبہ کیا، ایک فاروق بھائی کے گھر،

دوسرے مولانا کے پاس، تیسرے نثار بھائی کے جواب میں، ان سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۳) ریاض کا سامان جہیز واپس کرنا اور مہر وعدت کا خرچ بھی ادا کرنا یہ طلاق واقع کرنا ہے یا نہیں؟

(۴) اب ریاض کی بیوی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس کا ازدواجی تعلق ریاض سے کسی قسم کا باقی ہے یا نہیں؟

(۵) نیز اکراہ اور دباؤ کا تحقق کب ہوگا؟ اس کے شرائط بھی تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد فاروق، محمد ریاض، نثار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ۲؍ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ کو اسی واقعہ سے متعلق ایک فتوی لکھوا کر لیا گیا تھا، جس میں سائل نے یہ لکھا تھا کہ شوہر اور شوہر کے باپ پر دباؤ ڈال کر دستخط کرایا گیا ہے اور زبان سے کوئی طلاق نہیں دی ہے، اس فتوی کا جواب اسی سوال کے مطابق تھا، مگر دوسرا سوال گواہوں کے دستخط کے ساتھ جو آیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر پر کوئی ایسا دباؤ نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے دستخط نہ کرنے پر کوئی خطرہ ہو۔ نیز اس نے دوسرے لوگوں کے سامنے اقرار کرلیا ہے کہ دل سے دستخط کیا ہے، نیز اقرار کیا ہے کہ علیحدگی اختیار کرنے کی نیت سے طلاق نامہ پر دستخط کیا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہوچکی ہے۔

لو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقرّ الزوج أنه كتابه، أو قال للرجل: بعث به إليها. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، هكذا في الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٩٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۱۲۱)

طلاق نامہ کولکھوانے اورسن کراس پردستخط کرنے سے طلاق کاحکم

سوال [۶۵۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محترمہ شہناز پروین بیوی جناب ڈاکٹر سلیق احمد قریشی لڑکی جناب افتخار احمد قریشی، محلہ حاجی کا کنواں ملا بخش کی حویلی محلہ اصالت پورہ، مرادآباد، فریق اول، وجناب ڈاکٹر سلیق احمد صاحب قریشی محلہ ۱۰۸؍سی ار کٹا باغ اصالت پورہ، مرادآباد فریق دوئم سوال یہ ہے کہ ہم فریقین کی شادی عرصہ قریب دس سال ہوئے مسلم رسم ورواج کے مطابق ہوئی تھی، شادی کے بعد ہم فریقین بحیثیت میاں بیوی کے گذر بسر کرنے لگے، اسی بیچ فریقین کے میل جول سے ایک لڑکی جس کی عمر سات سال ہے شاذ لی، ایک لڑکا جس کی عمر ۴؍سال صہیب اختر پیدا ہوا جو کہ فریق دوئم کے پاس موجود ہے، شادی کے بعد ہی سے ہم فریقین کے بیچ من مٹاؤ آئے دن چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑا رہنے لگا، اسی بیچ برادری کے لوگوں نے بھی کافی سمجھایا اور قریبی رشتہ داروں نے بھی سمجھایا؛ لیکن صلح زیادہ نہ رہ سکی کچھ ٹائم کے بعد حالات پھر بگڑ گئے، اسی درمیان ۹۸؍۳؍۳؍کو فریق اول اپنی مرضی سے اپنے میکے اپنے دونوں بچوں کو چھوڑ کر چلی گئی اور اس نے فریق دوئم پر برادری کے لوگوں کے ذریعہ دباؤ ڈالا کہ فریق دوئم فریق اول کو طلاق دیدے، تو فریق دوئم کافی سوچ سمجھ کر فریق اول کو طلاق دینے وآزاد کرنے پر رضامند ہوگئے؛ لیکن کچھ شرط کے مطابق کہ دونوں بچے فریق دوئم کے پاس رہیں گے؛ کیونکہ ان کی پڑھائی لکھائی پرورش ومتفرق خرچ فریق اول نہیں اٹھا سکتی اور مہر فاطمی ۱۳۲؍تولہ چاندی جس کی موجودہ قیمت جو فریق دوئم چیک نمبر کے ذریعہ ادا کر رہا ہے اور کل جہیز کا سامان زیور وغیرہ جس حالت میں تھا فریق دوئم فریق اول کو واپس کر رہا ہے، جو فریق اول نے وصول کرلیا ہے، اسی کے ساتھ فریق دوئم نے فریق اول کو

الگ الگ تین بار ہم گواہان کی موجودگی میں طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر اپنے نکاح سے آزاد کر دیا ہے، اور آج سے فریق اول کا فریق دوئم سے ایک دوسرے کا کوئی رشتہ پتی پتنی کا باقی نہیں رہا اور آج انہیں شرطوں کے ساتھ دونوں فریقین کو ایک دوسرے کے خلاف آج کی تاریخ سے کوئی عدالتی یا اور کوئی کارروائی کرنے کا اختیار نہ ہوگا؛ لہٰذا یہ چند کلمات بطور ثبوت دس روپیہ کے اسٹامپ پر ایک دوسرے کو فریقین نے تحریر و تکمیل کرا کر دیدیئے تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت پر کام آوے۔

فریق اول .... فریق دوئم ....

گواہ .... گواہ ....

یہ اقرار نامہ آج بتاریخ: ۱۱/۶/۹۸ء کو بمقام مرادآباد جناب اشرف علی سیفی ایڈوکیٹ کے ذریعے تحریر و تکمیل کیا گیا، یہ تحریر وکیل نے لکھ کر مجھے سنائی اور میری مرضی سے کہنے سے میری سسرال بھیج دی اور ایک کاپی میرے پاس ہے، یہ تحریر میں نے شاہی مسجد میں کئی آدمیوں کے سامنے بیان کے طور پر لکھدی ہے، جو اصل واقعہ ہے، یہ تحریر میں نے وکیل کے ذریعہ بیوی کو دھمکی دینے کے لئے لکھوائی تھی۔

المستفتی: سلیق احمد، محمد نعیم، عتیق احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب وکیل نے شوہر کے حکم اور اس کی مرضی سے لکھا ہے اور لکھنے کے بعد وکیل نے سنایا ہے شوہر نے خود بھی پڑھ لیا ہے، اس کے بعد شوہر کے کہنے پر وکیل نے اس کو بیوی کے پاس روانہ کر دیا ہے اور اس تحریر کے اندر صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ فریق دوئم نے فریق اول کو الگ الگ تین بار ہم گواہان کی موجودگی میں طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر اپنے نکاح سے آزاد کر دیا ہے اور شوہر نے زبانی اور تحریری اس کا اقرار کیا ہے کہ یہ تحریر اس کو سنائی گئی ہے اور اسی کے کہنے کے مطابق وکیل نے بیوی کے پاس روانہ کر دیا ہے، تو ایسی صورت میں شرعاً شوہر ہی کی تحریر مانی جائے گی اور اس سے طلاق

مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔

لو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقرّ الزوج أنه كتابه، أو قال للرجل: ابعث به إليها، أوقال له: اكتب نسخة وابعث بها إليها. (شامي، كتاب الطلاق، مطب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، هكذا في الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۹؍ربیع الاول ۱۴۱۹ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۶۸۵/۳۳)	۱۴۱۹/۳/۱۹ھ

اسٹامپ پیپر پر جبراً انگوٹھا لگوانے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپسی ناراضگی کی وجہ سے لڑکی والوں نے زبردستی لڑکے سے سادہ اسٹامپ پر انگوٹھا لگوالیا۔

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ صرف انگوٹھا لگوا لینے سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عبداللہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے ہیں اور نہ ہی بخوشی تحریر لکھوائی ہے، تو ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۱۰۲)

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم

یقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ۲٤۷/۳، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦، هكذا في التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ۳۷۹/۱، جديد ٤٤٦/۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍ ۳۹۹۷)

تحریری طور پر طلاق دے کر انکار کرنا

سوال [٦٥٥٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے تقریباً دو سال قبل اپنی بیوی کو تحریری طلاق نامہ معہ دو گواہان دستخطی کے لکھ کر اپنی بیوی کو بھیج دیا اور پھر اس کے بعد کبھی بھی اس کی بیوی سے ملاقات نہیں ہوئی، اب اگر اس کا شوہر طلاق سے انکار کرے تو شرع میں اس کا کیا حکم ہے؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: شیما خاں، بلاری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن گواہان کے دستخط موجود ہیں ان سے معلوم کیا جائے، اگر گواہان اپنے شہادتی دستخط کا اقرار کریں اور شوہر کی طرف سے طلاق نامہ کی شہادت دیدیں تو اب شوہر کا انکار قابل اعتبار نہیں ہے، بیوی پر طلاق واقع ہوچکی ہے، اگر تین طلاق دی گئی ہیں تو طلاق مغلظہ ہوچکی ہے، بغیر حلالہ کے کوئی گنجائش نہیں ہے اور دو گواہان کی شہادت کی وجہ سے شوہر کا انکار کوئی اثر نہیں کرسکتا اور گواہوں کی بات پر حکم شرعی جاری ہوگا۔

وماسوی ذلک من الحقوق يقبل فيه رجلان، أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح، والعتاق، والطلاق.

(الجوهرة النيره، كتاب الشهادات، دارالكتاب ديوبند ۳۰۹/۲، مكتبه امدادية ملتان

۲/۳۲۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۰۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۳/۱۴ھ

لڑکا طلاق نامہ کا منکر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۵۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عارف بن اقبال نے بذریعۂ رجسٹری بنام نسرین بنت علیم الدین، بتاریخ ۸/ ۱۰/ ۱۱ء کو ایک طلاق نامہ بھیجا، جس میں لڑکے نے اس بات کو وضاحت کے ساتھ کہا ہے کہ میں نے طلاق نامہ اپنی مرضی سے اور ہوش وحواس کو باقی رکھتے ہوئے لکھا ہے، جب یہ طلاق نامہ لڑکی کے باپ علیم الدین کو موصول ہوا، تو اس نے اس طلاق نامہ کو اپنی برادری لوہار میں رکھا، تو برادری نے طلاق نامہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لڑکا بھی اس طلاق نامہ کا انکار کرتا ہے؛ لیکن لڑکے کا کے انکار کرنا صرف برادری نے بتلایا ہے، لڑکے نے لڑکی والوں کے سامنے اس کا انکار نہیں کیا ہے، نہ ان سے طلاق نامہ کے متعلق کچھ مذاکرہ ہوا ہے اور نکاح نامہ پر اور طلاق نامہ پر لڑکے کے جو دستخط ہیں ان دستخطوں کو محکمۂ انکوائری نے ایک دستخط مانا ہے۔ ہم سوال نامہ کے ساتھ طلاق نامہ اور دستخط انکوائری بھی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں، آپ ہم کو صحیح راہ بتائیں۔

المستفتی: محمد علیم الدین، اگوان مناور، ضلع: دھار (مدھیہ پردیش)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ تحریر میں لڑکے کی طرف سے طلاق کے لئے کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے اور لڑکا طلاق نامہ کا انکار کر رہا ہے اور لڑکا جب طلاق نامہ کا انکار کر رہا ہے، تو محض دستخط کے مشابہ ہونے کی وجہ سے طلاق کا حکم نہیں لگے گا اور دستخط کو بھی دیکھ لیا گیا ہے کہ دونوں میں معمولی فرق بھی ہے، ایسی صورت میں لڑکے سے حلفیہ بیان لیا جائے

کہ اس نے طلاق دی تھی یا نہیں اور اس کے حلفیہ بیان کے مطابق شرعی حکم مان لیا جائے اور تحریری طلاق میں طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ شوہر اس بات کا اقرار کرے کہ مذکورہ تحریر اسی کی ہے یا اس کی طرف سے لکھی گئی ہے۔

وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بيّنة؛ لكنه وصف الأمر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة، وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي٣/٢٤٧، هكذا في الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍۴۳؍۱۰۷۷۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲؍۷؍۱۴۳۳ھ

وکیل نے طلاق نامہ لکھا اور شوہر طلاق کا منکر ہے

سوال [۱۱۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عارضہ محلہ باغ گلاب رائے تھانہ ناگ پھنی مرادآباد کی باشندہ ہے، عارضہ کا نکاح سمیع الدین ولد جناب صدر الدین ساکن باغ گلاب رائے تھانہ ناگ پھنی مرادآباد کے ساتھ عرصہ قریب قریب ۲۰؍سال ہوا مسلم رسم ورواج کے مطابق عمل میں آیا تھا، عارضہ مذکورہ کے سمیع الدین سے چھ بچے ہیں، پانچ لڑکے وسیع الدین عمر ۱۹؍سال، سلیم الدین عمر ۱۸؍سال، فہیم الدین عمر ۱۶؍سال، شمس الدین عمر ۱۵؍سال، لڑکی ثمر جہاں عمر ۱۰؍سال اور لڑکا معین الدین عمر ۹؍سال، پیدا ہوئے، عارضہ کے تعلقات شادی کے بعد سے اس کے شوہر سمیع الدین کے ساتھ اچھے نہیں رہے؛ لیکن اب کافی عرصہ سے عارضہ اور اس کے شوہر کے تعلقات کافی حد تک خراب ہوگئے اور ان کا ایک ساتھ بحیثیت زوج وشوہر رہنا ناممکن ہوگیا؛

لہٰذا عارضہ نے اپنے شوہر سمیع الدین سے بلا کسی کے شکایت و بہکاوے کے اپنی مرضی سے خوب سمجھ کر طلاق حاصل کرلی ہے، اب عارضہ کا مہر وغیرہ کی بابت باقی رہتا ہے، اگر کوئی قانونی کارروائی کریگی یا کسی طرح کا مطالبہ سمیع الدین کے خلاف عمل میں لائے گی، تو وہ قطعی غیر قانونی ہوگا اور اس کا کوئی اثر سمیع الدین مذکورہ پر نہیں ہوگا؛ لہٰذا جناب عالی سے گذارش ہے کہ درخواست عارضہ اور بعد تاریخ ضروری کارروائی کی جاوے۔

نــوٹ: عارضہ کا اپنے شوہر سمیع الدین کی تنخواہ و پنشن سے کوئی واسطہ نہیں ہے، عارضہ انور جہاں زوجہ سمیع الدین ساکن گلاب رائے تھانہ ناگ پھنی مرادآباد مؤرخہ :۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء۔

حلفیہ بیان سمیع الدین: میں خود کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی طلاق کے الفاظ میں نے اپنی زبان سے ادا کئے ہیں، وکیل نے اپنی طرف سے مضمون بنایا ہے اور میری اجازت سے بنایا ہے، میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری بیوی کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی؛ بلکہ بیوی کو حقوق کے مطالبہ سے روکنے کے لئے یہ مضمون عمل میں لایا گیا ہے- سمیع الدین- محلّہ گلاب رائے، تھانہ ناگ پھنی مرادآباد

المستفتی: محمد سمیع الدین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے تو مذکورہ تحریرات سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؛ کیونکہ مذکورہ تحریر میں طلاق کا اشارہ نہیں ہے اور نہ ہی نیت طلاق کا کنایہ ہے؛ لہٰذا دونوں کا ازدواجی تعلق شرعاً برقرار ہے۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابه زكريا ٤/٤٥٦، الفتاوى التاتارخانية الفصل السادس، إيقاع الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۲۲)

بیوی کے طلاق کا انکار کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ منور حسین کی شادی شاہجہاں بیگم کے ساتھ ہوئے تقریباً چار سال ہوئے، اس دوران کوئی اولاد نہیں ہوئی، شادی کے بعد ہی سے شاہجہاں بیگم کی اپنے شوہر کے ساتھ نوک جھونک ہوتی رہی، اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کر پائی؛ اس لئے منور حسین نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔

(۱) شوہر کے مطابق اپنی بیوی کو فون پر بھی اور لکھت روپ میں بھی ڈاک کے ذریعہ تین طلاق دے چکے ہیں؛ جبکہ ان کی طلاق کے تین گواہ بھی ہیں، کیا یہ طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

(۲) طلاق کے بعد حق مہر ۷۵۰۰؍ ہزار روپیہ اور عدت کا خرچ ۵۰۰۰؍ ہزار روپیہ بینک چیک ڈاک کے ذریعہ ان کے پاس پہنچوا چکے ہیں، اس کے بعد بھی وہ طلاق سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں اسے طلاق نہیں مانتی۔

المستفتی: منور حسین، آدرش کالونی ردرپور، ادھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب تحریر سوال شاہجہاں بیگم پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر وہ منور حسین کی زوجیت سے خارج ہو چکی ہے اور میاں بیوی دونوں ایک دوسرے پر قطعی طور پر حرام ہو چکے ہیں، بیوی کے طلاق نہ ماننے کا کوئی اعتبار نہیں۔

إذا قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثًا. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹)

ولو خطب علی وجه الرسالة والخطاب......طلقت بوصول الکتاب.

(شامي، کتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالکتابة، کراچي ۳/۲۴۶)

فیمن کتب کتاباً علی وجه الرسالة وکتب إذا وصل کتابي إلیک، فأنت طالق..........وقع الطلاق لوجود الشرط وهو وصول الکتاب إلیها.

(بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، فصل في النوع الثاني من طلاق الکتابة، زکریا دیوبند ۳/۱۷۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۴۵۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۷/۵ھ

شوہر سے لاعلمی میں طلاق نامہ پر دستخط کروانا

سوال [۶۵۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مکرم نے اپنی بیوی عائشہ پروین کو نہ طلاق دی ہے اور نہ طلاق نامہ لکھ کر بھیجا ہے اور نہ کسی سے لکھوایا ہے اور لڑکے کو طلاق نامہ کا علم بھی نہیں اور نہ طلاق نامہ لڑکے کو پڑھ کر سنایا گیا اور نہ لڑکے نے پڑھا ہے اور نہ لڑکے کے دل میں طلاق دینے کا ارادہ تھا اور لڑکے کی مرضی بھی نہیں تھی؛ لیکن لڑکے سے لاعلمی میں دستخط کروا کر طلاق نامہ کو تھانے میں پیش کردیا گیا؛ لہٰذا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد مکرم علی، لال اسکول مغل پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور واقعی مکرم علی نے طلاق نامہ نہیں لکھا ہے اور نہ ہی کسی سے لکھوایا ہے اور نہ پڑھا ہے اور نہ ہی کسی سے سنا ہے، تو مکرم علی کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح بدستور باقی ہے۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦، هكذا في التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، وهكذ في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۹۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۲/۵ھ

فرضی طلاق نامہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال [۶۵۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور ہندہ میں جو کہ میاں بیوی ہیں، کسی وجہ سے نہ اتفاقی ہوگئی، ہندہ کے والدین ہندہ کو اپنے گھر لے آئے، اس کے بعد زید ہندہ کو بلانے گیا، تو اس کے والد عمر نے ہندہ کو بھیجنے سے منع کر دیا، ایک سال گذر جانے پر ہندہ کے والدین نے نان ونفقہ کے ادا کرنے کا دعویٰ کیا حتی کہ دونوں طرف سے مقدمہ قائم ہوگیا، اسی طرح مقدمہ چلتے ہوئے دو سال گذر گئے، مقدمہ کے دوران وکیل نے عدالت میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ میں طلاق دے چکا اور مہر بھی ادا کر چکا، زید وہاں کھڑا سن رہا ہے، نہ ہی زید سے ان الفاظ کے استعمال کرنے کی اجازت لی گئی اور نہ از خود زید نے ان الفاظ کو اپنی زبان سے کہا، اس کے بعد وکیل نے ایک درخواست لکھی اور درخواست میں اپنی طرف سے یہ تحریر کیا کہ میں طلاق دے چکا ہوں اور مہر بھی ادا کر چکا ہوں اور جہیز بھی دے چکا ہوں، یہ درخواست نہ زید نے لکھوائی اور نہ ہی زید کو پڑھ کر سنائی گئی اور زید سے انگوٹھا درخواست پر لگوا لیا گیا اور وکیل نے اپنی طرف سے دو گواہوں کے نام بھی فرضی درج کر دیئے اور زید قسمیہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ نہ ہی میں نے یہ درخواست لکھوائی ہے اور نہ ہی مجھکو پڑھ کر سنائی گئی ہے۔ اور وکیل نے اپنے دعویٰ کو مضبوط

بنانے کی خاطر میرا انگوٹھا درخواست پر لگوالیا، تو کیا ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) نیز ہندہ گذشتہ سالوں کے نان ونفقہ کی حقدار ہے یا نہیں؟ مفصل و مدلل جواب سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: مطلوب احمد، امام مسجد ڈھکیہ کندن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) شوہر کے حلفیہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے نہ زبانی طلاق دی ہے، اور نہ ہی اس نے طلاق نامہ خود لکھا ہے، اور نہ ہی طلاق نامہ کا املا کرایا ہے اور نہ ہی طلاق نامہ پڑھ کر بخوشی انگوٹھا لگایا ہے اور نہ ہی کسی سے پڑھوایا ہے اور نہ ہی پوری تحریر سن کر انگوٹھا لگایا ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؛ لہٰذا ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ بدستور باقی ہے۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦، هكذا في التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، وهكذ في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦)

(۲) شرعی طور پر گذشتہ سالوں کے نان ونفقہ کی حقدار ہندہ نہیں ہے اور نہ ہی شوہر پر شرعاً واجب ہے۔

والنفقة لا تصير دينًا–أي إذا لم ينفق عليها، بأن غاب عنها، أو كان حاضراً فامتنع فلا يطالب بها؛ بل تسقط بمضي المدة. (شامي، باب النفقة، مطلب لا تصير النفقة ديناً إلا بالقضاء، أو الرضاء، زكريا ديوبند ٥/٣١١، كراچي ٣/٥٩٤، هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٤٤٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶ / ۲۲۰۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶ / ۵ / ۱۴۱۱ھ

غیر شوہر کا فرضی طلاق نامہ معتبر نہیں

سوال [۶۵۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمود علی کی بیوہ ہوں، میرے دیور مقصود علی عرف ریاست علی سے میرا اور میرے بچوں کا خاندانی جھگڑا چلا آ رہا ہے۔

(۲) میرے شوہر محمود علی ریلوے میں ملازم تھے ریٹائر ہوگئے، ریٹائر ہونے کے بعد میرے شوہر کو تقریباً ایک لاکھ روپیہ ملا، میرے دیور کی نظران کے اس روپیہ پر لگی رہتی تھی، میری طرف سے اور میرے بچوں کے طرف سے الٹی سیدھی باتیں کرتا تھا اوران کو گمراہ کرتا رہتا تھا، روپیہ ملنے کے بعد میرے شوہر نے پچاس ہزار روپیہ مل ایم آئی ایس کا کھاتہ کھلوالیا اور ایک لاکھ چالیس ہزار کا دوسرا مکان خریدا، میرا دیور مکان اور ایم آئی ایس دونوں اپنے نام کرا لیا دھوکہ بازی سے؛ کیونکہ وہ کافی عرصہ سے بیمار چل رہے تھے، ہم برابر ان کا علاج کراتے رہے دیور سے میرا میل نہیں تھا، صرف اس وجہ سے کہ ہر وقت بھائی کے پیسہ پر نظر رہتی تھی، بیماری کی حالت میں میرے شوہر نے اپنے بھائی کو بلایا؛ جبکہ ہم ان سے بالکل نہیں ملنا چاہتے تھے، وہ میرا اور میرے بچوں کا کھلا دشمن ہے؛ لیکن ان کی بیماری کی وجہ سے بلایا میرا دیور میرے اور بچوں کے بالکل خلاف کروا دیا میرے شوہر سے ہم لوگوں کے کچھ دماغی حالات خراب چل رہے تھے، میرا دیور ایک جھوٹا طلاق نامہ تیار کیا اور اس کو جھوٹا رجسٹری کروایا، جس کا علم نہ مجھے اور نہ میرے بچوں کو اور نہ محلّہ والوں کو اور نہ رشتہ داروں کو ہوا، میرے شوہر کا انتقال ریلوے ہسپتال میں ہوگیا، میں اور میرے بچے ہر وقت ان کی خدمت کرتے رہتے تھے، میرے شوہر نے زندگی میں کبھی بھی مجھے طلاق نہیں دی، ان کے مرنے کے بعد قریب ایک مہینہ کے بعد میرے دروازے پر ڈاک آئی، ہم نے واپس کردی؛ جبکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ طلاق نامہ تھا،

تو آپ بتائیں اس طرح طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(۳) جائیداد کس کو ملے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

المستفتیہ: آمنہ بیگم محلّہ مقبرہ اولی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے زندگی میں کوئی طلاق نہیں دی ہے، اور نہ زندگی میں اس کا کوئی ثبوت تھا، تو ایسی صورت میں موت کے بعد دیور کا طلاق نامہ دکھلانا اور اس کی شہرت دینا، اگر چہ رجسٹری شدہ ہو طلاق واقع ہونے کے لئے معتبر نہیں ہے، اس مذکورہ صورت میں طلاق معتبر نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۱۲۸)

نیز اگر مرض الموت میں شوہر نے طلاق دے بھی دی ہے، تو ایسی صورت میں طلاق شدہ بیوی شوہر کے ترکہ سے شرعی طور پر محروم نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے مرحوم کی ساری جائیداد مرحوم کی بیوی اور بچوں کو مل جائے گی اور اگر مرحوم کا کوئی لڑکا بھی ہے، تو دیور کو مرحوم کے ترکہ جائیداد اور رقوم وغیرہ میں سے کوئی چیز شرعاً نہیں ملے گی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۱۲۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۲۱۵)

شوہر کی طرف فرضی طلاق نامہ منسوب کر کے طلاق دلوانا

سوال [۶۵۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد سلیم ولد .... میرا نکاح شمع پروین بنت .... سے ہوا تھا، میری بیوی اور میری بھاوج میں کچھ جھگڑا ہوا، اس دوران میں بیوی کے چچا نے جہیز کے سامان اور مہر کا پیسہ مجھ سے وصول کرلیا، میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، دستخط بھی نہیں جانتا، مجھ سے ایک کاغذ پر انگوٹھا لگوالیا، میں نے جہیز کے سامان کی فہرست سمجھ کر انگوٹھا لگادیا، میں

بحلف کہتا ہوں میں نے کبھی طلاق نہیں دی ہے اور یہ جو لڑکی کے چچا نے فرضی طلاق نامہ لکھوایا ہے، اس کی مجھے کچھ خبر نہیں، نہ میں نے طلاق دی ہے اور نہ میں نے کسی سے لکھوایا ہے اور نہ ہی کسی نے طلاق نامہ لکھ کر مجھے سنایا ہے، سامان جہیز کی واپسی کے وقت مجھ سے ایک تحریر پر انگوٹھا لگوالیا تھا، جس کو میں نے آج تک جہیز کے سامان کا کاغذ سمجھا، آج تقریباً دو مہینے بعد اس کاغذ کی فوٹو کاپی مجھے حاصل ہوئی، میں نے لوگوں سے پڑھوا کر سنا، تو اس میں میری طرف منسوب کر کے تین مرتبہ طلاق لکھا ہوا ہے، اس سے تو میں حیران رہ گیا کہ اس طرح دھوکہ دے کر مجھ سے انگوٹھا لگوالیا تھا اور اس میں جو گواہوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور ان کے دستخط ہیں، ہم نے ان سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا ہمیں طلاق کے بارے میں معلوم نہیں ہم سے یونہی دستخط کرالیا ہے نہ ہی بتایا اور نہ پڑھ کر سنایا، تو کیا ایسی صورت میں جبکہ میاں بیوی میں سے کسی کو طلاق کی خبر نہیں، طلاق واقع ہو سکتی ہے، میں یہ تحریر بحلف لکھوا رہا ہوں اور جس وقت مجھ سے انگوٹھا لگوایا ہے، اس وقت ہمارے اور ان کے گھر کے بہت آدمی موجود تھے اور لڑکی کو بھی طلاق نامہ کی خبر نہیں ہے، جو اس کے چچا نے دھوکہ دے کر لکھوایا ہے۔

المستفتی: محمد سلیم اندرا چوک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور اس نے نہ زبانی طلاق دی ہے اور نہ ہی تحریر لکھوا کر طلاق دی ہے اور نہ ہی طلاق نامہ کی تحریر کسی سے پڑھوا کر سننے کے بعد بخوشی طلاق ہی کے لئے دستخط یا انگوٹھا لگایا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی اور اس طلاق نامہ کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے، جس کی تحریر سے شوہر کو کوئی خبر نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں محمد سلیم کا نکاح شمع پروین کے ساتھ بدستور باقی ہے، دونوں بلا تردد میاں بیوی کی طرح ساتھ رہ کر زندگی گذار سکتے ہیں۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا

دیوبند ٤/٤٥٦، هكذا في التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۸۸۹)

سادہ کاغذ پر محض انگوٹھا لگانے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر کی شادی ہندہ سے ہوئی چند ماہ کے بعد بکر نے ہندہ کو تنگ کرنا و مارنا شروع کر دیا، جب ہندہ کے والدین کو پتہ چلا تو اپنی بیٹی کو اپنے گھر بلا لائے، پھر کچھ دنوں بعد بکر ہندہ کو بلانے اپنی سسرال آیا تو ہندہ کے والدین نے بھیجنے سے انکار کر دیا اور ہندہ کو انگوٹھا دینے کو کہا اور کاپی پیڈ انگوٹھے کے لئے لے آئے، پھر جب اس نے بار بار ہندہ کے والدین وہندہ سے انگوٹھا مانگنے کے الفاظ سنے تو محلّہ کے دو تین آدمی اور آگئے اسی دوران بکر نے کاغذ پر ایک انگوٹھا کے بجائے تین انگوٹھے لگائے اور اسی کاغذ پر ان موجود لوگوں نے ہندہ کے بھی تین انگوٹھے لگوائے؛ لیکن بکر نے لفظ طلاق منھ سے نہیں کہا، پھر اپنے ماموں کے ساتھ گھر چلا آیا، جب کہ اس واقعہ کو پانچ ماہ گذر چکے ہیں، اب ہندہ کے والدین عدت پوری مان کر ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنے کو تیار ہیں؛ لیکن بستی والے ان انگوٹھوں کو طلاق نہیں مان رہے ہیں اور دوبارہ سے بکر کا بیان چاہتے ہیں؛ جبکہ بکر کے گھر پر پتہ چلا کہ بکر گھر سے ناراض ہوکر دو ماہ پہلے دہلی چلا گیا، مگر دہلی میں جہاں اس کا مقام تھا تلاش کیا، مگر کچھ پتہ نہیں چلا؛ جبکہ تلاش کرنے والوں میں بکر کا ماموں تھا، جو بکر کے ساتھ ہندہ کے گھر گیا تھا؛ لیکن ماموں کا بیان تو یہی ہے کہ بکر تو اس دن آزاد کر چکا ہے؛ لیکن بکر کے ماموں اور وہ موجود لوگ سب ان پڑھ اور بے شرع ہیں، جو یہ لوگ انگوٹھے کو ہی طلاق سمجھے ہوئے ہیں اور ہندہ کے والدین اپنی تنگی

کی وجہ سے ہندہ کا نکاح جلد کرنے کو تیار ہیں، ان سب کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: اسرار حسین، بیروا، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ جبکہ شوہر نے زبان سے کوئی لفظ طلاق کے لئے نہ نکالا ہو؛ لہٰذا ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ بدستور باقی ہے، دوسری جگہ ہندہ کا نکاح جائز نہ ہوگا۔

وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه کتابه. (شامي، کتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالکتابة، زکریا دیوبند ٤/٤٥٦، هکذا في التاتار خانیة، زکریا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هکذا في الهندیة، زکریا قدیم ١/٣٧٩، جدید ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍محرا الحرام ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۶۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱/۴ھ

دھمکی دے کر خالی اسٹامپ پر دستخط کروانے سے طلاق

سوال [٦٥٦٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد شفیع نے نومسلم لڑکی سے شادی کی، شادی کے بعد نومسلم لڑکی کے رشتہ داروں نے محمد شفیع پر زور دیا کہ پچاس روپیہ کے سرکاری اسٹامپ پر دستخط کردو، محمد شفیع نے نونٹری کے خالی اسٹامپ پر دستخط کردیئے، اس کے بعد محمد شفیع کی پہلی بیوی کے میکہ وہ اسٹامپ بھیج دیا گیا اور یہ بتلا دیا گیا کہ محمد شفیع نے اپنی پہلی بیوی مریم کو طلاق دیدی ہے؛ جبکہ محمد شفیع کا یہ بیان ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان کے بار بار

دھمکی دینے پر میں نے یہ کہا کہ میں تو اس کو چھوڑ آیا ہوں، صورت مذکورہ میں بیوی مریم کو طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اگر طلاق ہوئی تو کون سی ہوئی؟

المستفتی: نورالدین، پتی بازار، امرتسر (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دھمکی دے کر اسٹامپ پر جو دستخط کرایا گیا ہے، شرعی طور پر شوہر کے حق میں اس کاغذ کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور لفظ چھوڑ آیا ہوں سے، ایک طلاق صریح رجعی واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ چھوڑنے کا لفظ بیوی کے حق میں طلاق صریح کے لئے مستعمل ہے۔

سرحتک وهو رها كردم؛ لأنه صار صريحا في العرف (وقوله) رها كردم سرحتک يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا، زكريا ديوبند٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۲۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/ ۴/ ۱۴۱۸ھ

والد نے بغیر لڑکے کی اجازت کے طلاق نامہ لکھوایا

سوال [۲۵۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے والد نے کچہری میں جا کر میری جانب سے وکیل سے طلاق نامہ لکھوایا؛ حالانکہ مجھے اس طلاق نامہ کے متعلق کچھ خبر نہیں تھی اور نہ ہی میں نے ان کو اجازت دی تھی، پھر اس طلاق نامہ پر مجھ سے دستخط کروائے گئے، نیز نہ میں نے اس طلاق نامہ کو پڑھا اور نہ کسی سے سنا اور یہ سمجھ کر دستخط کردیئے کہ یہ دستخط میرے جہیز سے متعلق کرائے جارہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح والد صاحب کا وکیل

سے طلاق نامہ لکھوا کر مجھ سے دستخط کروانے سے میری بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جبکہ اس پر میں بالکل راضی نہیں ہوں۔

المستفتی: محمد شمشاد، محلّہ: کٹار شہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ نے طلاق نامہ بخوشی نہیں لکھوایا ہے، اور نہ ہی آپ کو طلاق نامہ پڑھ کر سنایا گیا ہے اور نہ ہی آپ نے طلاق نامہ سمجھ کر دستخط کیا ہے، تو ایسی صورت میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے والد کا وکیل کے ذریعہ طلاق نامہ لکھوانا شرعًا طلاق واقع ہونے کے لئے معتبر نہیں ہے؛ اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی اور نکاح بدستور باقی ہے۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطهٖ و لم يمله بنفسهٖ لا يقع الطلاق مالم يقرّ أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، تاتار خانية، كتاب الطلاق، الفصل السادس، إيقا ع الطلاق بالكتابة، جديد زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، كراچي ٣/٢٤٧، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ / ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۶۶۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/ ۴/ ۱۴۱۲ھ

طلاق نامہ دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری پوتی آفرین قریشی ولد محمد شمیم قریشی، مرادآباد کی شادی اعجاز ولد انور ساکن A ونگ فیلیٹ نمبر ۱۰۲/ اشتیل نگر بلڈنگ میرا روڈ ممبئی کے ساتھ ہوئی تھی، قریب تین

مہینہ بعد میاں بیوی کے درمیان تکرار کے بعد میری پوتی آفرین کو خالی ہاتھ مار پیٹ کرا پنے گھر سے نکال دیا ہے، بعد میں ایک طلاق نامہ بھیج دیا، جس میں تین طلاق مغلظہ دے کر اپنی زوجیت سے الگ کر دیا، پھر ہم نے اس پر مقدمہ کر دیا ہے۔ اب وہ ہم کو خبر بھیج رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی صرف کاغذ پر دستخط کئے ہیں اور وہ میری پوتی آفرین کو واپس بلانا چاہتا ہے۔ ان حالات میں میری پوتی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اس کے بعد سے میری پوتی اپنے والدین کے ساتھ مرادآباد ہی میں رہتی ہے۔

المستفتی: عبدالقیوم، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اعجاز علی انصاری نے محکمۂ دارالقضاء سے طلاق نامہ لکھوایا ہے اور اس طلاق نامہ پر بلا کسی جبر واکراہ کے اپنے اختیار سے دستخط کئے ہیں، تو طلاق نامہ کے مطابق اعجاز علی انصاری کی بیوی آفرین پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ طلاق نامہ لکھوا کر اس کے اوپر بخوشی دستخط کر دیں، ایسی صورت میں زبان سے طلاق کے الفاظ استعمال کرنا لازم نہیں۔

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه، وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦، هكذا في التاتارخانية، زكريا ديوبند ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦)

أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد: فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمه العدة من وقت الكتابة. (هندية، كتاب الطلاق الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، قديم زكريا ١/٣٧٨، جديد زكريا ١/٤٤٦)

ولو كتب آخر أو أمر غيره أن يكتب نسخة ولم يمله، فأتاها الكتاب طلقت تطليقتين في القضاء إذا أقر أنه كتابه، أو قامت عليه بينة.

(تاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل السادس إيقاع الطلاق بالكتاب، قديم ۳/ ۳۷۹ جديد، زكريا ٤/ ٥۳۱، رقم: ٦٨٤، هكذا في الهندية، زكريا قديم ۱/ ۳۷۹، جديد ١/ ٤٤٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۱۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳؍ ۷؍ ۱۴۳۱ھ

طلاق نامہ لکھوا کر والد کو دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۱۷۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کے بارے میں اپنے والد کو تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ میں اپنی بیوی حنا کو طلاق، طلاق، طلاق، دیتا ہوں اور دستخط کر کے تاریخ ڈال دی ۱۴؍ مئی ۲۰۰۴ء۔

کیا اس طرح تحریری طور پر اپنے والد کو لکھنے سے طلاق ہوجائے گی؟ باپ نے اس بات کو اپنے گھر میں بھائیوں کے سامنے ظاہر کر دی ہے، مگر لڑکی کے والدین کو باخبر اس لئے نہیں کیا کہ لڑکی والے زوردار ہیں، جھگڑے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: حاجی عاشق قریشی، ملکو گلی تاجگنج، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تحریری طلاق زبانی طلاق کی طرح ہے یعنی جس طرح زبانی طلاق دینے سے طلاق پڑجاتی ہے، اسی طرح تحریراً طلاق واقع ہوجاتی ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور وہ اس پر بالکل حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو، ثم المرسومة لا تخلو أما إن أرسل الطلاق بأن كتب، أما بعد: فأنت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديو بند٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦)

وإن كانت الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السادس، فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به، جديد ١/٥٣٥، قديد ١/٤٧٣)

ولو قال: لزوجته أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه و النظائر قديم ٢١٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۳۰/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۴/۲۰ھ

دھمکی دے کر طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمود علی ولد شبیر علی محلّہ دولت باغ گلی نمبر ۷ مراد آباد، میری شادی ڈیڑھ سال قبل ہوئی تھی، لڑکی کچھ دن بعد اپنے میکہ میں رک گئی مطالبہ یہ تھا کہ آدھا مکان میرے نام کردو، میں نے یہ نہیں کیا، تو لڑکی کے گھر والوں نے اس کو روک لیا اور طلاق مانگ رہے ہیں، میں طلاق نہیں دوں گا، ایک دن میں ادھر سے گذر رہا تھا تو مجھے روک کر گھر لے گئے اور بہت مارا اور پستول میرے سر پر رکھ کر مجھ سے ایک کاغذ پر لکھوایا تو کیا اس طرح طلاق ہوجاتی ہے؟

المستفتی: محمود علی، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کو مار کر اور دھمکی دے کر طلاق لکھوالیا ہے، اور آپ نے اپنی زبان سے نہیں کہا ہے، تو ایسی صورت میں آپ کی بیوی پر اس تحریر کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، وہ بدستور آپ کی بیوی ہے۔

أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه، زكريا ٤/ ٤٤٠، كراچي ٣/ ٢٣٥)

وفي فتاوى أهل سمر قند: إذا أكره الرجل بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فكتب، فلانة طالق لا تطلق. (الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/ ٥٣٢، رقم: ٦٨٤٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍ ۵۶۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳؍ ۲؍ ۱۴۱۹ھ

طلاق نامہ لکھوانے سے وقوع طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی (نکاح) ۲۷؍ دسمبر ۲۰۰۸ء کو اسلوب فاطمہ بنت مظاہر حسین، محلّہ: پیتل بستی سے ہوا تھا، کچھ دن بعد سے اختلاف شروع ہوگیا، جس کی وجہ سے وہ اپنے گھر چلی گئی، میں نے لڑکی کے عزیزوں سے یہ کہدیا کہ بزرگوں کے درمیان بیٹھ کر مسئلہ کو سمجھیں اور اس کو حل کریں؛ لیکن انھوں نے بات نہیں کی اور ایک مہینے کے بعد میرے اوپر دعویٰ عدالت میں داخل کردیا، اس کے بعد پنچایت ہوئی، اس میں یہ طے ہوا کہ لڑکی کی جانب سے مقدمہ واپس لیا جائے اور لڑکے والے اسے واپس سسرال لے جائیں گے، مگر

اس کے دس دن بعد لڑکی کے والد نے اس بات سے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے مقدمہ کردیا، تو آپ بھاگے پھر رہے ہیں اور مجھے آپ کے اوپر بھروسہ نہیں ہے باوجود سمجھانے کے وہ نہیں مانے، اس کے بعد مجبوراً مجھے وکیل سے صلاح لینی پڑی، میرے وکیل نے طلاق کا نوٹس دیدیا اور کہا کہ اس سے طلاق نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ مقدمہ کی کارروائی کا ایک طریقہ ہے اور مجھ سے نوٹس پر دستخط کرالئے اور کہا کہ یہ نوٹس لڑکی کو تعمیل کرادیں، میرا طلاق کا ارادہ نہ پہلے تھا نہ اب ہے، یہ نوٹس میرے وکیل نے میرے بچاؤ کے لئے دیا ہے، میں نے نہ کسی گواہ کے سامنے طلاق دی ہے، نہ میرا ایسا کوئی ارادہ ہے، لڑکی تقریباً چھ ماہ کے حمل سے ہے، نوٹس ۲۱رجنوری کو دیا ہے، جس میں وکیل نے تین طلاق کا ذکر کیا ہے، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد ساجد ولد محمد جمیل مرحوم، کسرول، شکلوں کا کنواں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بذریعۂ وکیل ہندی میں جو طلاق نامہ لکھوایا گیا ہے، اس کو دیکھنے کے بعد کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ شوہر کی طرف وہ ساری باتیں وکیل نے اپنی طرف سے لکھی ہوں؛ جب تک کہ شوہر بیٹھ کر وکیل کو نوٹ نہ کرادے، اس وقت تک یہ ساری اندورنی باتیں وکیل نہیں لکھ سکتا۔

بہر حال اس کے باوجود طلاق کی نیت کے بغیر ڈرانے دھمکانے کی غرض سے ہی طلاق نامہ لکھوایا گیا ہو اور پھر لڑکے کے دستخط کے ساتھ وہ طلاق نامہ لڑکی کو پہونچ گیا ہو اور لڑکا اس بات کا اقرار کررہا ہو کہ وکیل کو طلاق نامہ لکھنے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد طلاق نامہ پر اس نے خود دستخط کیا ہے، تو اتنی بات سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے شہادت اور گواہی کی ضرورت بھی نہیں ہے؛ لہٰذا بغیر حلالہ کے جانبین میں نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولايحتاج إلى النية في المستبين المرسوم ولا يصدق في القضاء أنه عنى تجربة الخط. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦)

لو كتب كتاباً في قرطاس وكان فيه إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق، فنسخه في كتاب آخر، أو أمر غيره أن يكتب نسخة ولم يمل هو فأتاها الكتاب طلقت تطلقتين في القضاء إذا أقر أنهما كتابان، أو قامت عليه بينة.

(تاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتابة، جديد زكريا٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤١، قديم٣/٣٧٩، شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦)

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقرار بالطلاق وإن لم يكتب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا٤/٤٥٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍۹۹۶۴)

طلاق نامہ لکھنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندی میں لکھے طلاق نامہ کی مندرجہ ذیل عبارت کو پڑھ کر زید نے اب سے ڈھائی ماہ قبل دوبار دستخط کئے، پہلے ۵؍جولائی ۲۰۰۲ء کو پھیکی نیلی بال پنسل سے (یہ دستخط زیادہ نمایاں نہیں تھے) پھیکی روشنائی کی وجہ سے ایک ہفتہ بعد ۱۲؍جولائی ۲۰۰۲ء کو کالی رنالڈ پنسل سے دوبارہ دستخط کئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ابھی روک دو مناسب وقت پر ڈاک سے روانہ کردینا زید کا اب یہ کہنا ہے کہ میں نے دستخط طلاق دینے کی نیت

سے نہیں کیئے تھے بس میں نے تو ایک کاغذ سمجھ کر کئے تھے اور مزید یہ کہ زید نے اپنی زبان سے ایک بھی حرف طلاق دینے کا ادا نہیں کیا ہے

طلاق نامہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے

زید کی جانب سے خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آپ کو (اہلیہ کو) مسلم قانون کے مطابق طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کردے؛ لہٰذا میں ۳/ جولائی ۲۰۰۲ء کو یہ لکھت تحریری طلاق نامہ سے مطلع کرتا ہوں (روانہ کرتا ہو) اس طلاق نامہ کے ذریعہ بھی میں آپ کو لکھت تحریری طلاق دیتا ہوں۔ ۳/ جولائی سے آپ کی عدت شروع ہو چکی ہے، تین ماہ کی عدت کا خرچ ۱۵۰۰/ روپیہ اور مہر کے ۵۰۰/ روپیہ کل ۲۰۰۰/ ہزار روپیہ بذریعۂ منی آڈر ارسال کئے جاتے ہیں۔

تا حال طلاق نامہ کی تحریر ڈاک سے روانہ نہیں کی جا سکی ہے اور نہ ہی ۲۰۰۰/ روپئے کا منی آرڈر روانہ کیا ہے، ان تمام مذکورہ بالا تحریر اور تفصیل کے بعد دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی ہوئی؟

المستفتی: حاجی حسین، دولہاپور، ٹانڈہ افضل، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ کی جو عبارت سوال نامہ میں موجود ہے، اگر شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ یہ تحریر اسی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے یا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ سرے سے لکھوانے کے بعد اس کو سن کر بخوشی اس پر دستخط کردیا ہے؛ لیکن اس کو ابھی روانہ نہیں کیا ہے اور اب وہ اس بات کا اقرار کررہا ہے کہ یہ تحریر اس نے خود لکھی ہے یا دوسرے سے لکھوانے کے بعد بخوشی اس پر دستخط کیا ہے چاہے اس کی نیت کچھ بھی ہو اگر وہ اقرار کرتا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی بیوی کے پاس نہ منی آرڈر پہونچنا شرط ہے، نہ طلاق نامہ پہونچنا شرط ہے۔ بہر صورت طلاق

مغلظہ واقع ہوگئی ۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/ ۳۸۶ محمودیہ ۴/ ۱۴۵)

ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان إقرار بالطلاق وإن لم يكتب (إلى قوله) وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ۳/ ۲۴۷، زکریا ٤/ ٤٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۷۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/ ۷/ ۱۴۲۳ھ

زبردستی طلاق نامہ لکھوانا

سوال [۶۵۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی شادی ہوئی اور لڑکی دو مرتبہ سسرال گئی اور اس کا شوہر معاش کے لئے ڈیڑھ دو سال کے لئے باہر چلا گیا، پھر شوہر آیا اور لڑکی کو لینے کے لئے میکہ گیا، گھر والے راضی تھے کہ بھیجا جائے گا؛ لیکن لڑکی کہنے لگی میں نہیں جاؤں گی اگر تم لوگ بھیجو گے تو میں زہر کھا کر مر جاؤں گی اور لڑکا کہہ رہا تھا کہ میں طلاق دینے کے لئے تیار نہیں ہوں، تو جب لڑکی راضی نہیں ہوئی، تو اس کے گھر والوں نے زبردستی اس سے طلاق نامہ لکھوا لیا، تو کیا خلع کی صورت ہوئی یا طلاق کی؟ اب اس صورت میں مہر اور خرچہ دیا جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: نور الدین، سنت کبیر نگری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زبردستی محض طلاق نامہ لکھوا لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ، ہاں البتہ زبردستی پہلے اس سے زبانی طلاق دلائی گئی،، پھر طلاق نامہ بھی لکھوایا گیا، تو اب طلاق واقع ہوگئی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/ ۱۴۸)

شامی کی عبارت ہے:

وفي البحر أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق. (شامي، كتاب الطلاق، كراچی ۳/۲۳٦، زکریا ٤/٤٤٠، البحر الرائق، کوئٹه ۳/۲٤٥، زکریا ۳/٤۲۹)

سوال میں مذکورہ صورت خلع کی نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ خلع کے لئے جانبین سے رضا مندی ضروری ہے کہ عورت مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دے۔

قال اختلعت بتطليقة بائنة على كل حق يجب للنساء على الرجال قبل الخلع وبعده. (بزازیه، زکریا ۱/۱۳۷، وعلى هامش الهندية ۱/۲۱۰)

اور طلاق کے واقع ہونے کی صورت میں شوہر پر مہر اور نفقہ واجب ہوگا؛ جبکہ اس نے دخول کرلیا ہو، اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر دینا ہوگا۔

صح نكاحه وطلاقه وعتاقه ورجع نصف المسمى إن لم يطأ وفي الشامية: لأنه إن وطئ لا يرجع؛ لأن المهر تقررهنا بالدخول لا بالطلاق.

(درمختار مع الشامي، زكريا ۹/۱۸۹-۱۹۰، كراچي ٦/۱۳۷-۱۳۸)

تجب لمطلقة الرجعي والبائن، تحته في الشامية؛ لأن النفقة تابعة للعدة. (شامي، كراچي ۳/٦۰۹، زكريا ديوبند ٥/۳۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ٦۴۴٦)	۱۹/۱/۱۴۱۹ھ

طلاق نامہ کی تفصیل بتائے بغیر شوہر کے اس پر دستخط لینا

سوال [٦٥٤٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بندہ محمد علیم بن محمد نسیم کا نکاح ۴/ اپریل ۱۹۹۹ء کو شرع محمدی کے مطابق عبد الجمیل کی دختر شازیہ پروین کے ہمراہ ہوا تھا؛ لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کے بیچ میں کچھ لوگوں نے

مداخلت کر کے لڑکی کو رخصت کرنے سے انکار کر دیا اور جہیز واپس کرنے پر اصرار کرنے لگے، مجبوراً ہم نے لڑکی کا جہیز واپس کر دیا اور لڑکی والوں نے اسٹامپ پیپر پر ہم سے دستخط لے لیا کہ بندہ محمد علیم بن محمد نسیم نے تین طلاق دیدی ہیں، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جس کاغذ پر دستخط لیا گیا ہے اس میں تین طلاق کا ذکر ہے؛ جبکہ ہم نے ایک طلاق بھی نہیں دی اور اس کاغذ پر لڑکی سے بھی جبراً دستخط کرالیا گیا ہے اور اسٹامپ پیپر پر جن دو گواہ کے دستخط ہیں کہ لڑکے نے طلاق دیدی ہے، اس اسٹامپ پیپر پر لفظ طلاق کو پڑھ کر نہیں سنایا گیا ہے اور دستخط لے لیا گیا، علمائے دین اس بارے میں فتوی صادر فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد علیم الدین ابن محمد نسیم، محلّہ: مغلپورہ، سقہ اولی، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ لکھ کر اس کی تفصیلات شوہر کو بتائے بغیر اور طلاق کی صراحت کی تحریر شوہر کو دکھائے یا بتلائے بغیر محض اس سے دستخط لینے سے طلاق نہیں ہوتی ؛ بلکہ تحریری طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر اپنے ہاتھ سے خود لکھ کر کے طلاق نامہ پر دستخط کر دے یا اس کے حکم سے دوسرا آدمی لکھدے اور کیا لکھا ہے اسے پڑھ کر سنا دے اس کے بعد شوہر بخوشی اس پر دستخط کر دے، جب جا کر کے طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں ہوتی اور مذکورہ طلاق نامہ میں ایسی کوئی شکل نہیں ہے اور نہ ہی الفاظ طلاق شوہر کو پڑھ کر سنائے گئے ہیں؛ اس لئے مذکورہ طلاق نامہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور دونوں کا نکاح شرعی طور پر بدستور باقی ہے۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لايقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٨، زكريا ٤/٤٥٦، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦، تاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۰۳/۳۵)

طلاق نامہ پر دستخط کرنے کی شرعی حیثیت

سوال [۶۵۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں رقیہ خاتون ولد حافظ عبد القیوم میری شادی ۵/ نومبر ۲۰۱۰ء میں ہوئی تھی، میرے شوہر عبد الکریم ولد زین العابدین کا میرے ساتھ سلوک اچھا نہیں تھا، ان کی بہت سی عادتیں میرے مزاج کے خلاف تھیں، وہ ناجائز طریقے سے ہم بستر کرتے تھے، جسے شریعت میں حرام قرار دیا ہے، تعویذ غنڈے کرتے ہیں، تنز کرتے ہیں وہ آسام کے ہیں۔

قرآن کا غلط استعمال کرتے ہیں، میرے لڑکی پیدا ہوئی تو مجھ سے جھگڑا کیا اور مار پیٹ کی کہ لڑکی کیوں ہوئی، لڑکا کیوں نہیں ہوا، ان تمام باتوں کے سامنے میرا دل نہیں ملا، میں نے ان سے پنچایت کی اور ان سے طلاق لے لی؛ لیکن پنچایت میں میں موجود نہیں تھی، اس طلاق کے گواہ ہیں، جو کہتے ہیں کہ طلاق دے دی؛ لیکن میرے شوہر اس طلاق سے مکر رہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں نے زبان سے لفظ ادا نہیں کیا طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں، اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتیہ: روقیہ خاتون

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے طلاق نامہ پر بخوشی دستخط کر دیئے ہیں اور اس کا اقرار بھی کر رہا ہے، تو جتنی طلاق طلاق نامہ پر لکھی گئی ہیں اتنی طلاق واقع ہو چکیں اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے زبان سے کہنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ اپنی خوشی سے تحریر کے طور پر طلاق دینے سے یا لکھی ہوئی تحریر پر سمجھ کر دستخط کر دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۵۸۵)

عن حماد قال: إذاكتب الرجل إلى امرأته-إلى قوله- أما بعد فأنت طالق، فهي طالق. الحديث (مصنف لابن أبي شيبه، كتاب الطلاق، في الرجل يكتب طلاق امرأته بيده، مؤسسة علوم القرآن بيروت ٩/٥٦٢، رقم: ١٣٠٤)

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ، أو لم ينو، ثم المرسومة لاتخلوا إما أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٨، جديد ١/٤٤٦، فتاوى قاضي خاں، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/٤٧١، الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، شامي، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦)

رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦، الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣، شامي، كراچي ٣/٢٤٦-٢٤٧، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۸ رشوال المکرّم ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۸۱/۴۱)	۱۴۳۵/۱۰/۲۸ھ

زبان سے طلاق دیئے بغیر طلاق نامہ پر دستخط لینے سے عدم وقوع طلاق

سوال [۶۵۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ شبنم جہاں کی شادی راشد علی کے ساتھ لگ بھگ ۲؍سال قبل ہوئی تھی، لڑکی کے باپ سے لڑکے والوں میں کسی بات پر تکرار ہوگئی اور شادی کو ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا کہ لڑکی کے باپ نے جہیز کی دفعہ لگا کر پولیس کیس بنادیا اور پولیس کے دباؤ میں آکر لڑکی کا تمام جہیز واپس کر دیا اور اپنا سب زیور واپس لے لیا اور قانونی طریقہ سے وکیل سے فیصلہ نامہ لکھا کر لڑکے سے زبردستی دستخط ۲؍گواہوں کے سامنے کرالئے، دونوں گواہوں کا کہنا ہے کہ لڑکے نے زبان سے طلاق ادا نہیں کی اور نہ لڑکا طلاق دینا چاہتا تھا، اب یہ مسئلہ لوگوں میں زیر بحث ہے کہ نکاح کا اقرار زبان سے کیا جاتا ہے؛ لہٰذا طلاق بھی زبان سے دی جاتی ہے، اس بارے میں علماء دین کا کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: شاکر حسین، جوڑی فروش، محلّہ: نوبت خانہ، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جبراً اور دباؤ کے ذریعہ طلاق کے الفاظ کہلوا لئے جائیں تو اس سے شرعاً طلاق ہوجاتی ہے اور اگر زبان سے نہ کہلوا کر صرف تحریر لی جائے یا طلاق نامہ پر دستخط کرالئے جائیں اور شوہر بخوشی دستخط نہ کرے؛ بلکہ صرف دباؤ میں آکر دستخط کرے، تو اس سے طلاق نہیں ہوتی اور مسئولہ صورت میں چونکہ شوہر پر دباؤ ڈال کر صرف فیصلہ نامہ پر دستخط لئے گئے ہیں؛ لہٰذا اس سے طلاق نہیں ہوئی۔

فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق الخ. (شامي، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا٤/ ٤٤٠،البحر الرائق كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا٣/٤٢٩)

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته طالق وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه، لا تطلق.

(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٥٣٢، رقم: ٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٦، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/ ٢٨٧، وعلى هامش الهندية، ١/ ٤٧٢، بزازية، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية، ٤/ ١٨٥) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۶۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۵/۱۴۲۱ھ

پولیس کے دباؤ سے طلاق نامہ پر دستخط

سوال [۶۵۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا (محمد رضی) کا نکاح فرح ناز کے ساتھ ۲۰۰۹ء میں ہوا تھا، ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی؛ لیکن بعد میں ہم دونوں میں آپسی اختلاف بڑھنے کی وجہ سے ناراضگی میں فرح ناز اپنے میکہ چلی گئیں اور کچھ ماہ بعد انہوں نے تھانے میں میرے خلاف درخواست دیدی، مجھے طلب کیا گیا اور تھانے میں مجھ سے سوال ہوا کہ تم کیا چاہتے ہو، میں نے کہا کہ میں اپنی بیوی فرح ناز کو رکھنا چاہتا ہوں، فرح ناز نے کہا کہ میں رہنا نہیں چاہتی، مجھے میرا سامان چاہئے اور بچی چاہئے، اس کے بعد پولیس کے دباؤ اور سختی سے بچنے کے لئے کچہری میں طلاق نامہ تیار کرایا گیا اور اس پر مجھ سے دستخط کرائے؛ لیکن میں نے نہ اس طلاق نامہ کو پڑھا اور نہ زبان سے تلفظ کیا طلاق کا، طلاق نامہ میرے ہاتھ میں دیتے وقت کہا گیا تھا کہ یہ طلاق نامہ ہے، اس پر دستخط کردو، میں نے یہ سمجھ کر کہ جب تک زبان سے طلاق کا لفظ ادا نہ کیا جائے طلاق نہیں ہوتی، میں نے دستخط کر دیا، اس کے بعد گھر آنے کے بعد والد صاحب نے کہا زبانی طلاق دو، میں نے صاف منع کر دیا، آپ بتائیں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس کے بعد اس کا سامان چلا گیا اور بچی میرے ہی پاس رہی، اب فرح ناز میرے پاس رہنا چاہتی ہے اور میں بھی اس کو رکھنا چاہتا ہوں از روئے شرع اس طرح طلاق نامہ تیار ہونے سے جس کو نہ میں نے پڑھا اور نہ طلاق کا تلفظ کیا، کیا طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد رضی، سرائے ترین، سنبھل، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زبان سے کوئی لفظ طلاق استعمال نہیں کیا گیا ہے، تو ایسی صورت میں تحریری طلاق اس وقت معتبر ہوتی ہے، جب شوہر نے اپنی مرضی سے طلاق نامہ لکھوایا ہو اور اس پر بخوشی دستخط کردیا ہو اور یہاں ایسا نہیں ہے؛ بلکہ پولیس کے دباؤ کی وجہ سے شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کیا ہے اور تحریری طلاق میں دباؤ کے ساتھ دستخط کردینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ چنانچہ بعد میں جب باپ نے زبانی طلاق دینے کے لئے کہا تو بیٹے نے صاف انکار کردیا ہے، یہ سب باتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ سرکاری دباؤ کے نتیجے میں اس نے دستخط کردیا ہے؛ اس لئے صورت مذکورہ میں طلاق نامہ پر جو دستخط کیا گیا ہے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا محمد رضی کا نکاح فرح ناز کے ساتھ بدستور باقی ہے، شرعی طور پر دونوں ایک دوسرے کے میاں بیوی ہیں۔

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته طالق. و في الحاوي: ولم يعبر بلسانه، لا تطلق.

(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣٢، رقم: ٦٨٤٣، وهكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية، ١/٤٧٢، بزازيه، زكريا ١/١٢٠، وعلى هامش الهندية، ٤/١٨٥، شامي، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠، البحر الرائق، كوئٹه ٣/٢٤٦، زكريا ٣/٤٢٩) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۲۰۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۸/۳ھ

طلاق نامہ پر دباؤ ڈال کر دستخط کرانا

سوال [۶۵۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرے والد اور میری بیوی کے والد میں کسی بات پر کچھ تکرار ہوگئی انہوں نے اپنی بیٹی کو روک لیا، میں بلانے گیا لڑکی کو نہیں بھیجا اور میرے اوپر مقدمہ قائم کردیا جو کہ اب بھی چل رہا ہے، پنچایت بھی ہوئی اور انہوں نے فیصلہ کردیا؛ لیکن میں نے اپنی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی؛ کیونکہ میں اپنے گھر تھا اور میری بیوی اپنے میکہ میں تھی؛ لہٰذا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؛ کیونکہ خسر صاحب نے زبردستی طلاق نامہ لکھوادیا اور کہا کہ اس پر دستخط کردو میں نے دستخط کردیئے، میری بیوی نے بھی دستخط کردیئے، ادھر میرے والد امیر خاں کا انتقال ہوگیا، اب میری بیوی میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ مقدمہ بھی ختم ہوجائے، میں بغیر پڑھا لکھا تھا، طلاق نامہ نہ ہی مجھے پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی میری بیوی میرے سامنے موجود تھی، مجھ سے زبردستی دستخط کرالئے گئے اور میری بیوی سے کہا گیا جب تمہارے شوہر نے دستخط کردیئے تو تم بھی دستخط کردو؛ لہٰذا میری بیوی نے بھی دستخط کردیئے، میں نے ان کے مطلب کو سمجھے بغیر دستخط کردیئے اور میں پھر یہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے۔

المستفتی: ناصر خاں، تھانہ، ناگ پھنی دولت باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تحریری طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ اپنی مرضی سے تحریر خود لکھا ہو یا اپنی مرضی سے دوسرے سے لکھوایا ہو، پھر وہ لکھی ہوئی تحریر اس نے پڑھی ہو یا پڑھ کر اسے سنائی گئی ہو اور پھر اس نے اس تحریر پر اپنی مرضی سے دستخط کردیا ہو، تب جاکر طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور سوال نامہ میں صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ شوہر پر دباؤ ڈال کر دستخط کروایا گیا ہے اور شوہر نے نہ اس تحریر کو پڑھا ہے اور نہ ہی اس کو پڑھ کر سنایا گیا؛ اس لئے مذکورہ طلاق نامہ پر بغیر پڑھے اور بغیر سنے دستخط کردینے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا ناصر خاں کی بیوی ریشما پروین ناصر خان کے نکاح میں بدستور باقی ہے۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦، تاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۳۹/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۱۱/۳ھ

شوہر سے اس کی مرضی کے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کرانا

سوال [۶۵۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک اسٹامپ پیپر پر ایک منشی سے طلاق نامہ لکھوایا گیا، پھر شوہر سے زبردستی دباؤ ڈال کر اس اسٹامپ پیپر پر دستخط کرائے گئے، شوہر نے نہ اس طلاق نامہ کو پڑھا، نہ ہی اس نے سنا اور نہ ہی شوہر نے اسٹامپ پیپر میں لکھے ہوئے مضمون کا اقرار کیا اور نہ ہی شوہر نے اس وقت یا اس سے قبل زبان سے کبھی طلاق کے الفاظ کو ادا کیا؛ البتہ شوہر اور بیوی کے اہل خانہ نے اس اسٹامپ پیپر کے مضمون پر رضامندی کا اظہار فرمایا، بیوی اس وقت اپنے والدین کے گھر ہے اور شوہر بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے لئے رضامند ہیں اور بے چین ہیں؛ کیونکہ ان کے تین بچے ہیں؛ لہٰذا بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: شمس الدین، خوشبو گارمینٹس، محلّہ: پنچایتی مندر، مینا مارکیٹ، نہٹور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال نامہ کا بیان اپنی جگہ صحیح ہے کہ جس تحریر پر دباؤ ڈال کر شوہر سے دستخط کرایا گیا ہے، اس پر شوہر نے بخوشی دستخط نہیں کیا ہے، تو ایسی تحریر سے شرعی طور پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، دونوں کا نکاح بدستور باقی ہے۔ نیز ایسی تحریر سے بھی طلاق نہیں ہوتی ہے، جس کو خود نہ لکھا ہو یا تحریر میں کیا بات ہے سن کر بخوشی دستخط نہ کیا ہو

اور نہ ہی زبان سے کہا ہو۔

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه لا تطلق.

(الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/ ٥٣٢، رقم: ٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٦، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/ ٢٨٧، وعلى هامش الهندية، ١/ ٤٧٢، بزازيه، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية، ٤/ ١٨٥، شامي، كراچي٣/ ٢٣٦، زكريا ٤/ ٤٤٠، البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا٣/ ٤٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۲۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۱/ ۱۴۲۵ھ

طلاق نامہ پر زبردستی انگوٹھا لگوانا

سوال [۶۵۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چند سال قبل میرا نکاح ہوا اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے، دریں اثناء جانبین میں کچھ تلخی اور ناچاقی پیدا ہوگئی، جس کی بناء پر میرے خسر اور دیگر افراد خانہ نے ڈرا دھمکا کر زبردستی ایک ہندی میں لکھے ہوئے پرچہ پر مجھ سے دستخط اور انگوٹھا لگوالیا، جس پرچہ پر یہ الفاظ درج تھے، دو سال ہوئے لوگوں کا آنا جانا ہوا، جس میں ادھر کی بات ادھر ادھر کی بات ادھر ہوئی جس کی بناء پر ریحانہ سسرال جانا نہیں چاہتی، میں اس کو دین مہر دلا کر اپنی زوجیت سے برخواست کررہا ہوں، واضح رہے کہ میں نے زبان سے کچھ بھی نہیں کہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جواب باصواب سے نوازیں۔

المستفتی: صابر عالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جس طلاق نامہ پر زبردستی اور دباؤ کے ذریعہ سے انگوٹھا لگوایا گیا ہے اور شوہر نے زبان سے کوئی طلاق نہیں دی ہے، تو ایسے طلاق نامہ سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، ریحانہ صابر عالم کے نکاح میں بدستور باقی ہے۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۸/۱۸۷، ۱۰/۳۸۴، جدید ڈابھیل ۱۲/۵۸۹-۶۳۸)

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان ابن فلان، فكتب: امرأته فلانة بنت فلان ابن فلان طالق، لا تطلق امرأته لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا. (فتاوى قاضي خان، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية، ١/٤٧٢، بزازيه، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية، ٤/ ١٨٥،هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٦، تاتار خانية، زكريا ٤/ ٥٣٢، رقم: ٦٨٤٣، شامي، كراچي ٣/ ٢٣٦، زكريا ٤/ ٤٤٠، البحرالرائق، كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا ٣/ ٤٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۳۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۵/۱۴۲۵ھ

طلاق نامہ پر جبراً دستخط کرانے کے بعد زبانی طلاق کہلوانا

سوال [۶۵۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ضیاء الرحمٰن سے چھ ماہ قبل ایک طلاق نامہ پر دستخط کروالئے گئے، ضیاء الرحمٰن نے اس طلاق نامہ کو نہ ہی پڑھا اور نہ سنا، پولیس کی پٹائی کے بعد اس پر دستخط کر دیئے، طلاق نامہ میں تین دفعہ طلاق دینے کا تذکرہ ہے اور دستخط کے بعد صرف ایک دفعہ زبان سے بھی طلاق لی گئی تھی۔ اب جبکہ اس واقعہ کو چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا، تو بیوی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: ضیاء الرحمٰن، محلّہ: شیدی سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ پر جبراً دستخط کروانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، لہٰذا جب شوہر ضیاء الرحمٰن نے اس طلاق نامہ کو نہ پڑھا ہے اور نہ ہی سنا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی؛ لیکن چونکہ اس نے دستخط کے بعد زبان سے بھی ایک مرتبہ طلاق دیدی ہے؛ اس لئے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، شوہر کو عدت کے درمیان رجوع کا حق تھا؛ لیکن اس واقعہ کو اب چھ ماہ ہو چکے ہیں اس درمیان اس کی عدت بھی گذر گئی ہے اور عدت گذرنے کے بعد بائنہ ہوجاتی ہے؛ اس لئے اب رجعت کا حق باقی نہ رہا۔ اب بیوی کو پورا حق مل گیا کہ کسی کے ساتھ بھی دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

وفي البحر أن المرأد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة و لاحاجة هنا، كذا في الخانية. (شامي، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا٤/ ٤٤٠، البحرالرائق، كوئٹه ٣/٢٤٦، زكريا ٣/ ٤٢٩، تاتار خانية، زكريا ٤/ ٥٣٢، رقم: ٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٦، قاضي خان، زكريا ١/ ٢٨٧، وعلى هامش الهندية ١/ ٤٧٢، بزازيه، زكريا ١/ ١٢٠، وعلى هامش الهندية ٤/ ١٨٥)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/ ٢٨٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۲۷۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۲۵ھ

طلاق نامہ پر دستخط کرنا

سوال [۶۵۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مؤرخہ: ۱۹۹۱/۲/۱۴ء کو میری شادی ہوئی دو ماہ تک حالات معمول پر

چلتے رہے، اس کے بعد میرے والدین اور شوہر کے گھر والوں کے بیچ سخت کشیدگی پیدا ہوگئی، دونوں طرف کے فریقین اپنی اپنی ضد پر اڑے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اور میرے بیچ علیحدگی کا فیصلہ ہوا، اسٹامپ پیپر کے اوپر طلاق نامہ لکھا گیا، میرے شوہر نے دستخط نہیں کئے، انہوں نے کہا پہلے عائشہ سے کرا کر لاؤ؛ لہٰذا میرے پاس کاغذ آیا تو اپنے والدین کے ارادوں کے مطابق میں نے دستخط کردیئے اس کے بعد انہوں نے کردیئے، ۱۷؍اپریل ۱۹۹۲ء کو یہ کام ہوا۔ دوسرے دن سے ہی میرے شوہر میرے اور اپنے رشتہ داروں کے پاس گئے اور یہ کہا کہ میں اپنا گھر برباد کرنا نہیں چاہتا تھا، مجھ سے میرے گھر والوں نے یہ کام جبراً کرایا ہے، میرے گھر بھی انہوں نے اپنے دوست احباب کو بھیجا اور خود بھی آئے، وہ میرے والدین اور خاص طور سے مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں، میں ایام عدت میں ہوں، اسی لئے میں نے بات کرنے سے انکار کردیا، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے لفظ طلاق منھ سے ادا نہیں کیا ہے اور نہ ہی دل سے ارادہ کیا تھا؛ اس لئے یہ کام شرعی طور پر نہیں ہوا ہے، مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے بتائیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟ اپنے قیمتی مشورہ سے آگاہ کریں، عین نوازش ہوگی۔

المستفتیہ: عائشہ پروین، محلّہ: سرائے کشن لال، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے دستخط کو بیوی کے دستخط پر موقوف کیا ہے؛ چنانچہ بیوی کے دستخط کرنے پر شوہر نے بھی دستخط کردیئے ہیں، اس میں کسی نے شوہر کو مار پیٹ وغیرہ سے ڈرایا دھمکایا بھی نہیں ہے؛ اس لئے اگر شوہر نے طلاق نامہ کی عبارت خود پڑھا ہے یا دوسرے سے سن کر دستخط کیا ہے، تو طلاق نامہ میں جتنی طلاق لکھی گئی ہیں وہ واقع ہوجائیں گی اور اگر تعداد نہیں لکھا ہے؛ بلکہ صرف ایک بار لفظ طلاق لکھا ہے تو عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے اور بعد عدت نکاح کی اجازت ہے اور اگر تین مرتبہ لکھا گیا ہے تو بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحاً صحيحاً ويد خل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(فتاوی عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ٢/ ٣٩٩)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير –إلى قوله– الطلاق مرتان: قال: وهو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨٢، رقم: ١٥٠٣٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديو بند ٢/ ٣٩٤، مختصر القدوري، امداديه ديوبند ١٧٧، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣)

عن سماک قال: سمعت عكرمةؓ، يقول: الطلاق مرتان فإمساک بمعروف، أوتسريح باحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثًا فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن، بيروت ١٠/ ١٩٧، رقم: ١٩٥٦٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ / ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸ / ۲۹۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹ / ۱۱ / ۱۴۱۲ھ

طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کرانے کا حکم

سوال [۶۵۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام محمد سلیم ہے، میری شادی ۱۹۹۶ء میں ہوئی تھی، میرے سسرال والوں

نے مجھ پر پولیس اور نیتاؤں کا دباؤ ڈال کر مجھ سے طلاق کے کاغذ پر دستخط لے لئے؛ جبکہ میں نے آج تک ان کاغذوں کو پڑھا بھی نہیں ہے اور میں نے زبان سے بھی طلاق کا کوئی لفظ نہیں بولا ہے اور اس واقعہ کو دو سال گذر چکے ہیں۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اس طرح پولیس اور نیتاؤں کے دباؤ پر مجھ سے جو دستخط لئے گئے ہیں اس سے طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ یہ دباؤ والی بات میرے گھر والے اور بیوی کے گھر والے سب جانتے ہیں۔ شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد سلیم بن محمد فاروق، مقبرہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر سوال نامہ میں لکھی ہوئی تحریر صحیح اور واقعہ کے مطابق ہے تو حکم شرعی یہ ہے کہ محمد سلیم نے نہ طلاق نامہ اپنی مرضی سے لکھوایا ہے اور نہ ہی اس نے لکھا ہے اور نہ ہی اس نے اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور دوسروں کے تیار کردہ طلاق نامہ پر طاقت کے ذریعہ سے دباؤ ڈال کر دستخط لئے ہیں، تو ایسی صورت میں دباؤ کے ساتھ طلاق نامہ پر محض دستخط کر دینے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا سوال نامہ کے مطابق محمد سلیم کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، زن وشوہر کا رشتہ بدستور باقی ہے۔

فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق. (شامي، زكريا ٤/٤٤٠، كراچي ٣/٢٣٦)

وكذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه. وفي الظهيرية: رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه لا تطلق. (تاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١-٥٣٢، رقم: ٦٨٤٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۳۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۶؍۷؍۱۴۲۸ھ

طلاق نامہ پر بغیر پڑھے ہوئے شوہر کا دستخط کرنا

سوال [۶۵۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے والد نے کچہری سے اسٹامپ پیپر پر ایک طلاق نامہ لکھوایا، جس میں یہ تحریر ہے کہ آپسی سہمتی سے طلاق ہوگئی ہے، اس تحریر پر میں نے بغیر پڑھے اور بغیر سنے دستخط کر دیئے ہیں، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں بعد میں مجھے بتایا گیا کہ تیری بیوی کا فیصلہ ہوگیا ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں جبکہ میں نے نہ طلاق نامہ لکھوایا، نہ پڑھا، نہ سنا تو کیا طلاق ہوگئی؟ اور اب میں بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں طلاق نہیں دینا چاہتا نہ دوں گا اور طلاق نامہ میں "قطعی طلاق روبرو گواہان دینے کی جو بات لکھی ہے وہ غلط ہے، طلاق نہ زبانی دی گئی ہے، نہ گواہان کے سامنے دی گئی ہے۔

المستفتی: ریاض حسین، پیرغیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے خود لکھوایا نہیں اور نہ ہی اس نے خود لکھا اور نہ ہی اس کو پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی زبانی طلاق دی، تو ایسی صورت میں بغیر پڑھے اور بغیر سنے محض دستخط کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور مذکورہ تحریر میں روبرو طلاق دی وغیرہ جو الفاظ بھی ہیں سوال نامہ میں اس کا انکار ہے؛ لہٰذا میاں بیوی کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے اور دونوں میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ زندگی گذار سکتے ہیں۔

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه و لم يملّه بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه. (شامي، كراچي ۳/۲۴۷، زكريا ٤/٤٥٦، تاتار خانية، زكريا٤/ ٥٣١،

رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ٣٧٩/١، جديد ٤٤٦/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۴۳۳/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۲/۳ھ

طلاق نامہ پر بخوشی دستخط کرنا

سوال[٦٥٨٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی کی شادی محمد اسلام سے ہوئی، تین سال تک میری لڑکی اپنی سسرال رہی اس کے بعد سات سال تک میرے یہاں رہی، مقدمہ بازی ہوئی تو اسلام کے وکیل نے کہا کہ تم مہر جہیز وغیرہ نہ لوتو ہم صلح کرادیں گے اور مقدمہ بھی ختم کرادیں گے، میں تیار ہوگیا اور دو وکیلوں نے اسٹامپ پیپر خرید کر لادیا اس پر لکھا تھا کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، تو اسلام نے آٹھ گواہوں کے سامنے اور لڑکی کے سامنے اور دونوں وکیلوں کے سامنے کہا میں راضی ہوں، پھر وکیل نے کہا کہ اب تمہاری زوجیت سے علیحدہ ہوگی تو اس پر بھی اسلام نے کہا کہ میں راضی ہوں۔ اب بتایئے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حاجی محمد اسمعیل، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تحریری طلاق بھی صحیح ہوکر واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب تین طلاق لکھوا کر بخوشی اس پر دستخط کردیا، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

ولو استكتب من رجل آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه، وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه.

(شامي، كراچي ٢٤٧/٣، زكريا ٤٥٦/٤، تاتارخانية، زكريا ديوبند ٥٣١/٤، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ٣٧٩/٣، جديد ٤٤٦/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۷۱۹)

تحریری طلاق بائن

سوال [۶۵۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی منکوحہ بیوی کو کسی ناراضگی کی بنا پر اس کی غیر موجودگی میں تحریری طلاق بائن دی اور طلاق نامہ بذریعۂ رجسٹرڈ ڈاک اس کے پاس بھیج دیا جسے مذکورہ عورت یا اس کے والد یا بھائی کسی نے وصول نہیں کیا، طلاق نامہ پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت ہیں، اس کی اطلاع زید نے اخبار کے ذریعہ بھی دے دی، بعد میں مذکورہ عورت کے بھائیوں وغیرہ کے سامنے بھی زید نے طلاق کا اقرار کیا۔

(۱) کیا صورت مذکورہ بالا میں ازروئے شریعت طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: زید، محلّہ بھٹی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خط میں طلاق لکھنے سے شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ لڑکی والوں نے طلاق نامہ وصول نہ کیا ہو۔ نیز جب بعد میں شوہر نے اقرار کرلیا ہے، تو مزید تائید ہوگئی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہوچکی ہے۔

(مستفاد: فتاوی امداد الفتاوی ۲/ ۳۸۶)

إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو الخ. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/ ٢٤٦، زكريا٤/ ٤٥٦، هندية، زكريا١/ ٣٧٨، جديد ١/ ٤٤٦، فتاوى قاضي خان، جديد زكريا ١/ ٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا١/ ٤٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الأخری ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۷۳۷)

نوٹس کے ذریعہ سے بیوی کو تین طلاق لکھ کر دینا

سوال [۶۵۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر محمد فہیم نے اپنی بیوی کو ایک نوٹس لکھ کر بھیجا، جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ آپ سے میرا کسی طرح کا میاں بیوی کا کوئی تعلق نہیں؛ لہٰذا آج سے میں آپ کو اپنی طرف سے اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں اور آپ کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر روبرو گواہان طلاق دیتا ہوں اور اب آج سے آپ سے میاں بیوی یا کسی طرح کے تعلق کا واسطہ نہیں ہے اور شوہر محمد فہیم اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ میں نے ہی یہ مذکورہ الفاظ بذریعۂ نوٹس لکھ کر بھیجے ہیں اور بیوی نے بھی اسے پڑھوا کر سن کر اس پر دستخط کر دیئے، اب پوچھنا یہ ہے کہ بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی، تو بیوی پر عدت گزارنا لازم ہے یا نہیں اور بیوی اپنے میکہ ہی میں ہے؟

المستفتی: سعید الرحمٰن، متصل ہری چگوک والی مسجد اصالتپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر نے بذریعۂ نوٹس یہ الفاظ لکھ کر بھیجے کہ میں تمہیں تین طلاق دیتا ہوں اور شوہر اس بات کو تسلیم بھی کر رہا ہے، تو شوہر محمد فہیم کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح درست نہیں ہے اور بیوی پر عدت گزارنا لازم اور ضروری ہے اور عدت کی ابتدا طلاق کے وقت سے مانی جائے گی۔

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه

وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقرّ الزوج أنه كتابه. (شامي، كراچي ۳/۲٤٦، زكريا ٤/٤٥٦، الفتاوى التاتارخانية زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦)

رجل تزوج امرأة نكاحًا جائزاً فطلقها بعد الدخول، أو بعد خلوة الصحيحة كان عليها العدة. (عالمگيرى، زكريا قديم ١/٥٢٦، جديد ١/٥٧٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۴۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۷/۱۴۲۵ھ

طلاق ثلاثہ کی رجسٹری کرنا

سوال [۶۵۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ۱۲/۵/ ۲۰۰۹ء کو اپنی بیوی شمع پروین عرف شبانہ کو ایک طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری ڈاک بھیجا تھا، جس کو انہوں نے وصول نہیں کیا، وہ رجسٹری واپس آگئی، اس طلاق نامہ میں میں نے ''تین مرتبہ طلاق دیدی'' لکھا تھا تو دریافت یہ کرنا ہے کہ میری بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(۲) کیا مجھے اپنی بیوی کو مہر دینا پڑے گا؟

(۳) میرا زیور بیوی کے پاس ہے، وہ مجھے واپس ملے گا یا نہیں؟؛ جبکہ خاندان میں طلاق کے موقع پر زیور واپس لے لیا جاتا ہے؟

(۴) اگر ہم اس فتوی کو رجسٹری کے ذریعہ شمع پروین کے پاس بھیجتے ہیں اور وہ اس کو قبول نہ کریں تو کیا اس رجسٹری کا قبول نہ کرنا اس کا ثبوت ہوگا کہ ہم نے اسے پوری طرح طلاق دیدی ہے؟

المستفتی: انور حسین، سرائے حسینی، بیگم ڈپٹی گنج، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱)جب شوہر خود اس بات کا اقرار کررہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی شمع پروین عرف شبانہ کو تین طلاقیں دے کر تحریری طور پر رجسٹری کردی، تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔اب ان دونوں کے درمیان اسلامی شریعت کے مطابق میاں بیوی کا تعلق ختم ہوچکا ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے نہ بیوی کا آمنے سامنے ہونا ضروری ہے اور نہ ہی تحریر کردہ خط کا بیوی کو پڑھنا ضروری ہے اور نہ ہی مرسلہ ڈاک کا وصول کرنا ضروری ہے؛ بلکہ شوہر کا طلاق کا اقرار کرنا کافی ہے۔

لو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها وقع، إن أقرّ الزوج أنه كتابه، أوقال للرجل: ابعث به إليها، أوقال له اكتب نسخة وابعث بها إليها. (شامي، كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٦، تاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم:٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦)

(۲) جب آپ نے اپنی مرضی سے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے،تو اس کا مقررہ مہر ادا کرنا آپ کے اوپر لازم ہے۔

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوة الصحية، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمىٰ، أو مهر المثل، حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذٰلك إلا بالإ براء من صاحب الحق. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٠٣، جديد ١/٣٧٠)

(۳) شوہر کی طرف سے دیا گیا زیور اگر بیوی کو مالکانہ طور پر نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی شوہر کے خاندان اور برادری میں مالکانہ طور پر دینے کا دستور ہے،تو ایسی صورت میں وہ زیور شوہر کو واپس لینے کا حق ہے۔(مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۱۰۶)

إذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها منها ديباج فلما زفت إليه أراد أن يسترد من المرأة الديباج ليس له ذٰلك، إذا بعث إليها

علی جهة التمليک. (فتاوی عالمیگري، زکریا قدیم ۱/ ۳۲۷، جدید ۱/ ۳۹۳)

(۴) طلاق کے واقع ہونے کے لئے عورت کا ماننا لازم نہیں ہے اور یہ فتوی بھی نہ وصول کریں تب بھی طلاق واقع ہوجائے گی اور عدت یعنی تین ماہواری گذرنے کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق حاصل ہوجائے گا۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نویٰ، أو لم ينو، ثم المرسومة لا تخلوا إما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد! فأنت طالق، فكلما كتب هذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (فتاوى عالمگیري، زكريا قديم ۱/ ۳۷۸، جديد ۱/ ٤٤٦، فتاوى قاضي خان، جديد زكريا ۱/ ۲۸۷، وعلى هامش الهندية، زكريا ۱/ ٤٧١، شامي، كراچي ۳/ ۲٤٦، زكريا ٤/ ٤٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۶۲/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱/۲۶ھ

بذریعۂ خط طلاق دینے کے بعد زبانی تین طلاق کا اقرار

سوال [۶۵۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید (شوہر) نے ہندہ (بیوی) کو سفر میں رہتے ہوئے خط میں اس طرح لکھ کر بھیجا ہے ”میں نے تجھ کو طلاق دی ہے اور عدت گذارنے کے خرچ کے طور پر پانچ ہزار روپے بذریعۂ ڈاک بھیج دیئے ہیں اور میرے دو بچوں کی پرورش کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔

ہندہ نے خط ملنے کے بعد اپنے اہل خانہ کو اکسایا، شوہر کے محلّہ کے عوام کو بھڑکایا اور چند امور بذریعۂ میٹنگ طے کئے ہیں مثلاً:

(۱) ہندہ کہتی ہے خط سے طلاق نہیں پڑتی (پھر زید نے کہا میری مراد تین طلاق ہیں یعنی خط میں طلاق مغلظہ دی ہے)

(۲) جب دلائل سے وقوع طلاق ثابت ہوگیا، تو اب عدت گزاری مگر عدت ختم ہوکر ایک سال گذر گیا، مگر وہ شوہر کے گھر سے جانا نہیں چاہتی اور شوہر اس کے خوف یا فتنہ کے اندیشہ سے گھر واپس نہیں آسکا۔

(۳) زید نکاح ثانی بھی کر چکا ہے، مگر عوام کہتی ہے ہم فتویٰ نہیں جانتے۔ بہر حال زید کو دوبارہ ہندہ کے ساتھ نکاح کرنا ہی پڑے گا اور دوسری بیوی کو گھر میں گھسنے نہیں دیں گے۔

(۴) عوام کہتی ہے: ہندہ اب کیسے کھائے گی؟ جب ہندہ سے نکاح کرانے کی بات کہی گئی تو کہتی ہے کہ میں یا تو زید کے ساتھ رہوں گی یا پھر نکاح ہی کبھی نہیں کروں گی۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ مندرجہ بالا ۴/۵/ باتوں میں شریعت کیا کہتی ہے، ہم مسلمان ہیں ہمیں عوام اور ہندہ کی نہیں؛ بلکہ **"ان الحکم إلا للّٰہ"** صرف اللہ تعالیٰ کا فیصلہ معلوم کرنا ہے۔ برائے کرم قرآن ونص صریح یا فقہی (حنفیہ) عبارات مع حوالہ جواب مرحمت فرمائیں۔
جزاکم اللّٰہ تعالیٰ في الدارین.

المستفتی: اکرام الحسن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے خط میں جو طلاق دی ہے اس کے بارے میں شوہر زبانی اقرار کررہا ہے کہ میری مراد خط میں تین طلاق ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق (طلاق مغلظہ) واقع ہوگئی ہیں اور اب بلا حلالۂ شرعیہ زید کے لئے ہندہ کو اپنے پاس رکھنا جائز نہ ہوگا۔

نیز ہندہ کا زید کے گھر پر قبضہ کرنا جائز نہیں اور محلّہ والوں کا ہندہ کا ساتھ دینا اور زید کو ہندہ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے، اس سے محلّہ والے جو اسی حالت میں رکھنے پر مجبور کرتے ہوں گنہگار ہوں گے۔

فإن کتب امرأته طالق، فهي طلاق سواء بعث الکتاب إلیها، أو لم یبعث.

(مبسوط سرخسي، دارالکتب العلمیة بیروت ۶/۱۴۳، أشرط الفقهاء بالکتاب بشرطین

الأول أن تكون مستبينة والثاني مرسومة)

قال الحنفية: الكتابة إذا كانت مستبينة ومرسومة يقع بها نوى أو لم ينو .

(الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٩/ ٢٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها .

(هندية، قديم ١/ ٤٧٣، هندية، إتحاد جديد ١/ ٥٣٥)

قال الله تعالىٰ: وَتَعَاوَنُوْا عَلٰى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلٰى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ .[المائده: ٢]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل: من سن في الإسلام سنة سيئة فعليه وزرها وَوِزْرُ من عمل بها من غير أن ينقص من أوزارهم شيئًا .

(نسائي شريف، كتاب الزكاة، باب التحريض على الصدقة، النسخة الهندية ١/ ٢٧٤، دارالسلام رقم: ٢٥٥٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۶۱۶)

اسٹامپ پر سہ طلاق دے کر آزاد کر دیا لکھ کر بیوی کو دینا

سوال [۶۵۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد کبیر نے اپنی بیوی کو اسٹامپ پر لکھ کر دیدیا کہ میں نے پنچوں کے سامنے اپنی بیوی کو سہ (تین) طلاق دے کر آزاد کر دیا ہے، اس تحریر سے کون سی طلاق ہوئی تحریر فرما دیں۔

المستفتی: نور الدین، لالباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ میں صاف لکھا ہے کہ سہ طلاق دے کر آزاد کر دیا ہے، سہ کے معنی تین کے ہیں؛ اس لئے بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ دونوں میں نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

عن سماک قال: سمعت عكرمةؓ، يقول: الطلاق مرتان فإمساک بمعروف، أوتسريح باحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثًا فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن، بيروت ١٠/١٩٧، رقم: ١٩٥٦٤)

وإن كان الطلاق ثلثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، قدوري امدادية ديوبند١٧٨، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨، تاتارخانية، زكريا٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍۸۵۲۷)

تحریراً تین طلاق دینا

سوال [۶۵۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں رئیس احمد ولد اشتیاق احمد مرحوم ساکن کسرول تھانہ: ناگ پھنی مرادآباد خدائے کریم کو حاضر وناظر جانتے ہوئے اپنے پورے ہوش وحواس میں بغیر کسی زور یا دباؤ کے یہ بیان قلم بند کر رہا ہوں کہ میری بیوی مسماۃ فرحہ دیبا، لیڈی اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے مشورے نیز میڈیکل کی بیشتر رپورٹوں کی روشنی میں رحم یعنی بچہ دانی میں

سالوں پرانے کینسر کے موذی اور مہلک مرض میں مبتلا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اولادآدم کو بڑھانے یعنی بچہ پیدا کرنے کے لائق ہرگز نہیں ہے اور بیماری کے سبب نہ ہی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل ہے، اس کے علاوہ وہ عالی کردار اور اخلاق کی بھی حامل نہیں اور نہ ہی وہ امور خانہ داری کے دیگر اصولوں سے روشناس ہے؛ لہٰذا ان مشکل حالات کی روشنی میں، میں رئیس احمد ولد اشتیاق اپنی بیوی فرحہ دیبا دختر خلیق احمد ساکن تمرداسرائے سنبھل کو تین طلاق دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ آج مؤرخہ: ۱۵/اپریل سے پوری طرح میرے نکاح سے باہر اور آزاد ہے۔

میرا مذکورہ بالا بیان پورا درست ہے، اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے۔

(۱) ایسی صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی ؟

(۲) طلاق ہونے کی صورت میں شوہر کے اوپر کس کس چیز کی ادائے گی لازم ہے؟

(۳) مطلقہ کا جہیز اور جو سامان شوہر نے شادی کے وقت چڑھایا تھا یا دیا تھا اس کا مالک کون ہے؟

المستفتی: رئیس احمد، کسرول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں تین طلاق ''مغلظہ'' واقع ہوگئیں۔

كما في الهداية: أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة،أو ثلاثاً في طهر واحد، فإذا فعل ذلک وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٥، دارالسلام ٩/ ٢٩٢)

طلاق مغلظہ کے بعد اگر جہاں شوہر کہے عورت وہیں عدت گذارے تو عورت ایام عدت کے نفقہ کی مستحق ہے، اس کے بعد کسی قسم کا حق نہیں ہے۔

في الهداية: إذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة الخ. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٤٣، دارالسلام ١١/ ١١٧)

(۳) سامان جہیز شرعاً لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے، وہ اسے ہی واپس ملے گا اورلڑکے کی طرف سے دیئے جانے والے سامان کا مدار عرف پر ہے، اگر آپ کی برادری کے عرف ورواج میں وہ لڑکی کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں، تو لڑکی ہی مالک ہے ورنہ اگر ملکیت نہ سمجھا جاتا ہو؛ بلکہ لڑکے والوں کا ہی سمجھا جاتا ہے، تو لڑکا مالک ہے، وہ واپس لے سکتا ہے۔

(مستفاد: فتاوی دار العلوم ۳۵۹/۸)

في الشامية: فإن كل أحد يعلم أن الجهاز ملك المرأة، وأنه إذا طلقها تأخذه كله. (شامي، كراچي ۵۸۵/۳، زكريا ۲۹۹/۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۹۳۶/۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۶/۲۱ھ

بیوی کو تحریری تین طلاق دینا

سوال [۶۵۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے ایک عزیز اسرار احمد نے اپنی رائٹنگ ہندی بھاشا میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہوئے اپنی اہلیہ سروری بیگم کو طلاق دی، سروری بیگم اپنی پتنی کو طلاق دینا چاہتا ہوں اب سروری بیگن کے ساتھ رہنا منظور نہیں ہے اور سروری بیگم کو طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں دستخط ہندی اسرار احمد پتر محمد اسلام ۱۹۹۲/۷/۴ء۔

طلاق دینے کی وجہ دوسری عورت سے لگاؤ تھا، بعد طلاق سروری بیگم نے اپنے بچوں کی طرف سے گزارہ بھتہ کا دعویٰ عدالت مجاز میں کر دیا، جو سروری بیگم وبچوں کے حق میں پورا ہوا تقریباً ۴/ ماہ پیشتر اسرار احمد بیمار ہوئے، تب بڑا لڑکا عیادت کے لئے گیا، اسرار احمد سے سروری بیگم کے کئی بچے ہیں، جن میں سے ایک لڑکی کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ باپ بیٹے سے ملنے پر آپسی صلح صفائی کے ذریعہ پھر اسرار احمد نے سروری بیگم کو بحیثیت بیوی

رکھنے کی خواہش ظاہر کی دونوں باپ بیٹے کسی مولانا سے مل کر حالات سے آگاہ کرنے کے بعد مولانا سے کوئی راستہ نکالنے کو کہا، اسرار احمد کا لکھا ہوا طلاق نامہ سروری بیگم کے مقدمہ میں داخل ہے، آپسی ملی بھگت کر کے طلاق نامہ کی ہو بہو نقل لکھا کر مولانا کو دے کر اسرار احمد نے اپنا حلفیہ بیان مولانا کو دیا کہ یہ میرا لکھا ہوا طلاق نامہ نہیں ہے، طلاق میں نے نہیں دی ہے، مولانا نے فتوی صادر فرمادیا کہ طلاق نہیں ہوئی ہے، جس پر میاں بیوی پھر ایک ساتھ رہنے لگے، کچھ لوگوں کو شک ہوا تو حلفیہ بیان کے ساتھ دیا ہوا طلاق نامہ کی تحریر دیکھا گیا، تب راز کھلا کہ مولانا کو دی ہوئی طلاق نامہ کی تحریر اسرار احمد کے لڑکے کے ہاتھ کی ہے، اسرار احمد نے چالاکی سے لڑکے سے تحریر لکھوا کر حلف لیا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں ہے؛ جبکہ اصل تحریر آج بھی مقدمہ میں لگی ہے۔

الف: مندرجہ حالات کے تحت اسرار احمد و سروری بیگم کا ایک ساتھ بحیثیت میاں بیوی کے رہنا اور مولانا کا دیا ہوا فتوی درست ہے، اگر نہیں تو اسرار و سروری بیگم کے ایک ہونے کی کیا صورت ہے۔

ب: اگر فتوی درست نہیں ہے، تو عزیزوں کے لئے کیا حکم ہے؟ عزیزوں کو اسرار احمد کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: انصاف حسین صدیقی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) سوال نامہ کے ہر پہلو پر غور کیا گیا ہے، مذکورہ واقعہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، جو اسرار احمد کی ہندی تحریر سے ثابت ہوا ہے۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦، فتاوى قاضي خان، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/٤٧١، عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٧٨، جديد ١/٤٤٦)

اور بعد میں جن مولانا صاحب سے غلط بیانی کے ساتھ طلاق واقع نہ ہونے کا فتوی

لیا گیا ہے، وہ خلاف واقعہ ہے، اس نے مولانا صاحب کو دھوکہ دے کر اپنی مرضی کا جواب حاصل کیا ہے اوراس جواب کے ذریعہ سے بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے، وہ حرام ہی ہے، کسی چیز کوحلال کرنے والا اورحرام کرنے والا اللہ ہے، غلط بیانی سے حرام چیز کے بارے میں حلال ہونے کا فتوی لیا جائے،تو وہ حلال نہیں ہوسکتی ہے اوران دونوں کےایک ساتھ ہونے کے لئے شرعی حلالہ ضروری ہے۔

وإن كـان الـطلاق ثلثاً في الحرة ......لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحاً صحيحاً ويد خل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹، تاتار خانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸، بدائع الصنائع، زكريا۳/۳۹۵)

(۲) اسرار احمد گناہ کبیرہ،حرام کاری اور زنا کاری میں مبتلا ہے، جب تک کہ وہ حلالہ کا طریقہ نہ اختیار کرلے اور اپنے گناہ سےتوبہ نہ کرلے، اس کے ساتھ حقہ پانی بند کردینا چاہئے۔

قـال الله تعالىٰ: وَتَعَاوَنُوْا عَلٰى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلٰى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ. [المائدہ:۲]

قال الله تبارك وتعالىٰ: وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. [سورة الهود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۵۵۹/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۲۵ھ

تحریری طلاق مغلظہ

سوال [۶۵۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں، میں اسے چھوڑ رہا ہوں میں ان کو طلاق دیتا ہوں میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں، میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں، میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں۔

میرا عقد ثانی بہ ہمراہ جناب رفعت اللہ خان کے ساتھ مؤرخہ: ۸/اپریل ۱۹۷۳ء کو ہوا تھا اور ان کے نطفے سے میرے چار بچے جس میں ایک لڑکی اور تین لڑکے پیدا ہوئے، میرے شوہر ایک ناکارہ قسم کے انسان ہیں، سلفا اور شراب کے عادی ہیں، ہم دونوں میں اسی بنا پر تنازعہ ہونے لگا اور میں اپنے شوہر کے وطن کو چھوڑ کر اپنے بہنوئی کے گھر آ گئی، اس واقعہ کو قریب سات سال ہو گئے اور میں نے اپنی گذر اوقات کے لئے ایک دینی مدرسہ میں بچیوں کو قرآن پاک اور دینی تعلیم اردو وغیرہ پڑھانے کے لئے نوکری کر لی، میرے شوہر اکثر میرے بہنوئی کے گھر آتے رہے؛ لیکن کبھی بچوں کے لئے خرچ وغیرہ نہیں دیا۔ اب سے قریب دو سال پہلے ایک دن میرے شوہر آئے تو چھوٹی بچی جو ہے ان کو دیکھ کر چھپ گئی تو کہنے لگے، یہ لڑکی مجھ سے اس قدر کیوں ڈرتی ہے، تو میں نے کہا آپ اس طرح آتے ہیں کہ کبھی ان کو پیار نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی چیز لے کر آتے ہیں اور اگر کبھی آپ ان کی کسی ضرورت کا خیال کرتے، تو یہ سمجھتے کہ یہ ہمارے باپ ہیں، میری بات سن کر اپنے لڑکے سے کاپی اور پنسل منگائی اور مندرجہ بالا تحریر جس کی یہ فوٹو کاپی ہے لکھ کر چلے گئے، میں نے اس تحریر کو باقاعدہ طلاق سمجھ کر عدت گزاری، دوران عدت پھر میرے بہنوئی کے گھر آئے اور کہنے لگے عدت کر رہی ہو، بس اتنا ہی کہا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ واپس چلے گئے اور اس کے بعد انہوں نے خود بھی اور کئی لوگوں سے بھی کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی اور طلاق تو ''ط'' سے ہوتی ہے ''ت'' سے نہیں ہوتی اور پہلی بات کہ مجھ سے لکھنا نہیں آتا برائے کرم آپ شریعت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ آیا مجھ پر طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

المستفتية: عزیز النساء

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور نفس الامر اور واقع میں شوہر نے مذکورہ تحریر لکھ کر دی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے صحیح الفاظ بولنا یا لکھنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ بگڑے ہوئے الفاظ سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ویقع بها؛ أي بهذه الألفاظ وما بمعنا ها من الصريح ويدخل نحو طلاغ، وطلاک، ......أوط، ل، ق، أو طلاق باش بلا فرق بين عالم وجاهل. (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۴۸، زكريا ۴/۴۵۹، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ر شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۹۲۷)

غصہ میں کاغذ پر تین طلاق لکھنے کا حکم

سوال [۲۵۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا عقد مسماۃ ہندہ سے ہوا، اور زوجین میں موافقت ہے؛ لیکن بعض خانگی امور کے سلسلے میں زید کی والدہ اور ہندہ کی والدہ کے درمیان ترش کلامی ہوئی، اس منظر کو دیکھ کر زید کا ذہن ماؤف ہوگیا، اس حالت میں زید نے ایک کاغذ کے پرچہ پر ہندہ کو طلاق، طلاق، طلاق، دیتا ہوں لکھا، اس تحریر پر زید نے اپنے دستخط یا نشانی انگوٹھا ثبت نہیں کیا؛ بلکہ فرضی نام لکھ دیا، زید از روئے حلف خدائے قدوس کو حاضر وناظر جان کر یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے یہ جو لکھا اس حال میں لکھا جبکہ ذہن ماؤف تھا، زید نے صیغۂ طلاق زبان سے قطعاً ادا نہیں کیا، زید کی نیت وارادہ قطعاً اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا نہ تھا، کوئی ناراضگی زید کی اپنی زوجہ کے ساتھ نہ پہلے تھی نہ اب ہے، بس یہ ایک تحریر غیر شعوری طور پر

زید کے قلم سے لکھی گئی، کیا ایسی حالت میں جبکہ نہ طلاق کی نیت ہے اور نہ زبان سے طلاق دی گئی اور نہ تحریر پر دستخط ہیں، تو کیا حکم طلاق نافذ کیا جا سکتا ہے؟ زید مکرر عرض کرتا ہے کہ وہ تحریر نا شعوری طور پر لکھی ہے اس میں نیت وارادے کو قطعاً دخل نہیں ہے، برائے کرم حکم شرعی سے رہنمائی فرمائی جائے، بینوا توجروا۔

محمد اسلم قریشی

بیان ہذا سائل محمد اسلم نے میرے روبرو بیان کیا ہے اور بیان مذکور میں عبدالحمید امام مسجد محلّہ: آنھونہ قریہ رتنا گڈھ ضلع: چورو راجستھان جہاں کا سائل باشندہ ہے نے تحریر کیا ہے میں اپنے گمان پر کہہ سکتا ہوں، سائل محمد اسلم نے غلط بیانی نہیں کی ہے؛ کیونکہ میں محمد اسلم کے عادات واطوار سے بخوبی واقف ہوں۔

المستفتی: عبدالحمید، امام مسجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے ہندہ کو طلاق طلاق لکھا ہے تو شرعاً اس سے ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہوکر وہ مغلظہ ہوگئی ہے، اگرچہ حالت غصہ اور ماؤفی میں زبان سے کہے بغیر لکھا ہو۔ اب آئندہ بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ ۴/۳۳۳، امداد الفتاوی ۲/۳۸۶، فتاوی دارالعلوم ۹/۱۴۱)

الكتابة على نوعين مرسومة، وغير مرسومة (إلى قوله) وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٦، زكريا ٤/٤٥٦، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٨، جديد ١/٤٤٦، قاضي خان، زكريا ١/٢٨٧، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/٤٧١)

ولو قال لزوجته أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً الخ. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/٣٥٦، جديد ١/٤٢٣) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۱۶۶)

شوہر کا بیوی کو طلاق کا پرچہ دینا اور بیوی کا نہ لینا

سوال [۶۵۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ہماری بہن کی شادی نبی الدین سے ہوئی اور وہ شادی کے روز سے ہی راضی نہیں تھا؛ لیکن لڑکی پر پتنگ اڑانے کا جھوٹا الزام لگا کر خوب پٹائی کی۔ نیز ساس نے بھی ناجائز تعلقات کا الزام لگایا، ایک مرتبہ لڑکے نے تجارت کرنے کے لئے زیور فروخت کرنا چاہا، تو لڑکی نے سمجھایا کہ روپئے کہیں سے قرض لے لو، زیور بیچ کر دوبارہ خریدنا مشکل ہوتا ہے، اس پر اس نے وہ زیور لڑکی سے اتر والیا اور کچھ زیور میکے میں تھا وہ بھی منگوالیا بہت کہا کہ اب اپنا سامان لو اور اپنے گھر چلی جاؤ۔ نیز مہر کے پورے پیسے لو اور طلاق کا پرچہ لو، تمہارا ہم سے کوئی مطلب نہیں؛ لیکن لڑکی نے وہ پرچہ نہیں لیا اور معلوم نہیں ہوسکا کہ اس میں طلاق لکھی تھی یا نہیں لکھی تھی تو کتنی تھیں؛ لہٰذا شرع کی رو سے لڑکے کے یہاں لڑکی بھیجی جائے یا نہیں؟

(۲) اب اگر لڑکا پرچہ میں لکھی ہوئی طلاق کے بارے میں نہ بتائے تو شرعاً اس پر کیا حکم لاگو ہوتا ہے؟ لڑکے کو حقیقت بیان کر دینی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان، قصبہ: تمبور، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱/۲) مذکورہ پرچہ میں لکھی ہوئی طلاق کے بارے میں یہی حکم ہوگا کہ شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس نے اس میں اپنی بیوی کے لئے کتنی طلاقیں لکھی ہیں، اگر صرف لفظ طلاق ایک بار لکھا ہے، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر دوبار لکھا ہے تو دو طلاق رجعی ہوں گی اور اگر تین بار یا زیادہ لکھا ہے تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی؛

لہٰذا اگر تین یا زیادہ طلاق لکھی ہیں تو لڑکی کو بغیر حلالہ بھیج دینا جائز نہ ہوگا اور اگر تین سے کم لکھا ہے اور ابھی عدت ختم نہیں ہوئی ہے تو لڑکی کو بھیج دینا جائز ہوگا اور اگر عدت ختم ہوگئی ہے، تو بغیر نکاح بھیج دینا جائز نہ ہوگا اور یہ سب صورتیں اس وقت ہیں؛ جبکہ وہ اس میں طلاق لکھنے کا خود اقرار کررہا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو اور اگر وہ اس میں طلاق لکھنے کا انکار کررہا ہو اور نہ ہی شرعی گواہ موجود ہوں، تو ایسی صورت میں کوئی طلاق شمار نہ ہوگی، لڑکی کو بھیج دینا جائز ہوگا۔

عن عامر الشعبي: قال: قلت لفاطمة بنت قيس، حدثيني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثاً، وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (السنن ابن ماجه، أبواب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، النسخة الهندية ١٤٥، رقم: ٢٠٢٤)

وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بينة؛ لكنه وصف الأمر على وجهه لاتطلق قضاء ولا ديانة الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

كتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۱۶/۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۲/۱۵ھ

شوہر سے جبراً طلاق کا املاء کرانا

سوال [۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نفیس ولد عبد اللطیف محلّہ: مفتی ٹولہ مرادآباد کا ہوں، میری شادی ہوئے عرصہ ایک سال ہوا، شگفتہ پروین بنت انوار نعیم مرحوم رفعت پورہ کے ساتھ ہوئی ہے، اس عرصہ میں میرے والد اور والدہ میری بیوی پر جنات کے اثرات کے الزام لگا کر مجھ سے الگ کرنا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے مجھ پر زور دیا جا رہا ہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دیدو ورنہ

تم گھر سے اور کاروبار سے باہر ہوجاؤ، تقریباً تین ماہ سے انہوں نے مجھے زیادہ پریشان کیا، جس کی وجہ سے میں اپنی بیوی کو اس کے میکہ میں پہونچا آیا اور میں بھی تین مہینہ سے اپنے سسرال میں ہی رہ رہا ہوں۔

آج میں اپنے لئے مکان و دوکان کے واسطے بازار میں معلوم کرنے گیا، تو میرے والد نے مجھے واجد بھائی جو کہ دوکان کے اوپر رہتے ہیں، ان سے بلوایا اور واحد بھائی کے گھر اوپر کمرے میں لے گئے اور وہاں پر میرے بھائی بھی موجود تھے اور انہوں نے کمرہ بند کرلیا اور میرے والد نے شگفتہ پروین کو طلاق دینے کو کہا میں نے ان کو جواب دیا کہ میں طلاق نہیں دوں گا، انہوں نے مجھے زور دیا کہ تو ابھی لکھ اور کاپی پینسل میرے ہاتھ میں دیدی اور کہا کہ لکھ میں نے شگفتہ پروین کو طلاق دی؛ لیکن میں نے جواب دیا کہ جو تم کہتے ہو لکھ دیتا ہوں، مگر یہ طلاق نہیں ہوگی، اس وقت تو تم نے مجھے کمرے میں بند کرلیا ہے، جو کہو لکھ دوں گا، اس کے بعد جیسے وہ بولتے گئے میں نے تحریر کردیا، اس کے بعد میں یہ سوچ کر کہ پرچہ ابھی میری بیوی تک نہیں پہونچا ہوگا اور میں فوراً سسرال چلا گیا کہ پرچہ ان کو نہ ملے اور میں راستے میں پھاڑ کر پھینک دوں گا؛ کیونکہ مجھ سے زبردستی یہ پرچہ لکھوایا گیا تھا۔ اور نہ میں نے طلاق دینے کو کہا تھا؛ اس لئے میں اوپر والد صاحب کو یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ آپ جو چاہو لکھوا لو؛ لیکن یہ طلاق نہیں ہوگی، اس بارے میں میں خدا کو حاضر وناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں نے یہ پرچہ پر تحریر لکھدی، اپنے والد کے کہنے سے، انہوں نے کہا کہ لکھو شگفتہ پروین کو تین طلاق دیتا ہوں، پھر اس کے بعد کہا کہ لکھو میں نے تمہیں طلاق دی، میں نے ایک ایک بار لکھ دیا، پھر انہوں نے کہا تین بار لکھو، میں نے دو بار لکھ دیا، اسی طرح تین بار طلاق لکھ دی اور پھر انہوں نے کہا کہ اس کے نیچے دستخط کردو، پھر میں نے دستخط کردیئے، پھر انہوں نے یہ پرچہ اپنی جیب میں رکھ لیا اور چھوٹے بھائی کے ہاتھ بھیج دیا، میں ایک بار پھر حلفیہ کہتا ہوں کہ میرا طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، اور مجھ سے یہ تحریر زبردستی لکھوائی گئی ہے، میں نے طلاق

نہیں دی ہے اور نہ ہی زبان سے کہا ہے اور نہ ہی لکھتے وقت میری مراد میری بیوی تھی، صرف والد صاحب کے جملوں کو بطورا ملا لکھا ہے۔

المستفتی: محمد نفیس، محلّہ: مفتی ٹولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے محض باپ کے دباؤ اور جبر کی بناء پر باپ کے املائی جملوں کو لکھا ہے نہ اس کی طلاق دینے کی نیت تھی اور نہ ہی بیوی کو طلاق دینے کے لئے اپنی مرضی سے کوئی جملہ لکھا ہے اور نہ زبان سے طلاق کا کوئی جملہ استعمال کیا ہے۔

نیز اس نے باپ کے املائی جملوں کو لکھنے سے پہلے یہ کہہ دیا ہے کہ نہ طلاق دوں گا اور نہ ہی طلاق اس تحریر سے ہوگی؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی، میاں بیوی آپس میں ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں؛ کیونکہ اس طرح جبر ودباؤ سے الفاظ طلاق لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ جبکہ زبان سے کوئی الفاظ استعمال نہ کیا ہو۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/۵۶، جدید زکریا ۶/۷۳)

إذا كتب الطلاق واستثنیٰ باللسان، أو عكس لا يقع الطلاق الخ.
(فتاوی عالمگیري، كتاب الطلاق، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، زكريا قديم ۱/ ۳۷۸، جديد ۱/ ٤٤٦)

وقيدنا بكونه على النطق؛ لأنه لو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا، وفي البزازية: أكره على طلاقها، فكتب فلانة بنت فلانة طالق لم يقع .
(البحر الرائق، ۳/ ۲٤٦، شامي، كراچي ۳/ ۲۳٦)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته، طالق......ولم يعبر بلسانه لا تطلق. (تاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل السادس، في إيقاع الطلاق بالكتابة قديم۳/ ۳۸۰، جديد زكريا ديوبند ٤/ ۵۳۲،

رقم: ٦٨٤٣، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، جديد ١/ ٤٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۲۶۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/ ۶/ ۱۴۱۱ھ

طلاق دے کر اور طلاق کے کلمات ادا کر کے زوجیت سے الگ کردیا لکھوانے کا حکم

سوال [۶۵۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد توصیف ولد محمد رفیق نے اپنی زوجہ اقبال فاطمہ کو تحریری طور پر طلاق دیدی ہے اور یہ یہ تحریر وکیل کے ذریعہ سے قانونی شکل میں لکھوا کردی ہے اور طلاق نامہ کی فوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے اور طلاق نامہ میں یہ الفاظ لکھوائے ہیں، ’’طلاق دے کر اور طلاق کے کلمات ادا کر کے زوجیت سے الگ کردیا تو مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ اس طلاق نامہ کے ذریعہ سے شرعی طور پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد توصیف ولد محمد رفیق، محلّہ سیدھی سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ کے الفاظ ہمارے سامنے آچکے ہیں، ان الفاظ کے رو سے محمد توصیف کی بیوی پر شرعی طور پر طلاق واقع ہوچکی ہے اور طلاق کے وقت سے تین ماہواری کے ذریعہ عدت گزار کر اقبال فاطمہ کو مکمل آزادی حاصل ہوجائے گی اور عدت کے بعد اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہوجائے گا۔

ثم المرسومة لا تخلو إما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد: فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.

(هندية زكريا قديم ١/ ٣٧٨، زكريا جديد ١/ ٤٤٦)

ولو استكتب من آخر كتابًا بطلاقها وقرأة علي الزوج، فأخذه الزوج، وختمه، وعنونه، وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه.

(شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة كراچي ٣/٢٤٧، زكريا ديوبند ٤/٤٥٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱؍۱۲۰۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹؍۴؍۱۴۳۶ھ

(۱۷) باب الطلاق الثلاث

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں

سوال [۲۶۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی سے کئی بار کہا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا، ۲۳؍ستمبر۲۰۰۲ءکو ایک سانس میں کم سے کم چار پانچ مرتبہ کہا میں طلاق دیتا ہوں، اس کو سننے پر اس کی بیوی نے کہا کہ ایسے طلاق نہیں ہوتی ہے، دو چار آدمیوں کے سامنے کہو تب ہوگی، پانچ منٹ کے بعد اس کے کمرے میں جا کر کہا کہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ تمہیں طلاق دی، کمرہ میں اندھیرا تھا یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ زید نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہا تمہیں طلاق دی یا ایسے ہی کہا۔

دوسری رات زید نے رجوع کیا یعنی دونوں زید وبیوی ہمبستر ہوئے اور پہلی جنوری ۲۰۰۳ءکو ان کی والدہ زید کی بیوی کو اپنے گھر لے آئیں، ایسی حالت میں زید اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے، تو زید کی بیوی کو اس کے ساتھ بھیجنا درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: انور قیوم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے صحیح ہوکر واقع ہونے کے لئے دو چار آدمی یا گواہوں کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ بغیر کسی کی موجودگی میں بھی طلاق ہوجاتی ہے اور قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر طلاق دینا بھی ضروری نہیں ہے، آپس کے تکرار کے وقت میں جو طلاق دی گئی ہے وہ شرعی طور پر واقع ہوگئی ہے، جب تین مرتبہ سے زیادہ ’’طلاق دیتا ہوں‘‘ کا لفظ استعمال کیا ہے اور بیوی نے خود سنا ہے، اس سے تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، پھر شوہر نے

قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کردوبارہ طلاق دی کالفظ استعمال کیا ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں۔ بہرصورت طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اورایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی طلاق ہوتی ہیں۔ حدیث شریف کی کتابوں میں بے شمار روایات اس سلسلے میں موجود ہیں؛ اس لئے امام ابوحنیفہؒ اورامام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہورامت کے نزدیک تینوں طلاقیں طلاق مغلظہ کے طور پرواقع ہوجاتی ہیں اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوجاتی ہے اورصورت مذکورہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوچکنے کے بعد میاں بیوی دونوں کا ہمبستر ہوجانا ناجائز اورحرام کام ہوا ہے، اس کی وجہ سے توبہ کرنا ضروری ہے، یہ مسئلہ کی ناواقفیت کی بناپر ہوا ہے اور غلطی پرتوبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے، مگرتوبہ کرنے کی وجہ سے بیوی شوہر پر حلال نہیں ہوگی اوراس واقعہ کوسوال نامہ کے مطابق آج کی تاریخ تک تقریباً ساڑھے تین مہینے ہوگئے ہیں، اگراس ساڑھے تین مہینے کے درمیان بیوی کوتین مرتبہ ماہواری آچکی ہے، تو عدت بھی پوری ہوگئی ہے، کسی بھی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے اوراگرتین مرتبہ ماہواری نہیں آئی ہے، تو تین مرتبہ ماہواری مکمل ہونے تک انتظار کرنا لازم ہے، اس کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست ہوسکتا ہے، اب اس سلسلہ میں حدیث کی معتبر کتابوں سے کچھ حدیثیں نقل کردیتے ہیں۔

ان عائشةؓ أخبرته أن امرأة رفاعة القرظي جاء ت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله! إن رفاعة طلقني فبت طلاقي وإني نكحت بعده عبد الرحمن بن الزبير القرظي وانما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعلك تريدين أن ترجعي إلى رفاعة لا حتى يذوق عسيلتك وتذوقي عسيلته. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۱، ف: ۵۲۶۰)

عن عائشةؓ، أن رجلا طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول.

(بخاري شريف ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/ ۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰)

عن نافع كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلاثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا، فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف ۲/ ۷۹۲، رقم: ۵۰۶۶، ف: ۵۲۶۵)

وكان عبد الله إذا سئل عن ذلک قال لأحدهم أما أنت طلقت امرأتک مرة، أو مرتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرني بهذا وإن كنت طلقتها ثلاثاً، فقد حرمت عليک حتى تنكح زوجاً غيرک، وعصيت الله فيما أمرک من طلاق امرأتک. (مسلم شريف، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۱/ ۴۷۶، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائی شريف، النسخة الهندية ۲/ ۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴)

ان حفص بن المغيرة طلق امرأته فاطمة بنت قيس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث تطليقات في كلمة واحدة، فأبانها منه النبي صلى الله عليه وسلم ولم يبلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم عاب ذلک عليه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/ ۱۰، رقم: ۳۸۷۷)

وكان عبد الله بن عمر إذا سئل عن ذلک، قال: أما أنت طلقت امرأتک تطليقة، أو تطليقتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرني بهذا وإن كنت طلقتها ثلاثاً، فقد حرمت عليک حتى تنكح زوجاً غيرک

وعصيت الله فيما أمرک من طلاق امرأتک. (سنن دارقطني، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ١٨، رقم: ٣٩٢١)

ثم يقول ابن عمر أما أنت فطلقت امرأتک واحدة أو اثنتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمرني بهذا وأما أنت فطلقت ثلاثاً، فقد حرمت عليک حتى تنكح زوجاً غيرک، وقد عصيت ربک فيما أمرک به من الطلاق. (سنن دار قطني، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ١٩، رقم: ٣٩٢٤)

وإن طلق ثلاثاً بكلمة واحدة وقع الثلاث، وحرمت عليه حتى تنكح زوجاً غيره، و لا فرق بين قبل الدخول وبعده. روي ذلک عن ابن عباس رضؓ، وأبي هريرة رضؓ، وابن عمر رضؓ، وعبد الله بن عمرو رضؓ، وابن مسعود رضؓ، و أنس رضؓ، وهو قول أكثر أهل العلم من التابعين والأئمة بعدهم. (المغني لابن قدامه، دارالكفرك بيروت ٧/ ٢٨٢)

لوقال لزوجتة: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبا و النظائر، قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍ ۷۹۱۷)

الجواب صحیح
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹؍۲؍ ۱۴۲۴ھ

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہیں یا ایک؟

سوال [۲۶۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تین طلاقیں بیک وقت یعنی ایک ہی مرتبہ میں تین بار کہنا ’’ایک طلاق رجعی ہے‘‘ کا محققانہ جواب اخبار میں پوری تفصیل تحریر ہے۔

جواب نمبر ۱: (از غیر ملقدین) جب تین طلاق ایک مجلس میں دیجائیں، تو قرآن شریف اور حدیث صحیح کی روسے ایک طلاق رجعی ہوتی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمۡسَاكٌ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحٌ بِإِحۡسَانٍ . [البقرہ: ۲۲۹]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا تو بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، احسان کے ساتھ چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ شوہر طلاق دینے کے بعد عدت گذر جانے دے، عدت گزر جائے گی تو عورت اپنے شوہر سے مکمل طور پر الگ اور جدا ہو جائے گی۔ اور اسے اختیار ہو گا کہ جہاں بھی جی چاہے نکاح کرے۔ اب پہلے شوہر سے سارا تعلق ختم ہو گیا، اس کو کوئی رکاوٹ نہیں، قرآن مجید کے اس حکم کے دو پہلو قابل غور ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ چونکہ شوہر کو پہلی اور دوسری مرتبہ اس بات کا موقع دیا گیا ہے کہ چاہے رجعت کر لے اور چاہے تو عدت گزر جانے دے کہ عورت جدا ہو جائے؛ اس لئے ظاہر ہے کہ دونوں رجعی طلاقیں ایک ساتھ نہیں ہونی چاہئیں اور چونکہ دوسری مرتبہ کی طلاق کے بعد شوہر کو اختیار ہے؛ اس لئے اس کے ساتھ تیسری نہیں ہونی چاہئے، یعنی شوہر کو جن تین طلاقوں کا حق حاصل ہے وہ بیک وقت نہیں دی جا سکتی ہیں؛ بلکہ ایسا کرنا شرعاً سنگین جرم ہے۔

(۲) محمد بن لبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً، فقام غضبانًا، ثم قال أيلعب بكتاب الله و أنا بين أظهرهم حتى قام رجل، وقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أقتله .

(نسائي، كتاب الطلاق الثلاث، مجموعة وما فيه من التغليظ النسخة الهنديه ۲/۸۲)

رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی نے خبر دی، یعنی ایک آدمی کے متعلق بتایا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق اکٹھا دیدی ہیں، اس پر آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے؛ حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ یہاں تک کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

(۲) دوسری بات قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بیک وقت ایک سے زائد یعنی دو یا تین طلاقیں دیدے، تو وہ ایک طلاق رجعی ہی ہوگی؛ کیونکہ قرآن مجید نے یہ نہیں کہا ہے: الطلاق طلاقان، طلاق رجعی دوطلاق ہیں؛ بلکہ یہ کہا: **الطلاق مرتان** (طلاق رجعی) دومرتبہ، دوطلاق اور دو مرتبہ طلاق میں جوفرق ہے واضح ہے۔ یعنی اگر یہ کہا جاتا کہ طلاق رجعی دو طلاق ہیں، تب تو پہلی ہی مرتبہ طلاق دینے سے طلاق رجعی کا نصاب پورا ہو جاتا؛ لیکن جب یہ کہا گیا ہے کہ طلاق رجعی دو طلاق دو مرتبہ ہے، تو پہلی مرتبہ طلاق دینے سے یہ نصاب پورا نہیں ہوگا، بلفظ دیگر شوہر جب اپنی ازدواجی زندگی میں پہلی مرتبہ طلاق دے تو چاہے ایک طلاق دے، یا ایک سے زائد اس سے بظاہر رجعت کا ہی حق ہوگا؛ کیونکہ بہرحال پہلی مرتبہ ہے، پھر اس طرح جب دوسری مرتبہ طلاق دے تو چاہے ایک دے یا ایک سے زیادہ اسے رجعت کا حق ہوگا؛ کیونکہ یہ دوسری مرتبہ طلاق ہے اور طلاق دومرتبہ رجعی ہوتی ہے، آیت مذکورہ کے ٹھیک اسی معنی کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ بھی ہے، مسند احمد ۱/۲۶۵ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے:

طلق ركانة بن عبد يزيد اخو بني مطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فحزن عليها حزناً شديداً، قال: فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف طلقتها؟ قال: طلقتها ثلاثاً، قال: فقال: في مجلس واحد؟ قال: نعم! قال فإنما تلك واحدة فارجعها إن شئت قال فرجعها. (مسند أحمد ۱/ ۲٦٥)

ترجمہ: رکانہ بن عبد یزید مطلبی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیں، پھر اس پر سخت غمگین ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے کس طرح طلاق دی ہے، تو انہوں نے کہا کہ تین طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک ہی ہے تم چاہے تو رجعت کرلو، اس کے بعد رکانہ نے رجعت کر لی، پھر یہی فیصلہ پوری خلافت صدیقی میں اور دو برس تک عہد فاروقی میں قائم رہا۔

حدیث شریف مسلم شریف ۱/۴۷۷، پر مروی ہے یعنی نبی کریم ﷺ کے عہد میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں دو سال تک عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تین طلاق ایک ہی تھی، یاد رہے کہ اسلام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی حجت ہیں اور کوئی نہیں؛ اس لئے شریعت اسلامی کا ثابت شدہ مسئلہ یہی ہوا کہ اگر کسی نے ایک مجلس میں تین طلاق دیدیں، تو اس پر ایک ہی طلاق کا حکم ہوگا یعنی اسے عدت کے اندر اندر رجعت کا حق حاصل رہے گا اور اگر عدت گزر چکی اور میاں بیوی دونوں راضی ہوں، تو آپس میں نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔

المستفتی: طاہر حسین، طالب پریس، سہارنپور

جواب من جانب حضرت مفتی صاحب مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اخبار میں دیا ہوا مطلب غیر مقلدوں کے عقائد کا مرادف ہے، قرآن کریم کا مطلب ان صاحب سے زیادہ جمہور صحابہؓ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، جمہور مفسرین اور فقہائے امت زیادہ جانتے اور سمجھتے تھے، ان کا فیصلہ یہی ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں اور آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنا قطعی حرام ہے، وہ زانی و بدکار سمجھے جائیں گے، غیر مقلدوں کا سہارا لینے سے حرام عورت حلال نہیں ہوسکتی؛ چنانچہ امام المفسرین فقیہ بغداد علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں مرتان کا معنی دو کے بیان فرمایا ہے:

هذا يدل على أن معنى (مرتان) اثنان......ولعله أليق بالنظم......وأوفق بسبب النزول الخ. (روح المعاني، سورة البقره تحت تفسير الأية:٢٢٩، مكتبه زكريا ٢/ ٢٠٤)

(۲) حضرت محمود ابن لبیدؓ کی حدیث کا معنی اور مطلب بالکل واضح ہے، اس میں تین طلاق ہی واقع ہوئی ہیں، اسی وجہ سے آنحضور ﷺ ناراض اور غضبناک ہوئے ہیں اور اگر ایک طلاق ہوتی تو فرمادیتے کہ رجعت کرلو؛ چنانچہ اس حدیث شریف کے تحت محدثین نے جمہور صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک نقل فرمایا ہے:

فيمن قال لامرأته أنت طالق ثلاثاً، فقال: مالكؒ، والشافعي، وأبوحنيفةؒ، وأحمد والجمهور من السلف والخلف يقع ثلاثاً. (مرقاة، شرح مشكوة، باب الخلع، الفصل الثالث، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امدادية ملتان ٦/٢٩٣، بذل المجهود، شرح أبو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ الراجعة بعد التطليقات الثلث، مكتبه يحیٰ سهارنپور ٣/٢٧٦، دارا البشائر الإسلامية بيروت ٨/١٩٥، رقم: ٢٢٠٠)

(۳) مسند امام احمدؒ ۱/۲۶۵، میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت موجود ہے اور سنن کبریٰ بیہقی جدید ۱۱/۲۲۷ رقم ۱۵۳۶۳ میں بھی یہ روایت موجود ہے لیکن متنا یہ صحیح نہیں ہے اس میں روایت کرنے والوں کی طرف سے تصرف ہوا ہے اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت مروی ہے اور خود ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے اور ان کا فتویٰ ایک مجلس کی تین طلاق میں تین طلاق ہی کا ہے نیز حضرت رکانہؓ کے گھر والوں کو دوسروں کے مقابلہ میں اصل حقیقت زیادہ بہتر معلوم ہے اور ان کے گھر والوں میں سے کوئی بھی تین طلاق کی بات نہیں فرماتے ہیں بلکہ لفظ البتہ نقل کرتے ہیں اور ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ میں حدیث رکانہ اس طرح ہے:

عن عبد الله ابن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: يارسول الله! إنى طلقت امرأتي البتة، فقال: ما أردت بها؛ قلت: واحدة، قال والله! قلت: والله، قال فهو كماأردت.

(سنن الترمذي، أبواب الطلاق، واللعان، باب في الرجل طلق امرأته البتة، النسخة الهندية ١/٢٢٢، دارالسلام رقم: ١١٧٧، **اسی سے ملتی جلتی حدیث** سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق، باب في البتة، النسخة الهندية ١/٣٠٠، دارالسلام رقم:٢٢٠٨،

سنن ابن ماجه أبواب الطلاق، باب طلاق البتة، النسخة الهندية ۱۴۸، دارالسلام رقم: ۲۰۵۱، مشکوة شریف ۲/ ۲۸۴)

میں ہے کہ انہوں نے لفظ البتہ سے طلاق دی تھی، جس میں ایک سے تین طلاقوں تک کی گنجائش ہے، ایک طلاق کی نیت ہوتو ایک تین کی نیت ہوتو تین واقع ہوتی ہیں۔ مذکورہ حدیث میں حضرت رکانہ اللہ کی قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ ایک طلاق ہی کی نیت تھی۔

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا یا رسول اللہ! بیشک میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دیدی ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا، تو میں نے کہا ایک طلاق کا، تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! تو میں نے کہا اللہ کی قسم! تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہوگی جس کا تم نے ارادہ کیا ہے؛ لہٰذا حضرت رکانہؓ نے تین طلاق دی ہی نہیں؛ اس لئے اس سے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق ثابت کرنا حدیث رسول اللہ اور صحابہ ومحدثین پر اتہام ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۴۲۲)

ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم

سوال [۶۶۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بدتمیزی کی وجہ سے ۲۶/ اگست ۲۰۱۲ء بروز اتوار کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدی ہیں، معلوم ہوا کہ زید کا طلاق دینے کا قطعی ارادہ نہ تھا؛ بلکہ زید کی پہلی بیوی کے بچوں کے دباؤ میں یہ اقدام اٹھایا گیا اور طلاق دینے کے وقت سات لوگ موجود تھے، تو کیا ایک مجلس کی تین طلاق تین واقع ہوگئیں یا ایک؟ اور کیا شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم، گوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور غیر مقلدین ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق کہتے ہیں، وہ اس بات پر جو روایت پیش کرتے ہیں، وہ روایت معتبر نہیں ہے، اور معتبر روایت میں حضور ﷺ نے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی شمار فرمایا ہے اور ائمہ اربعہ اور جمہور امت کا اتفاق اس پر ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں، شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا ہے، ہاں البتہ شرعی حلالہ کے بعد باضابطہ نکاح کی گنجائش ہوجاتی ہے اور بغیر حلالہ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے۔

حدیث شریف اور فقہ کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

عن سهل بن سعدؓ في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، رقم: ٢٢٥٠)

عن عائشةؓ، أن رجلا طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ أ تحل للأول؟ قال لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤١)

عن أنسؓ، قال كان عمر إذا أتي برجل قد طلق امرأته ثلاثاً، في مجلس أوجعه ضرباً وفرق بينهما. (مصنف ابن أبي شبية، مؤسسة علوم القرآن بيروت ٩/٥١٩، رقم:١٨٠٨٩)

عن واقع بن سحبان فإن سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثا فى مجلسٍ قال أثم بربّه وحرمت عليه امرأته الحديث

(مصنف ابن أبي شيبة جديد٩/٥١٩، رقم ١٨٠٨٧)

والبدعي ثلاث متفرقة، وكذا بكلمة واحدة بالأولىٰ......وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث.

(شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، كراچي ٣/ ٢٣٢، زكريا ٤/ ٤٣٤)

فالكتاب و السنة، وإجماع السلف توجب إيقاع الثلث معاً، وإن كانت معصية. (احكام القرآن، سورة البقرة، باب ذكر الحجاج لا يقاع الطلاق الثلاث معاً، سهيل اكيڈمي لاهور پاكستان ١/ ٣٨٨، زكريا ديوبند ١/ ٤٦٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، وكذا في الهداية، اشرفي ديوبند ٣/ ٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۵؍ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ	احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍ ۱۰۸۶۰)	۱۴۳۳/۱۱/۲۵ھ

ایک مجلس کی تین طلاق کا ثبوت حدیث شریف سے

سوال [۲۶۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر مقلدوں کا کہنا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق واقع نہیں ہوتیں، اگر واقع ہوجاتی ہیں تو صرف قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت فرمائیں؟

المستفتی: زبیر عالم، تجویدی، قصبہ: دڑھیال، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ کہنا سائل کے مغالطہ پر محمول ہے کہ غیر مقلدین کے یہاں ایک ساتھ تین طلاق واقع نہیں ہوتی ہیں؛ اس لئے کہ اس صورت میں ان کے یہاں بھی ایک طلاق واقع ہوجاتی ہے، اختلاف اس میں ہے کہ ایک ساتھ یا ایک

مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی طلاق ہوتی ہیں یا ایک؟ تو غیر مقلدین ایک مانتے ہیں، جس کو ثابت کرنے کے لئے انہیں بڑی تاویلات و پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں اور ہم اہل السنۃ والجماعت مختلف صحیح احادیث کے ذریعہ سے ایک مجلس کی تین طلاق قول رسول اور قول صحابہ سے تین ثابت کرتے ہیں؛ اس کے لئے حدیث حسب ذیل ہیں۔

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من قال لامرأته أنت علي حرام، النسخة الهندية ٢/٧٩٢، رقم:٥٠٦٦، ف:٥٢٦٤، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ١/٤٧٦، بيت الأفكار رقم: ١٤٧١)

عن عامر الشعبي رض، قال: قلت لفاطمة بنت قيس حدثيني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثاً، وهو خارج إلي اليمن فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابن ماجه، أبواب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، النسخة الهندية ١٤٥-١٤٦، دارالسلام رقم: ٢٠٢٤)

عن داؤد بن عبادة بن الصامت قال طلّق جدى امرأة له ألف تطليقة فانطلق أبي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال النبى صلى الله عليه وسلم اما اتقى الله جدّك أمّا ثلاثا فله وامّا تسعمائة وسبعة وتسعون فعدوانٌ وظلمٌ إن شاء الله عذبه وإن شاء غفرله. (مصنف عبدالرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/٣٩٣ رقم ١١٣٣٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸؍۲۹۸۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷؍۱؍۱۴۱۳ھ

ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم

سوال [۲۶۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح ذوالفقار حسین کے ساتھ ۱۹۹۵ء میں ہوا تھا، اس کے کچھ عرصہ کے بعد اچانک مجھے اسٹامپ پیپر پر بذریعہ ڈاک طلاق نامہ موصول ہوا، جو انگریزی میں تھا، جس میں یہ لکھا تھا ''میں تمہیں تین طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق'' اور اب ہم دونوں شوہر بیوی نہیں رہے اور ایک لاکھ مہر کا چیک تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اور اس طلاق نامہ میں ذوالفقار حسین اور دیگر دولوگوں کے دستخط تھے، اس واقعہ کے تقریباً نوماہ کے بعد ذوالفقار حسین نے میرے پاس فون کرنا شروع کردیا اور کہیں سے ایک فتوی حاصل کرلیا، جس میں یہ لکھا تھا ایک ساتھ دی گئیں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہیں؛ لہٰذا ہم اور تم بغیر حلالہ کئے ہوئے دوسرا نکاح نئے مہر کے ساتھ کرلیتے ہیں؛ چنانچہ ہمارا دوسرا نکاح ہوگیا، اس کے تقریبا ایک ڈیڑھ سال بعد میرے ایک بچی پیدا ہوئی، جو اس وقت ساڑھے دس سال کی ہوچکی ہے۔

اب دو سال سے میرے شوہر میرے ساتھ بہت ہی ظلم کررہے ہیں، ان کا ایک، گجراتی لڑکی سے پیار چل رہا ہے، جس کے ساتھ کبھی کبھی وہ ہوٹل میں راتیں بھی گذارتے ہیں اور گھنٹوں فون پر باتیں کرتے رہتے ہیں اور فحش فلمیں دیکھتے رہتے ہیں، منع کرنے پر زدوکوب کرتے ہیں، ان کی چال چلن بہت ہی خراب ہے، جس کا برا اثر میری لڑکی پر بھی پڑسکتا ہے، میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ:

(۱) کیا ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں یا پھر تین؟

(۲) مذکورہ صورت میں بغیر حلالہ کئے ہوئے، دوسرا نکاح صحیح ہے یا غلط؟

(۳) نکاح ثانی کے بعد پیدا ہونے والی بچی پر حق کس کا ہے؟

کیا ایسے بدچلن شخص کے پاس لڑکی کو چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتیة: انو پما، دوبے خان، ۹۴ر گلی مہرانکلیب، شمس آباد روڈ، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں، چاروں اماموں اور امت کا اس پر اتفاق ہے، بعضے گمراہ فرقہ اس کو ایک طلاق مانتا ہے، جو فتوی ایک طلاق کا لیا گیا ہے، وہ غلط ہے، اس پر عمل کرنا جائز نہیں اور بعد میں بلا حلالہ جو نکاح کیا گیا ہے، وہ نکاح نہیں ہوا اور اس نکاح کے ذریعہ سے آپ دونوں میاں بیوی نہیں ہیں۔ اور اس نکاح کے بعد جو بچی پیدا ہوئی ہے، وہ اس لئے ثابت النسب ہے کہ دونوں کے درمیان میں جو ہمبستری ہوئی ہے، وہ اس غلط فتوی کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے ہوئی ہے، ایسی ہمبستری کو وطی بالشبہ کہا جاتا ہے، اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ ثابت النسب کہلاتا ہے حرام کا نہیں اور بچی کے بالغ ہونے تک ماں کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہے اور بالغ ہونے کے بعد باپ کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہے۔ اور باپ ہی خرچ کر کے اس کی شادی وغیرہ کرے گا۔

عن سهل بن سعدؓ في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان ما صنع عند النبي صلى الله عليه وسلم سنة. (ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، دارالسلام رقم: ٢٢٥٠ اذا قال لامر أته انت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثا الاشباه قديم ص ٢١٩ جديد زكريا ص ٣٧٦)

عن نافع عن بن عمرؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المطلقة ثلاثاً لاتحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (طبراني كبير، دار أحياء التراث العربي بيروت ١٢/٢٩٥، رقم: ١٣٤٢٩)

فإن المطلقة الثلاث يثبت النسب منها؛ لأنه وطئ في شبهة

العقد، فيكفي ذلك لإثبات النسب. (فتح القدير، بيروت ٥/ ٢٥١، كوئٹه ٥/ ٣٤، زكريا ٥/ ٢٣٩)

والأم والجدة لأب، أو لأم أحق بها بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ في ظاهر الرواية. (شامي، زكريا ٥/٢٦٨، كراچي ٣/٥٦٦)

ونفقة الإناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن إذا لم يكن لهنّ مال. (هندية، زكريا قديم ١/ ٥٦٣، جديد ١/ ٦٠٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۷۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲؍ ۶؍ ۱۴۳۳ھ

چاروں ائمہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہیں

سوال [۶۶۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے نومبر ۱۹۷۷ء میں اپنے مکان میں ٹیلیویژن لگانے کا ارادہ کیا، اس پر زید کی والدہ صاحبہ نے ٹیلی ویژن لگانے کی مخالفت کی، اس بات نے طول پکڑلیا، زید نے غصہ کی شدت میں اپنے گھر کا سامان برتن وغیرہ الماری سے نکال کر صحن میں پھینکنا شروع کردیا، اس درمیان زید کی بیوی نے زید کو سامان وغیرہ پھینکنے سے منع کیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو، زید غصہ میں اپنے ہوش وحواس کھو چکا تھا، اسی حالت میں زید نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا اور کہا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ، موقع واردات کے وقت زید کی والدہ صاحبہ گھر سے کہیں چلی گئیں، زید اور ان کے والد، والدہ صاحبہ اوپر نیچے ایک ہی مکان میں رہتے ہیں اور ان کا کھانا پینا بھی ایک دوسرے سے الگ ہے، والدہ صاحبہ کے گھر سے چلے جانے کے پندرہ منٹ کے بعد زید کی نانی صاحبہ گھر تشریف لائیں اور انہوں نے زید کو سمجھانے کی کوشش کی؛ لیکن زید سمجھانے پر مزید بھڑک اٹھا اور اس نے نانی صاحبہ کی موجودگی

ہی میں متعدد بار بیوی کے لئے لفظ طلاق کو دہرایا اور کہا کہ بیوی کو اس کے میکے پہونچا دو یا اس کے میکے والوں کو مطلع کر دو، مگر زید کی بات ان سنی کرتے ہوئے نہ تو بیوی کو میکے پہونچایا اور نہ بیوی کے میکے والوں کو خبر دی، اور نہ ہی خود بیوی گھر سے گئی، نہ اپنے میکہ والوں کو خبردار کیا، اس کے بعد زید کے نانا صاحب نے اخبار الجمعیۃ کی ایک کٹنگ لاکر زید کو دکھائی، جس میں ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۷ء میں احمد آباد میں علمائے حضرات کا ایک اجلاس طلاق کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ کے لئے منعقد ہوا تھا، اس میں امام شافعیؒ، کے مسلک کے مطابق طلاق نہیں ہوئی اور امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ہوگئی، اس پر زید نے جو امام ابوحنیفہؒ کے ماننے والوں سے ہے اپنے نانا سے کہا کہ طلاق ہوگئی نانا صاحب نے جواب دیا کہ چاروں امام برحق ہیں اور ہم چاروں اماموں کو مانتے ہیں، نانا صاحب نے پھر بھی کسی مفتی صاحب سے رجوع کیا اور زید کو بتایا کہ میں نے ساری معلومات کر لی ہیں، ''طلاق نہیں ہوئی'' اس کے بعد زید اور اس کی بیوی بحیثیت زن وشوہر آج تک رہ رہے ہیں، اس واقعہ سے قبل زید کے دو بچے موجود تھے اور زید کی بیوی حاملہ تھی، اس واردات کے بعد ۱۹۸۱ء میں ایک بچہ پیدا ہو چکا ہے، اس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے، زید کے نانا صاحب اور نانی صاحبہ دونوں انتقال فرما چکے۔ ان تمام حالات کی روشنی میں شرعی احکام سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مجلس میں تین یا تین سے زائد بار طلاق دینے سے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے، جس شخص نے یہ کہا کہ امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق طلاق نہیں ہوتی ہے، اس کی بات غلط ہے چاہے وہ اخبار میں آیا ہو یا کسی رسالہ میں وہ بات صحیح نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں زید کے لئے مطلقہ بیوی کو اپنے پاس بیوی بنا کر کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي، ومالك، وأبوحنيفة، وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع، وقال طاؤس و بعض أهل الظاهر لا يقع بذلك إلا واحدة.

(شرح المسلم للنووي، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۴۷۸/۱، مرقاة شرح مشكوة، باب الخلع، الطلاق الثلث بلفظ واحد، امداديه ملتان ۲۹۳/۶، بذل المجهود، شرح أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلٰث، مكتبه يحى سهارنپور ۲۶۷/۳، دارالبشائر الإسلامية بيروت ۹۵/۸، تحت الرقم: ۲۲۰۰، فتح الباري، كتاب الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث، دارالريان للتراث بيروت ۲۷۸/۹، اشرفية ديوبند إعلاء السنن، باب إيقاع الثلاث، مجموعة معصية، كراچي ۱۸۰/۱۱، دارالكتب العلمية بيروت ۱۹۹/۱۱، شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، كراچي ۲۳۲/۳، زكريا ۴۳۴/۴، طحطاوي على الدر المختار، كوئٹه ۱۰۵/۲، تبيين الحقائق، امداديه ملتان ۱۹۱/۲، زكريا ديوبند ۲۶/۳، هندية، زكريا قديم ۳۵۵/۱، جديد ۴۲۳/۱، فتح القدير دارالفكر بيروت ۵۵/۴، كوئٹه ۳۹۲/۳، زكريا ديوبند ۳۹۲/۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۷۱/۳۳)

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہیں ایک نہیں

سوال [۶۶۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نفیس احمد بن صابر حسین ساکن محلّہ فتح اللہ گنج قصبہ ٹھاکردوارہ، ضلع: مرادآباد نے اپنی بیوی انیسہ بنت رفیق احمد ساکن محلّہ فتح اللہ گنج ٹھاکردوارہ، ضلع: مرادآباد کو بتاریخ یکم ستمبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ آپسی نزاع پر ایک ہی مجلس میں تین بار لفظ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، کہہ دیا ہے۔ اب اس پر نادم ہوں، قرآن وحدیث میں رجوع کی کوئی گنجائش ہو

تو مسئلہ صادر فرمائیں؛ جبکہ ایک غیر مقلد عالم نے ایک طلاق ہونے کا فتوی دیا ہے اور غیر مقلد عالم کا فتوی سوال کے ساتھ منسلک ہے۔

المستفتی: رفیق احمد، فتح اللہ گنج، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور بیوی شوہر پر حرام ہوگئی ہے، بغیر شرعی حلالہ کے ان کا آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور قطعی حرام ہے، دونوں زانی اور بدکار سمجھے جائیں گے، مذہب کے خلاف غیر مقلد کا سہارا لینے سے حرام شدہ عورت حلال نہیں ہوسکتی غیر مقلد مولوی کا یہ سمجھانا کہ تین طلاق ایک ساتھ دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے قطعاً غلط اور گمراہ کن ہے، قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ علماء سلف وفقہاء ومشائخ اور ائمہ مسلمین حضرت امام اعظمؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم بزرگان دین کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ہے، صورت مسئولہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔

قرآن شریف میں ہے کہ:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ: أي اثنتان. [سورة البقر: ٢٢٩]

جس طلاق کے بعد رجوع کرسکتے ہیں وہ دو ہی طلاق ہیں یعنی ایک سے دو تک رجوع جائز ہے۔

الطلاق التطليق الذي يراجع بعده مرتان: أي اثنتان. (تفسير جلالين ٣٣)

آگے تیسری طلاق کے متعلق ہے۔

فإن طلقها فلا تحل له من بعد الطلقة الثالثة حتى تنكح زوجا غيره.

پھر اگر مرد عورت کو دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دیدے، تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں رہے گی، یہاں تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرلے۔ (تفسیر جلالین شریف: ۳۳)

اوراحکام القرآن میں ہے۔

والکتاب والسنة وإجماع السلف الصالحين توجب إيقاع الثلث معاً، وإن كانت معصية.

قرآن شریف وسنت اوراجماع سلف صالحین کا فیصلہ یہی ہے کہ یک بارگی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، اگرچہ یکبارگی تین طلاقیں دینا معصیت ہے۔(مستفاد: احکام القرآن للجصاص، باب ذکر الحجاج لا یقاع الطلاق الثلاث معاً۔ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۸۸، زکریا دیوبند ۱/ ۴۶۹)

اسی طرح علامہ نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

فقال الشافعيؒ، ومالكؒ، وأبو حنيفةؒ، وأحمدؒ، وجماهير العلماء من السلف و الخلف: يقع الثلاث.

یعنی ائمہ اربعہ اور جمہور علماء سلف وخلف سب قائل ہیں کہ تین طلاقیں ہوجاتی ہیں۔ (شرح مسلم شریف، کتاب الطلاق، باب الطلاق الثلاث ۱/ ۴۷۸)

امام بخاریؒ کے نزدیک بھی بیک وقت ایک مجلس کی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، اس کے لئے آپ نے ایک باب باندھا ہے۔ **باب من أجاز طلاق الثلاث** اس کے تحت احادیث لائے ہیں، منجملہ ان کے ایک حدیث یہ ہے کہ

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أ تحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦١، ف: ٥٢٦٠، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره، النسخة الهندية ١/ ٤٦٣، بيت الأفكار رقم: ١٤٣٣)

یعنی ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں، پھراس عورت نے دوسرے شوہر

سے نکاح کیا، اس دوسرے نے صحبت کئے بغیر طلاق دیدی، آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ پہلے خاوند کے لئے یہ حلال ہوئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک دوسرا شوہر صحبت نہ کرلے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

مزید تفصیل بخاری ۲/۷۹۲، مسلم شریف ۱/۴۶۷، ابوداؤد شریف ۱/۳۰۶ پر بھی موجود ہے اور منسلکہ فتوی میں جو حدیث نقل کی گئی ہے خود اس کے خلاف حضرت ابن عباسؓ کا فتوی موجود ہے۔

عن مجاهد قال: كنت عند ابن عباسؓ، فجاء رجل، فقال: إنه طلق امرأته ثلاثاً، فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه، ثم قال: ينطلق أحدكم فيركب الحموقة، ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس وإن الله قال: ومن يتق الله يجعل له، مخرجاً وإنك لم تتق الله فلا أجدلك مخرجاً، عصيت ربك وبانت منك امرأتك. (سنن ابی داؤد، طلاق، باب بقية بعد نسخ المراجعة التطليقات الثلاث، النسخة الهندية ۱/۲۹۹، دارالسلام رقم ۲۱۹۷ مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/٣٣٤، رقم:)

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا فتوی ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ نیز حضرت عائشہؓ کا بھی یہ فتوی ہے۔ اور حضرت ام سلمہؓ کا بھی یہی فرمان ہے کہ تین طلاقیں دیدینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں۔ (مصنف بن ابی شیبہ ۵/۲۲)

اور اہل حرمین کا فتوی بھی یہی ہے کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ دینے سے واقع ہوجاتی ہیں، اور جو غیر مقلدین نے حدیث مسلم شریف کے حوالہ سے پیش کی ہے، اس کو سنداً و متناً مضطرب قرار دیا ہے۔ (احسن الفتاوی ۵/۳۶۷)

اہل حرمین کا فتوی مکمل احسن الفتاوی کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۸۶)

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بعد غیر مقلد کے فتوی پر عمل کرنا

سوال [٦٦٠٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی شکیل احمد نے اپنی بیوی کو تین سے زائد مرتبہ ایک مجلس میں طلاق دیدی ہے اور ایک اہل حدیث کے فتوی کے مطابق ''کہ ایک مجلس کی کئی طلاقیں ایک ہی ہوتی ہے،، پر عمل کرنا چاہتا ہے، تو کیا ہم اس کے ساتھ قطع تعلق کرلیں یا میل ملاپ رکھیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کے لئے اہل حدیث کے فتوی پر عمل کرنا جائز ہے یا بیوی حرام ہوچکی ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: حسیب احمد، سیفی، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، طلاق مغلظہ واقع ہوجانے کی وجہ سے بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو جاتی ہے، پھر اس کو رکھنا حرام کاری اور بدکاری ہے، جو لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ درحقیقت غیر مقلد اور آزاد خیال کے ہیں، ان کا فتوی صحیح نہیں ہے، ان کے فتوی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، شکیل کی بیوی پر طلاق مغلظہ ہونے کی وجہ سے وہ شکیل پر قطعاً حرام ہوچکی ہے، بغیر حلالہ شرعی کے اس کو بیوی بنا کر رکھنا سخت گناہ اور عذاب الٰہی کا خطرہ ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

ائمہ متبوعین ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور جمہور امت کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوجاتی ہیں۔

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثا، فقال الشافعيؒ، ومالكؒ، وأبو حنيفةؒ، وأحمدؒ، وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع. وقال طاؤس وبعض أهل الظاهر: لايقع بذلک إلا واحدة.

(شرح السلم للنوري، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ١/٤٧٨، مرقاة شرح مشكوة، باب الخلع، الطلاق الثلث بلفظ واحد، امداديه ملتان ٦/٢٩٣، بذل المجهود، شرح أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلٰث، مكتبه يحى سهارنپور ٣/٢٦٧، دارالبشائر الإسلامية بيروت ٨/٩٥، تحت الرقم: ٢٢٠٠)

اور غیر مقلدین کا دلیل میں یہ پیش کرنا کہ مصر، سوڈان، اردن، شام، مراکش، عراق، پاکستان نے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق ماننے کا قانون بنایا ہے یہ محض ڈھونگ ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ۱۹۸۹ء میں مستفیض الحسن کے حوالہ سے ایک اشتہار شائع کیا تھا، اور اشتہار میں بہت سے علماء دیوبند مسلک حنفی کے مفتیان کرام کے نام ہیں اور ان ملکوں کی تاریخیں بھی اس طریقہ سے ہیں، جس طریقہ سے سوال نامہ میں ہے، یہ اشتہار غیر معتبر ہے اور غیر ذمہ دارانہ ہے؛ اس لئے اس اشتہار کے حوالہ سے ان ملکوں کا یہ قانون بتلانا اعتماد کے قابل نہیں ہے، یہ اشتہار ہمارے پاس بھی آچکا ہے، اگر شکیل احمد تین طلاق والی عورت کو ایسے ہی رکھتا ہے اور کسی کی نہیں سنتا ہے، تو رشتہ دار کنبہ والے اس کے ساتھ حقہ پانی بند کردیں۔

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْن. [سوره هود:۱۱۳]

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان. [مائده: ۲] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رصفر المظفر ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۹۱۵/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۲/۹ھ

غیر مقلد کے فتویٰ سے مطلقہ ثلاثہ حلال نہ ہوگی

سوال[٦٦٠٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنے بیوی کو ۹/ ماہ قبل تین طلاق دیدی تھیں، اس کے بعد میرے سسرالیوں نے اہل حدیث سے فتویٰ لاکر میرے پاس بیوی کو زبردستی چھوڑ دیا، بیوی میرے پاس ہی رہ رہی ہے۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ اس کا میرے ساتھ رہنا شرعاً کیسا ہے؟ طلاق ہوگئی تھی یا نہیں؟ اب اسے ساتھ رکھنے کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ناصر، محلّہ: کوہ نور تیراہہ، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق مغلظہ دیدیں، تو آپ پر آپ کی بیوی قطعی طور سے حرام ہوگئی۔ اب بیوی کو بغیر حلالہ شرعیہ کے اپنے ساتھ رکھنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں اور ساتھ رہنا حرام کاری اور بدکاری ہے اور غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں وہ اہل حدیث نہیں؛ بلکہ اہل ہویٰ ہیں، جو حدیث ان کی مرضی کے موافق ہو اس کو لیتے ہیں اور جو ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں، آپ کا جو معاملہ ہے اس میں طلاق کا وقوع صریح حدیث سے ثابت ہے؛ اس لئے فوری طور پر آپ اپنی بیوی کو الگ کردیں، جب تک حلالہ شرعیہ نہ ہو اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه. [البقرہ: ٢٣٠]

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(أبو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/ ٣٠٦، دارالسلام رقم: ٢٢٥٠،

بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٠، ف: ٥٢٥٩، مسلم شريف، كتاب اللعان، النسخة الهندية ١/ ٤٨٩، بيت الأفكار، رقم: ١٤٩٢، نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذالك، النسخة الهندية ٢/ ٨٣، دارالسلام رقم: ٣٤٣١)

قال الليث عن نافع كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلثاً، قال: لو طلقت مرة أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩٢، رقم: ٥٠٦٥، ف: ٥٢٦٤، مسلم شريف، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ١/ ٤٧٦، بيت الأفكار رقم: ١٤٧١)

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً فطلقها قبل أن يمسها، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤١)

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل فيغلق الباب ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائی شريف، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۵۰۸)

حنفی مذہب ہونے کی حالت میں تین طلاق دے کر غیر مقلدیت کو اپنانا

سوال [۲۶۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حنفی المذہب شخص نے حنفی ہونے کی حالت میں اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں، مفتیان احناف نے قرآن وحدیث کے فیصلہ کے مطابق اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دیدیا تا آنکہ اس کی بیوی کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے کے بعد مطلقہ یا بیوہ ہوکر عدت نہ گزارے، یہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی، اس کے بعد اس حنفی شخص نے خواہش نفس کے تابع ہوکر غیر مقلد علماء سے فتوی لیا، جنہوں نے ان تینوں طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر بیوی کو ویسے ہی رکھ لینے کا فتوی دیدیا، اوراس فتوی کے ساتھ ہی اس حنفی نے اپنے غیر مقلد ہوجانے کا اعلان کردیا۔ اب تحقیق طلب مسائل یہ ہیں:

(۱) یہ حنفی شخص جس نے تین طلاقیں دی تھیں اور جو اس طرح طلاق دینے کے بعد غیر مقلد بن گیا، اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی اس پر حرام ہوجائے گی یا غیر مقلدین کے بقول ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور بیوی پہلے کی طرح حلال رہے گی؟

(۲) اگر اس کی عورت پر تین طلاقیں واقع ہوکر بیوی حرام ہوگئی اور یہ شخص بدستور اس عورت کو ایسے ہی اپنی بیوی بنائے ہوئے ہے، تو ایسے شخص کا ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

(۳) اہل بستی محلّہ دار اوراس کے رشتہ داروں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟ یعنی اس کے ساتھ پہلے کی طرح تعلقات رکھیں یا نہیں؟ اوراس کے ساتھ شادی بیاہ وغیرہ کے تعلقات رکھنے چاہئے یا نہیں؟

(۴) تین طلاقیں اور غیر مقلد ہوجانے کے بعد ایسے میاں بیوی سے جو اولاد پیدا ہو، وہ حرامی کہلائے گی یا حلالی؟ اور ایسی اولاد کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: لیاقت علی، ٹانڈہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حنفی شخص نے حنفیت کی حالت میں اپنی بیوی کو جو تین طلاقیں دی ہیں، وہ تین رہیں گی اس کے غیر مقلد بن جانے کی وجہ سے تین طلاق اور طلاق مغلظہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا، اس شخص کے لئے اس عورت کو بیوی بنا کر رکھنا حرام اور زنا کاری ہے اور عذاب آخرت کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں بھی طرح طرح کے وبال سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۱۹۹/۵، فتاوی دارالعلوم ۳۰۳/۹)

وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، دارالفكر بيروت ٤٦٩/٣، كوئٹه ٣٣٠/٣، زكريا٣/ ٤٥١، شامي، كراچي ٣/ ٢٣٢، زكريا٤/ ٤٣٤)

(۲/۳/۴) تین طلاقیں دینے کے بعد جو شخص بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے، وہ زنا کار ہے اور غضب الٰہی کا سخت خطرہ ہے، اگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے محلّہ والوں کو اس سے قطع تعلق کر لینا چاہئے اور اس حالت میں جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۴۹۸/۴)

ومفاده أنه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نكاح عالماً بحرمتها لا تجب عدة أخرى؛ لأنه زنا. (شامي، باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة، زكريا٥/ ٢٠٠، كراچي٣/ ٥١٨) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ر صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۰۲۹/۲۸)

کیا علماء احناف نے ایک مجلس کی تین طلاق میں غیر مقلدین کے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے؟

سوال [الف: ۶۶۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ یا اس سے بھی

زیادہ مرتبہ ایک ہی ساتھ یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، پوچھنا یہ ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے یا مغلظہ، رجوع کر سکتے ہیں یا حلالہ ضروری ہے؟ اور حلالہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

صورت مذکورہ میں مسلک احناف کے مطابق تین طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہیں؛ لیکن مسلک اہل حدیث کے مطابق یہ صورت طلاق رجعی کی ہے جیسا کہ مولانا اخلاف حسین صاحب نے تحریر کیا ہے۔

مسلم معاشرہ آج جن بدترین حالات سے گزر رہا ہے اس کے پیش نظر خاندان کو ابتری سے بچانا ایک اہم قومی اور دینی ضرورت بن گیا ہے اور علماء احناف نے مسلم خاندان کو بربادی سے بچانے کے لئے مسلک اہل حدیث پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، مندرجہ مذکورہ واقعہ میں خاندان کے بزرگ، شوہر کو بٹھا کر اس سے توبہ کرائیں اور رجوع کرادیں، آئندہ اگر اس نے ایسی نالائقانہ حرکت کی تو پھر گھر کی بربادی کو بچانا مشکل ہوگا۔

المستفتی: ممتاز احمد، منگل کھیڑا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مجلس کی تین طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک تین طلاق ہوتی ہیں، بعض لوگ مسلک اہل حدیث کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اہل حدیث جو درحقیقت غیر مقلدین ہیں، ان کا کوئی مسلک ہی نہیں ہے، مسلک اور مذہب ہونے کے لئے کسی نہ کسی امام کی اقتداء لازم ہے اور کا کوئی باضابطہ قانون شرعی اور فقہ ہونا بھی لازم ہے، وہ کون سی کتاب ہے، جس میں ان کا مسلک لکھا ہوا ہو، چاروں اماموں نے قرآن وحدیث سے استنباط کر کے فقہ کو مرتب کیا ہے، غیر مقلدین کے یہاں ایسا کچھ نہیں ہے، ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے درجے میں ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جیسا کہ ان ائمہ کرام نے قرآن وحدیث سے براہ راست

مسائل کا استنباط کیا ہے، غیر مقلدین میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس لائق ثابت کرتا ہے؛ اس لئے گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے، مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب کا فتویٰ بھی دیکھنے کو ملا، جو نہایت آزادانہ ہے اور جو بات پیش کی ہے اس کا کوئی حوالہ نہیں ہے، مولانا اخلاق حسین صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ علماء احناف نے مسلک اہل حدیث پر عمل کرنے کی اجازت دیدی ہے یہ نہایت غیر ذمہ دارانہ اور بے ثبوت بات ہے؛ اس لئے کہ علماء احناف نے غیر مقلدین کے مسلک پر عمل کرنے کے لئے کہیں نہیں لکھا، ہاں البتہ مجبوری کی حالت میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کا مسلک اختیار کرنے کی گنجائش دی ہے اور ایک مجلس کی تین طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک تین ہی طلاق ہوتی ہیں۔

اب اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے جو مذکورہ سوال میں لکھا ہے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ یا اس سے زیادہ ایک ساتھ تجھے طلاق دی کے الفاظ استعمال کیے ہیں، اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ۲/۸۸، تاتار خانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ؍ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۳۶۰)

ایک مجلس کی تین طلاق کا تحقیقی جائزہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْد!

ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہونے کے بارے میں غیر مقلدین کی طرف سے مسلسل پروپیگنڈہ جاری ہے اور خالی الذہن مسلمانوں کو طرح طرح کے انداز سے شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور بہت سے خالی الذہن مسلمان نوجوان ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور پھر گمراہی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اور ذاکر نائک بھی اپنے چینل کے ذریعہ سے سینکڑوں مسلمانوں کو ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد بیوی کو اپنے پاس رکھنے کا فتوی جاری کرتا ہے اور اس کے فتوی کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان حرام کاری اور بدکاری میں مبتلا ہیں؛ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ احادیث شریفہ کے ذریعہ سے اس مسئلے کو واضح کردیا جائے؛ تاکہ مسلمان گمراہی اور معصیت سے محفوظ ہوجائیں اس کی وضاحت پیشِ خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں، اس سلسلے میں حضرت سید الکونین علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث وارشادات اور صحابہ کرام کے فتاویٰ اور روایات مدلل طور پر یہاں نقل کردیتے ہیں۔ اور ان روایات اور احادیث کے سامنے آجانے کے بعد کسی بھی مؤمن کو ایک مجلس کی تین طلاق کو تین طلاق ماننے میں تردد اور شبہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، اور آخر میں حدیث رکانہؓ کی حقیقت بھی آپ کے سامنے واضح کردی جائے گی، جس کے غلط پہلو کو لے کر کچھ آزاد خیال چالاک قسم کے لوگ مسلمانوں کو معصیت میں مبتلا کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ نیز تین طلاق کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے عورت کو اپنے پاس رکھنا قطعی طور پر حرام اور ناجائز ہے۔ اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد اس سے ہمبستری

کے بعد ہی طلاق ہوجانے پر عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے اس کے بغیر نہیں، اس بارے میں بھی صحیح روایات اور احادیث ہم آپ کے سامنے پیش کریں گے۔

اب علی الترتیب روایات ملاحظہ فرمائیے:

ابوداؤد شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ حضرت عویمر عجلانیؓ نے اپنی بیوی کو حضور ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیدیں اور حضور ﷺ نے اس کو تین ہی نافذ فرمادیا اس حدیث شریف میں واضح طور پر موجود ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو حضور ﷺ نے تین ہی ثابت فرمایا۔

حدیث شریف کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْفَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، دارالسلام رقم: ٢٢٥٠، ١/٣٠٥، رقم:٢٢٤٥، صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩١، رقم: ٥٠٦٠، ف:٥٢٥٩، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ١/٤٨٩، بيت الأفكار رقم:١٤٩٢، سنن نسائي، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذالك،النسخة الهندية ٢/٨٣، دارالسلام رقم:٣٤٣١)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث شریف میں موجود ہے فرماتے ہیں:

پس انہوں نے اپنی بیوی کو حضور ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دے دیں، تو حضور ﷺ نے اس پر تین طلاق کا حکم نافذ فرمادیا۔

حضرت حسن بن علیؓ کی روایت اور واقعہ

"سنن کبریٰ بیہقی" میں حضرت حسن بن علیؓ کی بیوی سے متعلق ایک مفصل حدیث شریف سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔ اور یہ حدیث شریف "**باب المتعه**" کے تحت میں بھی مفصل موجود ہے اور "**باب ماجاء فی امضاء الطلاق الثلاث**" کے تحت میں بھی مفصل طور سے موجود ہے۔

روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت علیؓ کو شہید کردیا گیا، تو حضرت حسن بن علیؓ کی ایک بیوی جو قبیلہ خثعم کی تھی اس نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ تم کو خلافت مبارک ہو، تو اس پر حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ تو نے حضرت علیؓ کی شہادت پر دشمنی کے طور پر خوشی کا اظہار کیا ہے، تو اسی مجلس میں حضرت حسنؓ نے یہ کہہ دیا کہ تمہیں تین طلاق۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے دشمنی کے طور پر خوشی کا اظہار نہیں کیا ہے یہ میرا مقصد نہیں تھا، بہرحال عدت گزرنے کے بعد وہ چلی گئی، تو حضرت حسنؓ نے اس کے مہر کا بقایا اور سامان کے طور پر بیس ہزار درہم اس کے پاس بھیج دیئے، تو اس عورت نے اس مال کو دیکھ کر کے کہا کہ ایک جدا ہونے والے دوست کی طرف سے معمولی سامان ہے جب اس کی یہ بات حضرت حسنؓ کو معلوم ہوئی، تو حضرت حسنؓ روتے ہوئے یہ فرمانے لگے کہ اگر میں نے اپنے والد سے وہ حدیث شریف نہ سنی ہوتی جو وہ میرے نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے، تو وہ عورت اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی ہے جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے، اگر یہ بات میں نے نہ سنی ہوتی، تو میں اپنی اس بیوی کو رجعت کر کے اپنے نکاح میں دوبارہ رکھ لیتا؛ لیکن ایک مجلس میں تین طلاق دینے کی وجہ سے مجھ کو رجعت کا حق حاصل نہیں رہا۔ یہ روایت بھی اس بات کی واضح شہادت دیتی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی قرار دیا ہے۔ اور اس عورت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت کی اجازت نہیں دی ہے۔ طویل حدیث شریف کا آخری حصہ ملاحظہ فرمایئے:

وَقَالَ حَسَنٌ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَرَاجَعْتُهَا. (السنن الكبرى للبيهقي قديم ٢٥٧/٧، ٣٣٦، جديد دارالفكر بيروت ٥٢/١١، رقم: ١٤٨٥٥، ٢٢١/١١، رقم: ١٥٣٤٧، سنن الدار قطني، دارالكتب العلمية بيروت ٢٠/٤، رقم: ٣٩٢٧)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے یہ بات اپنے والد سے نہ سنی ہوتی کہ میرے والد نے میرے نانا نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے، تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلے، تو میں اپنی اس بیوی کو رجعت کر کے رکھ لیتا۔

نوٹ: حضرت حسن بن علیؓ کی جس روایت میں امام دار قطنیؒ نے ۲۰/۴، رقم: ۳۹۲۸ میں ضعف کا نشان لگایا ہے، وہ عمرو بن شمر کی وجہ سے ہے۔ اور ہم نے جو نقل کی ہے وہ عمرو بن شمر کی روایت نہیں ہے؛ بلکہ عمرو بن ابی قیس کی روایت نقل کی ہے، وہ صدوق ہے۔

(تقریب التہذیب کراچی ۱/۴۴۷، رقم: ۵۱۱۷، مطبع العاصمہ ۴۳۷، رقم: ۵۱۳۶)

اور اس کو دار قطنی نے بھی صدوق کہا ہے۔ اور حافظ ابن رجب وغیرہ نے ’’اسنادہ صحیح‘‘ کہا ہے۔ (تکملہ فتح الملہم، کتاب الطلاق، باب الطلاق الثلاث، المکتبۃ الاشرفیہ دیوبند تحت رقم الحدیث ۳۶۵۳، ۱/۱۵۵)

امام ابو بکر ہیثمیؒ نے ’’مجمع الزوائد، کتاب الطلاق، باب متعۃ الطلاق، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۳۹/۴‘‘ میں ’’وفي رجاله ضعف وقد وثقوا‘‘ کے الفاظ نقل فرمائے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف غلط نسبت

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی طرف یہ بات منسوب کرنا حقیقت اور واقعہ کے خلاف ہے، کہ حضرت علیؓ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی شمار فرماتے تھے۔ سلیمان بن مہران الاعمش مشہور محدثین میں سے ہیں، انہوں نے اس واقعہ کی تحقیق کر کے اس کی قلعی کھول دی ہے، جس کو امام بیہقی نے اپنی کتاب ’’السنن الکبریٰ‘‘ میں واضح طور پر نقل فرمایا ہے۔

اب اس حدیث شریف کا پورا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے:

سلیمان بن مہران الاعمش فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھا شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سماعاً یہ روایت نقل کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق دیدے، تو وہ ایک ہی شمار ہوگی اور لوگوں کا تانتا اس کے پاس بندھا ہوا تھا، لوگ آتے تھے اور یہ حدیث اس سے بغور سنتے تھے (اعمش کہتے ہیں) میں بھی اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت علیؓ سے حدیث سنی ہے؟ اس نے مجھے بھی مذکورہ بالا حدیث سنادی، تو میں نے دریافت کیا کہ کہاں سنی؟ تو اس نے کہا کہ میں آپ کو اپنی کاپی دکھاتا ہوں، چنانچہ وہ کاپی نکال کر لایا، کاپی میں نے دیکھی، تو اس میں یہ لکھا تھا: میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے، تو وہ اس سے بائنہ ہو جائے گی۔ اور دوسرے شوہر سے نکاح کئے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی، اس پر میں نے سوال کیا کہ تعجب ہے، یہ روایت تو تمہاری زبانی روایت کے خلاف ہے، اس نے کہا صحیح یہی (کاپی) ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں۔ اس روایت سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت علیؓ کا مسلک کیا تھا، ان کا مسلک یہی تھا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی تھیں۔ اور رافضیوں نے پروپیگنڈہ کرکے اس حدیث شریف کے مفہوم کو بدل کر اس شیخ کے ذریعہ سے الٹا مطلب بیان کرایا ہے، ورنہ حضرت علیؓ کی طرف ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق کہہ کر منسوب کرنا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے۔ وہ روایت ملاحظہ فرمایئے جس کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرکے بیان کیا جاتا تھا:

عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: كَانَ بِالْكُوْفَةِ شَيْخٌ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍؓ يَقُوْلُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّهُ يرَدُّ إِلٰى وَاحِدَةٍ وَالنَّاسُ عُنُقًا وَأَحَادًا، إِذْ ذَاكَ يَأْتُوْنَهُ وَيَسْمَعُوْنَ مِنْهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقَرَعْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيَّ شَيْخٌ فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍؓ يَقُوْلُ فِيْمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ يرَدُّ إِلٰى وَاحِدَةٍ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَلِيٍّؓ؟ قَالَ:

حضرت امام اعمش کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھے آدمی بیان کیا کرتے تھے، کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدے، تو وہ اس کو ایک ہی شمار کرتے تھے اور لوگ اجتماعی اور انفرادی طور پر اس کے پاس آتے تھے۔ اور اس کے پاس آ کر کے اس سے اس حدیث کو سنا کرتے تھے، تو میں نے بھی اس کے پاس پہنچ کر کے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، تو میرے پاس ایک بوڑھا آدمی نکل کر آیا، تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے حضرت علیؓ سے اس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے کیسے سنا ہے جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو حضرت علی ایک شمار کرتے تھے۔

أَخْـرُجُ إِلَيْکَ كِتَـابًا فَأَخْرَجَ فَإِذَا فِيْهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍؓ يَقُوْلُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ ثَلاثًا فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ، وَلا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، قَالَ: قُلْتُ: وَيْحَکَ هٰذَا غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ، قَالَ الصَّحِيْحُ هُوَ هٰذَا، وَلٰكِنْ هٰؤُلاءِ أَرَادُوْنِيْ عَلٰى ذٰلِکَ. (السنن الكبرى للبيهقي جديد، دارالكتب العلمية بيروت ۱۱/۲۲۸ برقم: ۱۵۳۶۵، قديم ۷/۳۳۹-۳۴۰)

فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آپ نے حضرت علیؓ سے یہ کہاں سے سنا ہے؟ تو اس بوڑھے نے کہا کہ میں آپ کے پاس کاپی لاکر کے پیش کردیتا ہوں، پھر کاپی نکالی، تو اس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا: یہ وہ حدیث ہے جو میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے، تو یقیناً وہ عورت اس سے بائنہ ہو کر جدا ہوجاتی ہے، اور اس مرد کے لئے وہ حلال نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ دوسرے شوہر سے نکاح کرلے، تو میں نے اس سے سوال کیا تیرا ناس ہو یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ روایت تو تمہاری اس روایت کے خلاف ہے جو تم اپنی زبان سے بیان

کرتے ہو، اس بوڑھے نے کہا یہی صحیح ہے جو کاپی میں موجود ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں (جو حقیقت او رواقعہ کے خلاف ہے)۔

بغیر ہمبستری کے حلالہ معتبر نہیں

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث شریف میں ہے کہ جب بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدے، تو تینوں طلاقیں واقع ہو کر بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور اس وقت تک حرام رہتی ہے کہ جب تک دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر نہ ہو جائے اور ہمبستری کے بعد اس سے طلاق ہو جائے تب اس سے نکاح جائز ہوتا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلاثًا قَالَ: قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِيْ بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩٢، رقم: ٥٠٦٦، ف: ٥٢٦٥، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ١/ ٤٧٦، بيت الأفكار رقم: ١٤٧١، سنن الدار قطني، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ١٨، رقم: ٣٩٢١)

جب حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا جاتا تھا اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو جواب دیتے تھے اگر ایک طلاق یا دو طلاق دی ہے، تو بے شک حضور ﷺ نے مجھے یہی حکم دیا ہے؛ یعنی رجعت کرنے کا، پس اگر تین طلاق دیدی ہوں، تو بیوی حرام ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلے۔

مسلم شریف اور نسائی شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ تین طلاق کے بعد اس وقت تک دوبارہ نکاح نہیں کرسکتے جب تک دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری نہ ہو جائے اور پھر ہمبستری کے بعد

وہ طلاق دیدے تب پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اس طرح کی روایت بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً النسخة الهندية ۲/ ۸٤، دارالسلام رقم: ۳٤٤۱)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں پھر بیوی نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا، پھر اس دوسرے مرد نے اس کے ساتھ ہمبستری سے پہلے طلاق دیدی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، کیا یہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ مرد اس کا مزہ چکھ لے جیسا کہ پہلے نے چکھا تھا (یعنی پہلے کی طرح یہ بھی ہمبستر ہو جائے)۔

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا، فَتَزَوَّجَها رَجُلٌ ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَأَرَادَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ؟ أَنْ يتزَوَّجَهَا، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: لَا حَتّٰى يَذُوْقَ الآخَرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ الْأَوَّلُ.

(مسلم شريف، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقة الخ النسخة الهندية ۱/ ٤٦۳، بيت الأفكار رقم: ۱٤۳۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، پھر اس عورت سے دوسرے مرد نے نکاح کرلیا، پھر اس نے ہمبستری سے قبل اس کو طلاق دیدی، تو شوہرِ اول نے اس سے نکاح کرنا چاہا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہرِ اول نکاح اس وقت تک نہیں کرسکتا جب تک شوہرِ ثانی اس کے ساتھ اسی طرح ہمبستر نہ ہو جائے کہ جس طرح شوہرِ اول نے ہمبستری کی تھی۔

بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰٦۲، ف: ۵۲٦۱)

بخاری شریف کی روایت کا ترجمہ بھی تقریباً اسی طرح ہے، پس اتنا فرق ہے کہ ''قبل أن يمسها'' کا لفظ بخاری میں نہیں ہے۔

نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت صاف الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ حضور ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں۔ اور بیوی نے دوسرے آدمی سے نکاح کرلیا اور اس کے ساتھ خلوت ہوگئی، مگر ہمبستری نہیں ہوئی اور بغیر ہمبستری کے طلاق دیدی، تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہ پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک ہمبستری کے بعد طلاق نہ دے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ، فَيُغْلِقُ الْبَابَ، وَيُرْخِي السِّتْرَ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: لَا تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ حَتّٰى يُجَامِعَهَا الْآخَرُ. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/ ۸٤، دارالسلام رقم: ۳٤٤٤)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی سے متعلق سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، پھر اس سے دوسرے مرد نے نکاح کرکے گھر کا دروازہ بند کردیا اور پردہ کھینچ دیا، پھر اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک اس سے دوسرا شوہر جماع نہ کرلے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول رہا ہے کہ جب ایسے آدمی کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوں، تو اس کو سزا دیتے اور میاں بیوی کے درمیان علیحدگی فرما دیتے تھے۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سید الکونین علیہ الصلاۃ والسلام کے خلاف فیصلہ کر سکتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں؛ بلکہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور آپ ﷺ کے قول وفعل کے مطابق ہی ہوتا تھا۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ كَانَ عُمَرُ إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فِيْ مَجْلِسٍ أَوْجَعَهُ ضَرْبًا وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. (مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسه علوم القرآن بيروت ۵۱۹/۹، رقم: ۱۸۰۸۹)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب ایسے آدمی کو لایا جاتا تھا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوں، تو حضرت عمرؓ اس کی پٹائی کر دیتے اور میاں بیوی کے درمیان میں جدائیگی فرما دیتے تھے (یعنی ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا اچھا کام نہیں ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں؛ اس لئے دونوں کو علیحدہ کر دیتے تھے)۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے جب مسئلہ معلوم کیا جاتا کہ جس مرد نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو وہ جواب دیا کرتے تھے کہ اس نے گناہ کا کام کیا ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ وَاقِعِ بْنِ سَحْبَانَ قَالَ: سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍؓ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ

امْـرَأَتَـهُ ثَـلاثًـا فِيْ مَجْلِسٍ قَالَ: أَثِمَ بِرَبِّهِ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. (مصنف ابن أبي شيبة، جديد مؤسسه علوم القرآن بيروت تحقيق شيخ عوامه ۹/ ۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

واقع بن سحبان کہتے ہیں کہ عمران بن حصینؓ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہیں، تو وہ جواب دیتے تھے کہ اس نے اپنے رب کے ساتھ نافرمانی کا گناہ کیا اور اس کے اوپر اس کی بیوی حرام ہوگئی ہے۔

حدیث رکانہ سے متعلق روایات کا جائزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے حضرت رکانہؓ کا واقعہ حقیقت کے خلاف نقل کیا جاتا ہے؛ اس لئے پہلے وہ حدیث ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں حقیقت کے خلاف واقعہ پیش کیا گیا ہے اس کے بعد حقیقت کے موافق صحیح واقعہ ابوداؤد شریف سے پیش کریں گے۔ ملاحظہ فرمایئے:

''سنن کبری بیہقی'' میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت ہے جس میں حضرت رکانہ کا ایک واقعہ ہے اور حضرت رکانہؓ کا واقعہ ابن عباسؓ سے اس طرح مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجعت کرنے کی اجازت دی ہے، اب اس حدیث پاک پر غور کرنا ہے کہ اس حدیث شریف کی حقیقت کیا ہے؛ کیوں کہ حضرت ابن عباسؓ خود اس حدیث شریف کو بھی روایت کرتے ہیں پھر اسی حدیث شریف کے خلاف وہ فتویٰ بھی دیتے ہیں جیسا کہ ''مؤطا'' کی روایت میں ان کا فتویٰ ہے کہ ایک مجلس میں تین یا تین سے زائد دی ہوئی طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور زائد طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کے متن میں ضرور کوئی گڑبڑی ہوئی ہے، جیسا کہ اوپر حضرت علیؓ کے بارے میں اس طرح کی روایت منسوب کی گئی تھی، پھر امام اعمش نے جب تحقیق کی تو صحیح بات سامنے نکل کر آئی کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں

ایک نہیں ہیں؛ بلکہ تین ہی ہیں اوراس کی وجہ سے مکمل طور پر جدائیگی ہوجاتی ہے، ہم اس سلسلے میں پہلے سنن کبریٰ کی روایت پیش کرتے ہیں اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''فتح الباری'' میں جو کچھ لکھا ہے وہ پیش کریں گے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: طَلَّقَ رُكَانَةُ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيْدًا، فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟ قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلاثًا فَقَالَ: فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ، فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ فَرَاجَعَهَا. (السنن الکبری جدید دارالفکر بیروت ۱۱/۲۲۷، ۲۲۸، رقم: ۱۵۳۶۳، فتح الباري کتاب الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث، دار الفکر بیروت ۹/۳۲۶، دار الریان للتراث القاهرة ۹/۲۷۵، اشرفية بکڈپو دیوبند ۹/۴۵۳، ۴۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، پھر اس پر سخت رنجیدہ ہوگئے،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم نے طلاق کیسے دی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کو تین طلاق دی ہیں، حضور ﷺ نے پوچھا ایک مجلس میں؟ انہوں نے کہا جی ہاں،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ ایک ہی ہے؛ لہٰذا اگر چاہو تو رجعت کرلو،تو رکانہ نے ان سے رجعت کرلی۔

حضرت رکانہؓ کے واقعہ میں حدیث شریف کا صحیح مطلب

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''فتح الباری، دارالفکر بیروت،دارالاحیاء التراث ۹/۲۷۵، اشرفی بکڈپو دیوبند ۹/۴۵۳، ۴۵۴'' میں اس حدیث شریف کا اس طرح جواب دیا ہے کہ اس حدیث شریف کی سند میں محمد بن اسحاق اور ان کے شیخ داؤد بن الحصین دونوں مختلف فیہ ہیں۔ محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے؛ اس لئے ابوداؤد وغیرہ میں جو صحیح سند کے ساتھ حضرت رکانہؓ کے واقعہ سے متعلق روایت ہے وہی زیادہ صحیح ہوگی، اس میں ''فطلقها البتة''

کے الفاظ ہیں اوراس میں ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے الفاظ کہیں سے کہیں تک بھی نہیں ہیں؛ بلکہ ابوداؤد شریف میں الفاظ ہیں: أن رکانة بن عبد یزید طلق امرأته سهيمة البتة، فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم بذلک '' کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو البتہ کے ساتھ طلاق دیدی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی اورطلاق البتہ میں تین طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہیں اور ایک طلاق بھی؛ یعنی لفظ ''البتہ'' سے طلاق دینے میں شوہر کی نیت کا اعتبار رہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہؓ کو قسم دلا کر پوچھا کہ تم نے اس سے تین طلاق کا ارادہ کیا تھا یا ایک طلاق کا؟ اس پر حضرت رکانہؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے لفظ ''البتہ'' سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت کی اجازت دی تھی۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ تین طلاق کے الفاظ کی حدیث کے مقابلے میں یہی حدیث شریف زیادہ صحیح ہے اور تین طلاق والی حدیث کے متن میں گڑبڑی ہوئی ہے؛ کیوں کہ اس حدیث کو حضرت رکانہؓ کے خاندان اوران کے گھر کے لوگ بیان کرتے ہیں۔ اور تین طلاق والی حدیث ان کے خاندان کے علاوہ دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں گھر کے لوگوں کا بیان زیادہ صحیح ہوگا؛ اس لئے ایک مجلس میں تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنے کی روایت واقعہ کے خلاف اورغلط ہوگی۔ اوراس پر عمل کرنا بھی غلط اور گناہ کا ارتکاب ہوگا۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ أَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ اَلْبَتَّةَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ وَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُّ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتَّ إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُكَانَةُ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُّ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِي زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ. (أبوداؤد شریف، کتاب الطلاق، باب في البتة، النسخة الهندية ١/ ٣٠٠، دارالسلام رقم: ٢٢٠٦)

حضرت رکانہؓ کے پڑپوتے نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ فرماتے ہیں کہ حضرت رکانہ ابن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کوطلاق البتہ دیدی، توانہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کواس کی اطلاع دی اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے طلاق البتہ سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم تم نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا؟ تو حضرت رکانہ نے قسم کھا کرفرمایا کہ صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلمنے ان کی بیوی کوانہی پر واپس کردیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری طلاق دی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ اَلْبَتَّةَ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَرَدْتَّ؟ قَالَ: وَاحِدَةً، قَالَ: آللّٰهِ؟ قَالَ: آللّٰهِ قَالَ: هُوَ عَلٰى مَا أَرَدْتَّ. قَالَ: أَبُوْدَاوُدُ: هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا لِأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهٖ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهٖ. وَحَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عَنْ بَعْضِ بَنِي رَافِعٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. (أبوداؤد شريف كتاب الطلاق، باب في البتة، النسخة الهندية ١/ ٣٠٠، دارالسلام رقم: ٢٢٠٨)

حضرت رکانہؓ کے پڑپوتے عبداللہ بن علی نے اپنے باپ علی سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ حضرت رکانہؓ اپنی بیوی کوطلاق البتہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوگئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا ہے؟ توانہوں نے کہا میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اللہ کی قسم، تو حضرت رکانہ نے فرمایا اللہ کی قسم، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے ارادے اور نیت پر ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابن جریج نے جو روایت بعض بنی رافع عن عکرمہ عن ابن عباس کے طریق سے نقل فرمائی ہے (اور اس میں حضرت رکانہ کا اپنی بیوی کوتین طلاق دینے کا ذکر ہے) اس کے مقابلے میں یہی حدیث شریف (طلاق البتہ والی)

زیادہ صحیح ہے؛ اس لئے کہ اس حدیث کو روایت کرنے والے حضرت رکانہ کے اہل بیت اوران کے گھر کے لوگ ہیں۔اور یہی لوگ دوسروں کے مقابلے میں حضرت رکانہ کے طلاق کے واقعہ کوزیادہ جانتے ہیں۔

نیز تین طلاق والی روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے حالانکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہونے پر ہی فتویٰ صادر فرمایا کرتے تھے۔اور ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیتے ہوئے دیکھا اور سنا ہو پھر حضرت ابن عباسؓ اس کے خلاف فتویٰ دے رہے ہوں۔اس سے معلوم ہوا کہ چوں کہ البتہ سے تین طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہیں؛اس لئے بعد کے راویوں نے اپنی طرف سے ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے الفاظ البتہ کی جگہ پر بدل دیے ہیں۔پس ثابت ہوا کہ حضرت رکانہ کا واقعہ دوطریقے سے ہمارے سامنے آیا: ایک طریقہ وہ ہے جوصحاح ستہ میں موجود ہے۔اوراس کے روایت کرنے والے سب کے سب اعلیٰ درجے کے حفاظ حدیث میں سے ہیں۔اور دوسرا طریقہ صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتابوں میں ہے جیسے ''سنن کبریٰ بیہقی'' وغیرہ میں لفظ ''البتہ'' کی جگہ پر ایک مجلس میں تین طلاق کے الفاظ موجود ہیں۔اوراس کے روایت کرنے والے اتنے اعلیٰ درجے کے راوی نہیں ہیں؛ بلکہ ان کے ثقہ ہونے اور غیر ثقہ ہونے میں اختلاف واقع ہوا ہے،جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری ۹/۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۳'' پر واضح فرمایا ہے کہ محمد بن اسحاق اوران کے شیخ داؤد ابن الحصین مختلف فیہ ہیں؛ اس لئے اس طرح کی روایت کا اعتبار نہ ہوگا، نیز رکانہؓ کے واقعہ میں طلاق البتہ ہونے کی تائید میں وہ ساری روایات آجاتی ہیں جن میں ایک مجلس میں تین طلاق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی قرار دیا ہے،اس سلسلے میں صریح روایات ہم نے نقل کردی ہیں ان کولوٹ کردوبارہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک فتویٰ ابوداؤد شریف میں ان کے پانچ ایسے شاگردوں سے مروی ہے، جن کو فن حدیث اور رواۃ ورجال میں حفاظ حدیث کا مقام حاصل ہے، یعنی حضرت امام مجاہد ابن جبیر اور امام سعید بن جبیر اور امام عطاء بن ابی رباح اور امام مالک بن الحارث اور امام عمرو بن دینار ان سب سے ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ان کو تین ہی شمار فرمایا ہے اور بیوی کے شوہر سے جدا ہونے کا فتوی صادر فرمایا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنے کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ غلط ہے۔

قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: رَوَیٰ هٰذَا الْحَدِيْثَ حُمَيْدُ الْأَعْرَجِ وَغَيْرُهٗ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَيُّوْبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيْعًا عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كُلُّهُمْ قَالُوْا فِي الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ أَنَّهٗ أَجَازَهَا، قَالَ وَبَانَتْ مِنْكَ. (أبوداؤد شريف، كتاب الطلاق، باب بقية النسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاثة، النسخة الهندية ١/ ٢٩٩، دارالسلام رقم: ٢١٩٧)

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کو حمید اعرج وغیرہ نے امام مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث شریف کو شعبہ نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور ابن جریج نے ایک ساتھ عکرمہ بن خالد سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور ابن جریج نے عبدالحمید بن رافع سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث شریف کو امام اعمش نے مالک بن الحارث

سے انہوں نے ابن عباس سے روایت نقل کی ہے۔ اور ابن جریج نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور ان تمام شاگردوں نے تین طلاق کے بارے میں ابن عباس سے یہی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے تین طلاق کے واقع ہونے پر فتویٰ دیا ہے اور بیوی کے تم سے بائنہ ہوکر الگ ہوجانے کا فتویٰ دیا ہے۔

اور ''مؤطا امام مالک'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اور فتویٰ منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ سو طلاقیں دیں، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک مجلس کی سو طلاقوں میں سے تین طلاقیں فوری واقع ہوگئیں اور تین ہی معتبر ہوگئیں اور بقیہ ستانوے کے ذریعہ سے اللہ کی آیتوں کا مزاق اڑایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

مَالِکٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: طُلِّقَتْ مِنْکَ بِثَلاثٍ وَسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا. (المؤطا للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ص: ۱۹۹، بيروت رقم: ۱۱۲۱)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا بے شک میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، تو آپ میرے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباسؓ نے اس سے کہا کہ تمہاری طرف سے بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور ستانوے طلاقوں کے ذریعہ سے تم نے اللہ کی آیتوں کا مزاق اڑایا ہے۔

متعدد صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم ان تینوں حضرات سے اس عورت کے بارے میں مسئلہ معلوم کیا گیا جس کو شوہر نے تین طلاق دی ہیں، تو ان تمام صحابہ کرامؓ نے متفق ہوکر کے یہ مسئلہ بتایا کہ تینوں طلاقیں واقع

ہوگئی ہیں، اب بیوی شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے۔ اوران تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا فتویٰ امام ابوداؤد نے سندِ صحیح کے ساتھ ابوداؤدشریف میں نقل فرمایاہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، وَعَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سُئِلُوْا عَنِ الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلاثًا، فَكُلُّهُمْ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (أبوداؤد شريف، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلث، النسخة الهندية ١/ ٢٩٩، دار السلام رقم: ٢١٩٨)

حضرت محمد بن ایاس بن بکیر فرماتے ہیں کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اس عورت کے بارے میں مسئلہ معلوم کیا گیا جس کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدی ہیں، تو ان تمام حضرات نے فرمایا: کہ اب وہ عورت اس شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے۔

اوپر کی تفصیلی احادیث اور نصوص کے ذریعہ سے واضح ہو چکا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق کہنا غلط ہے؛ بلکہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، اس سے بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مسلمانوں کو اس بارے میں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ غیر مقلدین کے غلط مسائل سے متأثر ہوکر عمر بھر حرام، معصیت اور بدکاری کا شکار نہ ہوجائیں۔ اور مسلمان ان کی باتوں میں آ کر کے اپنے دین وایمان کو خطرے میں نہ ڈالیں۔

ایک ضروری ہدایت

اس مضمون کو پڑھ کر کے آپ دیکھئے کہ ہر پہلو کی حدیث مقلدین کے سامنے ہے اور ہم ہر طرح کی حدیثوں کو سامنے رکھ کر مسئلہ بتاتے ہیں؛ اور صحیح معنی میں اہل سنت والجماعت

اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ہم مقلدین ہی ہیں، نیز چاروں اماموں کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی طلاق ہوتی ہیں، جیسا کہ اوپر کی احادیث ونصوص کے دلائل سے واضح ہوچکا ہے۔ اور غیر مقلدین اپنی مرضی کی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو حدیث شریف ان کی مرضی وخواہش کے مطابق نہیں ہوتی ہے وہ کتنی ہی معتبر کیوں نہ ہو اس کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور بعض حدیثیں جن میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہوتا ہے۔ اور صحابہ کا عمل ان کے آثار ہوتے ہیں، وہ ان کی مرضی کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں گستاخانہ انداز اختیار کرتے ہیں؛ حالاں کہ صحابہ کرامؓ کا عمل اور ان کا فتویٰ حضرت سید الکونین علیہ السلام کے قول وعمل کے خلاف قطعاً نہیں ہوسکتا؛ اس لئے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث ہونے کی شہرت دیتے ہیں ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا غلط اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہے؛ بلکہ صحیح معنی میں وہ لوگ اہل ہویٰ ہیں اور اپنی خواہشِ نفس کے مقلد اور اسی کے پیرو کار ہیں، شریعتِ مطہرہ کے مقلد نہیں ہیں۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اَللّٰهُ أَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلاً. الحديث

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

شبیر احمد قاسمی

خادم الحدیث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد (یو-پی)

بروز جمعہ ۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

جھوٹ بول کرفتوی لینے سے بیوی حلال نہیں ہوتی

سوال [۶۶۱۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ کہا کہ ایک دو تین میں نے تجھ کو طلاق دی، ایک دوتین میں نے تجھ کوطلاق دی اوراس نے سوچ رکھا تھا کہ میں تیسری طلاق روک لوں گا،مگرغصہ کوتاب نہ لاکر تیسری مرتبہ بھی وہی جملہ یعنی ایک دوتین میں نے تجھ کوطلاق دی کہا، اب زید نے سوچا کہ طلاق تو واقع ہوگئی کیا کروں؛چنانچہ اس نے علماء دین سے جھوٹ بول کر فتوی لیا اور واضح رہے کہ علماء کے سامنے یہ کہہ کر کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تین مرتبہ کہہ کرکرفتوی لیا،جس کے جواب میں آیا تھا کہ تم اس بیوی سے نکاح کرلو؛ چنانچہ اس نے اس بیوی سے دوبارہ نکاح کرلیااورایک بچہ بھی پیدا ہوگیا-اب زید کے دل میں خیال آیا کہ میں نے علماء سے تو جھوٹ بول کرفتوی لیا تھا جو بہت بڑا گناہ ہے،اب اس بیوی کو جائز طریقہ سے رکھنا چاہئے ،تو اب سوال یہ ہے کہ بیوی کو جائزطریقہ سے رکھنے کی کیا صورت ہے؛ جبکہ پہلے بچہ کی پیدائش کو چار ماہ ہوچکے ہیں اوراس کے بعدزید نے دوبارہ اس مطلقہ سے وطی کرلی ہے، مگرظہورحمل اب تک نہیں ہوا ہے،تو اب ایسی صورت میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عالم ابن سمیع، راگھو پور مہدیان ، پوسٹ :منی پورمظفر پور(بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوجاتی ہے اور تجھ کو چھوڑ دیا کا لفظ بھی تین مرتبہ بیوی کو کہنے سے طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا امرواقعی کے اعتبار سے بھی طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور جھوٹے بیان کے اعتبار سے بھی طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ؛ اس لئے اس بیوی کوساتھ رکھنا حرام کاری ہے، اس کے رکھنے کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ اب اس کا نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ کردیا جائے، پھروہ ہمبستری کے بعدطلاق دیدے، پھراس کے بعدتین ماہواری عدت میں گذارنے کے

بعد شوہر اول نکاح کرسکتا ہے اور اگر عورت فی الحال حاملہ ہے، تو وضع حمل کے بعد ہی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ٢/٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣)

سرحتک وهو رها كردم لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) **يقع به الرجعي الخ** (شامي، زكريا ٤/٥٣٠، كراچي ٣/٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍ ۵۲۷۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳۰؍۴؍۱۴۱۸ھ

تین طلاق دینے کا مسنون طریقہ

سوال [۶۶۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں اور بیوی کے درمیان بہت ہی جھگڑا پیدا ہو چکا ہے اور اب کوئی گنجائش نہیں ہے؛ لہٰذا اب راستہ صرف طلاق ہے؛ لہٰذا طلاق مغلظہ دینے کا طریقہ بتا دیں تاکہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔ مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد سلیم، جکمنڈی چوراہا محمود، سیتار پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق مغلظہ دینا سخت گناہ ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی جملہ میں تین طلاق دیدی جائیں یا ایک طہر میں تین طلاق دی جائیں، اس میں شوہر گنہگار ہوتا ہے۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة، أوثلاثا في طهر واحد، فإذا فعل ذلک وقع الطلاق وكان عاصيا. (هداية، باب طلاق السنة اشرفي ديوبند ٢/٣٥٥)

وبدعي ياثم به. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/٢٣٠، زكريا ٤/٤٣١)

مسنون وبہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے عدت گذرنے پر عورت خود ہی نکاح سے نکل جائے گی اور خدا اور رسول کی نافرمانی بھی نہ ہوگی۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة مؤسسه علوم القرآن بيروت ٩/٥١٢، رقم: ١٨٠٤٠)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه ويتركها حتى تنقضي عدتها؛ لأن الصحابة كانوا يستحبون أن لايزيدوا في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٤، تاتارخانية زكريا ٤/٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍ ۱۷۳۳)

ایک ایک کر کے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اشفاق احمد نے اپنی بیوی مشتری خاتون کو ہوش وحواس کی حالت میں ایک طلاق دی اور پھر میاں بیوی دونوں ایک ساتھ رہتے رہے اور چھ، سات سال گذرنے کے بعد پھر اشفاق احمد نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اس کے بعد بھی دونوں ایک ساتھ رہتے

رہے اور ۴/۵ سال گذرنے کے بعد نشہ کی حالت میں پھر ایک بار طلاق دی اور اس تیسری طلاق کے بعد سے دونوں میاں بیوی الگ الگ رہ رہے ہیں۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اشفاق کی بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی ہے اور اب دونوں کے ایک ساتھ رہنے کا شرعاً کیا طریقہ ہوگا؟

المستفتی: محمد بھکو، سمستی پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک طلاق یا دو طلاق دینے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے، دو طلاق دینے سے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، پھر شوہر نے کچھ سال گذرنے کے بعد نشہ کی حالت میں جب تیسری طلاق اور دیدی تو اس تیسری طلاق سے طلاق مغلظہ واقع ہوکر عورت شوہر پر حرام ہوگئی۔

اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میاں بیوی جیسی زندگی گذار نہیں سکتے ہیں اور حلالہ شرعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ عدت کے گذرنے کے بعد اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ دوسرا شوہر اس سے ہمبستری بھی کرے، اس کے بعد وہ دوسرا شوہر جب اس عورت کو طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہوجائے، تو اس کی عدت گذرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔

أن سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار سئلا عن طلاق السكران، فقالا: إذا طلق السكران جاز طلاقه. الحديث (المؤطا للإمام مالك، باب جامع الطلاق، النسخة الهندية ٢١٦، بيروت رقم: ٨٢)

وطلاق السكران واقع إذا أسكر من الخمر، أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق،الفصل الثالث، المجلس العلمي بيروت ٤/ ٣٩١، رقم: ٤٦٣٤، تاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩٤، رقم: ٦٥٠٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له من بعد

حتی تنکح زوجاً غیره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمية، بيروت ٢/٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍رجب المرجب ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍۱۰۱۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲؍۷؍۱۴۳۱ھ

یکے بعد دیگرے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح نومبر ۲۰۱۰ء میں ہندہ کے ساتھ ہوا، نکاح کے بعد سے ہی زید نے انتہائی بد اخلاقی کا مظاہرہ کرنا شروع کیا اور معمولی معمولی باتوں پر صراحۃً وکنایۃً طلاق کے لفظ کا استعمال کیا، جب اس کو تنبیہ کی گئی تو اس نے دو بار پختہ طلاق دینے کا اقرار کیا، جب ہندہ کے والد نے اس کو واضح کیا کہ اب اگر آئندہ تم نے یہ لفظ استعمال کیا، تو ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جائے گا؛ لیکن اس کے بعد بھی زید مذکور باز نہیں آیا اور متعدد بار اس نے براہ راست ہندہ سے طلاق کا لفظ استعمال کیا، پھر اس کے بعد ہندہ اپنے والدین کے گھر رہنے کے لئے آئی تو ہندہ کے والد نے زید سے کہا کہ کچھ روز ہندہ کو اپنی ماں کے پاس اور رہنے دو؛ لیکن زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے کہا کہ اگر تم فلاں دن نہیں آئیں تو تم کو پختہ طلاق ہے، پھر ہندہ اس مقررہ دن میں نہیں گئی۔ اب اس طلاق کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، اس کے گواہ بھی موجود ہیں، اب اس صورت میں شریعت مطہرہ کی رو سے ہندہ زید کے نکاح میں باقی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرحمٰن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ

زید اپنی بیوی ہندہ کو یکے بعد دیگرے تینوں طلاقیں دے چکا ہے؛ لہٰذا ان دونوں کے درمیان ازدواجی رشتہ باقی نہیں رہا اور حلالہ شرعیہ کے بغیر ان کا دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوسکتا۔

لـو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً فـي الـحرة، وثنتين في الأمة لم تـحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيـره نـكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣)

لا يـحـل لـلرجل أن يتزوج حرّة طلقها ثلاثاً قبل إصابة الزوج الثاني.

(هـنـدية، كتـاب الـنـكـاح، الـبـاب الـثـالـث في بيان المحرمات القسم التاسع، زكريا قديم ١/٢٨٢، جديد ١/٣٤٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۵؍ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۰؍۱۰۶۶۳)	۱۴۳۳/۴/۲۵ھ

ایک طلاق کے بعد دو طلاق دینا

سوال [۶۶۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوکت علی نے تقریباً گیارہ سال پہلے اپنی بیوی کو ان الفاظ کے ساتھ طلاق دی تھی، میں نے طلاق دی، اس کے بعد دس دن کے اندر عدت گذرنے سے پہلے ہی میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی تھی، اور ہم دونوں میاں بیوی سمجھوتہ اور رضامندی کے ساتھ رہنے لگے تھے، پھر تقریباً گیارہ سال بعد ہم میں ناراضگی ہوئی اور پھر میں نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں ان الفاظ کے ساتھ دیں ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“۔

دریافت کرنا یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں میری بیوی پر کونسی طلاق واقع ہوئی؟ اور میری

بیوی میرے نکاح میں باقی رہی یا نکاح سے نکل گئی؟ ہم دونوں اگر شوہر بیوی کی طرح سے رہنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ مدلل مفصل جواب سے نوازیں۔

نوٹ: میری بیوی رشتہ میں میری خالہ زاد بہن بھی ہے، مدت دراز سے بیمار ہے، اس کے ماں باپ بھی انتقال کر چکے ہیں، بظاہر میرے علاوہ اس کے لئے کوئی زندگی گذارنے کے لئے سہارا نہیں ہے۔

المستفتی: شوکت علی، ساکن: نوگانواں سادات، محلّہ نئی بستی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلے جو طلاق دی گئی تھی وہ بعد والی دونوں طلاقوں کے ساتھ مل کر طلاق مغلظہ ہو چکی ہے؛ اس لئے اگر آپ بیوی کو دوبارہ زوجیت میں رکھنا چاہتے ہیں، تو شرعی حلالہ کے بعد نکاح کر کے رکھ سکتے ہیں، اس کے بغیر نہیں۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱۰/ ۱۵۸)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند٢/ ٣٩٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ٢/ ٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم:٧٥٠٣)

عن عائشةؓ، أن رجلًا طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أ تحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، نسائي، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دار السلام رقم: ٣٤٤٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۶۷)

طلاق ثلاثہ

سوال [۲۶۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی محمد عیاض نے اپنی بیوی کو بہت غصہ کی حالت میں ایک وقت میں تین مرتبہ طلاق دیدی، جس کے گواہ میری دو بہنیں اور والد ہیں اور محمد عیاض خود تین طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے، لڑکا لڑکی دونوں اب بہت افسوس کررہے ہیں اور دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور خدا سے عہد کررہے ہیں کہ دوبارہ ایسا کام نہیں کریں گے، مہربانی کرکے آسان حل بتادیجئے۔

المستفتی: محمد زبیر، پچپیڑہ، کٹگھر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب محمد عیاض نے ایک وقت میں تین طلاقیں دی ہیں، جس کے گواہ بھی ہیں اور وہ اقراری بھی ہے، ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی اس پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دونوں کا ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین ماہواری گذر جائیں، اس کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرکے اس کے ساتھ ہمبستر ہوجائے، پھر وہ شوہر طلاق دیدے اور اس پر بھی تین ماہواری گذر جائیں، اس کے بعد عیاض کے ساتھ نکاح درست ہوسکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ٢/٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣)

عن عائشة رضـ، أن رجلًا طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل

أن یمسها، فسئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول. (بخاري شریف، کتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندیة ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۹۱۶)

تین طلاق

سوال [۷۶۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کل رات میرے اور میری بیوی کے درمیان بہت جھگڑا رہا، بات مارنے پیٹنے تک آگئی، اس نے میرے اوپر ہاتھ اٹھایا اور اس کے بعد میں نے بھی اس پر ہاتھ اٹھایا، پھر کچھ دیر بعد ہم سوگئے، وہ مجھ سے طلاق بھی مانگ رہی تھی، میں صبح اٹھ کر اپنے کام سے چلا گیا اور جب میں جمعہ کی نماز کے بعد گھر آیا تو اس کے گھر سے اس کی ماں، دادی اور تین چار عورتیں ہمارے گھر آئی ہوئی تھیں، ان لوگوں نے بہت بدتمیزی اور بدکلامی کی اور کہنے لگیں کہ جب میری لڑکی تم سے طلاق چاہتی ہے، تو تم اس کو طلاق کیوں نہیں دیدیتے، تب میں نے اپنی بیوی کو ان عورتوں اور اپنے بھائیوں اور والد صاحب کے سامنے تین طلاق دیدیں۔ اب ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس میں شرعی حساب سے کیا فتویٰ ہے؟ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: اطہر خاں ولد زاہد خاں، لالباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر خود ہی تین طلاق کا اقراری ہے، تو اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، آئندہ بغیر حلالہ

کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ تین ماہواری کے ساتھ عدت گذرنے پر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے، پھر اس کے بعد دوسرا شوہر طلاق دیدے، پھر تین ماہواری گذر جانے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، قدوري، امداديه ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۳۳۳)

تین طلاق کا حکم

سوال [۶۶۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے نومبر ۲۰۰۸ء کو شاذیہ صابر سے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح ہم دونوں نے گھر سے بھاگ کر کیا تھا؛ کیونکہ ہم دونوں کے والدین اس نکاح کے لئے راضی نہیں تھے، گواہ اور وکیل میرے دوست تھے، شاذیہ نکاح سے پہلے بہت غصہ میں تھی؛ لیکن اس نے نکاح کی رسید پر دستخط کر دیئے، پھر جب میں نے نکاح کی رسید اس کو دی تو اس نے اسے پھاڑ کر ٹکڑے کر دیا،اس کے بعد ہم دونوں پندرہ دن گھر سے باہر رہے، اس دوران شاذیہ کے والد نے میرے خلاف ہائی کورٹ میں کیس کر دیا اور میں نے ہائی کورٹ میں شاذیہ کے حلف نامہ کے

کاغذات داخل کردیئے اور ہم گھر واپس آگئے، پھر میں نے شاذیہ کو چند معزز حضرات کے ہمراہ اس کے گھر بھیج دیا، پھر شاذیہ میرے گھر واپس آگئی اور ہم دونوں پھر ایک ساتھ زندگی گذانے لگے؛ لیکن شاذیہ چند دنوں کے بعد ایک بورڈ نگ اسکول میں گھر سے باہر نوکری کرنے لگی بطور ٹیچر کے اس وجہ سے ہم دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے اور شاذیہ کے والد نے ایک طلاق نامہ تیار کرایا اور مجھ سے طلاق مانگی، میں نے طلاق دیدی، زبانی طور سے اور اس کاغذ پر شاذیہ اور میں نے دستخط کردیئے، گواہوں نے بھی دستخط کردیئے؛ لیکن دماغی طور پر ہم لوگ اس طلاق کے لئے تیار نہیں تھے، چند دنوں بعد شاذیہ پھر میرے گھر آگئی اور ہم دونوں پھر سے ازدواجی زندگی گذارنے لگے، شاذیہ کی عمر ۳۲ رسال اور میری عمر ۳۱ر سال ہے، شاذیہ مرزا برادری کی ہے اور میں تیلی برادری کا ہوں؛ لیکن اس کی بدزبانی کی وجہ سے بہت زیادہ اختلافات ہوگئے، جس کی وجہ سے میں نے شاذیہ کو طلاق کا لفظ تین بار ایک ساتھ کہہ دیا، شاذیہ کی موجودگی میں، لیکن شاذیہ اس طلاق کو ماننے کو تیار نہیں ہے، وہ کہتی ہے کہ یہ غصہ کی حالت میں کہا گیا ہے، اور شاذیہ میرے گھر سے جانے کو تیار نہیں ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ ان واقعات کی روشنی میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان، ملک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کی تفصیل کے مطابق آپ نے شاذیہ کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اختلافات پیدا ہونے پر اسے طلاق دیدی ہے، تو اگر شروع ہی میں تین طلاقیں دی گئی تھیں، تو وہ اسی وقت سے آپ کے نکاح سے الگ ہوچکی ہے اور اگر اس وقت تین سے کم طلاق دی تھیں اور عدت کے اندر اندر وہ آپ کے پاس لوٹ آئی تھی، پھر آپ نے تین طلاقیں دیدیں، تو اب اس کے مطلقہ مغلظہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا اور اس کے طلاق نہ ماننے سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اب آپ کا اس سے ازدواجی تعلق قطعاً حرام ہے اور عدت تین حیض کے بعد اس کا آپ کو اپنے گھر میں رکھنا بھی قطعاً جائز نہیں ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

الصريح يلحق الصريح. (شامي، كتاب الطلاق،باب الكنايت، كراچي ٣/٣٠٦، زكريا٤/ ٥٤٠)

وصحة الطلاق فيها أي في العدة. (شامي، باب العدة، كراچي ٣/ ٥٠٤، زكريا٥/ ١٨٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۳۸۴/۳۹)	۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

طلاق مغلظہ

سوال [۶۶۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید چکر کی ملک کا رہنے والا ہے زید کی شادی سیدھی سرائے مرادآباد عرصہ ساڑھے چھ سال کا ہوا ہوئی تھی تقریبا دس ماہ پہلے زید کی بیوی نے زید کی نافرمانی کی اور زید کے ساتھ بدکلامی کی جس سے زید نے انتہائی غصہ میں آکر دو عورتوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی، اس طرح سے تین بار کہا ''میں نے تجھے طلاق دی'' چنانچہ اس دن زید کی بیوی نے کسی کو بھیج کر میکے سے اپنی بڑی بہن کو بلوایا، بڑی بہن نے آکر زید کو اور اپنی بہن کو کسی طرح سے سمجھا کر اسی طرح سے رہنے کو کہا، زید اور اس کی بیوی اسی طرح سے رہتے رہے، اس کے کچھ مہینے بعد زید اپنے کام روزگار سے بے کار ہو گیا، اس نے اس بات کا علماء سے ذکر کیا علماء نے فرمایا تم نے طلاق شدہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھ کر بہت بڑا گناہ کیا ہے؛ لہٰذا زید نے فیصلہ کیا کہ اب میں اپنی بیوی کو نہیں رکھوں گا، شادی کے اس عرصہ میں زید کی بیوی سے کوئی بچہ نہیں ہوا ہے، زید اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا ہے؛ جبکہ زید کی بیوی

بہت تیز اور نہایت بدکلام ہے، جس کے محلّہ والے اور پڑوسی سب شاہد ہیں زید کی بیوی زید کی شان میں گالیوں تک کا استعمال کرنے تک سے گریز نہیں کرتی اپنی ساس کی جو کہ ۷۰ر سال کی عمر کو پہونچ چکی ہیں کوئی خدمت نہیں کرتی، زید کی بیوی تقریبا بیس دن ہوئے اپنے میکے چلی گئی، بیوی کے بڑے بھائی کسی آدمی کو لے کر گاؤں چکر کی ملک کے معزز اور بڑے آدمی کے پاس بات کرنے کی غرض سے تشریف لائے، بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جانے کے بعد بات اس نتیجے پر پہونچی کہ بڑے آدمی نے زید کی بیوی کے بھائی سے کہا کہ صبح کو لڑکی کو زید کے گھر پہونچا دیں، اس پر زید نے کہا کہ میں کس رشتے سے اس کو رکھوں گا، اس پر معزز آدمی نے زید کو خاموش کردیا اور ان کے فیصلے کے مطابق دوسرے دن شام کو زید کی بیوی کو اس کے بھائی نے زید کے گھر پہونچا دیا، اس شکل میں کیا گناہ ہے اور کون کون گنہگار ہیں؟ تحریر فرمادیں؛ جبکہ زید کے پڑوسی او محلے والوں کو اس بات کا علم ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، زید کی بیوی کہتی ہے کہ میں اسی وقت گھر سے نکلوں گی جب مجھے میرے مہر کے دس ہزار روپۓ دیدو گے، زید مزدور اور غریب ہے، وہ اتنی طاقت نہیں رکھتا ہے کہ مہر کی رقم ادا کر سکے؛ جبکہ زید کی بیوی کے میکے والے زید کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں، اگر زید کی بیوی رہنا چاہتی ہے، تو کیا کرنا ہوگا اور اگر نہیں رہنا چاہتی تو کیا کرنا ہوگا؟ اور زید جبکہ غریب ہے، تو اس کے مہر کی ادائے گی کی آسان ترکیب کیا ہوگی؛ جبکہ زید بیوی کی بدزبانی سے اتنا نالاں ہے کہ زید کے دل میں بیوی کی طرف سے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، زید پر دباؤ ڈال کر بیوی کو رکھنے پر مجبور کیا جارہا ہے، زید کی بیوی بات بات پر کلام مجید کی قسمیں کھانے کی عادی ہے، اس صورت میں جبکہ زید کی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے، تو کیا زید کو دوسری شادی کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی: رفعت علی خاں معرفت ڈاکٹر تاج، چوراہا شاہ بلاقی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: جب زید اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکا ہے،

تو بیوی زید پر بالکل حرام ہوچکی ہے، اس کو ساتھ رکھنا حرام کاری ہے اور جولوگ طلاق کے بعد بیوی کو زید کے گھر رکھوا رہے ہیں، وہ سب لوگ سخت معصیت اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوچکے ہیں، ان پر توبہ لازم ہے اور زید پر لازم ہے کہ فوراً بیوی کو اپنے سے الگ کردے ورنہ سخت ترین عذاب الٰہی مسلط ہونے کا خطرہ ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱۰/۳۰۶، ۱۰/۳۱۷)

ومفاده أنه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نكاح عالماً بحرمتها لا تجب عدة أخرى؛ لأنه زناً. (شامي، باب العدة، كراچي ۳/۵۱۸، زكريا ۵/۲۰۰)

اور اگر بیوی کو دوبارہ رکھا جائے، تو حلالہ شرعیہ کے بعد نکاح کرکے رکھا جاسکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

نیز جب شوہر نے طلاق دیدی ہے، تو اس پر بیوی کا مہر ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر زید پورا مہر اکھٹا ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، تو اس کی آمدنی اور روزگار کی رعایت رکھتے ہوئے قسط باندھ دی جائے اور علاقہ کے معزز افراد جانبین کی رعایت رکھ کر قسط مقرر کردیں اور زید قسطوار ادا کرتا رہے، نیز زید کو دوسرا نکاح کرنے کا شرعاً ہر وقت حق ہے۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمىٰ، أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذلك. (هندية، الباب السابع في المهر، زكريا قديم ۱/۳۰۳، جديد ۱/۳۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۴۴۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴/۱۱/۱۴۱۱ھ

طلاق ثلاثہ سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

سوال [۲۶۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اولاً قمر الدین کی کیفیت تحریر کرتا ہوں کہ قمر الدین کو بلڈ پریشر کی شکایت ہے، جب کبھی ذہن پر زیادہ لوڈ پڑتا ہے، تو اپنی عاقبت سے بے خبر ہوکر زبان کا استعمال کرتے ہیں، چھوٹے بڑے کا لحاظ جاتا رہتا ہے اور جب اس سے زیادہ ہوتا ہے، تو پورا بدن کانپنے لگتا ہے، اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے تو بے ہوش ہوجاتے ہیں جیسا کہ اس سے قبل دو یا تین بار بے ہوش ہوچکے ہیں اور گر کر زخمی ہوچکے ہیں۔

قمر الدین کے گھر میں اکثر بھائیوں میں جھگڑا ہوا کرتا تھا اور والدہ صاحبہ میں، درج ذیل مسئلہ میں ایک دن قبل بھائی سے تو تو میں میں ہوئی اسی دن والدہ صاحبہ کو اسپتال لے کر جانا تھا، مگر وہ بھی انکار کرگئیں جس سے قمر الدین کو دلی رنج وصدمہ ہوا؛ اس لئے کہ قمر الدین اپنی والدہ کا دل سے ادب واحترام کرتا ہے، انہیں وجوہ کی بناء پر اور مزید چند گھنٹہ ہی بند کرنے کے بعد آنکھ کھلی تو والدہ کی آواز کانوں میں پڑی کہ ٹکٹ منگادو، ہم گھر جائیں گے جس سے قمر الدین کو اور بھی تکلیف ہوئی اور بھائی سے بھی کچھ باتیں ہوئیں، جس سے مندرجہ بالا کیفیت طاری ہونے لگی، تو انہوں نے کہا کہ لو امی جان ہم نے طلاق طلاق طلاق دی، اس کے بعد ان کی والدہ نے صحیح نہ سمجھنے کی بناء پر دوبارہ پوچھا کہ یہی رہ گیا تھا کہنے کو یہی باقی تھا، تو قمر الدین بے قابو ہوکر کہنے لگا ہاں تم فلاں فلاں کی وجہ سے طلاق طلاق طلاق دی، پھر قمر الدین کا بدن کانپنے لگا، گرتے گرتے جاکر لیٹ گیا، بقول لوگوں کے قمر الدین سے ایک گھنٹہ کے بعد کچھ دور فاصلہ پر ایک مکان میں کچھ سوالات کئے اور قمر الدین نے جواب بھی دیا، جس میں ان کی اور ان کی بیوی کی برائیاں کی گئیں تو قمر الدین نے کہا کہ تم لوگوں کی بناء پر ہی ایسا کیا ہے۔

اب قمرالدین یہ کہتا ہے کہ ہم کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں ہے، قمرالدین کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا، نہ کوئی رنجش تھی، نہ وہ وہاں پر حاضر تھی، نہ ہی قمرالدین کے ذہن میں تھی، قمرالدین کی بیوی سے پندرہ یوم قبل ہی ایک بچی کی پیدائش وجود میں آئی ہے، جس سے بیوی حد سے زیادہ پریشان ہے اور مرنے جینے کو تیار ہے، مگر ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں اور قمرالدین کی بھی قریب قریب یہی کیفیت ہے، بہت پریشان ہے، اب ان مذکورہ بالا حالات میں آیا طلاق کا وقوع ہوا یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی ہوئی؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟ مدلل ومفصل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اصغر، قمرالدین خاں، بمعرفت مولانا نثار احمد، مدرس مدرسہ امدادیہ، مرادآباد

جواب منجانب: مفتی عزیزالرحمٰن صاحب مدرسہ عربیہ امدادیہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جو کیفیت درج ہے، اس کے مطابق قمرالدین بعض اوقات دماغی خلل میں مبتلا ہوجاتا ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ خلل کا غلبہ اس طرح ہو کہ خلاف عادت اقوال وافعال کا بلاقصد صدور ہونے لگے، تو جب تک یہ کیفیت باقی رہے ان اوقات میں کوئی حکم ایسے شخص کے قول پر مرتب نہ ہوگا۔

علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں:

فالذي ينبغي التعويل عليه في المدهوش ونحوه إناطة الحكم بغلبة الخلل في أقواله، وأفعاله الخارجة عن عادته. وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر، أو لمرض، أو لمصيبة فاجأته فما دام في حال غلبة الخلل في الأقوال، والأفعال لا تعتبر أقواله وإن كان يعلمها ويريدها. (شامي، كراچی مطب فی طلاق المدهوش ۳/۲٤٤)

اس بحث میں چند سطر قبل یہ بھی تحریر ہے کہ اگر کسی شخص کی یہ کیفیت معلوم ہے، تو اگر وہ دعویٰ کرے، تو بغیر کسی ثبوت کے طلب کئے ہوئے اس کی بات تسلیم کی جائے گی۔

وإذا كان يعتاده بان عرف منه الدهش مرة يصدق بلا برهان.

لہٰذا اگر واقعی زید کی یہی کیفیت ہے، جو سوال میں ذکر کی گئی اور جو واقعہ پیش آیا، وہ ایسی حالت میں پیش آیا، تو طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ ایک گھنٹہ کے بعد کی جس گفتگو کا حوالہ ہے، اس سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت وہ صحیح الدماغ تھا، یہ بات تو عینی شاہدین ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں؛ لیکن اگر قطعیت کے ساتھ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور قمرالدین پر سائل کی تحریر کے مطابق اس طرح کے دورے پڑتے ہی رہتے ہیں، تو پھر اس کی بات تسلیم کی جائے گی اور اس حالت میں جو طلاق دی، اس کے متعلق شرعی حکم یہی ہوگا کہ طلاق نہیں ہوئی۔

دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ سوال میں جو تفصیل درج ہے، اس کی رو سے جھگڑا نہ تو بیوی کے متعلق تھا، نہ بیوی سے تھا، نہ اس کا کوئی ذکر آیا، نہ ہی وہ وہاں موجود تھی اور قمرالدین کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں، ان میں بھی کہیں بیوی کا نام یا اسے خطاب نہیں ہے؛ بلکہ اس کے برخلاف ماں کو خطاب ہے (لو امی جان طلاق طلاق طلاق) اس صورت میں اگر قمرالدین یہ نہ کہے کہ بیوی ہی کو طلاق دینا مقصود تھا، تو شرعاً کوئی وجہ نہیں کہ الفاظ منقولہ سے اس کی بیوی پر طلاق کا حکم ہوسکے؛ لہٰذا یہ طلاق واقع نہیں مانی جائے گی، دونوں اب بھی میاں بیوی ہیں اور حسب دستور ساتھ رہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: عزیز الرحمٰن عفی عنہ

۱۴؍ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

جواب منجانب: درالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قمرالدین کا نہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ تھا اور نہ ہی کوئی آپسی رنجش تھی اور نہ ہی بیوی اس جگہ پر موجود تھی اور نہ ہی طلاق کے ساتھ بیوی کا نام لیا ہے اور نہ مذکورہ جھگڑا بیوی سے متعلق تھا اور نہ ہی ماں اور بھائیوں وغیرہ کے بیوی کی

شکایات کرنے کی بناء پر صدمہ پہونچا ہے اور نہ ہی والدہ کا ہسپتال جانے سے انکار کرنا قمرالدین کی بیوی سے صدمہ پہونچنے کی بناء پر تھا؛ بلکہ صرف والدہ اور بھائیوں سے اختلاف وصدمہ کی وجہ سے بے خبری میں بے مقصد اور مہمل طور پر قمرالدین کی زبان سے طلاق کا جملہ نکلا ہے، تو عدم وقوع طلاق کے حق میں احقر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے جواب کی تصدیق کرتا ہے اور اگر ایک دن پہلے بھائی سے بیوی کی وجہ سے جھگڑا ہوا ہے اور والدہ اسی بناء پر قمرالدین کے ساتھ ہسپتال نہیں گئی ہے یا والدہ کو الگ سے بیوی کی طرف سے صدمہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ہسپتال جانے سے انکار کر دیا ہے اور قمرالدین کی والدہ نے گھر جانے کے لئے جو ٹکٹ منگانے کو کہا ہے، وہ قمرالدین کی بیوی کے ساتھ رہ کر نباہ نہ ہونے اور اس کی بیوی سے صدمہ پہونچنے کی بناء پر ہے اور والدہ کو بیوی کی طرف سے مطمئن کرنے کے لئے طلاق کا جملہ زبان سے نکلا ہے، تو قمرالدین کی بیوی پر شرعاً طلاق واقع ہو چکی ہے، اگر چہ بیوی وہاں پر موجود نہ رہی ہو اور نہ ہی بیوی کا نام لیا ہو؛ اس لئے کہ ایسی حالت میں بیوی کے موجود ہونے اور نام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ جھگڑا اور اختلاف کا قرینہ بیوی کی طرف طلاق کے منسوب ہونے کے لئے کافی ہے۔

ولایلزم کون الإضافة صریحة في کلامه (إلی قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها. (شامي، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچي ۳/۲۴۸، زکریا ۴/۴۵۸)

نیز اگر مدہوشی کے حالت میں طلاق دے کر اس کو یاد نہیں رہا ہے؛ لیکن آدمیوں نے اس کو بتلایا ہے کہ تم نے ایسے الفاظ زبان سے ادا کئے اور ان کے قول پر قمرالدین کو اعتماد ہے، تو طلاق ثابت ہو جائے گی اور قمرالدین کے لئے بیوی حلال نہ ہوگی۔

قال في الولوالجیة إن کان بحال لو غضب یجري علی لسانه مالا یحفظه بعده جاز له الاعتماد علی قول الشاهدین الخ.

(شامي، کراچي ۳/۲۴۴ زکریا ۴/۴۵۳)

اب اس تحریر کے بعد قمرالدین خود اپنے حالات کا جائزہ لے کہ اس نے کس حالت اور کس موقع پر طلاق دی ہے اور خدائے علیم وحکیم سے ڈرے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ؍ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷ ؍ ۲۶۲۸)

طلاق ثلاثہ اور میرا کوئی خدا نہیں کہنے کا حکم

سوال [۶۶۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے خاوند نے تقریباً ایک سال پہلے فون پر کسی بات پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ ''تمہیں طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق'' پانچ چھ مرتبہ کہا، ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میں نے فون کاٹ دیا، اس کے بعد دوسرے ہی دن میرے صاحبزادے سے شوہر نے کہا کہ میں تمہاری ماں کو ہزار مرتبہ طلاق دوں گا اور رکھوں گا۔

نوٹ: اس واقعہ کے بعد وہ طلاق دینے سے مکر گئے (یعنی طلاق کا انہوں نے انکار کیا
نیز میرے شوہر نے اپنی والدہ سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا (جبکہ لاؤڈ اسپیکر آن تھا اور وہاں تین چار آدمی موجود تھے اور ان سبھوں نے اس کے کلام کو سنا ہے) کہ میرا کوئی خدا نہیں اور خود مجھ سے بھی اکثر یہ کہتے کہ ''میں خدا کو نہیں مانتا'' میں تو کافر ہو گیا ہوں اور کافر ہوں، اس طرح کے جملے بار بار کہے؛ لیکن دوسری طرف وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) میرا اس شوہر کے ساتھ رہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا فون پر اس کے ''تمہیں طلاق، طلاق، طلاق، طلاق'' کہنے کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟

(۲) شوہر کا یہ کہنا کہ ''میرا کوئی خدا نہیں ہے، میں خدا کو نہیں مانتا، میں کافر ہو گیا ہوں

اور میں کافر ہوں“ شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا یہ شخص ان جملوں کے کہنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام میں داخل رہا یا نہیں؟ اگر دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا تو تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟

نوٹ: نیز میرا شوہرا بھی فی الحال سعودی میں ہے، اس واقعہ کے بعد واپسی نہیں ہوئی ہے، واپسی کے بعد اگر وہ ان باتوں سے مکر گیا تو کیا حکم ہوگا؟ جبکہ یہ ایسا شخص ہے کہ ہر چھوٹی چھوٹی باتوں پر خدا اور قرآن کی قسم کھانے لگتا ہے۔

شریعت اسلامیہ کی روشنی میں دونوں جز کا جواب عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں عین کرم ہوگا۔

المستفتيه: انجم رحمٰن، کانپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: (۱) صورت مسئولہ میں آپ کے شوہر کا آپ سے فون پر یہ کہنا کہ ”تمہیں طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ سے آپ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے آپ قطعی طور پر حرام ہوگئیں، اب آپ کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ناجائز اور حرام کاری ہوگی۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، زكريا ٤/ ٥٢١، كراچي ۳/ ۲۹۳)

وفي الظهيرية: متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (الفتاوى التاتارخانية ٤/ ٤٢٧، رقم: ٦٥٩٠، هندية، زكريا قديم ۱/ ۳٥٦، جديد ۱/ ٤۲۳)

(۲) آپ کے شوہر کا یہ کہنا کہ ”میرا کوئی خدا نہیں“ اور ”میں کافر ہوگیا ہوں“ ایسے الفاظ کا کہنا کفر ہے، اس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہوگیا ہے، اس کے اوپر تجدید ایمان لازم ہے اور چونکہ نکاح طلاق کے ذریعہ سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے، اس پر کوئی اثر نہیں پڑا،

اگر نکاح باقی رہتا تو ان الفاظ کے ذریعہ نکاح ختم ہوجاتا۔

مسلم قال: أنا ملحد يكفر. (هندية، زكريا قديم ١/٢٧٩ جديد ١/٢٨٩)

مسلم قال: أنا ملحد يكفر؛ لأن الملحد هكذا. (المحيط البرهاني، المجلس العلمي بيروت ٧/٤٢٥، رقم: ٩٢٧٦، كراچي ٥/٥٧٣)

من أتىٰ بلفظة الكفر مع علمه، أنها لفظة الكفر عن اعتماد، فقد كفر ولو لم يعتقد أو لم يعلم أنها لفظة الكفر؛ ولكن أتىٰ بها على اختيار فقد كفر عند عامة العلماء لا يعذر بالجهل. (تاتارخانية، زكريا ٧/٢٨٢، رقم: ١٠٤٨٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۱۳/۴۰)

تین مرتبہ طلاق دیدی واقع ہوئی یا نہیں؟

سوال [٦٦٢٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ادریس جس نے اپنی بیوی کنیز فاطمہ کو تین مرتبہ طلاق دیدی، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ طلاق دیتے وقت لڑکے کے ماں باپ بھی موجود تھے، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد یٰسین، محلّہ درزیان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے تین طلاق دیدیں تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی صحیح نہ ہوگا۔

عن سماک قال: سمعت عكرمةؓ يقول: الطلاق مرتان: فإمساك بمعروف، أو تسريح باحسان، قال: إذا طلّق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى

تنكح زوجاً غيره. (المصنف لإبن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسه علوم القرآن بيروت ١٠/١٩٧، رقم:١٩٥٦٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، قدوري، امداديه ديو بند ١٧٨، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ٢/٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۹۱۲/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۰/۱۴۲۱ھ

ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۶۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مستجاب حسین ولد محمد ایوب، محلّہ: اصالت پورہ نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا یعنی طلاق طلاق طلاق تو کیا طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: مستجاب حسین، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کرنے سے بیوی پر تین طلاق معتبر ہوکر تین طلاق ہوجاتی ہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں مستجاب کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ اب بلا حلالہ شرعیہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عـالـمـگيـري، زكـريـا قـديـم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۸۴۱)

میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں

سوال [۶۶۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رحمت عالم نے اپنی بیوی زیب النساء کو کہا کہ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں، اس کے بعد طلاق طلاق طلاق کہا، اسی کا کہنا ہے کہ بعد کے تین لفظوں سے میں نے پہلی طلاق کو ثابت کیا ہے، تو کیا زیب النساء پر طلاق ہوگئی اور یہ بھی بتائیں کہ کتنی ہوئیں؟ ایک مولوی نے بتایا کہ ایک طلاق ہوئی۔

المستفتی: فرحت عالم، بڑھاپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رحمت عالم کے اس جملہ ''کہ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں'' سے اس کی بیوی زیب النساء پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں، بعد کے الفاظ زائد ہیں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵؍۱۲۹)

وفي الشـامية: (ثـلاثة متـفـرقة) وكـذا بكلمة واحـدة بـالأولى ......وذهـب جـمـهـور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شـامـي، كراچي ٣/٢٣٢، زكريا ٤/٤٣٤، فتح القدير، دارالفكر بيروت ٣/٤٦٩، كوئٹه ٣/٣٣٠، زكريا ٣/٤٥١)

وفـي الـدر الـمـختـار: ولـو قـال: لـمـوطوئة...... أنـت طـالق ثلثاً...... وقع. (در مختار، كراچي ٣/ ٢٣٤، زكريا ٤/ ٤٣٧، هكذا في الهندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٥، جديد ١/ ٤٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۷۰۸)

تنہائی میں طلاق ثلاثہ دینا

سوال [۶۶۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شوہر نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں؛ لیکن اس وقت وہاں موجود کوئی نہ تھا، یہاں تک کہ دو سال کا بچہ تک نہ تھا، کیا طلاق ہوگئی؟ اور وہ شخص اپنی اس غلطی پر بے حد شرمندہ ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد ناظر حسین، مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی کوئی شکل نہیں ہے۔

عن عائشة رضـ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسأل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، سنن نسائي، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية،

زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند۲/ ۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمية بيروت ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٤/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍رجب المرجب ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹؍ ۳۲۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۷/۸ھ

ڈرانے کی نیت سے طلاق مغلظہ دینا

سوال [٦٦٢٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے گھریلو جھگڑے اور ذہنی ٹینشن میں اپنی بیوی کو صرف ڈرانے کی نیت سے کہا میں نے طلاق دی اور پھر طلاق طلاق طلاق کہہ کر باہر چلا گیا، صرف ان الفاظ کے علاوہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا؛ لہٰذا حضور والا سے درخواست ہے کہ شرعی حکم تحریر فرمادیں؟

المستفتی: مدثر حسین، پیرکا بازار، سرسید نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شوہر نے یہ کہا کہ میں نے طلاق دی، یہ طلاق میں صریح ہے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، پھر اس نے لفظ طلاق کو تین مرتبہ مکرر استعمال کیا، تو مزید دو طلاقیں اور پڑ کر یہ عورت مغلظہ ہوگئی، اب بدون حلالہ اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔

عن سماک قال: سمعت عكرمةؓ يقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف، أو تسريح باحسان، قال: إذا طلّق الرجل امرأته واحدة، فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لإبن أبي شيبة، مؤسسه علوم القرآن بيروت ١٠/ ١٩٧، رقم: ١٩٥٦٤)

لـو قـال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٢٧٦)

لـو كـرر لـفظ الطلاق وقع الكل. (شـامـي، بـاب طـلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/ ٥٢١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۷۹/۳۸)

شوہر اقرار کرے کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے تین طلاق دیں

سوال [۶۶۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں اور بیوی کے درمیان اختلاف کے بعد لڑکی اپنے والدین کے گھر آ گئی اورلڑکی نے دعویٰ کیا کہ لڑکے نے مجھے تین بار طلاق دی ہے اور لڑکے نے پنچایت میں اس سے انکار کیا؛ لیکن لڑکی کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے طلاق دی تھی اوراس پر گواہ بھی موجود ہیں، لڑکی حاملہ بھی ہے۔

المستفتی: محمد شاداب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے لوگوں کے سامنے بیوی سے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے طلاق دی تھی، تو اس سے طلاق کا اقرار ثابت ہوگیا اور جب تین مرتبہ طلاق دی ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم ۳۰۹/۵، جدید زکریا ۲۶۷/۸)

ولـو أقـر بـالـطـلاق كـاذبـاً، أو هـازلاً وقع قضاءً. (شـامـي، كراچي ٣/٢٨٣، زكريا ٤/ ٤٤٠)

ولـو قيـل لـه طـلـقـت امرأ تک، فقال: نعم! أو بلىٰ بالهجاء طلقت.
(شامي، كراچي ۳/۲٤۹، زكريا ٤/٤٦٠)

وفـي الـخـلاصة: قيـل لـه ألست طلقتها؟ تطلق ببلىٰ. (شـامي، كراچي ۳/۲۸۳، زكريا ٤/٥٠٨)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كـذا في الهداية. (عـالـمـگيـري، زكـريـا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥، هداية اشرفي ديو بند۲/۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۳۲۳۳/۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۷/۱۴۲۲ھ

ڈرانے کے لئے تین طلاق دینے سے وقوع طلاق

سوال [۶۶۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، ایک مرد اور ایک عورت کی موجودگی میں؛ لیکن شوہر کہہ رہا ہے کہ میں نے بیوی کو ڈرانے کے لئے اس طرح کہا ہے، تو کیا اس صورت میں بھی طلاق واقع ہوجائے گی؟

المستفتی: نور محمد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر تین طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ تین طلاق نیت و ارادہ سے نہیں دیں؛ بلکہ ڈرانے کے لئے دیدی ہیں؛ لیکن شریعت میں طلاق ایسی چیز ہے کہ مذاق میں دی جائے یا ڈرانے کے لئے دی جائے غلطی سے دی جائے، بہرحال طلاق

واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ثلث جدهن جد، هزلهن جد، النكاح، والطلاق، والرجعة. الحديث (سنن الترمذي، ابواب ماجاء في الجد والهزل في الطلاق، النسخة الهندية ۱/ ۲۲۵، دارالسلام رقم: ۱۱۸٤، سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب الرجل يجحد الطلاق، النسخة الهندية ۱٤۷، دارالسلام، رقم: ۲۰۳۹ مشكوة شريف ۲/ ۲۸٤)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي، كراچي ۳/ ۲۳٦، زكريا ٤/ ٤٤۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۲۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۴/۷ھ

اپنے گھر والوں سے ڈر کر بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [٦٦٢٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے اور میرے سسرال والوں کے درمیان کچھ آپسی رنجش چل رہی تھی، اور میری بیوی اپنے میکے میں تھی، میری سسرال والوں نے میرے گھر کہلا بھیجا کہ اپنی بیوی کو لیجاؤ، میرے والد نے کہلا بھیجا کہ بیس دن کے اندر لے جاؤں گا، ابھی بیس دن گذرنے بھی نہیں پائے تھے، یہاں تک میرے والد ایک غیر مسلم وکیل کو متعین کرکے گھر پر بلائے اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم طلاق طلاق کہو، میں نے اپنے والد اور بھائیوں سے ڈرتے ہوئے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کا لفظ کہہ دیا اور بیوی وغیرہ کا نام نہیں لیا، اس کے بعد وکیل نے فارم

بھر کر مجھ سے زبردستی دستخط لے لئے اور اس نوٹس کو میری سسرال بھیج دیا، جب نوٹس سسرال پہونچا تو انہوں نے واپس کردیا اور کہا کہ اگر طلاق واقع ہوگئی تو قتل وغارت گری ہی ہوگی۔

اب سوال یہ ہے کہ میری بیوی نکھار عرف بھوری کو طلاق پڑ گئی یا نہیں؟ جبکہ میں نے مجبوراً اس کا نام لئے بغیر طلاق طلاق طلاق کے الفاظ ادا کئے اور زبردستی مجھ سے دستخط لئے گئے۔ جلد جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد وسیم، محلّہ: زیارت، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ صورت میں جب شوہر نے طلاق کے وقت اپنی زبان سے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ جاری کر لئے ہیں، تو اس کی بیوی پر اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، زبردستی سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور مطالبۂ طلاق کے وقت بغیر نیت کے بھی طلاق صریح واقع ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۵۴/۸، جدید ڈابھیل ۳۳/۱۲)

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الكره جائز. (مصنف عبد الرزاق، باب طلاق الكره، المجلس العلمي بيروت ٦/ ٤١٠، رقم: ١١٤٢١)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ حر، أو عبد، ولو كان الزوج مكرها، فإن طلاقه صحيح. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨، قديم ١/ ٣٨٤، شامي، كراچي ٣/ ٢٣٥، زكريا ٤/ ٤٣٨، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٣، جديد ١/ ٤٢٠، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩٥، رقم: ٦٥١٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣٠ رصفر المظفر ١٤١٣ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٠٣٤/٢٨)

محض تین طلاق کا اقرار کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [٦٦٣٠]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی منکوحہ کو دو بار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی؛ لیکن اس کی شریک حیات نے مزید یہ اور یاد دلایا کہ آپ نے قبل چھ ماہ مجھے یہ کہا تھا کہ میں تجھے آزاد کردوں گا یا کردیا، یہ بات میری سمجھ میں صحیح نہیں آئی کہ آزاد کردوں گا کہا تھا یا کردیا کہا تھا، یہ بات شک کے دائرہ میں ہے، لڑکا (زید) اس بات سے انکار کرتا ہے کہ میں نے تو ایسا کبھی نہیں کہا لڑکی کہتی ہے کہ آپ نے کہا ہے، اچھی طرح یاد کرو، بقول اپنی بیوی کے آزاد کردوں گا یا کردیا کو تیسری طلاق مان کر باہر جا کر اخبار کی نیت کے طور پر دو بار طلاق دی، طلاق دی اور تیسری مرتبہ جو میری بیوی نے کہا تھا کہ چھ ماہ قبل تم نے یہ کہا تھا کہ میں تجھے آزاد کردوں گا یا کردیا، میں نے اسے طلاق شمار نمبر تین کا عارضی طور پر درجہ دیتے ہوئے پہلے شخص سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو شمار نمبر تین کی طرح تین بار طلاق دی ہے، اس کے بعد دوسرے شخص نے مولانا صاحب سے اپنے کسی ملنے والے کی آڑ میں یہ کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو شمار نمبر تین کی طرح تین بار طلاق دیدے، تو انہوں نے اپنی گردن ہلادی، زبان سے کچھ نہیں بولا؛ کیونکہ اس وقت وہ مدرسہ میں بچوں کو پڑھا رہے تھے، اگر وہ دونوں شخص اس بات کی گواہی دیدیں کہ زید نے ہم سے تین بار طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، کیا ان کی گواہی درست مانی جائے گی؟ مثلاً ایک طالب علم نے امتحان میں تین سوال حل کئے ہوں، ان میں سے دو سوال صحیح ہوں اور ایک سوال غلط تو شمار نمبر تین ہی رہے گا، اسی طرح دو ہی طلاق مانی جائیں گی؟ طلاق کا شمار نمبر بھلے ہی تین ہے آزاد کردوں گا یا کردیا، جو شک کے دائرے میں ہے اس جملہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، جس وقت زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی اس وقت وہ پانچ ماہ کی حاملہ تھی اور جب تک بچہ پیدا ہوا، تب تک وہ زید کے ہی ساتھ رہتی رہی، عرصہ چار ماہ کے دوران رجوع بھی ہوا، جب دوران ولادت طفل رجوع ہوگیا، تو لڑکی بدستور پہلے کی طرح زید کے نکاح میں آگئی، اس کے بعد گواہوں کی، گواہی بے معنی مسترد ہوجاتی ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

المستفتی: سرفراز بن محمد حنیف، پہاڑی دروازہ، نئی بستی، نگینہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ پرغور کیا گیا،اس میں دو طلاق کے بارے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں؛ لیکن تیسری طلاق کے بارے میں شکوک وشبہات ظاہر کئے گئے ہیں، میاں بیوی کے درمیان چھ ماہ پہلے کے واقعہ کے بارے میں گھر میں اختلاف ہورہا ہے؛ لیکن باہر آکر کے جب شوہر نے کسی کے سامنے اس بات کا اقرار کرلیا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو شمار نمبر تین کی طرح تین بار طلاق دی ہے، تو صرف اس اقرار کی وجہ سے تین طلاق واقع ہوگئیں ہیں، چاہے اس سے پہلے واقعہ میں طلاق نہ دی ہو، اس لئے کہ محض اقرار کی وجہ سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ شرعیہ کے جانبین میں نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

عن سماک قال: سمعت عکرمةؓ یقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف، أو تسریح باحسان، قال: إذا طلّق الرجل امرأته واحدة، فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثاً، فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لإبن أبي شیبة، مؤسسه علوم القرآن بیروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵٦٤)

ولو أقر بالطلاق کاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا دیانة. (شامي، کتاب الطلاق، قبیل مطلب في المسائل التی تصح مع الإکراه، زکریا ٤/٤۰۰، کراچي ۳/۲۳٦)

إن من أقر بطلاق سابق یکون ذلک إیقاعاً في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال وهو مالک للایقاع غیر مالک للإستناد. (المبسوط للسرخیسي، کوئٹه ٤/۱۰۹، بحواله محمودیه جدید۱۳/۳۰۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍۹۹۳۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰؍۳؍۱۴۳۱ھ

تین طلاق کے اقرار کرنے کا حکم

سوال [۶۶۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شاہانہ پروین کی شادی عبد القیوم کے ساتھ ہوئی، پندرہ سال شادی کو ہوگئے، جب سے شادی ہوئی روز کسی نہ کسی بات پر جھگڑا کرتی ہے، ایک روز صبح چائے بنانے بیٹھی تو غصہ میں چائے ہاتھ پر ڈال دی، تو اس وقت بھی دو بار طلاق ہوئی، پھر بھی وہ رہتی رہی ایک مرتبہ شوہر دہلی گئے ہوئے تھے، تو آکر دیکھا ایک غیر مرد بیٹھا ہوا ہے، تو اسے دیکھ کر غصہ میں آکر پھر طلاق دی، اس بات پر محلّہ والے بھی گواہ ہیں، رمضان میں رپورٹ کرادی، بلا وجہ سب کے سامنے طلاق ہوئی گواہ شعیب، زبیر اوران کی والدہ موجود تھی جس وقت شاہانہ کے گھر والے آئے تو ان کے سامنے بھی تین طلاق دیں، اور میں عبد القیوم خود تین بار طلاق دینے کا اقرار کرتا ہوں۔

المستفتی: عبد القیوم، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب شوہر عبد القیوم خود تین بار طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی شاہانہ پروین پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب بدون حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا بھی درست نہیں ہے۔

عن عائشة رضي قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍۶۱؍۱۰۵)

شوہر کا تین مرتبہ طلاق کا اقرار کرنا

سوال [۶۶۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اختر حسین ساکن محلہ لالباغ، مرادآباد، اپنے گھر پر کھانا کھا رہا تھا، میری بیوی سے کچھ کہا سنی ہوگئی میری بیوی بہت زیادہ زبان دراز ہے، جس کی وجہ سے جھگڑا کچھ زیادہ بڑھ گیا اور خوب گالم گلوچ ہوگئی، بہت سمجھانے پر بھی نہیں مانی مجھے بہت زبردست غصہ آگیا اور میں نے طلاق دیدی، میری والدہ شمیمہ بیگم نے بھی میری بیوی شاکرہ بیگم کو بہت سمجھایا؛ لیکن وہ نہیں مانی جس کی وجہ سے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا، اسی دوران میرے بھائی انور حسین جو کہ رشتے میں میرے ساڑھو بھی ہوتے ہیں اوپر آگئے، ان کی بیوی یعنی میری سالی بھی موجود تھی، ان کے سامنے میں نے تین مرتبہ پھر طلاق دی کہ میں نے تجھے طلاق دی اور شاکرہ کی بہن اس کو نیچے لے گئی، اس کے بعد محلے کے پڑوسی بھی شور وغل سن کر آگئے، ان کے سامنے بھی ۳؍مرتبہ طلاق کے کلمات دہرائے اس بات کے گواہ میرے بھائی انور حسین اور چھوٹے خان ہیں اور اس بات کو شاکرہ کے رشتہ دار ماں باپ اور بہن وغیرہ پر ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں؛ جبکہ اس کی بہن نے اور کچھ لوگوں نے خود طلاق کے لفظ اپنے کانوں سے سنے ہیں اور اسی وقت اس کو برقعہ اڑھا کر مع سروسامان

کے جس میں زیور بھی تھا لے گئے؛ لہٰذا مفتی حضرات سے اسلام کی روشنی میں اس کا فتویٰ چاہتے ہیں، شاکرہ کو کچھ دن حمل کے چڑھے ہوئے تھے۔

المستفتی: اختر خان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے خود تین مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کرلیا ہے، تو ایسی صورت میں گواہ وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں شرعاً بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، كراچي ۳/۲۳۶، زكريا ٤/٤٤٠)

وطلاق الحامل يجوز. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳٥٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الهندية، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۶۵۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۹/۳/۲ھ

تین طلاق کا اقرار کرنے کے بعد ایک کا انکار کرنا

سوال [۶۶۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا مردوں کی ایک مجلس میں اقرار کیا اور بیوی نے بھی اور ایک دوسری عورت نے بھی اقرار کیا اور دونوں کے درمیان فیصلہ جدائی ہونے کے ایک ہفتہ بعد شوہر بیوی اور دوسری عورت تین طلاق سے انکار کررہے ہیں اور شوہر بیوی دونوں کہتے ہیں کہ دو طلاق دیں اور کہتے ہیں کہ شوہر نے بیوی کو مارا اور کہا کہ اگر تو نے

میرے بھائی سے کہا، تو تجھے طلاق دیدوں گا اور بیوی نے شوہر کے بڑے بھائی سے کہہ دیا، بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو مارا تو شوہر نے بیوی کو دوطلاق دیں، تیسری طلاق دیتے وقت اس کے بڑے بھائی نے اس کے منھ پر ہاتھ رکھا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: محمد شاکر، موضع: چک گوردھن، پوسٹ: نہٹور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھوٹا اور غلط بیان دے کر فتوی لینے سے حرام چیز حلال نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے اگر آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کرلیا ہے جیسا کہ سوالنامہ میں مذکور ہے، تو اس سے آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں اور اب شوہر وبیوی کا میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنا بلا حلالہ شرعیہ جائز نہیں ہے اور تین طلاق کے انکار کے بعد دوطلاق کے اقرار کرنے سے بیوی حلال نہیں ہوگی۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۲۸)	۱۴۲۴/۵/۶ھ

میں اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تین مرتبہ کہا

سوال [۶۶۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی فرحانہ کو آٹھ سال پہلے طلاق دی تھی، طلاق کا لفظ اس طرح تھا کہ ''میں اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی فرحانہ کو طلاق دیتا ہوں، میں اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی فرحانہ کو طلاق دیتا ہوں، میں اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی فرحانہ کو طلاق دیتا ہوں'' اس طرح ایک ہی وقت میں تین بار کہلوایا گیا تھا، طلاق دیتے وقت میرا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا، کچھ گھر میں ایسی باتیں بھی ہوگئی تھیں، طلاق دینے کی اپنی میری مرضی نہیں تھی، مجھ سے جس طرح کہلوایا گیا تھا، وہ میں نے کہہ دیا تھا، طلاق دیتے وقت میری بیوی موجود نہیں تھی، میری ساس، سسر اور سب بھائی موجود تھے، میرے سسر ساس کا کہنا تھا کہ ہم نے ایک ہی بار یہ لفظ سنا تھا، تو مفتی صاحب اس صورت میں تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟ اور طلاق کے بعد اس نے عدت بھی نہیں کی، میرے دو بیٹوں میں ایک پندرہ سال کا اور دوسرا دس سال کا ہے، میرا بڑا بیٹا دھمکی دیتا ہے کہ میری ماں کو لے آؤ ورنہ میں کچھ بھی کرلوں گا، میں دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لانا چاہتا ہوں، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد اعظم گوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب تحریر سوال آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں؛ اس لئے آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور آٹھ سال کے درمیان عدت بھی گذر چکی ہے اور عدت میں نہ بیٹھنے کی وجہ سے عورت گنہگار تو ہوتی ہے؛ لیکن عدت خود بخود پوری ہوجاتی ہے۔ اب جب عدت گذر گئی تو بلا تاخیر کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے اور نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری لازم ہے اور ہمبستری کے بعد وہ طلاق دیدے، اس کے بعد تین ماہواری گذر جائے تو آپ کے لئے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہوجائے گا۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، يذوق كل واحد

منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۲۱/٤، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۲۲۸/۳۸)

میں تجھے طلاق دے رہا ہوں کہنے سے طلاق

سوال [۶۶۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو کہا ”میں تجھے طلاق دے رہا ہوں“ یہ الفاظ تین مرتبہ کہے، تو اس سے میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: غفار احمد، پکا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میں تجھے طلاق دے رہا ہوں کے الفاظ تین مرتبہ کہنے سے آپ کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور وہ آپ پر بالکل حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۸۸)

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلٰثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲ ۱، جديد زكريا ۳۷٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ؍ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷ ؍ ۸۳۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰ ؍ ۴ ؍ ۱۴۲۵ھ

ایک طلاق کے بعد شوہر نے کہا ''میں نے تیسری طلاق دی''

سوال [٦٦٣٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو شراب پی کر نشہ کی حالت میں طلاق دی اور واقعہ اس طرح پیش آیا کہ شوہر نے بیوی سے کہا میں نے ایک مرتبہ طلاق دی، پھر دوسری مرتبہ شراب پی تو کہا کہ میں نے تیسری طلاق دی۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی اور کون سی طلاق ہوئی اور دوسری مرتبہ کی طلاق کا کوئی تذکرہ بیوی سے نہیں کیا، تو کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

نوٹ: تیسری طلاق کا واقعہ تقریباً چار ماہ کے بعد پیش آیا درمیان میں دوسری طلاق کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔

المستفتی: محمد جنید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تیسری طلاق کے ضمن میں پہلی دوسری بھی داخل شمار ہوا کرتی ہے اور پہلے ایک طلاق دے چکا ہے۔ اب تیسری کے ضمن میں دوسری بھی شامل ہوکر بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ولو قال: أنت طالق تمام ثلاث، أو ثالث ثلاثة فهي ثلاث الخ.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب الطلاق الصريح، زكريا ۳/ ٤۳۸، كوئٹہ ۳/ ۲۵۱)

وقد ذكر الفرق في البزازية بأن الآخر هو الثالث، ولا يتحقق إلا بتقدم مثليه عليه. (شامي، كراچي، ۳/ ۲۸۱، زكريا ديوبند ٤/ ٥٠٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۲۶۹/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۴/۱۴۱۸ھ

ایک اور دو طلاق دی اور ایک دو طلاق کا حکم

سوال [۶۶۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ایک اور دو طلاق یا ایک دو طلاق دی کہا تو اس جملہ سے بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوگئیں؟ کیا طالق اگر دو سے دوسری طلاق مراد لے اور مفتی صاحب کے سامنے اس کا اظہار کرے، تو کیا طالق کی یہ نیت معتبر ہوگی؟ یا دو سے مستقل دو طلاق مان کر کل تین طلاق مراد لی جائیں گی؟

خلاصہ یہ کہ دو عدد سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے یا طالق کی نیت معتبر مانی جائے؟ کیا دو کا عدد دوسری یعنی ایک طلاق کا احتمال رکھتا ہے؟ فتاوی دارالعلوم دیو بند حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کے فتاوی دارالعلوم ۶/ ۱۵۴-۹/ ۳۰۶ ۳۱۰ میں دو جگہ یہ مسئلہ الگ الگ حکم کے ساتھ لکھا ہوا ہے، اس میں راجح اور صحیح بات کیا ہے؟ فقہی عبارت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: نثار احمد، گوہر (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں دو قسم کے الفاظ ہیں:

(۱) شوہر بیوی سے کہتا ہے ”ایک اور دو طلاق“ تو ایسی صورت میں بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں، دوسری قسم کی عبارت ہے ”ایک دو طلاق دی“ تو ایسی صورت میں

اگرشوہر کی نیت میں تین طلاق نہیں ہیں یا کوئی نیت ہی نہیں ہے،تو صرف دوطلاق رجعی واقع ہوجائیں گی، یہی راجح اور مفتی بہ قول ہے اور فتاوی دارالعلوم جلدنمبر ۹/اور۱۰/ دونوں میں یہ مسئلہ ہے،جلدنمبر۹/ میں حضرت مفتی صاحب نے تین طلاق واقع ہونے کےساتھ لفظ احتیاط بھی استعمال فرمایا ہے کہ اس میں احتیاط کا پہلو ہے،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کو اس موقع پرتر دد رہا ہے۔ اور جلد ۱۰/۱۵۴/ میں بغیر تر دد کے صاف لفظوں میں دوطلاق واقع ہونے کولکھا ہے، یہی مسئلہ صحیح ہے، جوکتب فقہ کی ذیل کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے۔ اور جلدنمبر۹/ میں فتاوی قاضی خاں کی جوعبارت پیش کی گئی ہے، اس عبارت میں ایک طلاق کے بعدسکوت اختیار کیا گیا ہے، پھر دوطلاق کا ذکر ہے،تو قاضی خاں کی وہ عبارت مذکورہ مسئلہ سے متعلق نہیں ہے۔

ولو قال: أنت طالق واحدة في ثنتين......فإن نویٰ واحدة، وثنتين فهي ثلاث؛ لأنه يحتمله. (هداية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق اشرفي ديوبند۳/۳۶۳)

وفي قوله: أنت طالق واحدة في ثنتين تقع واحدة، إن لم ينو شيئاً......وقال زفر، والحسن تقع ثنتان......ورجح في الفتح قول زفر.

(مجمع الأنهر قديم ۱/۳۹۰، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۸)

قال رحمه الله: وواحدة في ثنتين واحدة،إن لم ينو، أو نوى الضرب وإن نویٰ واحدة وثنتين فثلاث......وعند زفرؒ يقع ثنتان لعرف الحساب. وهو قول الحسن. (تبيين الحقائق، امدادية ملتان ۲/۲۰۲، زكريا ۳/ ۵۰-۵۱)

وبواحدة في ثنتين واحدة إن لم ينوا ونویٰ الضرب. وتحته في الشامية: وقال زفر، والحسن، والأئمة الثلثة يقع ثنتان......ورجحه في الفتح.

(شامي، كراچي ۳/۲۶۱، زكريا ٤/٤٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۱۵/صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
۱۴۳۲/۲/۱۸ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۸۳)

۱؍۲؍۳؍ میں نے طلاق دی

سوال [۶۶۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی میرے مقابلے میں آگئی تھی، میں نے غصہ میں آکر کہا ''میں نے طلاق دی'' یہ جملہ غصہ کی حالت میں کہا؛ لیکن یاد نہیں یہ جملہ کتنی بار کہا۔

لڑکی کے بیانات: لڑکی کا کہنا ہے کہ میرے شوہر کسی دوسرے کی چھت پر بیٹھے بات چیت کر رہے تھے، جب بیوی نے بلا کر کہا کہ نیچے آکر آٹا لادو، اسی پر تکرار ہوگئی اور لڑکی سے کہا ''۱؍۲؍۳؍ میں نے طلاق دی۔

المستفتی: صابر حسین، باراشاہ، صفاءلال مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر خود طلاق کا اقرار کر رہا ہے اور تعداد کے بارے میں عدم علم کا اظہار کر رہا ہے اور بیوی کے بیان کا انکار بھی نہیں کر رہا ہے، تو بیوی کے بیان کے مطابق اگر واقعی ۱؍۲؍۳؍ میں نے طلاق دی کہا ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔ اب دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی درست نہیں ہوسکتا۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، يذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

متى قرن الطلاق بالعدد كان الوقوع بالعدد. (شامي، كتاب الطلاق، باب الطلاق غير الدخول بها، كراچي ٣/٢٨٧، زكريا ٤/٥١٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍ ۹۶۷)

میں نے مینا کو ۱؍۲؍۳؍ دی

سوال [۶۶۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ایک کاغذ پر لکھا ہے کہ میں نے مینا کو ۱؍۲؍۳؍ دی اور وہ کاغذ میرے پاس ہی ہے؛ لیکن وہ کاغذ تقریباً ۱۵؍ آدمیوں اور عورتوں نے دیکھ لیا ہے، یہ کاغذ اپنی بیوی کو نہیں بھیجا ہے۔

وکیل کی معرفت میں نے ہندی میں ٹائپ کرا کے طلاق کی وجہ اور مہر کی رقم اور نان نفقہ کی رقم کا ڈرافٹ بنوا کر بھیجا، وہ رجسٹری لڑکی کے والدین نے نہیں وصول کی؛ بلکہ واپس کر دی اس میں تین طلاق کا تذکرہ موجود ہے اور میں نے اپنے ملنے والوں سے بھی کہہ دیا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، تو کونسی طلاق ہوئی؟

المستفتی: منصور احمد، تمبا کو والان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب اس تحریر کے بعد آپ نے لوگوں کے سامنے طلاق دینے کا اقرار کرلیا ہے اور دس پندرہ افراد کو طلاق نامہ دکھا دیا ہے اور آپ نے خود اس کا اقرار بھی کرلیا ہے، تو جتنی طلاقوں کا آپ نے اقرار کرلیا ہے، اتنی طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے تین طلاقیں لکھی ہیں اور اس کا اقرار کیا ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

أما إن أرسل الطلاق، بأن كتب أما بعد، فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچي ۳/۲٤٦، زكريا ٤/٤٥٦، هندية، زكريا قديم ۱/۳۷۸، جديد ۱/٤٤٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍صفر المظفر ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۳۸۵۵)

ایک دو تین میں تم کو طلاق دے رہا ہوں

سوال [۶۶۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجاہد نے غصہ میں اپنی بیوی روبیہ کو فون پر یہ جملہ دو مرتبہ کہا کہ ''ایک دو تین میں تم کو طلاق دے رہا ہوں'' مجاہد سے پوچھے جانے پر کہ تمہاری ''ایک دو تین'' سے کیا مراد ہے، تو مجاہد نے جواب دیا کہ طلاق مراد ہے۔

مذکورہ صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوئی، تو کتنی ہوئیں اور عورت عدت کہاں گذارے گی، شوہر کے گھر یا اپنے میکے میں؟ نیز اگر مجاہد دوبارہ اسے اپنے نکاح میں لانا چاہے تو کیا طریقہ اختیار کرنا ہوگا؟

المستفتی: ریاض احمد مدھوبنی، متعلم مدرسہ شاہ ولی اللہ ٹھٹھیرہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مجاہد نے اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے ایک دو تین کہا ہے، اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔ اور اس نے ایک دو تین کے بعد ''میں تم کو طلاق دے رہا ہوں'' بھی کہا ہے؛ لہٰذا اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی عدت شوہر کے گھر میں گذار سکتی ہے، مگر اس دوران شوہر سے سخت ترین پردہ کا اہتمام لازم ہوگا اور اگر اس کو دوبارہ رکھنے کا ارادہ ہو، تو شرعی حلالہ کے بغیر نہیں رکھ سکتا۔ اور شرعی حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح ہو جائے اور ہمبستری بھی ہو جائے، اس کے بعد وہ شوہر طلاق دے گا، پھر عدت گزار لے اس کے بعد اس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

قال لامرأته: أنت مني ثلاثا، طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق .

(شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٩٧، كراچي ٣/٢٧٥)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵،، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية، بيروت ۲/۸۸ هدايه اشرفی ديوبند ۲/۳۹۹)

عن عائشة رضـ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقتها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۸۳۲)

ایک دو تین دیا، جواب سے طلاق کا حکم

سوال [۶۶۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے آپسی تنازع کے سبب میاں نے کہا کہ آج تم کو جواب دینا ہے، پھر کہہ بھی دیا کہ ایک دو تین دیا جواب جاؤ، اب ہوا من اچھا۔ مسئلہ ہذا کا تشفی بخش جواب عنایت کریں از یں قبل علاقہ کے دو مفتیان سے جواب طلب کیا گیا، دونوں حضرات کے جواب مختلف ہیں؛ اس لئے واقعہ شعبان کا ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

المستفتی: محمد توحید عالم، ارریہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حالت مذاکرۂ طلاق ہے اور شوہر نے اسی اثناء میں کہا کہ آج تم کو جواب دینا ہے اور اسی دوران ایک دو تین دیا جواب اور یہ کہنا کہ جاؤ اب ہوا من اچھا۔ یہ سب تین طلاق کے لئے مؤید ہیں؛ اس لئے مذکورۂ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

أنت مني ثلاثا طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٩٧، كراچي ٣/ ٢٧٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۶۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۲/۱۲ھ

ایک طلاق دوطلاق، دل سے طلاق کہنے سے تین طلاق کا وقوع

سوال [۶۶۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے بیوی سے کہا تجھ کو ایک طلاق دو طلاق دل سے طلاق، تو ایسی صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی؟ مدلل جواب تحریر کریں۔

المستفتی: محمد صادق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب شوہر نے بیوی کو کہا کہ تجھ کو ایک طلاق، دو طلاق، دل سے طلاق تو ان الفاظ کے کہنے سے بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہیں اور بیوی شوہر پر حرام ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ شوہر کے الفاظ میں بہرحال طلاق کا لفظ تین مرتبہ نکلا ہے۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوىٰ التأكيد دين، وقع الكل قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/ ٢٩٣، زكريا٤/ ٥٢١، شرح الاشباه للحموي قديم٩٧، جديد زكريا١٧٨)

ولو كرر لفظ الطلاق، فإن قصد الاستئناف وقع الكل، أو التأكيد فواحدة ديانة والكل قضاءً. (الأشباه والنظائر قديم٩٧، جديد زكريا١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۵۵)

ایک بار دو بار تین بار طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں

سوال [۶۶۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شوہر نے بہ ہوش وحواس اور بغیر غصہ وجذبات کے اپنی منکوحہ کو مندرجہ ذیل تحریر بھیجی، جو اہلیہ نے وصول کرلی اور پڑھ لی۔

اللہ تعالیٰ مالک کائنات ہے اور اسی کے حکم سے سارا نظام کائنات چل رہا ہے، وہی سب کا مالک اور مددگار رہے، ساری خوشیاں اور سارے غم اسی کی طرف سے ہیں، اسی ذات پاک کی مشیت کا احترام کرتے ہوئے میں آج آپ کو اپنے نکاح کے شرعی بندھن سے ایک بار دو بار تین بار طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں، میری وجہ سے آپ کو جو بھی تکالیف پہونچی ہوں اس کے لئے معذرت چاہتے ہوئے خدا حافظ۔

اس تحریر کے بعد طلاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی: وہاج الدین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم:٣٩٣٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كراچي ٣/ ٢٩٣، زكريا ٤/ ٥٢١،

هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٦، جديد ١/ ٤٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۹۸۹/۳۲)

طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر زوجیت سے الگ کرنا

سوال [۶۶۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی ۳/ ۸/ ۱۴ء کو دہلی میں ہوئی تھی، ہم لوگوں کے باہمی تعلقات کافی دنوں سے خراب چل رہے تھے، بات بات پر مزاج نہ مل پانے کی وجہ سے کشیدگی بڑھتی گئی، ایک دن غصہ میں آکر میں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر اپنی زوجیت سے الگ کردیا۔

کیا مندرجہ بالا سوال کے مطابق میری بیوی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

المستفتی: رئیس احمد، محلّہ: پیتا پاڑہ، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو زوجیت سے الگ کرنے کے ارادہ سے طلاق، طلاق، طلاق کہا، تو آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے میاں بیوی کی طرح رہنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمود یہ ڈابھیل ۱۲/ ۴/ ۲۷)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ٣٧٦)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كراچي ٣/ ٢٩٣، زكريا ٤/ ٥٢١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة...... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديو بند۲/ ۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۶۷۱/۳۸)

عورت کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق

سوال [۶۶۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید چالیس دن کے لئے جماعت میں گیا ہوا تھا، اسی دوران ایک روز جماعت کے کسی ساتھی نے زید سے مذاقاً کہا تو سوتا بہت ہے کیا تجھے بیوی یاد آتی ہے، ان الفاظ کے جواب میں زید نے کہا ''عورت (بیوی) کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق ہیں، تو کیا ان الفاظ سے زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں یا نہیں؟

یہ بات یاد رہے کہ زید کا دماغ خالی الذہن تھا، طلاق کی نیت بھی نہیں تھی۔ نیز ''میری'' کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے اور مسئلہ سے واقف بھی نہیں ہے، طلاق کے بارے میں بالکل خالی الذہن تھا۔ امید ہے کہ جلد جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

المستفتی: محمد قاسم ملا، گودھرا (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شوہر کا یہ کہنا کہ بیوی کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق ہیں، تو اس کا حاصل یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے اوپر تین طلاق کے ذریعہ سے حرام قرار دیتا ہے اور حرمت کو ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ چالیس دن کا چلہ مکمل ہونے تک کے لئے مقید کیا ہے تو اس میں دو باتیں ہیں: ایک ہے طلاق سے حرمت۔ دوسری بات ہے، اس کی تحدید اور تعیین، تو پہلی بات کا اس کو اختیار ہے کہ اپنی بیوی کو تین طلاق سے حرام کر لے۔

اور دوسری بات یعنی چالیس دن تک کے لئے اس حرمت کو مقید کرنا، تو اس کو شرعاً اس حرمت کی تحدید اور تعیین اپنی طرف سے کرنے کا حق نہیں ہے؛ کیونکہ اس کی تحدید اور تعیین قرآن پاک نے کردی ہے: وہ یہ ہے کہ تین طلاق سے جو حرمت ہوتی ہے وہ حلالہ تک رہتی ہے، بغیر حلالہ کے ختم نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور چالیس دن کا چلہ مکمل کرنے سے ختم نہیں ہوگی؛ لہٰذا بغیر حلالہ کے بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ، مکتبہ محمودیہ جدید میرٹھ ۱۸/۴۱۲، مسئلہ: ۶۸۳۵)

ولقوله تعالیٰ: الطلاق مرتان –إلی قوله– فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غيره. [الآية: ۲۳۰] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۱۷۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۱۰/۱۴۳۱ھ

تین مواضع میں الگ الگ تین طلاق دینا

سوال [۶۶۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں فریحہ فاطمہ بنت انور صاحب ہوں، میرا نکاح یحییٰ زکریا سلطان بن محمد زکریا صاحب کے ساتھ مؤرخہ: ۲۲؍دسمبر ۲۰۱۱ء کو ہوا تھا، ہم دونوں میں نااتفاقی کی وجہ سے میرے شوہر یحییٰ زکریا سلطان نے مجھے بتاریخ: ۲۶؍اگست ۲۰۱۲ء کو ایک طلاق دی، پھر ایک ماہ کے بعد ہی میرے شوہر نے رجوع کرلیا، اس کے دو ماہ سترہ دن بعد میرے شوہر نے مجھے بتاریخ: ۱۳؍نومبر ۲۰۱۲ء کو دوسری طلاق دی، پھر چار دن بعد ۲۱؍نومبر ۲۰۱۲ء کو تیسری طلاق دی۔

مذکورہ صورت میں میرا رشتۂ نکاح باقی ہے یا ختم ہوگیا؟ فتوی عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتیہ: فریحہ فاطمہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائلہ اپنے بیان میں سچی ہے، تو سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت حال کے مطابق شوہر نے اپنی بیوی کو تین مواضع میں الگ الگ تین طلاق دیں، جس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے؛ لہٰذا آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

الطلاق مرتان فإمساک بمعروف، أو تسریح بإحسان---فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره. [البقرہ: ٢٢٩/ ٢٣٠]

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها، ولا فرق في ذٰلک بین کون المطلقة مدخولاً بها، أو غیر مدخول بها.

(هندیة، زکریا قدیم ١/ ٤٧٣، زکریا جدید ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٣؍ شوال المکرّم ١٤٣٥ھ
(فتویٰ نمبر: الف ١١٦٤٦/٤١)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤/ ١٠/ ١٤٣٥ھ

حالت نشہ میں تین مرتبہ تم کو چھوڑ دیا کہنا

سوال [٦٦٤٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے نشہ کی حالت میں کہا کہ ”تو را چھوڑی دلو“ (یعنی تم کو چھوڑ دیا) پھر کہا کہ تینوں بیٹوں کو بھی تم کو چھوڑ دیا؟ زید کے لڑکے بکر کا کہنا ہے کہ ابا نشہ کی حالت میں تھے پہلے کہا کہ تم تینوں بیٹے میری کمائی کھا رہے ہو، پھر کہا کہ تو را چھوڑی دِلو، یعنی تم کو چھوڑ دیا تین بار کہا۔ گواہ فیروز کا کہنا ہے کہ میرے سامنے زید جو کہ نشہ میں تھا کہا کہ تو را

چھوڑی دِلو (تمکو چھوڑ دیا) تین بار کہا، پھر کہا کہ تمہارے بیٹے سے فون پر بات کر لی ہے، فیروز کا کہنا ہیکہ بیوی کو چھوڑا یا بیٹے کو چھوڑا، اس کی وضاحت زید نے میرے سامنے نہیں کی۔

نوٹ: واضح رہے کہ دس سال قبل زید نے اپنی بیوی ہندہ کی کسی بات پر ناراض ہوکر کہا تھا کہ آج رات تم گھر میں قدم نہیں رکھوگی، اگر گھر میں قدم رکھوگی تو جواب ہوجائے گا، اس رات تو ہندہ نے گھر میں قدم نہیں رکھا؛ لیکن دوسری رات زید کی اجازت سے گھر میں داخل ہوئی، پھر پانچ سال قبل کسی بات پر ناراض ہوکر زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا تھا، اب میں پریشان حال ہوں، ازدواجی زندگی گذارنا چاہتا ہوں؛ لہٰذا مذکورہ بالا صورت میں ازدواجی زندگی گذاری جاسکتی ہے یا نہیں؟

نوٹ: واضح رہے کہ تورا چھوڑی دِلو یا لفظ جواب کو ہمارے علاقہ میں جہلا عام طور پر طلاق کے لئے استعمال کرتے ہیں، تو مذکورہ صورت میں کون سی طلاق ہوئی؟

المستفتی: محمد ظہیرالدین بن محمد خلیل الرحمٰن، ڈومریا، پوسٹ: پی ٹی ڈومریا، ارریہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نشہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ''تورا چھوڑی دلو یعنی تم کو چھوڑ دیا'' تین بار کہہ چکا ہے، تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں؛ کیونکہ چھوڑ دیا عرف میں طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور شرابی کی طلاق نشہ کی حالت میں بھی واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا بغیر حلالہ کے اس بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا بھی درست نہیں ہے، جب طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، تو پھر تجھ کو ایک جواب دیا گھر میں داخل ہونے سے جواب ہوجائے گا اس کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

فإن سرحتک کناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال رها كردم: أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

وطلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر، أو النبیذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالیٰ. (المحیط البرهاني، کتاب الطلاق، الفصل الثالث، المجلس العلمي بیروت ٤/ ٣٩١، رقم: ٤٦٣٤، عالمگیري، زکریا قدیم ١/ ٣٥٣، جدید ١/ ٤٢٠، شامي، کراچي ٣/ ٢٤١، زکریا٤/ ٤٤٨، خلاصة الفتاوی٢/ ٧٥)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (هدایة اشرفي دیوبند٢/ ٣٩٩، تاتارخانیة، زکریا ٥/ ١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳۰؍محرم الحرام ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۹۰۲)	۱۴۲۴/۱/۲۰ھ

نشہ کی حالت میں حاملہ بیوی کو تین طلاق دینے کا شرعی حکم

سوال [۶۶۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دانش نے اپنی بیوی شمائلہ پروین کو شراب کے نشہ کی حالت میں تین طلاق دیدیں بیوی حمل سے ہے، طلاق کے وقت پھوپھی بھی موجود تھی، شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ساتھ رہنا چاہیں تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد رئیس، ٹھیکیدار والی مسجد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شراب کے نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب شوہر دانش نے اپنی بیوی شمائلہ پروین کو حالت حمل میں نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر کے اوپر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب آئندہ دونوں کا بغیر حلالہ کے نکاح کرنا بھی درست نہیں ہوگا، اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو شرعی حلالہ لازم ہے،

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عدت گذرنے کے بعد شمائلہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد شمائلہ دوسرے شوہر سے ہمبستر ہوجائے، پھر وہ طلاق دیدے، تو اس کی عدت گذرنے کے بعد دانش کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہوسکتا ہے۔

عن سهل بن سعدؓ في هذا الخبر، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، دارالسلام رقم: ٢٢٥٠)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقتها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أ تحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية٢/٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٠)

أما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر، أو النبيذ طوعاً، حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابةؓ. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/١٥٨، كراچي ٣/٤٤ ،ونحوه في الشامي، كراچي ٣/٢٤١، زكريا ٤/٤٤٨)

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [الطلاق:٤]

ولو قال لامرأته الحامل أنت طالق لسنة تقع في الحال واحدة وبعد شهر أخرىٰ. (تاتارخانية، زكريا ٤/٣٩٤، رقم:٦٥٠٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۹۱۹/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱/۵ھ

جنونی حالت میں کہنا ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“

سوال [۶۶۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کل بروز اتوار مؤرخہ: ۱۲ر ستمبر ۱۹۹۳ء میاں بیوی میں تکرار رہا جس کی مفاہمت کے لئے نواب جان عرف بنو اور لڑکے کی موجودگی میں اور لڑکے کی والدہ کی موجودگی میں گفت وشنید شروع ہوئی، نواب جان کی خواہش تھی کہ دونوں میں میل جول ہوجائے، بات چیت بالکل درمیانہ ماحول میں چل رہی تھی، کسی قسم کی کوئی تیزی نہیں تھی، اسی درمیان شمیم الدین نے کہا کہ آپ نے مجھ سے طلاق مانگی تھی، میں نے دی اس پر شبانہ نے کہا کہ میں نے آپ سے کوئی طلاق نہیں مانگی، آپ جھوٹ بولتے ہیں اگر سچ ہے تو آپ کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر کہدیں کہ میں نے طلاق مانگی تھی، اس پر انہوں نے جنونی کیفیت میں یہ کہا کہ میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی۔

(۱) کیا یہ طلاق ہوگئی؟

(۲) اس کے بعد لڑکی کے لئے عدت جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اس لڑکی کے والد اور کوئی بھائی نہیں ہے اور وہ گورنمنٹ سروس میں ہے، اگر وہ اتنی لمبی چھٹی یا رخصت لے گی، تو اس کی ملازمت پر اثر ہوگا اور اگر وہ سروس چھوڑ دیتی ہے، تو اس کا معاش اور گذارہ کس طرح ہوگا؟

(۳) لڑکی کی مہر کی ادائے گی کسی طرح سے ہوگی؟

(۴) دونوں بچے کس کے پاس رہیں گے؟ ایک کی عمر پانچ سال ہے، دوسرے کی عمر تین سال ہے۔

المستفتی: محمد اسماعیل صدیقی، مون بلڈنگ، کسرول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) ایسی صورت میں بیوی پر تین طلاقیں واقع

ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ٣٧٦)

(۲) بیوی پر عدت گذارنا واجب ہے اور عدت کے دوران سروس کے لئے گھر سے نکل کر سرکاری دفاتر وغیرہ میں حاضری دینا جائز نہیں ہے، اگر باہر آنے جانے لگے گی تو گنہگار رہوگی۔

وتعتدان: أي معتد طلاق، وموت في بيت وجبت فيه، ولا يخرجان منه. (الدر المختار، كراچي٣/٥٣٦، زكريا٥/٢٢٥)

(۳) عدت کے زمانہ میں حصول معاش کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں ہے اور اس زمانہ کے معاشی اخراجات شوہر پر لازم ہیں۔

وتجب لمطلقة الرجعي، والبائن، والفرقة بلا معصية الخ . (الدر المختار، كراچي٣/٦٠٩، زكريا٥/٣٣٣)

(۴) مہر کا ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اور ادائے گی مہر کے لئے فریقین جو بھی مناسب طریقہ اختیار کریں گے شرعاً جائز ہوگا۔

(۵) دونوں بچوں کو ماں اپنے پاس رکھنے کا حق رکھتی ہے، مگر جب عمر سات سال پوری ہوجائے گی، تو باپ کو لیجانے کا حق ہوگا اور ماں کے پاس رہنے کے زمانہ کا خرچہ باپ پر لازم ہوگا۔

والحاضنة أما، أوغيرها أحق به: أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع و به يفتى. (الدر الختار، كراچي ٣/٥٦٦، زكرياه/٢٦٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۳۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵؍ ۳؍ ۱۴۱۴ھ

دماغی توازن کمزور ہونے کی بناپر تین طلاق دینا

سوال [۱٦٦٥٠]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بحالت سخت بیماری جبکہ دماغی توازن کمزور تھا، تین طلاق دیں، پھر جب زید صحیح ہو گیا، تو لوٹانا چاہا چار پانچ مہینہ گذر چکے ہیں، تو مولانا صاحب نے کہا کہ اس بارے میں آپ فتوی لیجئے، تو زید نے کہا کہ میں نے مفتی صاحب سے کہا تو بولے یونہی نکاح کرلو کافی اصرار کے بعد مولوی صاحب نے نکاح دوبارہ پڑھادیا، جب لوگوں کو پتہ چلا تو کہنے لگے کہ مولوی صاحب کا نکاح ٹوٹ گیا؛ کیونکہ غلط نکاح پڑھایا ہے، تو اس صورت میں کون گنہگار ہوگا کیا کرنا پڑیگا؟

المستفتی: محمد عیاض الدین، ارریاوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید کو خود تین طلاق دینا یاد ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

أنه في هذا الفرع عالم بأنه طلق وهو قاصد له. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زكريا٤/٤٥٣، كراچي٣/٢٤٤)

اور مولوی صاحب نے چونکہ مفتی صاحب کے مسئلہ بتانے پر نکاح پڑھایا ہے، اس وجہ سے ان پر گناہ نہ ہوگا؛ بلکہ جن لوگوں نے اصرار کیا ہے، وہ گنہگار ہوں گے۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۰/۱۲۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۸۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۵/۱۸ھ

جنونی کیفیت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۵۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اور میرے درمیان نازیبابات پر تیز طرار گفتگو ہوئی، میں نے اپنی بیوی کو دھمکی دی، اس پر بھی میری بیوی خاموش نہیں ہوئی، تب میں نے کہا آج میں نے تجھے ''طلاق دی، طلاق، طلاق، طلاق'' طلاق اس وقت میری والدہ اور بہن موجود تھیں، میں نے اس بات کو اس طرح کہا کہ کسی کو بھی اپنی جگہ سے ملنے کا موقع نہیں ملا، میں نے جنونی کیفیت میں یہ عمل کیا، میں چاہتا ہوں مجھ سے میری بیوی بہت انسیت رکھتی ہے یہ بھی یاد رہے کہ میں نے جس جنونی کیفیت میں یہ الفاظ ادا کئے ہیں مجھے خود کچھ ہوش نہیں تھا کہ میں کیا کررہا ہوں۔

المستفتی: طریق احمد، محلّہ: دانشمندان، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منسلکہ تمام جوابات دیکھ لیئے، دارالعلوم دیوبند، مظاہرعلوم سہارنپور، دارالعلوم چلہ امروہہ، شاہی چبوترہ امروہہ کے جوابات صحیح اور درست ہیں اور مدرسہ شاہی سے ۲۰ رشوال ۱۴۲۴ھ کو جاری کردہ جواب کے مطابق ہیں، زیر بحث واقعہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں ہیں، اب بیوی شوہر پر حرام ہوچکی، مدنی دارالافتاء بجنور کا جواب جس میں صرف ایک طلاق رجعی کو کہا گیا ہے اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے، وہ جواب بلا دلیل ہے؛ بلکہ اب مذکورہ واقعہ میں بلا حلالۂ شرعیہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ر شوال المکرّم ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۶۶/۳۷)

فتویٰ نمبر: الف ۸۱۶۶/۳۷ سے متعلق مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری کا جواب

الجواب مکرر: (۱) میں نے جو جواب لکھا ہے، وہ علامہ شامی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔
كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوىٰ التاكيد دين الخ. (رد المختار ١/ ٤٦٠)
شوہر کے سیاق کلام سے ڈرانا دھمکانہ واضح ہے۔

(۲) شوہر نے جنون کی حالت میں اگر کہا ہے، وہ قابل تسلیم نہیں ہے، اس وجہ سے بھی طلاق نہ ہوگی؛ لیکن میرے نزدیک یہ محل نظر ہے، (۳) جس طرح سے مسلک غیر پر ضرورۃ عمل جائز ہے جیسا کہ الحیلۃ الناجزہ میں ہے، موجودہ زمانہ میں تین طلاق کو ایک تسلیم کرنے میں بھی کوئی برائی نہیں، جیسا کہ سیاق کلام میں اس کی گنجائش ہے یہ مسئلہ طے ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمۂ فقہی سیمینار اور دوسری کتب۔

کتبہ: عزیز الرحمٰن
مدنی دار الافتاء، بجنور (یوپی)

مذکورہ طلاق سے متعلق مستفتی کا اقرار اور بیان

حضرت مفتی صاحب نے اس مسئلہ سے متعلق مستفتی سے پوچھا کہ تین مرتبہ سے زیادہ طلاق طلاق کا لفظ کیوں کہا، تو مستفتی نے جواب دیا، طلاق ہی کے لئے کہا، سائل سے اس پر دستخط بھی کرا لئے گئے ہیں۔

المستفتی: تاجدار علی

جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل سے معلوم کیا گیا کہ ’’طلاق، طلاق، طلاق، تین مرتبہ کیوں کہا، تو مستفتی نے جواب دیا کہ طلاق کے لئے کہا ہے، جب طلاق کے لئے تین مرتبہ طلاق کا لفظ بیوی کے لئے استعمال کیا جائے، تو تاکید کے لئے نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی فقیہ تاکید کے لئے تسلیم کرتا ہے۔ نیز سائل نے سوال میں کہیں بھی تاکید کا دعوی نہیں کیا، تو ایسی صورت میں تین طلاق کو تاکید کہہ کر ایک مسلمان کو حرام کاری اور زنا کاری کی دعوت دینا ہے۔ اور **إن نوی التاکید دین** کا یہاں سے کوئی تعلق نہیں، ایک عجیب بات یہ بھی سامنے آئی کہ تین طلاق کو ایک طلاق ماننے کے لئے مذہب غیر پر عمل کیا جائے، تو سوال یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کونسا امام ایسا ہے، جو ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق مانتا ہو؛ حالانکہ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں؛ اس لئے ایک مسلمان کو صحیح مسئلہ بتلا کر صحیح عمل کی دعوت دینا ضروری ہے؛ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں چاروں اماموں کے نزدیک تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے، آئندہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعيؒ، ومالکؒ، وأبوحنیفةؒ، وأحمدؒ وجماهیر العلماء من السلف والخلف: یقع الثلاث الخ. (نووي، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۱/ ٤٧٨، مرقاة شرح مشکوة، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امدادیه ملتان ٦/ ٢٩٣، بذل المجهود، شرح أبوداؤد، کتاب الطلاق، باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلٰث، مکتبه یحی سهارنپور ٣/ ٢٧٦، دارالبشائر الإسلامیة بیروت ٨/ ٩٥)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً في مجلس واحد، فقد بانت منه ولا تحل

لـه حتى تنكح زوجاً غيره. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الخلع والطلاق قديم ۷/۳۳۹، ۳٤۰، جديد دارالفكر بيروت ۱۱/۲۲۸، رقم: ۱۵۳٦۵، رحيمية قديم ٥/۳٦٥، جديد زكريا ۸/۳٥۰)

والبدعي ثلاث متفرقة، أو ثنتان بمرة، أو مرتين. وتحته في الشامية: وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامي، كراچي ۳/۲۳۲، زكريا ٤/٤۳٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۵ر ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۱۶۶)	۶/۱۱/۱۴۲۴ھ

غصہ میں تین طلاق دینا

سوال [۲۶۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کے بھائی بکر کو ساڑھے تین لاکھ روپئے کاروبار میں شرکت کے لئے دیئے تھے اور اپنے بڑے بھائی کو ساتھ میں لگایا تھا، ایک سال تک نہ منافع ملا اور نہ ہی رقم ملی، تقاضہ کرنے پر سالے بہنوئی میں گرما گرمی ہوگئی، تنازع کے درمیان میں زید نے کہا، اگر آپ نے یہ معاملہ نہیں سلجھایا تو میں آپ کی ہمشیرہ سے قطع تعلق کرلوں گا، یہ محض ایک دھمکی تھی؛ جبکہ زید کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا، اس پر بکر نے اپنے دوسرے بہنوئی کا واقعہ سنایا کہ ہمائے بہنوئی سے ایسا ہی کچھ معاملہ ہوا تھا، تو ہم نے اپنے بہنوئی کو چوراہے پر لیجا کر پٹائی کردی تھی اور پولیس سے بھی پٹوایا تھا، زید کو یہ سن کر بہت روحانی تکلیف پہونچی اور اس نے غصہ میں تین بار طلاق دیدی اور کہا کہ چلو تم مجھے کون سے چوراہے پر لے جا کر ماروگے اور پھر زید نے دوبارہ تین بار طلاق دیدی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ غصہ میں طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالٰہی، محلّہ: بھٹی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خوشی میں طلاق نہیں دی جاتی ہے؛ بلکہ غصہ کی حالت میں طلاق دی جاتی ہے اور مذکورہ صورت میں سالے بہنوئی کے تنازع کے درمیان شوہر نے بیوی کوصراحت کےساتھ تین طلاق دیدی ہیں، اورتین تین طلاقیں دومرتبہ دی ہیں، اس سے بیوی پرطلاق مغلظہ واقع ہوکرشوہر کےاوپروہ قطعی طور پرحرام ہوچکی ہے۔اب آئندہ بغیرحلالہ کےاس سے نکاح بھی درست نہیں ہوگا اورسائل غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں، ان کافتوی بھی لایا تھاان کا فتوی غلط اورشریعت کےخلاف ہے،اس فتوی کی روسےعمل کریں گے،تو حرام کاری ہوگی۔روایات ملاحظہ فرمائیں:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ:۲۳۰]

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰٦، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰٦۰، ف: ۵۲۵۹، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ۱/ ٤۸۹، بيت الأفكار رقم:۱٤۹۲، سنن النسائي، الطلاق، باب الرخصة في ذلك، النسخة الهندية۲/ ۸۳، دارالسلام رقم: ۳٤۳۱)

وقال الحسنؒ: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد دارالفكر بيروت ۱۱/ ۵۲، رقم: ۱٤۸۵۵)

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰٦۲، ف: ۵۲٦۱)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٠)

أتى برجل قد طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، أوجعه ضرباً وفرق بينهما. (مصنف ابن أبي شيبة، جديد مؤسسه علوم القرآن بيروت ٩/ ٥١٩، رقم: ١٨٠٨٩)

عن واقع بن سحبانؓ، قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (مصنف ابن أبي شيبة ٩/ ٥١٩، رقم: ١٨٠٨٧)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٠٤٧، رقم: ٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۹۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۴/۳/۵ھ

غصہ کی حالت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دیدی ہیں، تو طلاق ہوگئی یانہیں؟ پانچ مہینہ کا چھوٹا بچہ بھی ہے، بیوی کو اگر ساتھ رکھنا چاہیں تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: سبحان چھوٹی منڈی، مقبرہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: خوشی میں کوئی طلاق نہیں دیتا ہے؛ بلکہ غصہ ہی میں طلاق دی جاتی ہے؛ لہٰذا جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ کے اوپر وہ قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ عدت گذار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، پھر اس مرد کے ساتھ ہمبستری ہونے کے بعد وہ مرد طلاق دیدے اور پھر عدت بھی گذر جائے تو وہ بیوی آپ کے لئے حلال ہوسکتی ہے اور پھر آپ اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرة: ۲۳۰)

عن عائشة رضـ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

عن عائشة رضـ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/ ۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٤؍ربیع الاول ١٤٣٤ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٤٠؍١٠٩٩٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤؍٣؍١٤٣٤ھ

میں نے اور میرے خدا نے طلاق دی، تین مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [٦٦٥٤]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے مخاطب ہوکر یہ الفاظ تین مرتبہ کہے کہ ''میں نے اور میرے خدا نے طلاق دی'' تو صورت مذکورہ میں کون سی طلاق پڑی؟ اور اگر میاں بیوی ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو کیا صورت ہوسکتی ہے؟

المستفتی: محمد شعیب، فتحپوری، متعلم مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اور اگر ساتھ رہنا چاہیں تو بلا حلالہ درست نہیں ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گذار کر عورت کسی دوسرے کے ساتھ شرعی طور پر نکاح صحیح کرکے اس کے ساتھ ہمبستری ہوجائے، اس کے بعد شوہر ثانی طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہوجائے، تو پھر عدت گذار کر پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرے۔

وإن قال بأمره، أو بحكمه، أو بقضائه، أو بإذنه، أو بعلمه أو بقدرته يقع في الحال، أضيف إليه تعالىٰ أو إلى العبد إذ يراد بمثله التنجيز عرفاً.

(الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب التعليق، زكريا ديوبند ٤/٦٣٣، كراچي ٣/٣٧٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٥٦، جديد ١/٤٢٣)

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له، حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، فتاویٰ عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۵۷۵)

شدید غصے میں یہ کہنا ”خدا کو حاضر وناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں“

سوال [٦٦٥٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۴/ جنوری ۱۹۸۸ء کو بوجہ نزاع خانگی کے کہدیا کہ ”پہلے ایک میں نے تم کو طلاق دیدی“، اس کے بعد کہا ”میں خدا کو حاضر وناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں“، یہ جملے انتہائی غصہ کی حالت میں کہے زید کو بالکل یاد نہیں ہے یہ جملے بیوی نے زید کو بتلائے کہ تم نے کہا ہے کہ خدا کو حاضر وناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں، تو عرض طلب یہ ہے کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور کون سی پڑی؟ اور ایسی حالت میں زوجہ کا کہا ہوا کچھ معتبر ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ ذرا تفصیل سے بروئے شرع مدلل تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: فقیہ الدین، اندرانگر، ہلدوانی، ضلع: نینی تال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو میں نے تم کو طلاق دیدی کے جملہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

صريح ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية، وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك وتقع بكل منهما واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۱)

تم کو تین طلاق دیتا ہوں کا جملہ اگر ایسی مدہوشی میں کہا ہے کہ جس میں کچھ پتہ نہیں ہے، تو دوعادل آدمی کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ اور تینوں طلاقیں واقع ہونے کا حکم ہوگا ورنہ نہیں، مبتلا بہ زید خود اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر سمجھ کر فیصلہ کرلے کہ واقعہ کیا ہے؟

الذي يظهر لي أن كلا من المدهوش، والغضبان (إلى قوله) إن كان بحيث إذا غضب لا يدري ما يقول وسعه الأخذ بشهادتهما، وإلا لا (وقوله) ثم رأيت ما يؤيد ذلك الجواب، وهو أنه قال في الوالوالجية إن كان بحال لو غضب جرى على لسانه ما لا يحفظه بعده جازله الاعتماد على قول الشاهدين. فقوله لا يحفظه صريح فيما قلنا الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، مطبوعة كوئٹه ۲/ ۴۶۳، كراچي ۳/ ۲۴۴، زكريا ۴/ ۴۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍۴۴ ۷)

غصہ میں تیرے اوپر تین کہنے کا حکم

سوال [۶۶۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد سلیم ولد محمد اصغر علی لوہاری سرائے نے اپنی بیوی فاطمہ رحمٰن ولد فضل الرحمٰن میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا قطعاً ارادہ نہ تھا اور نہ اس سے میرا جھگڑا تھا، اچانک میرے اور میرے والد کے بیچ

کہاسنی کی وجہ سے مجھ پر مدہوشی کا غصہ طاری تھا، اس بیچ میرے منھ سے یہ الفاظ ادا ہوگئے کہ تمہارے اوپر تین طلاق اور میں اسی وقت خود کو مارنے پر آمادہ تھا کہ اس دوران میری بیوی آگئی؛ لہٰذا ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں رہنا چاہتے اور نہ کبھی رہنا چاہتے تھے، لہٰذا آپ سے التجاء ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں رہنمائی کریں کہ ہم دونوں آپس میں سابقہ کی طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ مضمون وہ ہے جو ان حضرات نے پہلی بار دیا تھا اور پھر دوسرا مضمون دیا ہے، وہ میں اب نیچے لکھا رہا ہوں۔

میں محمد سلیم ولد محمد اصغر محلہ لوہاری سرائے نگینہ کا اپنی بیوی فاطمہ رحمٰن ولد فضل الرحمٰن کو خدا کو حاضر وناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرا طلاق دینے کا قطعاً ارادہ نہیں تھا اور نہ میرا اس کا کوئی جھگڑا تھا، اچانک میرے اور میرے والد کے بیچ کہاسنی کی وجہ سے مجھ پر مدہوشی کا غصہ طاری تھا اور اس وقت میں خود کو مارنے مرنے پر آمادہ تھا کہ بیوی آگئی، اس نے کہا کیوں رو رہے ہو، مجھے بتاؤ میں نے کہا نہیں بتاؤں گا، اس بیچ میرے منھ سے یہ الفاظ نکلے کہ تمہارے اوپر تین، اتنے میں میرے والد نے میرا منھ پکڑ لیا آگے مجھے علم نہیں کہ میرے منھ سے کوئی اور الفاظ نکلے یا نہیں اور نہ تین سے آگے کے الفاظ وہاں پر موجود میرے والد اور میری بیوی نے سنے، تین سے آگے کی عدم ادائے گی کی تصدیق میرے والد اور میری بیوی بھی کر رہے ہیں اور کوئی گواہ بھی موجود نہیں۔

اور اب میں یعنی فاطمہ رحمٰن کے بھائی عباد الرحمٰن نے جب اس دن پوچھا، تو اس نے یہ کہا کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ تیرے اوپر تین طلاق اور میرے والد اور میری والدہ نے جب پوچھا تو اس نے یہی جواب دیا تھا، جو ابھی گذرا، یہی بات محمد سلیم نے مجھ سے اور میرے والد سے اور میری والدہ سے کئی بار کہی کہ میں نے اس کو یہ کہا کہ تمہارے اوپر تین طلاق؛ لیکن اب دونوں اس بات سے انکار کر رہے ہیں کہ تین سے آگے کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے سنا۔

اب ہم یہ چاہتے کہ وہ سابقہ کی طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو وہ یعنی فاطمہ رحمٰن وہاں سے آنا نہیں چاہتی، تو ہم لوگ اس سے تعلق ختم کردیں یا نہیں؟

لہٰذ حضرات علماء کرام سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر کریں۔

نوٹ: دونوں تحریروں کی فوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے۔

المستفتی: عبادالرحمٰن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ واقعہ میں شوہر محمد سلیم کا بیان بدلا ہوا ہے، ایک میں ''تیرے اوپر تین طلاق'' کے الفاظ ہیں اور دوسرے میں تیرے اوپر تین کے الفاظ ہیں پہلی صورت میں بہر حال تین طلاق ہوگئیں اور دوسری صورت تیرے اوپر تین کہتے وقت غصہ کا تعلق بیوی کے ساتھ ہوگیا تھا، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں؛ اس لئے کہ حالت غضب اور غصہ میں تیرے اوپر تین کہنے سے تین طلاق ہوجاتی ہیں، بظاہر تیرے اوپر تین کہتے وقت غصہ کی توجہ بیوی کی طرف منتقل ہوگئی ہے؛ اس لئے تین طلاق واقع ہوگئیں ہیں، اب اگر آئندہ ساتھ رہنے کا ارادہ ہو، تو حلالہ کے بعد نکاح کرکے رہ سکتے ہیں۔ اور یہ یاد رکھیے کہ طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے اور اتنا ہوش باقی رہنا کافی ہے کہ کیا کہا ہے اور خود اقرار کر رہا ہے تیرے اوپر تین کہنا یاد ہے۔

قال لامرأته ترا ایکے سه –الی قوله:إن كان في حال المذاكرة، أو الغضب يقع وإلا لا يقع بلا نية. (بزازية، زكريا ١/١٢٨، وعلى هامش الهندية، زكريا ٤/١٩٧)

ولو قال لامرأته: توبسه في حال مذاكرة الطلاق والغضب طلقت ثلاثاً.

(قاضی خان، زكريا ١/٢٧٨، وعلى هامش الهندية ١/٤٦٠)

إن كا في حال مذاكرة الطلاق أو في حال الغضب يقع الخ. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٤١٨، رقم: ٦٥٧٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ر صفر المظفر ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۶۷ ۹۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۲/ ۱۴۲۹ھ

دھمکانے کے لئے غصہ کی حالت میں تین طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۶۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۸/ جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعرات صبح ہی سے میری بیوی پروین بانو اپنے ماں کے گھر جانے کی بضد تھی، مجھے بھی کوئی خاص عذر نہ تھا، میرا کہنا یہ تھا کہ تم اپنی ساس یعنی میری ماں سے اجازت لےلو اور چلی جاؤ، مگر وہ اس بات کے لئے تیار نہیں تھی اور برابر تقاضہ کئے جارہی تھی کہ میں جارہی ہوں اور جب تک تم مجھ کو لینے نہیں آؤ گے میں نہیں آؤں گی، حتی کہ دوپہر کا کھانا بھی اس نے نہیں بنایا اور برابر خاموش لیٹی رہی تقریباً تین بجے بعد بات کچھ اور آگے بڑھی اور پروین نے اپنے ساتھ اپنے دونوں بچوں کے کپڑے بھی کنڈی میں رکھ لئے، میں نے کہا کہ میں تم کو شام تک کی اجازت دے کر بھیج رہا ہوں، اس میں کپڑوں کی کیا ضرورت ہے، مگر جیسے اس نے مستقل جانے کی نیت کی تھی؛ اس کے اس فعل کو دیکھ کر مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کو پلنگ پر گرادیا اور ایک دو تھپڑ بھی مارے اور اس نے میرے منھ پر لاتیں ماری، میں نے کہا کہ مجھے تو لاتیں مار رہی ہے، اس نے جواب میں کہا کہ اگر تم مجھے ماروگے تو ایسے ہی ماروں گی، اس پر میں قابو میں نہ رہ سکا اور اسے دھمکانے کے لئے میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، میری آواز سن کر ایک شخص نایاب وہ آگیا اور اس نے ہمارا بیچ بچاؤ کرایا اور میں نیچے آکر بیٹھ گیا اور پھر لوگوں کو علم ہوگیا،

اورلوگ آتے گئے اس طرح لڑکی کے وارثوں کوبھی اس جھگڑے کاعلم ہوگیا لوگوں نے بھی ہماری صلح صفائی کرائی اورہم دونوں نے اسی شام کوکھانا بھی ایک ہی ساتھ کھایا، کھانے کے بعدرات کوہی میری ساس اورسسرصاحب تشریف لائے اور کہنے لگے ہم نے ایسا ایسا سنا ہے، آپ پروین کوایک دودن کے لئے گھر بھیج دو، غصہ ٹھنڈا ہوجائیگا توبلا لینا، مگر ہمارے والدین نے ان سے گذارش کی کہ آپ اس جھگڑے میں نہ لے جائیں، ایک دودن بعد لے جانا، وہ راضی ہوگئے اور چلے گئے، مگراگلے روزوہ پھرآ گئے اور کہا کہ پروین کوبھیج دواورکل شام کوکھانا کھا کر لے آنا، میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے، جب میری بیوی پروین بانو نے کہا کہ تم مجھے یہاں بھیجنے کی غرض سے مت لے جاؤ، ورنہ میں یہاں نہ آکر کہیں اور چلی جاؤں گی، جس پر وہ لوگ چھوڑکر چلے گئے، مگر جمعہ کی رات کووہ نو بجے پھرآئے اور کہنے لگے اس کوطلاق ہوگئی ہے۔ اب ہم اس کولے جاتے ہیں اوروہ پروین کولے گئے۔ اب میں پریشان ہوں، آپ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔ یہ تمام بیان میں نے حلفیہ دیئے اورآپ میری مدد فرمائیں میں تمام شرعی احکام ہروقت ماننے کے لئے تیار ہوں۔

المستفتی: ظہیرالدین ولدشریف احمد، پکاباغ، امروہہ (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوال نامہ میں درج شدہ حالات میں بیوی پرتین طلاقیں واقع ہوگئیں، غصہ کی حالت میں بلانیت طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ويقع الطلاق من غضب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، كراچي ٣/٢٤٤، زكريا ٤/٤٥٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق .

(هندية، زكريا قديم ١/٣٥٦، جديد ١/٤٢٣)

إن الصريح لا يحتاج إلى النية. (شامي، زكريا ٤/ ٤٦١، كراچي ٣/ ٢٥٠)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رمحرم الحرام ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴ /۱۰۵۷)

حالت غصہ میں دی گئی تین طلاق کا حکم

سوال [۲۶۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر نے رحیمہ کو تین طلاق دے دیں، یعنی پہلے جھگڑا ہوا، پھر جھگڑے جھگڑے میں عمر بہت گرم ہوگیا اور رحیمہ نے بھی ساتھ ساتھ گرمی کو اور بڑھا دیا یعنی رحیمہ نے خود طلاق مانگنا شروع کیا، تو عمر نے بھی گستاخی کے ساتھ رحیمہ کو ۱ر ۲ر ۳ر کر کے تین طلاق دیدیں، ایسے میں رحیمہ کہہ رہی ہے کہ ایسے طلاق کیوں دے رہے ہو، جیسے نکاح کیا ہے مجھے ویسے طلاق دیدو، پھر عمر نے ویسے ہی فلاں کی بیٹی فلاں کو ۱ر ۲ر ۳ر کر کے طلاق دے دی، کئی دن کے بعد پھر صلح کرانے کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں، ایک عالم کو لائے وہ عمر سے سوال کر رہے ہیں کہ تم نے کیا کیا کہا، عمر کہہ رہے ہیں کہ جھگڑے میں وہ خود مجھ سے طلاق مانگتی رہی، میں نے اس کو منع کیا، پھر بھی تکرار سے طلاق مانگتی رہی، تو مجھے زیادہ غصہ آ گیا اور کچھ معلوم نہ رہا، تو میں نے اس کو اسی حالت میں طلاق دیدی، مجھے بلڈ کی بیماری ہے، عالم نے پھر سوال کیا کہ تم جو خون کی بیماری کہہ رہے ہو اس کا پورا ذمہ تم لے سکو گے، تو عمر نے کہا ہاں ضرور لے سکوں گا، تو عالم نے فیصلہ کر دیا کہ ہمارے امام کے نزدیک غضب کی حالت میں جو ہوتا ہے، اس کو صحیح قرار نہیں دیا جاتا، اس حساب سے بالکل طلاق صحیح نہیں؛ لیکن بہت بڑا گناہ کیا؛ اس لئے تم دونوں کو توبہ واستغفار لازم ہے اور دوسرے امام صاحب کے نزدیک دو دفعہ میں دو طلاق ہوئی، اس میں بھی رجعت جائز ہے، تو دونوں کو توبہ

واستغفار کرایا۔ اور ایسا نہ کرنے کے لئے وعدہ کرایا، اس معاملہ میں مفتی صاحب سے مشورہ ہے کہ شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر یہ حالت ہے، تو رجعت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ یہ معاملہ عبدالغفار، رابعہ عبدالخالق کا ہے، ابھی تک دونوں کی ملن نہیں ہوئی الگ ہیں: کیوں کہ وہ اس وقت پکڑا گیا، ابھی بنگلہ دیش ہے اور وہ حج میں آنے والا ہے، بہت جلدی کریں جواب میں کیوں کہ جواب کا منتظر ہوں۔

المستفتی: عبدالرحمٰن، عقیبیہ مکۃ المکرّمہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے؛ البتہ غضب کے مختلف درجات ہیں، اگر اس درجہ کا مرض اور غضب ہو کہ شوہر کو طلاق دینا یاد ہے، تو یہ مدہوش اور بے ہوشی کی حالت نہیں ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور آئندہ اگر نکاح بھی کرنا چاہیں تو بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم مايقول و يقصده وهذا لا اشكال فيه.

(شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زكريا ٤/٤٥٢، كراچي ٣/٢٤٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٦، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨)

ایسی صورت میں ایک مجلس کی تین طلاقیں حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ سب کے نزدیک تین ہی ہوجاتی ہیں؛ البتہ غیر مقلدین جو ائمہ اربعہ واہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، ان کے نزدیک ایک طلاق ہوتی ہے، شاید مذکورہ عالم صاحب کو مغالطہ ہو گیا ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/۳۲۱، جدید، زکریا، کراچی ۸/۳۷۲)

وذهب جمهور الصحابة، والتابعين، ومن بعدهم من أئمة المسلمين

إلی أنه یقع ثلاث الخ. (شامي، کراچي ۳/ ۲۳۲، زکریا٤/ ٤٣٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۲۳۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۱۱/۱۴۱۵ھ

حالت غضب میں بیک وقت تین طلاق دے کر عدول عن المذہب کرنا

سوال [۶۶۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے حالت عضب میں بیوی سے کہا تم کو طلاق، تم کو طلاق، تم کو طلاق، اس کے کہتے وقت دل کے اندر طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا، بیوی دو ماہ کے حمل سے ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو کتنی؟ اگر حنفی مذہب میں واقع ہو اور مثلاً شافعی میں واقع نہ ہو، تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کرنے کی رخصت دی جائے گی یا نہیں؟ جیسا کہ زوج مفقود کی صورت میں امام مالک کے مذہب پر عمل کیا جاتا ہے اور تین طلاق دے کر خاوند رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ حدیث صحیح ہے۔

کان الطلاق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم، وأبي بکرؓ وسنتین من خلافة عمرؓ، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن خطاب ان الناس قد استعجلوا في أمر کانت لهم فیه اناءةً، فلو أمضیناهٗ علیهم فأمضاه علیهم.

(صحیح مسلم، ۱/ ٤۷۷)

یہ حدیث دوسری حدیث کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہے، اگر اس حدیث کی وجہ سے تین کو ایک قرار دیا جائے، تو کیا قباحت ہے؛ بلکہ سماجی بہت سی خرابیاں دور ہو جائیں گی اور معصوم بچے اور بچیوں کا مسئلہ حل ہو جائے گا، اگر تین کو تین قرار دیا جائے، تو سماجی بہت ساری خرابیاں موجود ہیں اور آئندہ چل کر اور خرابیاں وجود میں آئیگی۔ اور مولانا عبدالحی مرحوم نے مجموعہ فتاوی میں فتوی دیا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک شمار کی جائے گی،

ان کے علاوہ دیگر علماء کے اقوال موجود ہیں، جو مسلکاً حنفی تھے، مگر فتوی اس پر دیا ہے، ہمارے علماءکرام کواس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہےاورانصاف سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

(۲) شوہر کا کہنا ہے کہ میں نے دو طلاق دیں، بیوی کہتی ہے کہ تین طلاقیں دیں، بیوی کےساتھ گواہ ہیں،ان دونوں میں کس کےقول کا اعتبار ہوگا؟

(۳) حضرت عمرؓ کا تین کوتین قرار دینا،ایک سیاسی مسئلہ تھا نہ کہ شرعی؛ کیونکہ اس وقت کے حالات کےاعتبار سے ایسا حکم لگایا گیا تھا نہ کہ ہمیشہ اس پر قائم رہنے کے لئے۔

(۴) طلاق شوہر دیتاہےاورسزا عورت اوربچے کوملتی ہے،شرعی نقطۂ نظر سے تین کوایک قرار دینے میں ہی عورت سزا سے بچ سکتی ہے۔بینوا بالحق والصواب وتو جروا بیوم الحساب۔

المستفتی: محمد اسرافیل، وآدم الٰہی منزل پنجار پھلیہ، جونا گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق غصہ کی حالت میں دی جاتی ہے، راضی اورخوشی کی حالت میں کوئی اپنی بیوی کوطلاق نہیں دیتا؛اس لئے غصہ کی قید سے حکم طلاق میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور آنجناب کا یہ فرمانا کہ زوج مفقود وغیرہ میں مالکی مسلک کو اختیار کیا جاتا ہے؛ اس لئے طلاق کے مسئلہ میں شافعی مسلک پرعمل کیا جائے، تو اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ اس پر چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں ایک نہیں ہوتی۔اب آنجناب سے گذارش ہے کہ سوال نامہ میں بیوی اور بچوں کے جواعذار پیش کئے ہیں،ان اعذار کی بناء پرہم کس کے مذہب کی طرف عدول کریں،ظاہر بات ہے کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ مستقل مسلک کے ساتھ کوئی پانچواں امام دنیا میں موجود نہیں ہے،جس کے مسلک میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہوگی؛اس لئے ایک مجلس کی تین طلاقوں کوتین قرار دینے سے بچنے کے لئے عدول کر کے کسی دوسرے مستقل امام کے مسلک کواختیار کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے؛اس لئے ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی،اس مسئلہ میں غیر مقلدین کی طرف سے طرح طرح سے رخنہ اندازی سے متأثر نہیں ہونا چاہئے۔

عن ابن عباسؓ قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكرؓ، وسنتين من خلافة عمرؓ، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمرؓ: إن الناس قداستعجلوا في أمر كان لهم فيه إناءةً فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث ولم ينقل عن أحدمنهم أنه خالف عمر حين أمضى الثلاث. (شامي، كراچي ٣/٢٣٣، زكريا ٤/٤٣٤)

وقد إختلف العلماء فيمن قال لامرأته أنت طالق ثلاثاً. فقال الشافعيؒ، ومالكؒ، وأبوحنيفةؒ، وأحمدؒ وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. (حاشية نووي على مسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ١/٤٧٨، مرقاة شرح مشكوة، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امدادية ملتان ٦/٢٩٣، بذل المجهود شرح أبي داؤد، الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، مكتبه يحيٰ سهارنپور ٣/٢٧٦، درالبشائر الإسلامية بيروت ٨/٩٥، تحت رقم الحديث: ٢٢٠٠، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة دارالفكر بيروت ٤/٣٤١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ر ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۴۸/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۳/۷ھ

حالت حمل میں تین طلاق کا وقوع

سوال [٦٦٦٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی اورلڑکے کی شادی قریب چھ ماہ قبل ہوئی تھی اور دونوں آپس میں خوب راضی اورخوش تھے اور ایک دوسرے سے کافی محبت تھی، آج سے تین روز قبل کسی بات پر جھگڑا ہوگیا اور آپس میں کافی تکرار رہا، اس لڑکی کی ماں قریب ہی میں رہتی ہے، دونوں کی

آوازسن کرآ گئی اوراپنی لڑکی کی حمایت کرنے لگی اوراس کے شوہر سے کہنے لگی کہ تو میری لڑکی کوابھی طلاق دے، اورلڑکے کوبیہودہ الفاظ بھی کہنے لگی ،لڑکے نے اس کی ماں کے کہنے پر غصہ کی حالت میں اس طرح بالکل کہد یا کہ طلاق دی، طلاق دی ،طلاق دی؛ جبکہ لڑکی ۵/ مہینہ کی حاملہ بھی ہے۔اب ایسی صورت میں کیاحکم ہے؟

المستفتی : رئیس احمد، تحصیل اسکول ،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پرطلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اورشوہر کے لئے قطعاً حرام ہوگئی ہے، وضع حمل کے بعدعورت دوسرے مرد سےنکاح کرےگی اوراس کےساتھ ہمبستری بھی ہوگی، پھرشوہراپنی مرضی سےطلاق دیدے،تودوبارہ عدت گذارنے کے بعدشوہراول کے لئے اس سےنکاح حلال ہوگا۔ (مستفاد:فتاوی دارالعلوم ۹/۳۰۰)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ۳/۲۹۳، زكريا٤/۵۲۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها. (هندية، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/۵۳۵)

وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُن. [الطلاق:٤]

عدة الحبل فهي مدة الحمل ....والأصل فيه قوله تعالىٰ: وأولات الاحمال أجلهن أن يضعن حملهن أي انقضاء أجلهن أن يضعن حملهن، وإذا كان انقضاء أجلهن بوضع حملهن كان أجلهن؛ لأن أجلهن مدة

حملهن. (بدائع الصنائع، زکریا۳/ ٣٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۳۵۹)

ایام حیض میں تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [٦٦٦١]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک ہی مرتبہ میں تین مرتبہ طلاق کہنے سے طلاق ہوجائے گی؟ اور کیا ماہواری کے دنوں میں طلاق دینے سے طلاق ہوجاتی ہے؟ فتوی صادر کیا جائے۔

المستفتی: محمد عظمت اللہ آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں اورعورت ہمیشہ ہمیش کیلئے شوہر پر حرام ہوجائے گی۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۵/ ۱۲۹، جدید زکریا ۳۷۶)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

اوراسی طرح حالت حیض میں بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن شوہر گنہگار ہوگا۔

عبد الله بن عمرؓ، أنه طلق امرأته تطليقة وهي حائض، ثم أراد أن يتبعها بتطليقتين أخراوين عند القرئين، فبلغ ذلک رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا ابن عمر ما هكذا أمرک الله إنک قد أخطأت السنة، والسنة أن تستقبل الطهر، فيطلق لكل قروءٍ، قال: فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم،

فراجعتها، ثم قال إذا هي طهرت فطلق عند ذلک، أو أمسک، فقلت: یارسول اللّٰہ! رأیت لو أني طلقتها ثلاثاً، کان یحل لي أن أراجعها؟ قال: لا، کانت تبین منک وتکون معصیة. (سنن دار قطني، قدیم ۲/۴۳۸، دارالکتب العلمیة بیروت ٤/۲۰، رقم:۳۹۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹؍۳۴۷۷)

حالت حیض میں تین طلاق

سوال [٦٦٦٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کوایک مرتبہ میں یہ کہتے ہوئے طلاق دی کہ ’’میں نے تجھے تین طلاق دیں‘‘ اورعورت اس وقت ناپاکی کی حالت میں تھی، تو ایسی صورت میں یہ طلاق ہوئی یانہیں؟

المستفتی: عبدالوکیل، دولت باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حیض کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جب شوہر نے اپنی بیوی کوحیض کی حالت میں تین طلاق دیدی ہیں، تو ایسی صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پرحرام ہوگئی ہےاورحلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگااور جس حیض میں شوہر نے طلاق دی ہے، وہ عدت میں شمار نہ ہوگا؛ بلکہ اس کے بعدوالے حیض سےعدت شمار ہوگی۔
(مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۲؍۱۸۵)

رجل قال لامرأته: تراسه طلاق، یقع الثلاث. (تاتارخانیة، ٤/٤٠٥، رقم:٦٥٣٤)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق، وكان عاصياً. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديوبند ۲/۳۵۵)

والبدعي من حيض الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض......وكان الطلاق واقعاً. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الأول في تفسيره وركنه، زكريا قديم ۱/۳۴۹، جديد ۱/۴۱۶)

وإذا طلق امرأته في حالة الحيض كان عليها الاعتداد بثلاث حيض كوامل ولاتحتسب هذه الحيضة من العدة. (هندية، باب العدة، زكريا قديم ۱/۵۲۷، جديد ۱/۵۸۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۷۰۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۵/۱۴۳۳ھ

’’لے لے تو طلاق‘‘ تین مرتبہ کہنا

سوال [۲۶۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہورہا تھا، اسی درمیان شوہر نے بیوی سے کہا ’’لے لے تو طلاق‘‘ اور یہ جملہ تین مرتبہ کہا، تو اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اس میں شوہر نے تنجیز نہیں کی ہے؛ بلکہ بیوی کو طلاق لینے کا حکم دیا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھگڑے کے دوران جو شوہر نے بیوی سے تین مرتبہ یہ جملہ کہا کہ ’’لے لے تو طلاق‘‘ اور بیوی نے اسی مجلس میں اپنے اوپر کوئی طلاق واقع نہیں کی، تو شرعی طور پر بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ شوہر کا قول ’’لے لے

تو طلاق'' تفویض طلاق مختص بالمجلس کے قبیل سے ہے، ہاں البتہ بیوی اگر اسی مجلس میں اپنے اوپر کوئی طلاق واقع کر لیتی تو طلاق واقع ہو جاتی۔

إذا قال لها: طلقي نفسک سواء قال لها: إن شئت أولا فلها أن تطلق نفسها في ذلک المجلس خاصة. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث في المشية، زكريا قديم ١/ ٤٠٢، جديد ١/ ٤٧١)

إذا قال لامرأته: أنت طالق إن شئت، فذلک إليها مادامت في مجلسها، فإن شاءت في مجلسها وقع الطلاق، وكذلک إذا قال لها: طلقي نفسک إن شئت، أو لم يقل إن شئت فذلک إليها في مجلسها إلا أن هاهنا لا تطلق مالم تطلق نفسها. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٥١٢، رقم: ٦٧٩٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۷۰۶)

شوہر نے تین طلاق دیں اور بیوی نے نہیں سنا تو

سوال [۶۶۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں رئیس خان ولد دولہ خاں، محلّہ نالہ پار، رام پور، مؤرخہ: ۲۰۰۲/۸/۱۰ء عرض یہ ہے کہ میرے گھر میں اختلاف ہونے کی وجہ سے میں نے غصہ میں آ کر لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں، مگر بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے سنا ہی نہیں، میرے تین چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں، آپ سے گذارش ہے کہ آپ اس کا کوئی حل بتائیں کہ میرے لئے بیوی کو گھر لانے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟ بیوی گھر آنا چاہتی ہے۔

المستفتی: رئیس خاں، نالہ پارہ، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب رئیس خاں نے لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں اور بیوی رئیس خاں پر بالکل حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍ ۷۶۷۲)

کیا بیوی کے سنے بغیر شوہر کے اقرار سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

سوال [٦٦٦٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رخسانہ بیگم ولد شمس الدین یہ کہتی ہے کہ میں قرآن شریف پڑھ رہی تھی، میں نے لوٹے میں پانی بھر کر رکھ دیا، ان کا منھ دھونے کے لئے، انہوں نے لوٹے کا پانی پھینک کر مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور گھر سے باہر نکل کر تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا، محلّہ کے بھورے بھائی نے سنا رخسانہ بیگم کہتی ہیں کہ مجھے آواز نہیں آئی کہ انہوں نے طلاق دی یا نہیں؟ لڈن خاں ولد ببن خاں یہ کہتے ہیں کہ ہاں میں نے گھر سے باہر گلی میں تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ قرآن وحدیث سے جواب مطلوب ہے۔

المستفتی: چاند میاں، کٹار شہید، گنگ میڈیکل، والی گلی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہرلڈن خاں خود تین بار طلاق کا اقرار کر رہا ہے؛ لہٰذا لڈن کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے۔ اب بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱ر ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۵۰/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/۱۱/۱۴۲۶ھ

بیوی کی عدم موجودگی میں تین طلاق

سوال[٦٦٦٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں عبدالغنی بن عبدالستار، عمر ٦٦ رسال گھریلو معاملات میں بچوں کے ساتھ نزاعی بحث وتکرار میں میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں؛ حالانکہ میری بیوی اس وقت موجود بھی نہیں تھی، میں نے یوں کہا ’’ میں تمہاری ماں کو طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق‘‘۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالغنی ولد عبدالستار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے لئے بیوی کا سامنے موجود ہونا ضروری نہیں، اگر بیوی کی عدم موجودگی میں بھی طلاق دی جائے، تو طلاق واقع ہوجاتی ہے؛

لہٰذا مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں۔ اب بلا حلالہ شرعیہ ونکاح جدید کے ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند ۴۲/۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ شعبان ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۳۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۸/۱۷ھ

بیوی اور گواہوں کی عدم موجودگی میں تین طلاق

سوال [۶۶۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میری شادی تقریباً دس سال پہلے ہوئی تھی، میرا نام محمد راحت ہے، پہلی شادی شمع پروین سے ہوئی تھی، کچھ آپسی جھگڑے کے سبب میں نے انہیں تین بار ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہہ دیا تھا، اس وقت دو افراد اور میں تھا، جن میں ایک عورت ایک مرد تھا؛ لیکن اب ہم دونوں پھر سے اپنے بچوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، اس کا کیا حل ہے؟ آپ ہمیں بتائیں اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد راحت، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی یا گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، اس کے بغیر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا سوال نامہ میں درج شدہ شکل میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ اب بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام

ہوچکی ہے؛ لہٰذا اب آئندہ اگر دونوں میاں بیوی بن کر ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالۂ شرعیہ کے بغیر ساتھ رہنے کی کوئی شکل نہیں ہے اور حلالۂ شرعیہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری سے بیوی کی عدت پوری ہوجانے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرکے ہمبستری ہوجائے اور پھر وہ شوہر طلاق دیدے اور دوبارہ عدت گذر جانے کے بعد شوہر اول نکاح کرلے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٧٣، جديد ۱/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ر رجب لمرجب ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۱۲۲)

بیوی کا نام لئے بغیر ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہنا

سوال [٦٦٦٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں حبیب احمد ولد فدا حسین محلّہ لالباغ کا ہوں، میاں بیوی میں تکرار ہوا، میں نے وجد سے جنون میں آکر اپنی بیوی رئیس فاطمہ کو طلاق، طلاق، طلاق، تین مرتبہ کہدیا؛ لیکن نام کسی کا نہیں لیا، اس کی گواہ روبرو میری سالی نفیس فاطمہ موجود تھی اور میرے چچا جید ولد محمد حسن نے لفظ طلاق کا سنا ایک مرتبہ لیکن نام نہیں سنا۔

المستفتی: حبیب احمد ولد فدا حسین، لالباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے موجود ہونا یا عورت کا نام لینا یا طلاق کے الفاظ کا سننا یا شوہر کے اقرار کرتے ہوئے گواہوں کا

ہونا شرط نہیں ہے۔ نیز طلاق صریح میں وقوع طلاق کے لئے نیت لازم نہیں ہے، غصہ اور بیوی سے جھگڑے کا موقع ہے یہی قرینہ اور دلالت حال وقوع طلاق کے لئے کافی ہے، طلاق کے لئے نسبت یا اضافت طلاق صراحۃً ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا اس سوال نامہ کی درج شدہ حالت میں حبیب احمد ولد فدا حسین کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر وہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۳۹، دار العلوم ۹/۷، کفایت المفتی ۶/۳۷)

ولايلزم كون الإضافة صريحة في كلامه (إلى قوله) **لأن العادة أن من له امرأة، إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها.** (شامي، كراچي ۳/۲۴۸، كوئٹه ۲/۴۶۶، زكريا ۴/۴۵۸، البحرالرائق، كوئٹه ۳/۲۵۳، زكريا ۳/۴۴۲)

ولايحتاج إلى نية؛ لأن الصريح موضوع للطلاق شرعاً، فكان حقيقة فيه فاستغني عن النية. (مجمع الأنهر، شرح ملتقي الأبحر، قديم ۱/۳۸۶، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۱، شامي، كراچي ۳/۲۵۱، زكريا ۴/۴۶۱، الجوهرة النيرة، امدادية ملتان ۲/۱۰۲، دارالكتاب ديوبند ۲/۹۹، البحرالرائق ۳/۲۵۱، زكريا ۳/۴۳۷)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۳۵۶، جديد ۱/۴۲۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۱۴۶)

بیوی کا نام لے کر تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۶۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کی بیجا و بےانتہا نافرمانیوں کی وجہ سے محلّہ کے کچھ معززین کے سامنے اپنی بیوی کا نام لے کر کہا، میں نے رخسانہ پروین کوطلاق دی، یہ جملہ زید نے تین مرتبہ دہرایا۔ اب دریافت یہ ہے کہ رخسانہ پروین کوطلاق واقع ہوگئی یانہیں؟ اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مہدی حسن ولد محمد رفیق، صالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کوتین مرتبہ طلاق دے دی ہے، تو بیوی پرطلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۵۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱۱/۲۲ھ

بیوی کی طرف اشارہ کرکے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میں نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح دو حقیقی بھائیوں سے اب سے تقریباً ۱۵/ماہ پہلے دوتائی ضلع: غازی آباد میں کیا تھا، چھوٹی بیٹی فرحا خاتون اور اس کا شوہر منقاد احمد الحمد للہ صحیح طریقہ سے ازدواجی زندگی گذار رہے ہیں؛ لیکن بڑی بیٹی عائشہ خاتون اور اس کے شوہر شاہ محمد میں شروع سے ہی ان بن سی رہتی ہے، شوہر کی لائن ڈرائیوری کی ہے بہت پریشان کرتا ہے بے جا طریقہ سے مارتا رہتا ہے بار بار یہ الفاظ کہتا ہے کہ اپنے باپ کو بلا لے اور اپنا سامان بھر کے لیجا، مجھے تیری ضرورت نہیں کہہ دینا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہے، یہ عادت رہی۔ ۳۰/اپریل ۲۰۱۱ء رات میں میری بڑی بیٹی سے پیسے مانگنے لگا، بڑی بیٹی نے کہا میں کہاں سے پیسے دوں، اس پر دونوں میں رات ۱۱/ بجے بحث چلتی رہی، پھر باہر سے اندر مکان میں مارنے کے لئے لیجانے لگا، اسی کھینچا تانی میں چھوٹی بیٹی کی آنکھ کھل گئی، اس نے اس منظر کو دیکھا تو اس نے اپنے بڑے بہنوئی جیٹھ سے کہا تم مار کے دکھاؤ کیسے مارو گے؟ میں ابھی ابا کو فون کرتی ہوں، تو وہ چھوٹی بیٹی کو لپٹ گیا اور مارنے کی کوشش کی، تو بڑی بیٹی یعنی اس کی بیوی نے دونوں کو الگ کر دیا، اس پر غصہ میں اس نے اپنی بیوی میری بڑی بیٹی کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ یہ الفاظ غصہ میں اپنی زبان سے کہے ”طلاق، طلاق، طلاق،“ جبھی میری چھوٹی بیٹی نے رات ۱۲/ بجے مجھے فون پر ساری باتیں تفصیل سے بتلائیں، رات بھر پریشانی میں گذری صبح میں دوتائی پہنچا، محلّہ کے سب لوگ جمع ہوگئے، ایک مولانا کو بلایا وہ آئے سارا قصہ سن کر انہوں نے لڑکے سے قسم دے کر معلوم کیا، کیا تم نے یہ الفاظ کہے ہیں، تو اس نے صاف انکار کر دیا اور دونوں بیٹیاں قسم کھا کر یہ کہہ رہی ہیں کہ طلاق، طلاق، طلاق، غصہ میں ہاتھ سے ایسے اشارہ کرتے ہوئے جیسے ہاتھ سے کوئی چیز دیتے ہیں تین مرتبہ کہا ہے، سب کے مشورہ سے میں اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے آیا ہوں۔ اب لڑکا اور دوسرے لوگ لے جانے کے لئے بار بار فون کر رہے ہیں، شرعاً بتلایا جائے کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس حالت میں لڑکی کو بھیجنا اور لڑکی

کا جانا شرعاً صحیح ہے یانہیں؟ آپ کے شرعی جواب پر اگلے حالات موقوف رہیں گے، شدت سے جواب کامنتظرلڑکی کاباپ محمد صلاح الدین پسر چودھری امام الدین صاحب۔

المستفتی: محمد صلاح الدین، قصبہ: ڈھکہ، تحصیل: حسن پور، جے پی نگر (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب طلاق دیتے وقت بیوی وہاں موجود تھی اور بیوی کی طرف اشارہ کے ساتھ تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کہا اور بیوی نے خود سنا ہے اوراپنے سننے پر پورا یقین ہے، تو ایسی صورت میں اس کے لئے شوہر کے یہاں بغیر حلالہ کے جانا قطعاً جائز نہیں ہے، اگرشوہر انکار کررہا ہے، تو خلع وغیرہ کے ذریعہ سے اس سے جدائے گی حاصل کرلے اوراگر وہ خلع پر تیار نہیں ہے، تب بھی بیوی کو اپنے یقین کی وجہ سے شوہر کے پاس جانا جائز نہیں۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۶)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أوتهرب. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥١)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۴۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۶/۵ھ

بیوی کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے تین طلاق دینا

سوال [۱۷۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد نواب شیری نے اپنی بیوی شاہدہ خاتون کو چوری کی ہوئی چیز برآمد ہونے پر؛ جبکہ اس کا بھائی بھی عین موقع پر موجود تھا، اس طرح کہا کہ یہ میرے کسی کام کی نہیں ہے، میں نے یہ اشارہ کر کے انگلی سے کہا طلاق دی، میں نے اسے طلاق دی، میں نے اسے طلاق دی، ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں اگر طلاق واقع ہوئی ہے، تو دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد اسلام شیری گرام، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب میاں بیوی کا ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی اور اگر ساتھ رہنا چاہیں، تو شرعی طور پر حلالہ کرانا لازم ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد بیوی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری کرے، پھر اس کے بعد شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے، یا اس کا انتقال ہوجائے، اس کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول محمد نواب شیری کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۱٤۷، رقم:۷۵۰۳)

ولاتحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها. لقوله تعالیٰ: فإن طلقها فلا تحل له. [البقره: ۲۳۰]

من بعد الآية......إلا بعد وطئ زوج آخر ......بنكاح صحيح......ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۲۵۸/۲۶)

شوہر کا تین مرتبہ طلاق دینا اور بیوی کا نہ لینا

سوال [۶۶۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے میاں بیوی کے جھگڑے کے دوران پہلی مرتبہ میں نے کہا تجھے طلاق دی، پھر دوبارہ کہا، طلاق دی، طلاق دی۔ بیوی نے کہا میں نے نہیں لی، میں نے نہیں لی ،میں نے نہیں لی ،تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ نیز غصہ کی وجہ سے میرا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا، مگر طلاق دینا سب یاد ہے۔

المستفتی: محمد شمیم پاکباڑہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تین مرتبہ طلاق دینا یاد ہے، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب دوبارہ بلاحلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ر شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۱۷۳)

میں نے تجھے طلاق دی، تین مرتبہ کہنا اور بیوی کا ہر مرتبہ انکار کرنا

سوال [۶۶۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، اور بیوی ہر مرتبہ انکار کرتی رہی اور چلانے لگی، ان کے سامنے کئی عورتیں بھی تھیں۔ نیز میں نے طلاق غصہ کی حالت میں دی تھی، جس کا مجھے بعد میں افسوس ہوا۔

المستفتی: محمد اقبال، محلّہ: بی اے سی پاس فقیر آباد، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی ہے۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٥٦، جديد ١/٤٢٣)

لو کرر لفظ الطلاق وقع الکل. (شامي، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦، فتاوی دار العلوم ٩/٣١٥)

لہٰذا اب بلا حلالہ شرعی کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی نہیں ہوسکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ تین حیض گذرنے کے بعد عورت کسی دوسرے سے شرعی نکاح کرلے اور اس کے ساتھ

ہمبستری بھی ہو جائے، پھر وہ اپنی مرضی سے طلاق دیدے، تو پھر عدت گذرنے کے بعد شوہر اول کے ساتھ نکاح کرلے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة (إلى قوله) لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣)

ولاتحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها. لقوله تعالىٰ: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. [البقرة:٢٣٠]
من بعد الآية......إلا بعد وطئ زوج آخر ......بنكاح صحيح......ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت٢/٨٨)

اور بیوی کا انکار کرنا اور نہیں کہنا طلاق کے واقع ہونے میں مانع نہیں ہے۔
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۸۲/۲۳)

بیوی صرف ایک طلاق کا اقرار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۶۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، وہاں موجود عورتوں نے کہا کہ زید نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دی ہیں، زوجہ کا کہنا ہے کہ میں نے ایک طلاق سنی ہے، دریں اثنا زید نے باہر آکر ۲؍ آدمیوں سے کہا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبدالستار بیگ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ طلاق بیوی کا سننا ضروری نہیں ہے؛ لہٰذا جب زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں اور اس پر شرعی گواہ بھی موجود ہیں، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر زید پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے زید کے لئے وہ بیوی حلال نہ ہوگی۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة --لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ٤۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱٤۷، رقم:۷۵۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳٦/ ۷۸۰۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱٦ھ

فون پر نشہ کی حالت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کریم نے کویت سے فون پر اپنی بیوی عائشہ بیگم کو یہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، آج سے تجھے شادی کے رشتہ سے آزاد کرتا ہوں، اس کے بعد اس نے فون رکھدیا، کچھ دنوں بعد جب دوسری مرتبہ کریم کا فون آیا، تو اس نے اپنے سالے منا سے بات کی، جس میں اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ مجھ سے ایک یہی غلطی ہوگئی کہ میں نے طلاق دیدی، اس کے علاوہ میری کوئی دوسری غلطی نہیں ہے، کریم کے اس اقرار کو جو اس نے فون پر کیا کئی آدمیوں نے اور بھی سنا، جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ کریم نے طلاق دینے کا اقرار کرلیا ہے، ان تمام باتوں سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ عائشہ بیگم کو تین

طلاق واقع ہوگئی ہیں۔اب وہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے،اب وہ تمہارے گھر نہیں جائے گی،تو کریم کہتا ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوئی ہے؛ اس لئے کہ میرے طلاق دینے پر کوئی گواہ نہیں ہے۔اور میں نے شراب پی کر نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح شادی گواہوں کی موجودگی میں ہوتی ہے، طلاق بھی گواہوں کی موجودگی میں ہوگی،تو طلاق کا اعتبار ہوگا، ورنہ نہیں ہوگا۔ نیز وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے کویت کے عالموں سے معلوم کیا ہے،تو وہاں کے عالموں نے کہا ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوئی ہے؛ اس لئے میری بیوی میرے نکاح میں موجود ہے، میری بیوی کو تم لوگ میرے گھر بھیج دو۔

حالانکہ دوسری طرف عائشہ بیگم طلاق کا لفظ اپنے کانوں سے سن لینے کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے، وہ گناہ میں مبتلا ہونا نہیں چاہتی ہے؛ لہٰذا آپ حضرات شریعت مطہرہ کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ عائشہ بیگم پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ کیا طلاق کے لئے گواہ کا ہونا ضروری ہے یا بیوی اور شوہر کا اقرار ہی کافی ہے؟ کیا شراب پی کر طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؟ عائشہ بیگم اپنے شوہر کے لئے حلال ہے؟ کیا وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایسی حالت میں زندگی گذار سکتی ہے؟ کویت کے عالموں کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ ان تمام باتوں کا الگ الگ تفصیل سے جواب دے کر ہم تمام لوگوں کی صحیح رہنمائی فرمائیں تا کہ ہم لوگ صحیح طریقہ پر چل سکیں اور حلال طریقہ پر زندگی گذار سکیں اور حرام سے بچ سکیں۔

المستفتی: انوار خان بہمنی سری کالاہستی، چتور (اے پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فون پر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے،اور شراب پینے کے بعد نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب شوہر نے خود طلاق دینے کا اقرار کیا ہے،تو اس سے طلاق واقع ہوگئی ہے،اب تاویلات اور حیلہ بازی سے عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی؛ لہٰذا جس وقت طلاق دی ہے،اس وقت سے تین ماہواری گذر جانے کے بعد عدت پوری ہوجائے گی اور عدت پوری کرنے کے بعد لڑکی اپنی مرضی سے جہاں چاہے

جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے اور مذکورہ واقعہ میں عائشہ بیگم کریم کی بیوی نہیں رہی اور کویت کے عالموں کے حوالہ سے طلاق واقع نہ ہونے کی جوبات کہی گئی ہے وہ درست نہیں ہے۔

ویقع الطلاق کل زوج عاقل بالغ.........ولو هازلاً، أوسكران، ولو نبيذ، أو أفيون، أو بنج زجراً به يفتى الخ. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراچي ۳/۲۳۵ تا ۲٤۰، زكريا ٤/٤۳۸ تا ٤٤٦)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانة. (شامي، كراچي ۳/۲۳٦، زكريا ٤/٤٤۰)

قال الله تعالىٰ: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاثَةَ قُرُوْءٍ. [البقرة:۲۲۸]

عن عائشة قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (سنن ابن ماجه، الطلاق، باب خيار الأمة إذا اعتقت، النسخة الهندية ۱۵۰، دارالسلام رقم:۲۰۷۷) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۵۸۳/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۴/۱۴۲۹ھ

فون پر تین طلاق دیدیں

سوال [٦٦٧٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، پانچ چھ مرتبہ کہا، ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ بیوی نے فون کاٹ دیا، تو اس عورت پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد احمد دربھنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جس شخص نے اپنی بیوی کو چار یا پانچ مرتبہ فون

پر طلاق طلاق کہا، تو اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں۔ اب بغیر حلالہ وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ میرٹھ ۱۸/۳۷۶، کفایت المفتی جدید، زکریا ۶/ ۳۱، جدید ادارۃ الفاروق، کراچی ۸/ ۸۶، آپ کے مسائل ان کا حل جدید زکریا ۶/ ۴۷۰)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، زكريا ٤/ ٥٢١، كراچي ٣/ ٢٩٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٦، جديد ١/ ٤٢٣)

وفي الظهيرية: متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (الفتاوى تاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٢٧، رقم: ٦٥٩٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۳۸۵)

فون پر تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں یاسمین عالم بنت خورشید عالم، ساکن مرادآباد، میری شادی مہتاب خان عرف خرم ولد اسلام بخش مرحوم کے ساتھ ۲۸/ جنوری ۲۰۰۱ء کو ہوئی تھی، شوہر کی طرف سے مستقل ظلم وستم ہوتا رہتا ہے، شراب پی کر گھر آ کر مجھ سے لڑتے اور مجھے مارتوڑ کرتے رہتے ہیں اور بار بار ایسا ہو چکا ہے، جب زیادہ ماردھاڑ اور لڑائی کرتے ہیں، تو میں اپنے والدین کے یہاں مرادآباد آ کر بیٹھ جاتی ہوں، پھر وہ بلاتے ہیں اور میرے ماں باپ سے کہتے ہیں کہ اب لڑائی جھگڑا نہیں کروں گا، تو میرے ماں باپ بھیج دیا کرتے تھے، ایسے میں چھ سال گذر گئے،

اس درمیان میرا ایک بیٹا بھی ۳ر دسمبر ۲۰۰۵ء کو ہوا تھا اور اب ادھر آ کر جھگڑا زیادہ ہونے لگا۔ ۱۸ر جنوری ۲۰۰۸ء کو سخت لڑائی ہوئی اور مجھے انہوں نے بہت زیادہ مار دھاڑ کی، جس کے نتیجے میں میں ۱۹ر جنوری کی صبح کو مرادآباد اپنے والدین کے یہاں آ گئی اور ۲۸ر فروری کی رات کو گیارہ بج کر ۴۰ر منٹ پر انہوں نے مجھ سے فون پر گفتگو کی اور سخت جھگڑا کیا، اور گالی گلوچ کی اور مجھے اور میرے بیٹے کو جان سے مارنے کی دھمکی دی اور اسی دوران تین مرتبہ طلاق دی اور اس طریقہ سے کہا کہ ''تجھے طلاق، طلاق، طلاق'' تین مرتبہ کہا اور میں نے خود یہ الفاظ اپنے کان سے سنے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتیہ: یاسمین عالم بنت خورشید عالم، پکاباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے جو فون پر بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، اور بیوی نے اپنے کان سے طلاق کے الفاظ سنے ہیں اور شوہر فون پر طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، تو ایسی صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی، آئندہ بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۱/۳۰۵)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانة. (شامي، زكريا ٤/٤٤٠، كراچي ٣/٢٣٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ر ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۷/۹۵۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۹/۳/۱۳ھ

دوطلاق کے بعد پھر فون پر تیسری طلاق

سوال [۶۶۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو دو سال پہلے دو طلاق دی تھیں، حضرت مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کر کے رجوع کر کے ساتھ رہنے لگا اور اب چار ماہ پہلے فون پر ایک طلاق دی ہے، اور اس آخری طلاق کے بارے میں میری بیوی کا دعویٰ ہے کہ میں نے طلاق نہیں سنی؛ جبکہ میں نے طلاق دیدی ہے، ہمارے اور اس کے درمیان اس آخری طلاق سے جدائی گی ہے، اس سلسلے میں میری بیوی کے گھر والوں نے ڈاکٹر ذاکر نائک سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے معلوم کیا، جس میں انہوں نے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، اس بیوی سے میرا ایک لڑکا ہے، جس کی عمر دو سال ایک مہینہ ہے، اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو کیا اس صورت میں میرا بیٹا اپنی ماں کے پاس رہے گا یا میرے پاس اور اگر ماں کے پاس رہتا ہے، تو کتنی مدت تک رہے گا، اس وقت میرا بیٹا اپنی ماں کے ساتھ اپنی نانی کے گھر ہے، اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو کیا جب تک بچہ اپنی ماں کے پاس رہے گا، اس عرصہ کا خرچ مجھے دینا ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

المستفتی: محفوظ عالم محلّہ: مقبرہ، درگاہ، متصل بڑی مسجد مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت نے شوہر کو زندگی میں تین طلاق دینے کا اختیار دیا ہے، جن کو وہ ضرورت پڑنے پر دے سکتا ہے؛ لہٰذا جب شوہر نے دو سال پہلے دو طلاق دے کر رجعت کر لی تھی، اس کے بعد تیسری طلاق دے دی، تو اس سے بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے؛ لہٰذا اس کو بغیر حلالہ شرعیہ کے اپنے پاس زوجہ بنا کر رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اور سات سال سے کم عمر لڑکے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوتا ہے اور اس دوران بچہ کا مناسب خرچہ باپ کے ذمہ لازم ہے اور سات سال کے بعد ماں کو حق

پرورش باقی نہیں رہتا ہے؛ اس لئے سات سال کے بعد باپ لڑکے کو اپنے پاس رکھنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۳/ ۵۶۸)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم: عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الأخر. (نسائي شريف، النسخة الهندية ۲/ ۸٤، دارالسلام رقم: ۳٤٤٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٧٣، جديد ۱/ ٥٣٥، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

والحاضنة أما أوغيرها أحق به: أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى. (الدر المختار مع الشامي، زكريا ٥/ ۲٦٧، كراچي ۳/ ٥٦٦)

ويجبر الأب على أخذ الولد بعد استغنائه عن الأم؛ لأن نفقته وصيانته عليه بالإجماع. (شامي، زكريا ٥/ ۲٦۸، كراچي ۳/ ٥٦٦، ملتقي الأبحر مع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱٦۹، هندية، زكريا قديم ۱/ ٥٤۲، جديد ۱/ ٥۹۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۸۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۱/۲۹ھ

فون پر تین طلاق دینے کا اقرار کرنا

سوال [۶۶۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ نصیر کا نکاح رشیدہ سے ہوا، سامان جہیز اور نقد روپیہ زیادہ نہ ملنے کی وجہ سے رشیدہ کو گالی گلوچ اور مار پیٹ کرنا شروع کردیا اور طلاق کی دھمکی دی جانے لگی، حتی کہ موبائل فون پر اپنی بیوی کو نصیر نے طلاق دیدی۔ رشیدہ نے جب اپنے والدین اور رشتہ داروں سے تذکرہ کیا، تو اس نے انکار کیا، پھر جب لوگوں نے دباؤڈالا تو اقرار کیا کہ ہم نے دوطلاق دی تھیں اور دس دن بعد رجعت کرلی، مفتیان کرام نے اس بات کو مان کر دوطلاق رجعی کا فتوی دیا اور دونوں میں زوجیت قائم رہی؛ لیکن مطالبہ نقدی کو لے کر ناچاقی باقی رہی، پنچوں نے لڑکے کی بدسلوکی اور ظلم وستم کو دیکھتے ہوئے، اگریمنٹ (بونڈ) بنوا کر رخصتی کرادی، اگریمنٹ بننے کے بعد بھی نازیبا سلوک ظلم وستم باقی رہا، حتی کہ ۲۹؍رمضان المبارک کے دن مارتے مارتے لڑکی کو بے ہوش کردیا، بعدہٗ اس نے موبائل پر چند دنوں بعد پھر کہا کہ دوطلاق پہلے دیدی تھیں اور ایک طلاق باقی تھی، وہ بھی ہم نے دیدی، تم کو رکھ کر ہم کیا کریں گے، تم کو سزا دے کر ختم کردینا ہے، لڑکی نے مزید دریافت کیا کہ اب ہمارا آپ کا کوئی تعلق اور رشتہ نہیں رہا، جواب ملا کہ نہیں، تمہارا ہمارا کوئی رشتہ نہیں، لڑکی رونے لگی اور اپنے رشتہ داروں کو خبر کردی۔

لڑکا پھر اپنے باپ سے بات کررہا تھا، باپ نے پوچھا کہ تم نے کیا کہا، تمہاری بیوی روتی ہے اور کہتی ہے کہ طلاق دیدی ہے، تو کیا ہوا ہم کہیں گے نہیں دی تو طلاق نہیں ہوگی، ان الفاظ کو دہراتے ہوئے ایک عورت نے کہا کہ خوب ہے، طلاق بھی دیدی اور کہتا ہے کہ ہم انکار کردیں گے، تو طلاق نہیں ہوگی اس تمام گفتگو کو سننے والی چار عورتیں اور ایک سولہ سال کا لڑکا بھی ہے، اس کے بعد گاؤں میں پنچایت ہوئی اور پنچوں نے طرفین کے بیانات وگواہوں کے بیانات سن کر لڑکے سے مزید دریافت کیا کہ اب کیا کروگے، تم طلاق دے کر انکار بھی کرتے ہو، تو انہوں نے پنچوں سے کہا کہ آپ لوگ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہے، نبھنے کی کوئی صورت نہیں ہے، پنچوں کا فیصلہ ہوا کہ مہر دین وسبھی لین دین دے کر دونوں فریق آزاد ہوجائیں۔

دونوں فریق نے فیصلہ کو مان کر لڑکے نے چالیس ہزار روپئے پنچوں کے حوالہ کر دیئے اور باقی روپئے کے لئے ایک مہینہ کی مہلت لی، ایک مہینہ کے بعد جب پنچوں نے مزید روپیوں کا مطالبہ کیا تو لڑکے کی طرف کے دیگر لوگوں نے مداخلت کر کے رکوادیا اور کہا جاتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی۔ دریں صورت موبائل پر کہنا کہ ہم نے دیدی ہے، تو کیا ہوگا ہم کہیں گے نہیں دی، تو نہیں ہوگی اور پنچوں کے فیصلہ کو مانتے ہوئے روپئے جمع کر دینا اقرار طلاق ہے یا نہیں؟

مزید یہ کہ رشیدہ دینی علوم سے واقفیت رکھتی ہے اس کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر میں کہتی ہوں کہ میرے شوہر نے موبائل پر مجھے طلاق دیدی ہے، تینوں طلاق کے بعد اب میں شوہر مذکورہ کے پاس کسی حال میں نہیں رہ سکتی؛ چونکہ اب مزید رہنا حرام کاری ہے، آدمی چاہے جو کہے لیکن خدا تو دل کا حال بھی جانتا ہے، مرنے کے بعد میں خدا کو کیا جواب دوں گی، گود میں ۹رمہینہ کی بچی بھی ہے۔

المستفتی: راشق الہدیٰ، سمستی پور، لادھ کیسیا، ضلع ابز رگ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب تحریر سوال مسئولہ صورت میں جب شوہر نے فون پر طلاق دینے کا اقرار کیا ہے اور اس پر گواہ بھی موجود ہیں اور پھر اس نے پنچوں کو اپنے معاملہ کا مختار بنایا اور پنچوں نے بھی دونوں کے درمیان آزادی اور تفریق کا فیصلہ کر دیا، تو اب حکم شرعی یہ ہے کہ رشیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بدون حلالہ شرعیہ ان کے درمیان نکاح درست نہیں ہے اور بوقت نکاح جو مہر مقرر ہوا تھا شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم ہے۔

أقل ما يجوز في حقوق الناس فيما بينهم من الطلاق والعتاق .... شهادة رجلين، أو رجل، وأمرأتين. (المحيط البرهاني،

المجلس العلمي، بيروت ١٣/ ١٤٦، رقم: ١٤٨٧٤، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت٣/ ٢٦١)

وإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق امرأته ثلاثاً، وجحد الزوج، والمرأة ذلك فرق بينهما. (تاتارخانية، زكريا٥/ ١١٦، رقم: ٧٤١٣)

حكما رجلاً معلوما فحكم بينهما ببينة، أو إقرار، أونكول ورضيا بحكمه صح. (تنوير الابصار مع الدر المختار، كراچي ٥/ ٤٢٨، زكريا٨/ ١٢٧)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة --لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۴۴)

شوہر کا میں نے تم کو آزاد کیا تین بار کہنا

سوال [٦٦٨٠]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص شام کو کام سے فراغت پا کر گھر واپس آیا، بیوی سے کسی بات پر ناچاقی ہوگئی، بات یہاں تک بڑھ گئی کہ بیوی نے شوہر کو غلط ناشائستہ الفاظ بول دیئے۔ اب ظاہر ہے کہ شوہر کا غصہ مزید تیزی پکڑ گیا، تو شوہر نے اسی نازک حالت غضب میں کہا کہ میں نے آزاد کیا، میں نے آزاد کیا، میں نے آزاد کیا، تین مرتبہ یہ الفاظ بولے، اب وہ شخص کہتا ہے کہ جس وقت بیوی نے غلط اور ناشائستہ الفاظ بولے، تو اس وقت حالت غضب کی انتہا نہ رہی ایک دم چکر آیا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ زبر دستی مجھ سے کوئی کہلوا رہا ہے نیت نہیں تھی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ

سے مذکورہ حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی، تو کوئی صورت ایسی نکل سکتی ہے کہ دوبارہ نکاح جڑ جائے؟

المستفتی: اچھن خاں، نرولی، چندوسی، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آزاد کیا کے الفاظ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق صریح کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، جب شوہر نے ''میں نے آزاد کیا کا لفظ تین بار استعمال کیا ہے، تو اس سے بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر وہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، دوبارہ نکاح کی صرف یہی ایک شکل ہے کہ عدت گذارنے کے بعد دوسرے مرد سے شادی کرے اور شوہر کی اس کے ساتھ ہمبستری ہوجائے، پھر شوہر ثانی ہمبستری کے بعد طلاق دیدے یا مر جائے تو اس کے بعد دوبارہ عدت گذرنے کے بعد یہی شوہر اول اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۱۶/۴، ۱۸/۴، فتاوی محمودیہ قدیم ۶/۴ ۷، جدید ڈابھیل ۳۵۸/۱۲، امداد الفتاوی ۵۲۵/۴)

سرحتک وهو رها کردم؛ لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) فإن سرحتک كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال رها کردم: أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصلهٔ كناية أيضاً، وماذلک إلا؛ لأنه غلب في عرف الناس استعمالهٔ في الطلاق، وقد مر أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۲۹۹/۳، زكريا٤ / ٥٣٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها، كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ۱ /٤٧٣، زكريا

جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۳۹۸)

’’آزاد کرتا ہوں‘‘ تین مرتبہ کہنے سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۶۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں عبدالرؤف نے اپنی بیوی کو اس کی بدزبانی پر یہ کہدیا کہ میں تجھے آزاد کرتا ہوں، میں نے تین بار کہدیا، اس وقت وہاں اور کوئی نہیں تھا، میری بیوی باہر گئی اور قریب کے ایک مرد نابینا اور ایک عورت کو بلا کر لے آئی، جب انہوں نے معلومات کی اور میری بیوی کی ضد برابر جاری تھی، تو اس کی ضد اور بحث پر میں نے ایک بار اور کہدیا، پھر ایک فتوی لیا، جس میں یہی احوال لکھے گئے، تو پھر مفتی صاحب نے جواب دیا کہ ایک طلاق بائنہ ہوئی ہے اور عدت میں نکاح کرلے پھر لڑکی ایک معزز شخص کے ساتھ میرے پاس آئی اور گاؤں والوں نے یہ دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور فتوی میں بھی گنجائش ہے، میرا اس سے نکاح کرادیا، پھر کچھ مخالف لوگوں نے اپنا مضمون لکھ کر فتوی منگایا جس کا یہ جواب تھا کہ حلالہ کرنا چاہئے، اب جواب کو سنتے ہی مخالف لوگوں نے میرے اوپر اذان دینے تکبیر کہنے سے روک لگادی۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اذان دینا میرے لئے صحیح ہے یا نہیں؟ تکبیر کہنا کیسا ہے اور حلالہ کرانا ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرؤف، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب لفظ آزاد کرتا ہوں تین مرتبہ کہدیا ہے، اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی؛ اس لئے کہ ہمارے عرف میں لفظ آزاد کردینا طلاق کے لئے بولا جاتا ہے۔

سرحتک وهو رها کردم؛ لأنه صار صريحاً في العرف (وقوله) رها کردم: أي سرحتک يقع به الرجعي الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩، امداد الفتاوى٢/ ٤٢٥)

لہٰذا بلا حلالہ بیوی کو رکھنا جائز نہ ہوگا؛ لیکن جب آپ نے کسی عالم کے فتوی کے مطابق بلا حلالہ نکاح کرلیا ہے، گواس فتوی میں لکھنے والے سے غلطی ہوگئی ہے، شریعت کے مطابق آپ فاسق نہیں ہیں، آپ کے مسجد میں جانے کی وجہ سے مسجد ناپاک نہیں ہوئی، اورآپ کے لئے اذان دینا تکبیر کہنا سب شرعی طور پر جائز ہے، بس شرط یہ ہے کہ بیوی کوحلالہ سے قبل نہ رکھیں اور ماضی سے توبہ کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ /ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۷۶/۳۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۱/۴/۱۴۱۵ھ

بیوی کے مطالبہ پرشوہر کا تین طلاق دینا

سوال [۶۶۸۲]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے بیوی کے مطالبہ پر وکیل کے سامنے کہا ''میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، تیسری مرتبہ لفظ طلاق کہنے کے بعد غم اور رنج کی وجہ سے آواز بند ہوگئی تھی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوئیں اوردوبارہ ازدواجی زندگی کی کیا شکل ہے۔

المستفتی: احمد حسن صدیقی، ملکیان، سیوہارا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر کے دومرتبہ طلاق کہنے کے بعد تیسری مرتبہ طلاق دی کے الفاظ کہہ چکنے کے بعد آواز بند ہوئی، تو اب ایسی صورت میں طلاق مغلظہ

واقع ہوچکی ہے؛ لہٰذا حلالہ شرعیہ اور نکاح جدید کے بغیر میاں بیوی کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۳۱۷)

بیوی کے مطالبہ پر ”جا میں نے تجھے طلاق دی“ تین مرتبہ کہنا

سوال [۶۶۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں محمد عاقل اور میری بیوی کے درمیان کچھ باتیں غصہ اور ناراضگی کی ہوگئیں، اسی درمیان بیوی نے مجھ سے طلاق مانگی، اس پر میں نے تین بار یا چار بار یہ کہہ دیا کہ ”جا میں نے تجھے طلاق دی“ اب اس صورت میں بعد میں ہم دونوں پچھتا رہے ہیں اور دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں، اس کے لئے شریعت میں کوئی شکل ہو تو ہم کو بتایا جائے۔

المستفتی: محمد عاقل، مغلپورہ اول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپس کے تکرار کے دوران جب عاقل نے اپنی بیوی کو اس کے طلاق مانگنے پر تین بار چار بار طلاق دی کے الفاظ کہہ دیئے ہیں، اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اب آپس میں دونوں ایک دوسرے پر بالکل حرام ہوگئے ہیں۔

اب اگر دونوں دوبارہ ساتھ رہنا چاہیں تو صرف حلالہ کا طریقہ ہوسکتا ہے اوراس کی شکل یہ ہے کہ جس دن طلاق کا واقعہ پیش آیا ہے، اس دن کے بعد سے تین ماہواری گذرنے تک عدت گذارنا بیوی پر لازم ہے، اس کے بعد بیوی کا نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ ہوجائے، پھراس کے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، اس کے بعد وہ دوسرا شوہر طلاق دیدے اوراس کی طلاق کے بعد بھی تین ماہواری کے ساتھ عدت گذارنا لازم ہے، اس کے بعد محمد عاقل کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

قالت لزوجها: من باتو نمي باشم، فقال الزوج: مباش، فقالت: طلاق بدست تو است مرا طلاق كن، فقال الزوج: طلاق مي كنم، طلاق مي كنم، وكرر ثلاثا طلقت ثلاثاً. (هندية، زكريا قديم ١/ ٣٨٤، جديد ١/ ٤٥٢)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/ ٢٩٣، زكريا٤/ ٥٢١)

قال الله تعالىٰ: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ . [سورة البقرہ:٢٢٨]

عن عائشةؓ قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (ابن ماجة، الطلاق، باب خيار الأمة إذا اعتقت، النسخة الهندية ١٥٠، دارالسلام رقم:٢٠٧٧)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، زكريا جديد ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رر جب المرجب ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸ ر ۹۷۷۴)

بیوی کے اصرار پر شوہر کا تین طلاق دینا

سوال [۶۶۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۱۴/اگست ۲۰۱۰ء کو کافی دنوں کے تکرار کے بعد اپنی اہلیہ ہما کو کئی مرتبہ کے اصرار پر ان کے دو بھائیوں کی موجودگی میں تین مرتبہ طلاق دیدی، وہ اسی وقت اپنے دو بھائیوں کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس نجیب آباد چلی گئی، جب اس سلسلہ میں دھامپور کے مفتی صاحب (جو کہ شہر امام بھی ہیں) سے رابطہ قائم کیا گیا، تو انہوں نے تحریری طور پر طلاق کا فتوی دیا، ہما کے گھر والوں نے یہ بات تسلیم نہیں کی، ان کا کہنا تھا کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ بہر حال انہوں نے لڑکے محمد وسیم کو کسی طرح راضی کیا کہ وہ بنا کسی عدت حلالہ کے لڑکی کو ۳/بچوں کے ساتھ الگ مکان میں رکھے، اس میں محمد وسیم کی والدہ، بھائیوں، بھابھیوں، بہنوئیوں کسی کی بھی رضا شامل نہیں ہے، اب ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟ وسیم یا ان کی اہلیہ سے تعلق رکھیں یا نہیں؟ اور ان کے گھر آنا جانا رکھیں یا نہیں؟

المستفتی: شاہنواز، پیرغیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی کے اصرار پر شوہر محمد وسیم نے تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، اس کے بعد دونوں کا بغیر حلالہ کے رہنا بدکاری اور زنا کاری ہے، اس کی نحوست سے ادبار آسکتے ہیں، حدیث پاک میں اس کو علامات قیامت سے میں ایک خطرناک علامت بتلایا گیا ہے؛ لہٰذا متعلقین ورشتہ داروں پر لازم ہے کہ فوری طور پر دونوں کو الگ کردیں۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

عن ابن عمرؓ، أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتی تنکح زوجاً غیره، ویخالطها وتذوق من عسیلته. (المعجم الکبیر للطبراني، دار احیاء التراث العربي بیروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹، مجمع الزوائد، دارالکتب العلمیة، بیروت ۴/۳۴۱)

وفي روایة قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: العسیلة الجماع. (مجمع الزوائد۴/۳۴۱)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (هندیة، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم......یابن مسعودؓ إن من أعلام الساعة وأشراطها: أن یکثر أولاد الزنا، قلت: أبا عبد الرحمن وهم مسلمون؟ قال: نعم! قلت: أبا عبد الرحمن والقرآن بین ظهرانیهم؟ قال: نعم! قلت: أبا عبد الرحمن وأنّی ذٰلک؟ قال یأتی علی الناس زمان یطلق الرجل المرأة، ثم یجحد طلاقها، فیقیم علی فرجها فهما زانیان ما أقام. (المعجم الکبیر، داراحیاء التراث العربي بیروت ۱۰/۲۳۰، رقم: ۱۰۵۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۰۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۱۱/۱۴۰۹ھ

مطالبہ پر طلاق ثلاثہ دینے کی صورت میں عدت، مہر اور جہیز کا حکم

سوال [۶۶۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) میں نے اپنی بیوی شبنم پروین کو تین طلاق اس کے مطالبہ پر دیدی ہیں،

اس سے پہلے بھی طلاق کا مطالبہ کرتی رہتی تھی، اس وقت بھی طلاق مانگ رہی تھی، میں نے غصہ میں طلاق دیدی ہے۔

(۲) اب میرے ہی گھر پر عدت گزار رہی ہے ۲۴ فروری کو طلاق ہوئی تھی کتنے دن عدت ہوگی اور عدت کے بعد کہاں رہے؟ میرے ہی گھر میں رہے یامیکہ جائے گی؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) مہر اور جہیز کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نوید خان، آزادنگر، سنبھل روڈ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) طلاق خوشی میں نہیں دی جاتی ہے، غصہ ہی میں دی جاتی ہے، جب آپ نے اپنی بیوی کو اس کے کہنے پر تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

والبدعي ثلاث متفرقة، وكذا بكلمة واحدة بالأولىٰ. (شامي مع الدر، زكريا ٤/٤٣٤، كراچي ۳/۲۳۲، ۲۳۳)

(۲) آپ کے گھر پر عدت گزارسکتی ہے، اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو؛ لیکن جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہوجاتی آپ سے سخت پردہ لازم ہے اور ۲۴ رفروری کے بعد سے تین ماہواری گذرنے پر اس کی عدت پوری ہو جائے گی اور عدت پوری ہوتے ہی اس پر لازم ہے کہ اپنے میکہ چلی جائے؛ اس لئے کہ وہ آپ کے لئے مثل اجنبیہ؛ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آپ پر حرام ہوچکی ہے؛ کیونکہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ آپ کا نکاح بھی درست نہیں ہے۔

ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلتقيا التقاء الأزواج، ولم يكن فيه خوف فتنة. (شامي، زكريا ٥/٢٢٧، كراچي ٣/٥٣٨)

وهـي فـي حق حرة......تحيض لطلاق......بعد الدخول (إلى قوله) ثلاث حيض كوامل. (رد المختار مع الدر المختار٥/١٨١-١٨٢، كراچي ٣/٥٠٤-٥٠٥)

(۳) مطلقہ بیوی کے مہر کی رقم اگر آپ پر باقی ہے،تو وہ اور جہیز کا سامان اس کو واپس کرنا آپ پر لازم ہے۔

بـل كل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله، وإذا ماتت يورث عنها. (شامي، كراچي ٣/١٥٨، زكريا ٤/٣١١)

ويتأكـد الـمهـر عـنـد وطء، أوخلوة صحت......، أو موت أحدهما. (شامي، كراچي ٣/١٠٢، زكريا ٤/٢٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۰۶۵)

طلاق کے مسلسل مطالبہ پر شوہر کا ''دی'' کہنا

سوال [٦٦٨٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھ جمیل احمد و یاسمین بیگم کے درمیان اپنے سسر صاحب جناب تصور حسین کے میرے بھائی کے رشتہ کے سلسلہ میں ناجائز برائی کرنے کی بناپر جھگڑا ہو گیا اور میرے کہنے کے باوجود بیوی نے بھی یقین نہیں کیا کہ جناب تصور حسین صاحب نے برائی کی ہے، اس بات کو لے کر کافی کہا سنی ہوگئی اور میری بیوی نے طلاق کی مانگ کی اور کہا کہ مجھ کو الگ کردو، یہ ورد میری بیوی نے صبح سات بجے سے دس بجے تک رکھا، تب میں نے کہہ دیا کہ دی، دی، دی، دی اور کہا کہ اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ اور اس کے باوجود جب وہ جانے لگی تو روکا، جس کے درمیان برقع بھی پھٹا، جس کا ایک ٹکڑا میرے پاس ہے، میرے بعد دیگر لوگوں کے روکنے پر بھی وہ نہیں رکی۔

المستفتی: جمیل احمد ایڈوکیٹ، امروہہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی صبح ۷؍ بجے سے ۱۰؍ بجے تک مسلسل طلاق مانگتی رہی ہے اور اس مانگ اور مطالبہ پر آپ نے چار مرتبہ ''دی'' کہا ہے، تو ایسی صورت میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب دونوں کا ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔

ولو قالت: مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، فقال: کردم کردم کردم تطلق ثلاثا. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/ ۳۸۳، جدید زکریا ۱/ ۴۵۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۸۷)

''میں نے تجھے طلاق دی'' تین مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۶۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا شوہر محمد ارشاد مجھے آئے دن شراب پی کر مارتا پیٹتا تھا اور اکثر آئے دن طلاق دینے کو کہتا رہتا تھا، ایک دن آٹھ جون ۲۰۰۴ء کو مجھے بہت مارا اور تین بار کہا ''میں نے تجھے طلاق دی'' اور تو میرے گھر سے فوراً چلی جا میں اپنے بھائیوں کے گھر چلی آئی اور میرے شوہر محمد ارشاد مجھے چھوڑ کر دہلی چلے گئے اور اب تک کوئی خیر خبر نہیں لی اور اب دو سال ہوچکے ہیں، اب تک تین لڑکیوں کو لے کر اپنے بھائیوں کے گھر زندگی گذار رہی ہوں۔ مہربانی کر کے بتلایئے کہ مجھ پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتیة: زینب جہاں، ملا قاسم مسجد فیل خانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائلہ اپنے بیان میں سچی ہے کہ اس کے

شوہر نے اس کو دو سال قبل تین بار طلاق دی ہے، تو سائلہ پر تین طلاق اسی وقت ہو چکی تھیں۔ اب اس درمیان اس کی عدت بھی پوری ہو چکی ہے، اب کسی دوسری جگہ نکاح کر کے باعصمت زندگی گذار سکتی ہے، اب اگر پہلا شوہر آ کر ساتھ رکھنا چاہے، تو اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاثَةَ قُرُوْءٍ. [البقرة:۲۲۸]

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥، هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۰٦۷/۳۸)

لفظ ایک دو تین سے طلاق کا حکم

سوال [۲٦۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام عائشہ ہے، میری شادی عارف کے ساتھ تقریباً چھ ماہ قبل ہوئی تھی، میں اپنے شوہر کے یہاں چار سے پانچ بار گئی ہوں، ایک دن وہ مجھے میرے گھر چھوڑنے کے لئے میرے ساتھ آئے اور میرے گھر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھ کر یہ الفاظ کہے کہ آج سے میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، ایک، دو، تین، وہ یہ الفاظ بول کر چلے گئے، جب ان سے دوبارہ برائے تحقیق پوچھا گیا، تو وہ انکار کرنے لگے اور قسم بھی کھالی؛ حالانکہ یہ الفاظ میرے روبرو بولے گئے ہیں اور میں نے اپنے کانوں سے سنے ہیں

اوراس پر میں بھی قسم کھارہی ہوں اور مجھے اللہ کا خوف ہے اور میں اپنی زندگی برباد کرنا نہیں چاہتی، ایسی صورت حال میں جب شوہر طلاق کا انکار کرے اور قسم بھی کھالے،تو میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور میرے شوہر کے لئے کیا حکم ہے؟ ہمارے عرف میں ایک، دو، تین، طلاق کے الفاظ کے بغیر بھی طلاق کے لئے مانے جاتے ہیں۔(مستفاد: فتاوی رحیمیہ ۳۹۱/۸)

المستفتیه: عائشہ بی بی، گودھرا(گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ کے یہاں عرف میں ایک، دو، تین، طلاق ہی کے لئے بولا جاتا ہے اور شوہر نے بیوی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر یہ الفاظ کہے ہیں اور ساتھ میں یہ بات بھی کہی ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، اس سے تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں ہیں۔آئندہ بلا حلالہ دونوں میں نکاح بھی جائز نہیں۔

قال لامرأته: أنت مني ثلاثا، طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق. (شامي، كراچي ۳/۲۷۵، زكريا ٤/٤٩٧)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة ......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/٤۷۳، زكريا جديد ۱/٥۳٥، الفتاوى التاتارخانية، زكريا٥/١٤٧، رقم:۷٥٠٣)

لیکن جب بعد میں شوہر انکار کررہا ہے اور بیوی کو یقین سے معلوم ہے اور بیوی نے خود سن رکھا ہے،تو ایسی صورت میں بیوی کو ایسا کرنے کی گنجائش ہے کہ مہر معاف کر کے اس سے چھٹکارا حاصل کرلے اور اگر اس کے لئے بھی وہ تیار نہ ہو،تو عورت کو اس سے علیحدگی اور راہ فرار اختیار کرنے کے لئے کوئی بھی شکل اختیار کرنے کا حق ہے۔(مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۴/۲)

إذا قال الرجل لامرأته: أنت طالق بألف درهم، فقبلت طلقت وعليها ألف درهم. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٦٠٠، رقم:۷۰۳۷)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله ولاتقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أوتهرب. (شامي، كراچي ۳/ ۲۵۱، زكريا ٤/ ٤٦٣، البحرالرائق، كوئٹه ۳/ ۲۵۷، زكريا ۳/ ٤٤٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ /شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۶۹۲/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۸/۲ھ

بیوی کو مخاطب کر کے تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [٦٦٨٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باپ اور بیٹے میں کچھ گرم مزاجی کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی، اسی دوران لڑکے نے طلاق، طلاق، طلاق، ایک ہی سانس میں تین مرتبہ کہا نہ تو اس نے بیوی کا نام لیا اور نہ ہی اس کے درمیان اور اس کی بیوی کے درمیان کوئی بات چیت ہو رہی تھی، اس کے تقریباً ایک منٹ بعد اس نے بیوی سے کہا کہ لے میں نے آج تیری چھٹی ہی کر دی، یہ کہتے ہوئے شوہر کی ماں اور اس کی ہمشیرہ نے بھی سنا، اتنا کہنے کے بعد وہ پریشان ہونا شروع ہو گیا۔ اور اس کی یہ حالت تھی کہ کبھی مکان میں اندر جاتا اور کبھی باہر آتا اور یہ کہتا کہ آج میں نے کتنی بڑی غلطی کر لی، اپنا گھر برباد کر لیا اور اس کے دو بچے بھی ہیں، ایک لڑکی اور ایک لڑکا اور تیسرا حمل ہے، جس کا وقت ساڑھے سات ماہ ہے، لڑکی کے گھر والے اور لڑکے کے گھر والے بھی موجود تھے اور دونوں کے رشتہ دار موجود تھے، ان کے درمیان دونوں نے ایک ساتھ ایک ایک جگہ زندگی گذارنے کی رضامندی ظاہر کی ہے؛ لہٰذا آپ بتائیں اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ طلاق پڑی یا نہیں؟ اگر طلاق پڑی ہے تو کون سی پڑی؟

المستفتی: عبدالکریم، محلّہ: جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے چونکہ اپنی بیوی کومخاطب کر کے اور بیوی ہی کومراد لے کرغصہ کی حالت میں طلاق، طلاق، طلاق، کے الفاظ کہے ہیں، تو اس کی بیوی پرتینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اب بغیرحلالۂ شرعیہ کے میاں بیوی کی طرح رہنا درست نہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۲/۲۷۴)

ولایلزم کون الإضافة صریحة في کلامه–إلی– لأن العادة أن من له امرأة، إنما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها. (شامي، ۳/ ۲۴۸، زکریا ٤/ ٤٥٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قدیم۹ ۲۱، جدید زکریا ۳۷٦)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، أو یموت عنها. (هدایة، اشرفي دیوبند ۲/ ۳۹۹، هندیة، زکریا قدیم ۱/ ٤۷۳، جدید ۱/ ٥۳٥، تاتارخانیة، زکریا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۶۷۳)

بیوی کو زبانی تین طلاق دینا

سوال [٦٦٩٠]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ احقر فضل الرحمٰن لاجپت نگر کرولہ مرادآباد نے اپنے پڑوسی محمد یسین محمد عتیق الرحمٰن بجنوری متعلم مدرسہ شاہی اور اپنے ملازم امام الدین، نیز میری اہلیہ کے ماموں محمد دین کی موجودگی میں اپنی اہلیہ کوتین طلاق دیدی ہیں اور تحریر کے ذریعہ بھی مزید

تین طلاقیں دیدیں تو یہ واقع ہوئیں یا نہیں؟

المستفتی: فضل الرحمٰن، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ اپنی بیوی کو ۳/طلاقیں زبانی طور پر دے چکے ہیں، تو آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ پڑ چکی ہے اور وہ آپ کے لئے اب بالکل حرام ہوچکی ہے؛ لہٰذا آپ کے لئے اس بیوی کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا قطعی طور پر حرام ہے اور آئندہ آپس میں بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہیں ہے، طلاق مغلظہ واقع ہونے کے بعد اب تحریر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۹۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۶/۴/۱۴۳۱ھ

''میں نے اس کو طلاق دی'' تین مرتبہ کہنا

سوال [۶۶۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے گھر میں خانگی امور سے متعلق اپنی بیوی کو زدوکوب کرکے (یہ کہتا ہوا کہ جا یہاں سے نکل جا) پڑوس میں فوراً پہونچا اور محوِ گفتگو ہوا، پڑوس کے اس سوال پر کہ تمہارا چہرہ اداس کیوں ہے، شخص مذکور نے جواب میں کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، یہ لفظ تین مرتبہ کہا، کچھ توقف کرکے پھر کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، یہ لفظ دو مرتبہ کہا، پڑوس کی

اس گفتگو میں کوئی مرد یا بالغ لڑکا نہیں تھا صرف تین عورتیں موجود تھیں، جن میں سے ایک نے تین مرتبہ اور دوسری نے پانچویں مرتبہ یہ لفظ سنا، کیا اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا کوئی گنجائش باقی ہے؛ جبکہ گواہان میں صرف عورتیں ہی تھیں، جنہوں نے دو دن کے بعد زید کی بیوی سے یہ گفتگو نقل کی ہے۔

المستفتی: محمد عمیر غازی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوال نامہ میں مذکورہ صورت میں زید کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں ہیں اور طلاق مغلظہ واقع ہونے کی وجہ سے بغیر حلالہ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے۔

وفي الأشباه: لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً.

(الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ٦ ٣٧)

وفي الهندية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحا. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ر شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۷۰۴/۳۸)

جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں، تو میں تینوں طلاق دے رہا ہوں کہنے کا حکم

سوال [٦٦٩٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید سسرال سے اپنے گھر کسی حاجت کے لئے آیا، بیوی نے ناشتہ کھانے کے لئے زید کو بلایا، ناشتہ کے سلسلہ میں میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، بیوی نے شوہر کو برا بھلا کہا،

اور شوہر نے بیوی کو مارا پیٹا، اتنے میں بیوی کا چچیرا چچا آ کر کہنے لگا، اگر ایک باپ کی اولاد ہوتو مار کر دیکھو، مار نہیں سکتے ہو، اس کے بعد زید نے چچیرے سسر سے کہا کہ اگر حقیقت میں یہ آپ کی لڑکی ہے تو تینوں طلاق، بیوی روپئے جمع کرنے بینک جارہی تھی، زید نے بیوی سے کہا کہ جو روپئے بینک میں جمع کروگی وہ روپئے نہیں ملیں گے؛ اس لئے جمع مت کرو، اس کے بعد بیوی کا چچیرا چچا اور اس کے والد اور دو چار آدمی آ کر کہنے لگے کہ تم اس سے بول نہیں سکتے اور روک نہیں سکتے ہو؛ کیونکہ تم نے اس کو طلاق دیدی ہے اور یہ لوگ زبردستی کہہ رہے تھے کہ تم طلاق دے چکے ہو اور زید جواب میں یہی کہتا رہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، چار پانچ مرتبہ یہی کہا، لوگوں نے کہا کہ تم طلاق دے چکے ہو اور زید وہی جواب دیتا رہا کہ طلاق نہیں دی ہے، اس کے بعد زید کے سسر نے مارنا چاہا تو زید نے ڈر کے مارے کہا کہ ’’جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں‘‘ تو میں تین طلاق دے رہا ہوں اور شرط یہ ہے کہ میں لڑکی کو واپس لاؤں گا، اس کے بعد لڑکی والے زید کے گھر سے سامان وغیرہ لے کر چلے گئے، پھر اس کے بعد میاں بیوی آپس میں کہنے لگے کہ ہم آپس ہی میں شادی کریں گے، اگر شادی نہیں ہوئی، تو ہم جان دیدیں گے، تو اب اس صورت کے اندر کیا مسئلہ ہوگا؟ اور کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: عتیق الرحمٰن، بھاگلپوری (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلے جب زید نے بیوی کے چچیرے چچا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ ’’اگر حقیقت میں یہ آپ کی لڑکی ہے، تو تینوں طلاق‘‘ تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ بیوی حقیقت میں اس کی بیٹی نہیں ہے؛ لیکن جب بعد کے واقعہ میں زید کو سسر کی طرف سے مارنے کی دھمکی دی گئی، اس وقت زید نے یہ جملہ استعمال کیا کہ ’’جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں تو میں تین طلاق دے رہا ہوں‘‘ اس لفظ سے اسی وقت تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور اس کے ساتھ لڑکی کو

واپس لانے کی شرط لگانے سے وقوع طلاق میں کوئی اثر نہ ہوگا۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة......فإذا فعل ذلك وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ر شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۰۸۳/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۸/۳ھ

بھابھی کی موجودگی میں تین طلاق

سوال [٦٦٩٣]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں اور طلاق دیتے وقت صرف بیوی کی بھابھی موجود تھی اور طلاق کی صورت یہ ہے کہ میں تجھے آزاد کرنے کے لئے آیا ہوں، پھر اس کے بعد تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہد یا، تو کیا ایسی صورت میں طلاق ہوجائے گی؟

المستفتی: ریاست حسین، گھیر کھانا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۶۵۱)

دو گواہوں کے روبرو تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد شریف ولد محمد ابراہیم محلّہ عید گاہ مرادآباد کی شادی ۱/ ۲/ ۸۱، کو نفیس جہاں بنت قمرالدین محلّہ کسرول مرادآباد سے ہوئی تھی، میری بیوی شادی سے ۲/ سال ۳/ ماہ میرے ساتھ رہی اس کے بعد مجھ سے جھگڑا کر کے میرے گھر سے چلی گئی اور اس کے بعد اپنے والد کے گھر پر رہنے لگی اور مقدمہ چلا اور آپس میں طے ہونے کے بعد ۱۰۰/ روپئے ماہوار دیتا رہا اور اس کے دوران میں نے کئی بار بلانے کی کوشش کی پر وہ آنے کے لئے تیار نہیں ہوئی، جب میں بلانے کے لئے گیا، اپنی طرف کے دو آدمی کو لے کر گیا تھا اور میں نے اس سے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا، تو اسنے چلنے سے انکار کردیا۔ ۱/ ۹/ ۹۸ کوتب میں نے ان دونوں کے سامنے تین بار طلاق دیدی تھی، میں نے کئی بار اسے اپنا مہر لینے کے لئے گواہ بھیجا تاکہ وہ اپنے گھر کا کوئی آدمی بھیجدے اور اپنے مہر کی رقم وصول کرے، اس پر اس نے کوئی عمل نہیں کیا، پھر اس کے بعد میں نے مجبور ہو کر اسے ایک طلاق کا نوٹس وکیل کے ذریعہ لکھ کر ۱۱/ ۳/ ۹۹ رجسٹری کے ذریعہ بھیج دیا تھا، اور اسے وہ ۱۹/ ۳/ ۹۹ کو مل گیا تھا اور یہ مقدمہ عدالت میں زیرِ غور ہے، وہ کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں

ہوئی ہے، جب میں نے اس کو زبانی طلاق دی تھی، تو کیا اس کو طلاق ہوگئی، جب کہ میں اقراری ہوں اور میں نے اس کو عدالت کے اندر جج صاحب کے سامنے کہہ کر اقرار کرلیا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے، میرے نکاح میں ۴/ اشرفی اور ۴/ ہزار روپئے بندھے ہیں، اور وہ مؤجل ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی: محمد شریف، محلّہ عیدگاہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ واقعہ اگر صحیح ہے، تو بیوی نفیس جہاں پر تین طلاق واقع ہوگئیں؛ کیونکہ شوہر نے جب دو گواہوں کے روبرو بیوی کو تین طلاق دیں، اس کے بعد بذریعہ وکیل ایک طلاق کا نوٹس بھیجوایا اور اب بھی طلاق کا مقر ہے، تو اب عورت کا انکار مقبول نہ ہوگا؛ بلکہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوکر شوہر محمد شریف کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور چونکہ یہ واقعہ کئی سال پرانا ہو چکا ہے؛ اس لئے عدت بھی گذر گئی، اب عورت نفیس جہاں فی الفور اپنا نکاح دوسری جگہ کرسکتی ہے۔

وتطلق ثلاثا عملا بإقراره احتياطاً. (شامي، كتاب الطلاق، قبل باب الايلاء، كراچي ۳/ ۲۱ ٤، زكريا ٥/ ٥٧)

اور مہر کے سلسلہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ یا تو مقررہ شئ یعنی چار اشرفی اور چار ہزار روپئے دیدے اور اگر اشرفی کی قیمت دینی ہے، تو پھر یوم الأ داء کی قیمت کا اعتبار ہوگا، نکاح کے وقت کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔

ولايجوز دفع غيره من غير رضاها، فكان مستقراً مهراً بنفسه في ذمته، فتعتبر قيمته يوم الاستقرار، وهو يوم العقد فأما الثوب وإن وصف فلم يتقرر مهراً في الذمة بنفسه؛ بل الزوج مخير في تسليمه وتسليم قيمته في إحدى الروايتين على ما نذكر إن شاء الله وإنما يتقرر مهراً بالتسليم، فتعتبر قيمته يوم التسليم. (بدائع الصنائع، زكريا ۲/ ٥٦٣، ٥٦٤)

مہر مؤجل کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ادائے گی فی الفور لازم نہیں ہے؛ بلکہ اس کی ادائے گی کے لئے کوئی مہلت اور وقت مقرر کر دیا جائے۔ (کفایت المفتی قدیم ۱۲۵/۵، جدید ادارۃ الفاروق، کراچی ۳۹۱/۷)

أجل الشئ مدت مقرر کرنا مہلت دینا۔ (مصباح اللغات ۲۸/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۶۵۸/۳۷)

دو گواہوں کی موجودگی میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھانجے محمد نعیم نے ۲۴/اگست ۹۹ء کو بعد نماز عشاء اپنی مرضی سے تبسم خاتون سے نکاح کر لیا اور اس نکاح میں لڑکے اور لڑکی کے ولی کوئی موجود نہیں تھے اور نکاح بھی کسی دوسرے کے مکان پر پڑھا گیا تھا، جس کے گواہ اور وکیل بھی امروہہ کے رہنے والے ہیں اور سارا واقعہ امروہہ کا ہے۔ ۵/ستمبر ۹۹ء کو محمد نعیم کی بیوی تبسم جہاں اپنی مرضی سے باپ کے گھر چلی گئی؛ جبکہ نعیم احمد نے اپنی بیوی کو وہاں جانے کے لئے منع کیا تھا، پھر بھی وہ چلی گئی۔ ۱۲/ستمبر ۹۹ء کو نعیم احمد نے دو حضرات کی موجودگی میں تبسم خاتون اپنی بیوی کو تین بار طلاق نام لے کر دیدی، اس وقت اس کی بیوی موجود نہیں تھی، پھر ۱۷/ستمبر ۹۹ء کو جب میں نے اور جناب الحاج محمد یوسف صاحب نے معلوم کیا کہ تم نے کیا کہا تھا، تو اس نے تین بار کہا کہ میں نے اپنی بیوی تبسم خاتون کو طلاق دی۔

(۱) کیا اس حالت میں طلاق ہوگئی؟

(۲) مہر فاطمی دینا ہوگا، جو نکاح میں لکھا گیا تھا؟

(۳) کیا عدت گذارنی ہوگی؟

(۴) کیا عدت کا خرچہ لڑکے کو دینا ہوگا؟

(۵) ان دونوں کا نکاح پھر ہوسکتا ہے اور کس طرح ؟

(۶) لڑکے کا کچھ روپیہ لڑکی کے باپ کے پاس ہے، کیا وہ روپیہ بھی لڑکا مہر میں شامل کرسکتا ہے یا نہیں؟

برائے کرم فتوی دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں تا کہ آگے کے حالات طے کئے جائیں۔

المستفتی: محمد یاسین سیفی، کاشی پور، ادھم سنگھ نگر (یوکے)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جب نعیم احمد نے دو حضرات کی موجودگی میں تین بار طلاق نام لے کر دیدی اور بعد میں اس کا اقرار بھی کرلیا، تو تبسم خاتون پر تین طلاق مغلظہ پڑگئیں۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة، أو ثلاثاً في طهر واحد، فإذا فعل ذلک وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديو بند ٢/ ٣٥٥)

(۲) نکاح کے وقت جو مہر فاطمی لکھا گیا تھا وہی دینا لازم ہوگا۔

ومن سمىٰ مهراً عشرة، فمازاد فعليه المسىٰ إن دخل بها، أو مات عنها. (هداية، اشرفي ديو بند ٢/ ٣٢٤)

(۳) تین ماہواری کے ساتھ عدت گذارنی ہوگی، اس کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ. [البقرة: ٢٢٨]

بعد الدخول أوبعد خلوة الصحيحة كان عليها العدة. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٥٢٦، جديد ١/ ٥٧٩)

(۴) نعیم احمد کے منع کرنے کے باوجود جب بیوی اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، تو وہ ناشزہ ہوگئی اور ناشزہ کے لئے عدت کا نفقہ واجب نہیں۔

ولا نفقة لأحد عشر ومنها خارجة من بيته بغير حق. (شامي، زكريا ٥/ ٢٨٥، ٢٨٦، كراچي ٣/ ٥٧٦، بدائع الصنائع ٣/ ٤٢٨)

(۵) تین طلاق دینے کے بعد دوبارہ اس سے نکاح کرنے کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گذارنے کے بعد کسی مرد سے نکاح کرلے اور وہ آدمی اس سے صحبت کرنے کے بعد طلاق دیدے اور پھر دوبارہ عدت گذارنے کے بعد اس عورت سے شوہر اول کا نکاح کرنا جائز ہوگا اور بغیر حلالہ کئے ہوئے اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣)

(٦) اگر لڑکی اس کو مہر میں منہا کرنے کے لئے تیار ہو، تو وہ اس کو مہر میں شمار کرسکتا ہے، ورنہ وہ قرضہ الگ سے وصول کیا جائے گا۔

وتصح الحوالة برضا المحيل، والمحتال، والمحتال عليه، قال في العناية: شرط صحة الحوالة رضا المحتال؛ لأن الدين حقه وهو أي الدين ينتقل بالحوالة والذي متفاوتة، فلا بد من رضاه. (عناية على الفتح، زكريا ديوبند ٧/ ٢٢٢، كوئٹه ٦/ ٣٤٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۲۰۲)

شوہر کا گواہوں کے سامنے تین بار تم کو طلاق دی کہنا

سوال [٦٦٩٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مؤرخہ: ۹/اپریل ۲۰۰۰ء بروز اتوار شاہد حسین ایوبی نے مجھ مہر بانو سے کہا تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو اور میری مرضی کے بغیر گھومنے چلی جاتی ہو، میں تمہیں اپنی زوجیت میں رکھنا نہیں چاہتا، بعدہٗ شاہد حسین ایوبی نے مجھ سے تین بار کہا میں نے مہر بانو کو طلاق دی، یہ فقرے روبرو گواہان ادا کئے گئے ہیں، اس کے بعد پھر مختلف اوقات میں کئی بار یہی جملہ مجھ سے مخاطب ہو کر شاہد حسین ایوبی کہہ چکا ہے؛ لہٰذا فتوی بتائیے۔

(۱) شاہد حسین ایوبی کے ایک وقت میں تین بار مجھ مہر بانو کو طلاق دینے پر طلاق شرعی ہوئی یا نہیں؟ بعدہٗ مختلف اوقات میں یہ فقرے ادا کرنے کے بعد ہی طلاق مکمل طور پر ہوگئی ہے؟

(۲) کیا تین بار طلاق دینے کے بعد کسی طرح پر بھی بحیثیت زوجیت کوئی تعلق شاہد حسین سے رکھ سکتی ہوں یا نہیں؟

(۳) کیا شاہد حسین ایوبی کے تین بار طلاق دینے کے بعد میں ان کی زوجیت سے آزاد ہوں؟

المستفتیہ: مہر بانو، ٹاؤن ہال، زنانہ ہسپتال، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱/۲/۳) جب شوہر نے تین بار طلاق کا لفظ کہا، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہو چکی اور نکاح بالکلیہ ختم ہو گیا، اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، البحر الرائق، زكريا٤/٩٤، كوئٹه٤/٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۳۹/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۷ھ

چار آدمیوں کے سامنے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں لئیق ابن عبد العزیز محلّہ پیر غیب نے اپنی بیوی رضیہ پروین کو کل صبح چار لوگوں کے سامنے تین طلاق دیدی ہیں؛ لہٰذا طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: لئیق احمد بن عبد العزیز، پیر غیب مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لئیق احمد نے اپنی بیوی کو چار آدمی کے سامنے تین طلاقیں دے دی ہیں، تو بیوی رضیہ پروین پر تینوں طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی ہے اوراب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے، دونوں کا ساتھ رہنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

وإذا قال لامرأته: أنت طالق، وطالق، وطالق ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب الثاني إيقاع الطلاق، زكريا قديم ١/٣٥٥، جديد١/٤٢٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۳۷۷/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۷/۱۷ھ

۱۰/۱۲/ آدمیوں کے سامنے تین طلاق دینا

سوال [٦٦٩٨]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شہاب الدین نے تقریباً ۱۰/ یا ۱۲/ آدمیوں کے سامنے پنچایت میں اپنی اہلیہ تنویر جہاں کو تین طلاق کے الفاظ کہے، وہ الفاظ یہ ہیں ''میں نے تنویر کو طلاق دی'' کیا حقیقت میں طلاق ہوگئی؟

المستفتی: شہاب الدین، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی، تو آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ آپ کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے آپ دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اورحرام ہے۔

عن نافع كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلاثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا، فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من جاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩٢، رقم:٥٠٦٦، ف:٥٢٦٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۹۷)

مجمع عام میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ رخسانہ پروین کواس کے شوہر ذاکرحسین نے اب سے قریب تین ماہ قبل اس کے میکہ میں والدین اور بھائیوں اور باہر کے کچھ آدمی جو کہ فیصلہ میں آئے ہوئے تھے کے سامنے رخسانہ کا نام لے کراوراس سے مخاطب ہوکر تین مرتبہ طلاق دیدی اور چلا گیا، بعد میں رخسانہ سے پتہ چلا کہ وہ اپنے گھر میں بھی کئی مرتبہ طلاق دے چکا ہے، طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: ہدایت حسین، کرولہ آزادنگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کوتین مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو بیوی پرطلاق مغلظہ واقع ہوکرشوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے، اب بلا حلالہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍ ۳۷۱۳)

تین جھگڑوں میں میں نے تمہیں طلاق دیدی کہنے سے طلاق

سوال[۶۷۰۰]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر غصہ میں آکر یہ کہتے ہیں کہ میں نے تمہیں طلاق دیدی، بچوں کو لے کر گھر سے نکل جاؤ، دوتین لڑائیوں میں تین تین بار یہ کہہ چکے ہیں کہ میں نے تمہیں طلاق دیدی۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتیه: نرگس، پیرغیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر تین بار یا اس سے زائد تمہیں طلاق دیدی کے الفاظ کہہ چکا ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، آپ اپنے شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہیں، بغیر حلالہ کے اس شوہر کے پاس رہنا جائز نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱۴۷، رقم:۷۵۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۳۵۲)	۱۴۲۰/۱۱/۳ھ

جھگڑے کے دوران تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۰۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد شاہد نے بیوی سے جھگڑے کے دوران تین مرتبہ یہ کہہ دیا کہ طلاق،

طلاق، طلاق۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح بیوی سے جھگڑے کے دوران کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں اور شرعاً اب کیا حکم ہے؟ تین بچے بھی ہیں، بیوی کو رکھنا چاہیں تو کیا کریں؟

المستفتی: محمد شاہد، محلّہ چودیوسرائے، سنبھل مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی ہاں مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بلاحلالہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶؍رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍۶۲۳۴)

کیا تیری ماں میری ماں ہے، طلاق، طلاق، طلاق

سوال [۶۷۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبدالرزاق نے اپنی بیٹی جس کی عمر ۲۰؍سال ہے اس سے سوال کیا کہ تمہاری ماں کدھر ہے؟ لڑکی نے جواب دیا کہ سورہی ہیں، ان کی طبیعت بہت خراب ہے، عبدالرزاق نے اپنی بیٹی کوثر سے کہا، کیا تیری ماں میری ماں ہے؟ ''طلاق، طلاق، طلاق'' بس اتنے الفاظ کہے ہیں، طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ کیا فرماتے ہیں علماء حق؟

المستفتی: مولانا کمال چودھری، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں عبدالرزاق کی بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں۔ اب حلالہ شرعیہ کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوگی۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب غير المدخول بها، زكريا٤/ ٥٢١، كراچي٣/ ٢٩٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية، كتاب الطقلا، فصل فيما تحل به المطلقة اشرفي ديو بند٢/ ٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍ ۵۸۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷؍ ۷؍ ۱۴۱۹ھ

بلانیت تین طلاق دینا

سوال [۶۷۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے جو تلگو زبان بولتا ہے، اپنی زبان میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تین بار کہا؛ لیکن دل میں بیوی کو الگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ بیوی اس سے بالکل خارج ہو جائے گی۔ بہر حال زید کو مسئلہ بتایا گیا کہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی؛ لیکن بہشتی زیور کی اس عبارت سے زید کو شک پیدا ہو رہا ہے کہ اگر تین مرتبہ مضبوطی کے لئے کہا اور ارادہ ایک طلاق کا ہے، تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

بہشتی زیور کی عبارت یہ ہے مسئلہ نمبر۱۳؍ کسی نے تین دفعہ کہا تجھکو طلاق، طلاق، طلاق، تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا، تب بھی تین پڑ گئیں؛ لیکن اگر

نیت ہی ایک طلاق کی ہے فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہوجائے، تو ایک ہی طلاق ہوئی؛ لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں؛ اس لئے یہ سمجھی کہ تین طلاقیں مل گئیں۔ (مستفاد: اصلی بہشتی زیور ۴/۲۱۷)

مذکورہ بالا عبارت کا حل کیا ہے اور زید کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

المستفتی: محمد عمیر غازی آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کی نیت ہے، مگر صرف ایک طلاق کی نیت اور سوال مذکور میں ایک طلاق کی نیت نہیں ہے؛ بلکہ نیت طلاق دینے کی ہے، تو ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں؛ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر شوہر کے نکاح سے بیوی خارج ہوچکی ہے۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التأكيد دين. وتحته في الشامية: وقع الكل قضاء، وكذا إذا طلق بأن لم ينو استئنافاً ولا تأكيداً؛ لأن الأصل عدم التأكيد. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۷۵۱)

نیت کئے بغیر تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے بیوی کی بدزبانی پر پہلے روکا کئی مرتبہ یہ کہہ کر ڈرایا کہ کہدوں گا، کہدوں گا، اس پر بھی اس کی زبان برابر چلتی رہی، غصہ میں آکر ایک مرتبہ لفظ طلاق کہدیا،

اس پر بھی وہ نہ مانی، پھر لفظ طلاق استعمال کیا، پھر میں نے تیسری مرتبہ لفظ بھی کہہ دیا میں نے یہ لفظ اپنی زبان سے ادا کرنے کی قسم کھائی تھی، میری نیت طلاق کی بالکل نہیں تھی۔

المستفتی: سید سردار حسین، محلّہ پیر غیب، ابراہیم باؤس، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں شوہر نے اولاً ''کہدوں گا'' کا لفظ استعمال کرکے بیوی کو تنبیہ کرنے کی کوشش کی آخر نہ ماننے پر اس نے یکے بعد دیگرے بیوی کو تین بار لفظ طلاق کہہ دیا ہے، جس سے وقوع طلاق میں کوئی چیز مانع نہیں ہے؛ لہٰذا تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی شوہر پر حرام ہو چکی ہے۔

و لایلزم کون الإضافة صریحة في کلامه لما في البحر: لو قال طالق فقیل له من عنیت، فقال: امرأتي طلقت امرأته (إلی قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها الخ. (شامي، کتاب الطلاق، باب الصریح، زکریا ٤/٤٥٨، کراچي ٣/٢٤٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ٢١٩، جدید زکریا ٣٧٦)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق. (هندیة، زکریا قدیم ١/٣٥٦، جدید ١/٤٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۵۸۸/۲۵)

جا میں نے تجھے تین طلاق دیں

سوال [٦٧٠٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ محفوظ نے درمیان تنازع اپنی زوجہ کو ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دیں، محفوظ کے الفاظ یہ تھے کہ جا میں نے تجھے تین طلاق دیں، جس کو اس کے چچازاد بھائی نے خود سنا، اب صورت یہ ہے کہ وہ اب تک ایک ساتھ ازدواجی زندگی بسر کررہے ہیں اوراب ان کی تین اولادیں بھی ہیں، جن کی ولادت بعد الطلاق ہوئی، تو اب طلاق واقع ہوئی یانہیں؟ حلالہ کی ضرورت ہے یا صرف تجدید نکاح سے کام ہوجائے گا اوران کے محلّہ والوں اور رشتہ داروں کے لئے کیا شرعی حکم ہے، ان کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ مذکورہ صورتوں میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد وسیم، بہرائچی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال مذکور کے اندر جو بات بیان کی گئی ہے، اگر وہ صحیح ہے، تو محفوظ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور بیوی محفوظ پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے؛ لہٰذا بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی جائز نہ ہوگا، محلّہ والوں اور رشتہ داروں کو چاہئے کہ وہ میاں بیوی کو سمجھائیں اور انہیں علیحدہ رہنے کی تلقین کریں اوران کو اللہ سے ڈرائیں۔

وأما البدعي ......أن يطلقها ثلاثاً في طهر واحد بكلمة واحدة، أو بكلمات متفرقة......فإذا فعل ذلک وقع الطلاق وكان عاصياً.

(الفتاوی التاتارخانية، زكريا٤/ ٣٨١، رقم: ٦٤٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٩)

عن طارق بن شهاب قال: أول من بدأ بالخطبة يوم العيد قبل الصلوٰة مروان –إلى– من رأىٰ منكم منكراً، فليغيره بيده، فإن لم يستطيع

فبلسانه، فإن لم يستطيع فقلبه، وذلک أضعف الإيمان. الحديث (مسلم شريف، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، النسخة الهندية ١/ ٥١، بيت الأفكر رقم: ٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۵۴۰/۳۹)

''تمہیں تین دفعہ طلاق دیدی'' سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۷۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے کہا میں نے تین دفعہ تمہیں طلاق دیدی، تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: عالم بیلڈ والے، شاہ درہ، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب تین دفعہ طلاق دیدی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وأما البدعي ......أن يطلقها ثلاثاً في طهر واحد بكلمة واحدة، أوبكلمات متفرقة......فإذا فعل ذلک وقع الطلاق وكان عاصياً. (تاتارخانية، زكريا٤/ ٣٨١، رقم: ٦٤٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۳۹۶/۳۲)

''طلاق دیتا ہوں'' تین مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۷۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپ کی شادی میرے ساتھ حسب رواج شریعت اسلامی ہوئی تھی، میں نے آپ کے طور طریقے سے ناخوش ہوکر آپ کو مؤرخہ: ۵؍فروری ۱۹۷۵ء کو حسب طریقت اسلامی طلاق دیدی تھی اور آپ کو اپنی زوجیت سے آزاد کر دیا تھا؛ لیکن آپ کا یہ کہنا ہے کہ آپ کو کوئی طلاق نہیں دی جو مجھے تسلیم نہیں ہے، پھر بھی میں آپ کے اطمینان اور قانون کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے آپ کو حسب رواج، حسب ہدایت شریعت اسلامی تین طلاق دیتا ہوں۔

المستفتی: نوشہ ولد حاجی روشن علی، نواس: جگر کی ملک سول لائن، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ۵؍فروری ۱۹۷۵ء کو شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے خارج کر دیا ہے، تو عدت تین حیض کے ساتھ گذر جانے پر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے، اور میاں بیوی کے درمیان زوجیت کا تعلق شریعت اسلامی کی رو سے بالکل ختم ہو چکا ہے۔

اب بعد میں جو تین طلاق تقریباً ۱۵؍سال کے بعد دے رہا ہے وہ شرعاً واقع نہ ہوں گی؛ کیونکہ اکبری دختر رمضان نوشہ کی بیوی نہیں رہی ہے؛ بلکہ عام عورتوں کی طرح اجنبیہ ہوگئی ہے اور اجنبیہ عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷۶)

قال لامرأته: أنت طالق واحدة، ثم قال: إن كنت امرأة لي فأنت طالق ثالثاً، إن كان الطلاق الأول بائناً لايقع الثاني الخ. (فتاوى شامي، زكريا ٤/٥٤٧، كراچي ٣/١١ ٣)

ومحله المنكوحة، وأهله زوج عاقل الخ. (الدر المختار، كراچي ۳/ ۲۳۰، زكريا ٤/ ٤٣١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍ ۱۵۹۴)

طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے

سوال [۶۷۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید سے کہا کہ تم طلاق دیدو، تو زید نے کہا کہ طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، زید کے وکیل صاحب نے ہندہ کے اسٹامپ پر ہندہ کا نشان لگوالیا اور زید کے اسٹامپ پر زید کے دستخط کرا کے زید کے وکیل صاحب نے دونوں اسٹامپ تکمیل کر کے اپنے پاس رکھے، اور کہا کہ تاریخ آنے پر عدالت میں داخل کردوں گا، تو کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتیة: زبیدہ بیگم، ٹانڈہ بادلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کے الفاظ ''طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے'' سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب دونوں میں میاں بیوی کا تعلق باقی نہیں۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍ ۳۷۱۸)

میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دیدوں

سوال [۶۷۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی اپنے میکہ گئی ہوئی تھی؛ جبکہ زید کام کے سلسلہ میں باہر گیا ہوا تھا، وہاں سے اس نے اپنی بیوی کو فون کیا، پہلے کچھ گھریلو بات ہوئی اور اس کے بعد زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تو اپنے گھر جاتی ہے، تو وہیں کی بولی بولتی ہے اور کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دے دوں، یہ میں نے کہا۔ بیوی کا بیان یہ ہے کہ میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر جو بات کہہ رہی ہوں وہ بات صحیح ہے، ان کا فون آیا پہلے انہوں نے طلاق دینے کو کہا اور فون رکھ دیا، بعد میں دوبارہ فون کیا اور کہا میں تجھے طلاق طلاق طلاق دوں گا، طلاق طلاق طلاق کہا اس کا کوئی گواہ نہیں ہے، میں ہی گواہ ہوں مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد وسیم ولد ارشاد حسین، محلّہ: سرائے کشن لال، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دیدوں، یہ الفاظ تین طلاق دینے کے لئے وعدہ کے ہیں؛ اس لئے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بیوی کے بیان میں بھی استقبال ہی کا پہلو غالب ہے کہ طلاق طلاق طلاق دوں گا، طلاق طلاق طلاق ایک جملہ میں کہا ہے اور مستقبل میں طلاق کا وعدہ کرنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا بیوی کے قول کے مطابق بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند ۹/۴۴۵)

ولو قال بالعربية: أطلق لا يكون طلاقاً. (هندية، كتا ب الطلاق، الباب السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا قديم ۱/ ۳۸٤، جديد ۱/ ٤٥۲)

ولو قال: أطلقک لم يقع. (الدر المنتقي شرح ملتقي الأبحر قديم ۱/ ۳۸۷، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱٤)

بخلاف قوله: طلقي نفسک، فقالت: أنا طالق، أو أنا أطلق نفسي لا يقع؛ لأنه وعد. (در مختار، كراچي۳/۳۱۹، زكريا٤/٥٥٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱؍۱۱۶۲۳)

طلاق دی، دی، دی، دی، دی، دی سے طلاق

سوال [۶۷۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر نے نماز فجر پڑھ کر اپنے بچہ سے کہا کہ بسکٹ لے آؤ بچے نے انکار کردیا، تو بکر نے بچے کی پٹائی کی تو بیوی نے غصہ میں کہا کہ بچوں کا معاملہ نہ ہوتا، تو میں ابھی گھر میں آگ لگا کر چلی جاتی، تو بکر نے کہا کہ اس معاملہ میں تو نہ بول، تو بیوی نے کہا کہ طلاق ہی تو دو گے، تو بکر نے کہا کہ ’’طلاق دی، دی، دی، دی، دی، دی، دی‘‘ اس طرح لفظ دی ۵ یا ٦ بار کہا اور لفظ طلاق ایک بار کہا۔

المستفتی: حافظ اظہر علی، تحصیل: فتح پور، بارہ بنکی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے قول میں چوں کہ کوئی صراحت نہیں ہے؛ اس لئے حضرات فقہاء نے تکرار طلاق کو تاسیس پر محمول کیا ہے، تکرار پر نہیں؛ مسئولہ صورت میں بکر کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ اب حلالہ شرعیہ اور نکاح جدید کے بغیر میاں بیوی کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۹؍۳۱٦)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۵۵، جديد ۱/٤۲۳)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۶۱۶/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۵/۲۱ھ

طلاق دی، طلاق، طلاق، پھر طلاق دی جا طلاق دی

سوال [۱۱۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شاہنواز نے اپنی بیوی کوفون پر اس طرح طلاق دی ''طلاق، طلاق، پھر طلاق دی جا طلاق دی'' ان الفاظ کے ادا کرنے کے بعد فون کاٹ دیا بیوی نے اپنے کانوں سے ان الفاظ کو سنا۔

(۱) دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(۲) اگر طلاق ہوگئی تو شوہر پر مہر کی ادائے گی لازم ہے یا نہیں؟ اسی طرح جہیز وغیرہ کی واپسی ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) ایک بچی بھی تقریباً سوا ماہ کی ہے، اس کا صرفہ پرورش کس پر لازم ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد اقبال، محلّہ مقبرہ درگاہ نئی آبادی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) فون پر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، بشرطیکہ اس فون کے بارے میں شوہر اقرار کرتا ہو کہ اسی کا فون تھا؛ لہٰذا جب شوہر نے فون پر طلاق، طلاق، پھر طلاق دیدی، جا طلاق دیدی'' یہ چار مرتبہ کہا ہے کہ اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے؛ جبکہ شوہر نے اس کا اقرار کرلیا ہو۔

لـو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتـى تـنـكـح زوجـاً غيـره نـكـاحـاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

(۲) جب شوہر نے طلاق دیدی ہے تو پورے مہر کی ادائے گی شوہر پر لازم ہے، اسی طرح جہیز کا سامان جس حالت میں بھی ہے، اسی حالت میں واپسی لازم ہے۔

في الـدر: ويتـأكـد عـنـد وطء أو خـلـوة صحت من الزوج أو موت أحدهما. (در مختار مع الشامي زكريا ٤/٢٣٣، كراچي ٣/١٠٢)

فـالـمهـر يتـأكـد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوة الصحيحة، ومـوت أحـد الـزوجين سواء كان السمىٰ أو مهر المثل. (بـدائع الصنائع زكريا ديوبند ٢/٥٨٤)

(۳) بچی کا خرچہ باپ پر لازم ہوتا ہے، مگر یہ خرچہ باپ کے اختیار کے دائرہ میں رہے گا، ماں جتنا چاہے خرچہ نہیں مانگ سکتی، باپ اپنے معیار زندگی کے اعتبار سے اپنی ایک بچی کا خرچہ پورا کرے گا۔

نـفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحد. (هندية، زكريا قديم ١/٥٦٠، جديد ١/٦٠٧)

وبـعـد الـفـطام يفرض القاضي نفقة الصغار على قدر طاقة الأب، وتـدفع إلى الأم حتى تنفق على الأولاد. (هـندية، زكريا قديم ١/٥٦١، زكريا جديد ديوبند ١/٦٠٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۱۱/ ۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۵/۲۱ھ

طلاق دی، طلاق، طلاق سے قضاء تین طلاق

سوال [۶۷۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبدالحمید ساکن محلّہ پیرزادہ اوراس کی بیوی میں گھر میں کچھ کہاسنی ہوئی، اس وقت موجود گھر میں ان کے پاس دوعورتیں آس پاس موجود تھیں، کہاسنی کے دوران عبدالحمید نے کہا کہ طلاق دی، ایک باراور دو بار کہا طلاق طلاق، اس کے بعد کچھ نہیں کہا اورنہ کوئی بات ہوئی یہ پوری تفصیل ہے، موجودہ عورتوں کی منھ بیانی حلف کی رو سے بیان کی گئی ہے، اس کے بعد عابد بھائی اورچھوٹے بھائی نے معلوم کیا کہ عبدالحمید بھائی آپ کی نیت میں کیا تھا، تو عبد الحمید نے کہا میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی صرف آگاہ کرنا تھا۔

المستفتی: عبدالحمید، شرافت حسین، عابد، چھوٹے، اسلم، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”طلاق دی، طلاق، طلاق“ سے قضاء تین طلاق مغلظہ پڑ گئیں، اگر چہ طلاق دینے والے کی نیت آگاہ کرنے کی ہو؛ اس لئے کہ یہ الفاظ صریح ہیں اور الفاظ صریح سے نیت کے بغیر بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق، وإن عني بالثاني الأول لم يصدق في القضاء. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۵٦، زكريا جديد ۱/٤۲۳)

وفي الهداية: ولايفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (هداية، اشرفي ديو بند ۲/۳٥۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ٦١٠٨)

’’تجھے طلاق، طلاق، طلاق‘‘ سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۷۱۳]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زیداور بکر کے درمیان گھر میں عورتوں کے معاملات میں جھگڑا ہوا، زید نے کہا بکر کی بیوی غلطی پر ہے، بکر نے کہا زید کی بیوی کی غلطی ہے، زید نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو چھوڑ دوں، بکر نے کہا کہ میں ہی اپنی بیوی کو چھوڑے دیتا ہوں، بکر نے اپنی بیوی سے کہا کہ ’’تجھے طلاق، طلاق، طلاق‘‘ ایک دفعہ تجھے طلاق کہا، اور دو دفعہ خالی طلاق کہا ہے، پہلے سے کوئی طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا، اتفاقاً یہ فعل سرزد ہوا۔

المستفتی: خلیل احمد انصاری، قاضیان، قصبہ نرولی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اب دونوں کا بلا حلالہ ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱/۲۸۲)

لو قال لزوجتہٖ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۳۵۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/ ۳/ ۱۴۱۴ھ

میں تمہیں طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں

سوال [۶۷۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمیمہ بیگم بعد سلام کے معلوم ہو کہ میرے تمہارے درمیان جو سرد جنگ چل رہی ہے، اس سے پہلے کہ اس جنگ کا کوئی خطرناک نتیجہ نکلے میں اس جنگ کو ختم کرنا چاہتا ہوں، آج سے میں تمہیں آزاد کرتا ہوں یعنی ''میں تمہیں طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں'' آج سے تم میرے نکاح میں نہیں رہیں، میرے بچوں کو کسی کے ہاتھ بھیج دو اور اپنا سامان منگوالو۔ والسلام فرید احمد۔

یہ پرچہ بیوی کے ہاتھ میں نہیں پہنچا؛ لیکن اس تحریر کے لکھنے کے ایک مہینہ بعد میں نے اپنی بیوی سے حسب ذیل الفاظ کہے ہیں، تم میرے بچوں کی ماں بن کر رہ سکتی ہو، میری بیوی بن کر نہیں، اس سے میری نیت یہ تھی کہ میرے نکاح سے وہ خارج ہے اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے رکھنا منظور تھا اور منظور ہے، پرچہ کی تحریر سے اب تک مرد وزن کے پوشیدہ تعلقات میں نے قائم نہیں کئے، یعنی قولاً یا عملاً میں نے رجوع نہیں کیا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ رجوع کا حق مجھے باقی ہے یا ختم ہو گیا؟

المستفتی: فرید احمد، پیلا تالاب، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، رجوع کی بات تو بہت دور ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۵۵، جديد۱/۴۲۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸؍ ۳۰۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰؍ ۲؍ ۱۴۱۳ھ

شوہر کا ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہنا

سوال [۶۷۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ کے درمیان کسی بات پر طنزیہ گفتگو ہوئی اور زید نے ہندہ کے سامنے غصہ کی حالت میں تین مرتبہ یہ الفاظ کہے، ''طلاق، طلاق، طلاق'' ہندہ یہ الفاظ سن کر گھر سے باہر جانے لگی، تو زید نے ہندہ کے اس قول (اب میں نہیں رہونگی، اب میں جارہی ہوں) پر کہا کہ جا چولھے میں آگ جل رہی ہے، جل کر مر جا، زید کا حلفیہ بیان ہے کہ مذکورہ تینوں الفاظ سے میری طلاق کی نیت نہیں تھی اور نہ ''جا چولھے میں جل کر مر جا'' سے طلاق کی نیت کی تھی؛ بلکہ زید سمجھا کہ مذکورہ بالا تینوں الفاظ سے طلاق ہوگئی ہوگی؛ لہٰذا اس کو جانے کے لئے کہا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے مذکورہ الفاظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جو حکم شرعی ہو بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: میر صاحب، جسپور، نینی تال، (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق الفاظ صریح میں سے ہے اور صریح الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کرنا شرط نہیں ہے؛ اس لئے مذکورہ الفاظ سے بغیر نیت کے طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے؛ لہٰذا اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔

لـو قـال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

متـى كـرر لـفـظ الـطـلاق بـحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۳۵٦، جديد ۱/ ٤۲۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۶۳)

’’تجھے طلاق دوں گا‘‘ کے بعد ’’دی، دی، دی‘‘ کہنے سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۷۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نشہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہہ رہا ہے کہ ’’میں تجھے رکھوں گا نہیں، میں تجھے طلاق دوں گا‘‘ پھر زید نے کہا ’’دی، دی، دی‘‘ تو کیا صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید کے نکاح سے نکل جاتی ہے یا نہیں؟ پھر زوجین بن کر رہنے کی کوئی صورت ہے؟

المستفتی: محمد عثمان، سہس پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مذکورہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے؛ کیونکہ مذاکرۂ طلاق میں ’’دی، دی، دی‘‘ کے الفاظ طلاق ہی کے لئے ہیں اور حالت نشہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

طـلاق السكران واقع الخ. (شـامـي، كراچي ۳/ ۲٤۱، زكريا ٤/ ٤٤۸، بدائع الـصـنـائـع، زكـريابند ديوبند ۳/ ۱۵۸، كراچي ۳/ ۹۹، الدر المنتقي قديم ۱/ ۳۸٤، جديد دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۴۸۷)

طلاق دی، دی، دی“ کہنے کا حکم

سوال [۶۷۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی سسرال میں عرصہ ایک دو ماہ سے اپنی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا اور اپنے اخراجات خود ہی اٹھاتا رہا، مگر زید سے اپنی خوشدامن اور ہم زلف سے تکرار ہوتا رہا، جس سے تنگ آکر خوشدامن نے زید سے کہا کہ اپنا سامان لے کر کہیں اور مکان لے لو؛ چنانچہ زید اپنے سامان کو لے کر اپنی منکوحہ اور چار بچوں کے ساتھ سسرال کے قریب دوسرے مکان میں کرایہ پر چلا گیا، عرصہ دو ماہ بعد پھر کسی بات پر خوشدامن اور ہم زلف سے تکرار ہو گیا اور تکرار کی نوبت کچھ زیادہ ہی ہو گئی، زید نے خوشدامن کو تنبیہ کرنے کی غرض سے اپنی منکوحہ سے کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی، دی، دی“ اس طرح لفظ طلاق تو زبان سے ایک بار کہا اور مزید دی دی دو بار ادا کیا، تو اس صورت میں زید اپنی منکوحہ سے رجوع کرسکتا ہے کہ نہیں؟ یادرہے کہ زید کا اپنی منکوحہ سے کوئی تنازعہ نہیں؛ بلکہ خوشگوار ازدواجی زندگی گذار رہا تھا۔

المستفتی: ایس، ایم، جمیل الدین صدیقی، صدیقی گلی، دانشمندان، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے اپنی منکوحہ کو ”طلاق دی، دی، دی“ کہہ دیا تو اس سے منکوحہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور وہ عورت زید پر بالکل حرام ہو گئی۔

(مستفاد: امداد الفتاوی ۲/ ۴۳۰، فتاوی دار العلوم ۹/ ۳۱۵)

وإن نوى التأكيد دين؛ أي وقع الكل قضاءً. (شامي، كراچي ۳/ ۲۹۳، زكريا ٤/ ٥٢١)

اور وہ عورت شرعی حلالہ کے بغیر زید کے لئے حلال نہیں ہوگی؛ لہٰذا زید اس سے رجوع ونکاح نہیں کرسکتا۔

وفي الهداية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍ ۶۴۲۵)

''تجھے طلاق دی، دی، دی'' سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۷۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زوجہ سے زوج نے یہ کہا کہ میں نے ''تجھے طلاق دی، دی، دی'' کا تکرار لفظ طلاق کی تاکید شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ یا یہ لفظ ''دی، دی'' الگ ایک ایک طلاق کی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟ تحقیق کرنے پر گھر کے وہ افراد جن کی موجودگی میں یہ سانحہ پیش آیا وہ انہیں الفاظ کی تائید کرتے ہیں؟

المستفتی: مسعود الحسن، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''تجھے طلاق دی، دی، دی'' کے الفاظ میں شوہر نے اگر کوئی بھی نیت نہیں کی تھی یا طلاق کی نیت کی تھی، تو دونوں صورتوں میں یہ الفاظ تاکید کے لئے نہیں ہوں گے؛ بلکہ تکرار طلاق ہے اور اگر شوہر نے طلاق دی کہنے کے بعد اس لفظ کی اطلاع دینے کے لئے اور تاکیدی اطلاع کے لئے ''دی، دی، دی' کے الفاظ کہے ہیں، تو تاکید کے لئے ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ لوگوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے وقت میں ہوش نہیں رہتا ہے، اس کا خیال خود کیجئے، لوگوں کے حالات کی وجہ سے ہم اس کو تکرار ہی سمجھتے ہیں اور تکرار کی صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوتی ہے اور تاکید کی صورت میں ایک طلاق ہوتی ہے، اس کا فیصلہ شوہر خود کرلے کہ اس نے کیا نیت کی تھی اور حرام کاری سے ڈرے۔

کرر لفظ الطلاق وقع الکل، وإن نویٰ التأ کید دین. وتحته في الشامیة: وکذا إذا طلق بأن لم ینو استئنافاً ولا تأکیداً؛ لأن الأصل عدم التأکید.
(در مختار مع الشامي، دیوبند زکریا ٤/ ٥٢١ کراچي ٣/ ٢٩٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۶۷۸)

’’طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی‘‘ سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۷۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجاہد چائے دروازے میں پی رہے تھے، پھر اس کے والد شاہد علی نے کہا کہ تجھ میں کوئی بتدیلی نہیں آئی، چائے گھر میں آکر بیوی بچوں میں پی لو، اس نے باہر سے آکر کہا کہ ابو کیوں گرم پڑ رہے ہیں، کیا کوئی دوست آیا تھا، بہن نے کہا کہ نہیں کوئی دوست نہیں آیا تمہیں سمجھانے کو کہا ہے، اس نے پی سی او کی چابی پھینک کر کہا کہ تمہیں پی سی او پر بیٹھنا ہے میں جا رہا ہوں، باپ نے کہا کہ تیرے بیوی بچوں کا کیا ہوگا، مجاہد علی نے کہا کہ قرآن کی قسم میں نے نسرین فاطمہ کو ’’طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی‘‘ اور تین مرتبہ طلاق دی اور گھر سے چلا گیا، وہاں پر گواہوں کے سامنے طلاق دی ہے، اپنے باپ کی خاطر طلاق دی ہے، اس کو اس کے گھر بھیج دو، اس کے سامان کے ساتھ، اس پر باپ نے کہا میں اسے بیٹی بنا کر رکھوں گا، تو اس کا جواب اس نے یہ دیا میں گھر میں حرام کاری نہیں ہونے دوں گا، اسے فوراً اس کے گھر پہو نچاؤ اور وہ گھر سے چلا گیا۔

المستفتیہ: نسرین فاطمہ، بلاری سرائے سنبھل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مجاہد نے جبکہ صراحۃً تین طلاق دیدیں، تو یہ طلاقیں مغلظہ ہوگئیں اور اس کی بیوی نسرین فاطمہ اس پر حرام ہوگئی۔

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۳۵۵، جديد۱/ ۴۲۳)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلٰثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالىٰ: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. (هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۱۶۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۵/ ۱۴۲۳ھ

میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی میں نے طلاق، تو اب کیا کہتی ہے

سوال [۶۷۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اقبال حسین کی تقریباً ۶؍ سال ہوئے شادی ہوئی؛ لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس نے یہ سوچ کر کہ شاید کسی دوسری عوت سے اولاد ہوجائے ایک شادی اور کرلی۔ اب دو بیویاں ہیں کچھ دن گذرنے کے بعد پہلی بیوی سے جھگڑا ہونے لگا اور وہ یہ مطالبہ کرنے لگی کہ اس دوسری کو نکالدو۔ اقبال کی ہمشیرہ کے گھر جہاں ہمشیرۂ اقبال اور اقبال کی والدہ اور اقبال کے بھانجے مسمیٰ خالد ضیاء موجود تھے، اقبال اور پہلی بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا اور کافی شدت پیدا ہوگئی، اسی دوران اقبال نے یہ الفاظ کہے کہ ''میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی'' اور اب تو بتا کیا کہتی ہے، میں نے اپنا شوق ختم کیا۔ اب پھر دونوں بیویاں گھر پر موجود ہیں۔

برائے کرم آگاہ فرمائیں کہ طلاق کے الفاظ کس پر لاگو ہوں گے؟ جبکہ ان الفاظ کے ساتھ نہ دونوں بیویوں میں سے کسی کا نام لیا اور نہ ہی اشارہ کیا۔

المستفتی: الطاف حسین، دول پوری ملک روشن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خط کشیدہ عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مخاطب بڑی بیوی ہے، جس کے ساتھ جھگڑا ہو رہا تھا؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بڑی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الوو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/۳۵٦، جدید ۱/۴۲۳)

إذا قال لامرأتہ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباہ و النظائر قدیم۲۱۹، جدید زکریا ۳۷٦)

اب دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے درست نہیں ہوسکتا۔

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرۃ......لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً، ویدخل بھا، ثم یطلقھا، أو یموت عنھا. (ھدایۃ اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، ھندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱٤٧، رقم:۷۵۰۳، مجمع الأنھر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۵۹۲)

لو بھائی طلاق، طلاق، طلاق

سوال [۲۱۷ ٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اور اس کے دیور میں بحث ہو رہی تھی کہ تمہاری ماں نے تمہارے

باپ کو گھر سے نکلوادیا تھا،تم مجھے نکلوا دوگے،اس کے درمیان میں بولنے لگا کہ کیا بات ہے، اس پر ہماری بیوی بولی کہ میں نے نہیں کہا ہے، بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تو مجھے بیوی کی بات پر یقین آ گیا کہ میری بیوی سچی ہے، میں نے کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور بھائی سے کہا تو کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر کہد ے میں تیرا یقین کرلوں گا، بھائی بولا اگر میں کہدوں، تو تم بیوی کا کیا کروگے، میں نے کہا کہ میں چھوڑ دوں گا، بھائی نے فوراً ہی ہاتھ رکھ کر کہد یا، میں نے بھی فوراً اسی وقت فوراً کہد یا کہ لو بھائی طلاق طلاق طلاق۔

اس مسئلہ میں شرعی حکم بیان فرمائیں کہ میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔

المستفتی: ریاست حسین، قانون گوئیان، ہری مسجد، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: عورت اور اس کے دیور کے درمیان آپس میں گفتگو کے الٹ پھیر اور تکرار کے بعد کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر کہنے کی شرط پر بیوی کو چھوڑ نے کے لئے شوہر نے آمادگی کا اظہار کرلیا، پھر اسی وقت شوہر کا یہ کہد ینا ’’طلاق طلاق طلاق‘‘ تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر کے نکاح سے باہر ہوگئی ہے۔اب آئندہ بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/٤٧٣، زكريا جديد ۱/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۶؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۷۴۸/۳۹)	۱۴۳۳/۷/۶ھ

ایک طلاق دو طلاق بائن

سوال [۶۷۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دو طلاق بائن کہا ہے، تو ایسی صورت میں عمر کی بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟ بغیر حلالہ کے رکھنا درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: احمد علی قاسمی، مدرسہ حیات العلوم، گیا دوہا، مدنا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں عمرو کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر وہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بلاحلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

متى قرن الطلاق بالعدد كان الوقوع بالعدد. (شامي، كتاب الطلاق، باب الطلاق غير المدخول بها، كراچي۳/۲۸۷، زكريا ٤/٥١٣، مصري ٢/٦٢٧، كوئٹه ٢/٤٩٤)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٥٦، جديد ١/٤٢٣، فتاوى دارالعلوم٩/٢٤١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۲/ ۷)

دوطلاق کے بعد کہا ’’میں نے تیرا حساب چکتا کردیا‘‘

سوال [۶۷۲۳]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرصہ تین سال پہلے میری شادی ذاکرحسین سے ہوئی، ڈیڑھ سال پہلے انہوں نے مجھے مار پیٹ کر نکال دیا، جب سے میں اپنے میکہ میں ہوں، صورت حال یہ تھی کہ شادی کے فوری بعد سے نااتفاقیوں اور جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہوگیا، جن میں میرے شوہر نے چند ایسے کلمات زبان سے ادا کئے ہیں، جن کا شرعی حکم معلوم کرنا چاہتی ہوں، ایک مرتبہ نااتفاقی کے درمیان میرے شوہر نے کہا ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ اور دوسری مرتبہ بھی کچھ کہنا چاہتے تھے؛ لیکن ان کی دادی نے ان کے منھ پر ہاتھ رکھ دیا اور برا بھلا کہہ کر باہر چلتا کردیا، کچھ دنوں بعد پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور انہوں نے کہا ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ اور پھر ان کی عادت ہوگئی، جب بھی کبھی نااتفاقی ہوتی تو وہ کہتے کہ میں نے تجھے طلاق دی اور تقریباً انہوں نے ایسے جملے ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ چھ سات مرتبہ کہے، گھر کے لوگ سمجھاتے رہے کہ ایسی حالت میں طلاق نہیں ہوتی، میں خاموش رہی۔ اخیر میں ایک مرتبہ میرے شوہر نے کہا کہ میں تجھے دوبار طلاق دے چکا ہوں ایک بار اور کہتا ہوں ’’میں نے تیرا حساب چکتا کردیا‘‘ میں تجھ کو مہر دیدوں گا، تو میرے لائق نہیں ہے، ان تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا میں اب بھی اپنے شوہر کے لئے حلال رہی؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

المستفتیة: نسیمہ نسرین، رحمت نگر کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال نامہ کا درج شدہ واقعہ سچا ہے اور شوہر نے طلاق کے مذکورہ الفاظ تین دفعہ سے زائد استعمال کئے ہیں، تو شوہر پر بیوی بالکل حرام ہوگئی ہے اور اس پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے۔

لو قال لزوجتہٖ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۳۵٦، جديد ۱/۴۲۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۴۸۱۷)

طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں

سوال [۶۷۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شفیق احمد ولد عبد الرشید ساکن اوجھاری تحصیل حسن پور، ضلع: مرادآباد کا ہوں مجھ احقر کا نکاح ہمراہ مسماۃ قریشہ خاتون بنت عبد الشکور قوم شیخ اوجھاری مرادآباد سے ۳/جون ۱۹۷۷ء میں ہوا، مگر آپسی تعلقات ناخوشگوار ہو گئے ہیں اور تمام کوششوں کے باوجود تعلقات خوشگوار نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہونے کی امید ہے؛ لہٰذا خوب سوچ سمجھ کر مسماۃ قریشہ خاتون کو بروئے دو گواہان طلاق طلاق طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں؛ لہٰذا یہ طلاق نامہ لکھدیا کہ سند رہے اور کام آئے اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: شفیق احمد ولد عبد الرشید، حسن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں قریشہ خاتون پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۳۵٦، جديد ۱/۴۲۳)

لہٰذا اب بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح کبھی درست نہیں ہوگا

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۵۹۶)

دومرتبہ آزاد اور ایک مرتبہ لفظ طلاق کہنا

سوال [۶۷۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ نے زید کو تنگ کیا کہ تو مجھے آزاد کردے، زید نے دومرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا، میں نے تجھے آزاد کیا، ہندہ نے کہا کہ آزادی اس طرح نہیں ہوئی اور ہندہ نے زید کا گریبان پکڑ رکھا تھا، ہندہ نے کہا کہ یوں کہہ کہ میں نے تجھے طلاق دی، زید نے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میرے خدا نے دی، بحوالہ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: حافظ رمضان الدین، تحصیل رام نگر، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آزاد کیا کا لفظ یہاں کے عرف میں طلاق کے لئے استعمال ہے، اس سے طلاق صریح واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا دومرتبہ کہنے سے دو طلاق ہوجاتی ہیں، بعد میں میں نے تجھے طلاق دی کے لفظ سے ایک طلاق کل ملا کر تین طلاقیں واقع ہوگئیں ہیں؛ لہٰذا اب آئندہ بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۴/۱۶۱، جدید ڈابھیل ۱۲/۳۵۹، امداد الفتاوی ۲/۴۴۲-۴۷۳)

قوله سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كوئٹه ۲/۳/۵۰۳، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ٤/٥٣٠)

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۷۴۵)

دو مرتبہ ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ اور تیسری مرتبہ صرف ’’طلاق دی‘‘ کہنا

سوال [۶۷۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے یوں کہا کہ نور جہاں میں نے تجھے طلاق دی، نور جہاں میں نے تجھے طلاق دی، تیسری مرتبہ صرف یہ جملہ کہا طلاق دی، تو اس صورت میں میری بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: سلطان الٰہی، صالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی آپ پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۳٥٦، جديد ۱/٤۲۳)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلته صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍۱۶۷۰)

’’طلاق، طلاق، تجھے طلاق‘‘ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو

سوال [۶۷۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ خانگی معاملات پر میرا جھگڑا میرے شوہر کے ساتھ ہوا، انہوں نے مجھے یہ الفاظ کہے ’’طلاق، طلاق، تجھے طلاق‘‘ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو، تو اس سے شرعی طور پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟ دارالعلوم دیوبند سے فتوی منگوایا وہاں سے تین طلاق واقع ہونے کا جواب آیا؛ لیکن وقف جامع مسجد دارالعلوم دیوبند سے اس کے خلاف جواب آیا ہے اور وہاں سوال یوں لکھا تھا کہ آپس میں تنازع ہوگیا تھا کئی سال ہوگئے، اس اثنا میں میرے شوہر نے کہا ’’طلاق، طلاق تجھے طلاق‘‘ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو، تو وہاں سے جواب آیا کہ پہلے دونوں لفظ عرفاً تنبیہ کے لئے ہیں اور تجھے طلاق کے لفظ سے ایک طلاق رجعی اس کی بیوی پر ہوگئی تھی، تو اب شریعت کی روشنی میں دونوں فتاوی پر غور کر کے فیصلہ فرمائیں کہ کونسا فتوی صحیح ہے؟ کیا میں اپنے شوہر کے

ساتھ رہ سکتی ہوں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتیہ: لئیقہ خاتون رضوی بنت سید احمد حسینی، موانہ، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر وہ شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے اور دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ درست اور صحیح ہے اور وقف جامع مسجد دارلعلوم دیوبند کے جواب میں پہلے دونوں لفظ کو تنبیہ کے لئے قرار دینا دعویٰ بلا دلیل ہے اور وقوع طلاق کے لئے خطاب اور اضافت کا صراحت سے ہونا لازم نہیں ہے؛ بلکہ قرائن اور معنوی اضافت بھی کافی ہوتی ہے اور مذکورہ واقعہ میں آپسی جھگڑا اور بعد میں شوہر کا جملہ اگر لکھوانی ہوتو لکھوا بھی لو۔ نیز آخری لفظ کے ساتھ (تجھے) کا لفظ قرائن واضافت کے لئے پہلے دونوں لفظ کے حق میں کافی ہے؛ اس لئے تین طلاق واقع ہونے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے۔

ولایلزم کون الإضافة صریحة في کلامه (إلی قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها. (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، زکریا ٤/٤٥٨، کراچي ٣/٢٤٨)

لو کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق. (عالمگیري، زکریا قدیم ١/٣٥٦، زکریا جدید ١/٤٢٣)

لو قال: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه و النظائر قدیم ١/٢١٩، جدید زکریا ٣٧٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ
۲۵/۴/۱۴۱۱ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۲۱۹۲/۲۶)

دو طلاق دینا یاد ہے لیکن تیسری کا دھیان نہیں

سوال [۶۷۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ سلیم نے اپنی بیوی کو دوطلاقیں دیدیں اور تیسری مرتبہ کہنے کا دھیان نہیں ہے؛ لیکن انشاءاللہ کا دل میں خیال ہے، منھ سے نہیں نکلا تھا، حضرت تحریر فرمائیں کہ کونسی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: محمد سلیم، بہڑا کملا پور، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تیسری مرتبہ کہنے کا دھیان نہیں ہے، تو دو طلاق واقع ہوئی ہیں، رجعت کر کے رکھنے کی اجازت ہے اور لفظ انشاء اللہ کا محض دل میں خیال کر لینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ولو شک أطلق واحدة، أو أكثر بني على الأقل الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق، قبيل باب طلاق غير المدخول بها، زكريا ٤/ ٥٠٨، كراچي ٣/ ٢٨٣، الاشباه و النظائر قديم مطبوعه ديو بند ١٠٨)

عن محمد رحمه الله تعالىٰ: إذا شك في أنه طلق واحدة، أو ثلاثاً فهي واحدة حتى يستيقن، أو يكون أكبر ظنه على خلافه ـ (هندية، زكريا قديم ١/ ٣٦٣، جديد ١/ ٤٣٠، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٥٨٧، رقم: ٧٠٠٦)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله: الطلاق مرتان. قال: وهو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف وأما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨٢، رقم: ١٥٥٣٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديو بند ٢/ ٣٩٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۷۹۷)

تین طلاق دینے کے بعد شوہر کے والدین کا طلاق نہ ماننا

سوال [۶۷۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں نے اپنی بیوی قمر جہاں بنت کلو پردھان کو نومبر ۱۹۹۸ء کو پورے ہوش و حواس کے ساتھ سارے گھر کے سامنے تین بار طلاق دی تھی، اس کے بعد کبھی میں نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا، میرے ماں باپ حاجی ہیں پھر بھی وہ اس طلاق کو نہیں مانتے، میں نے اپنا دوسرا نکاح مئی میں بغیر کسی کو بتائے ہوئے کرلیا ہے اور وہ بیوی میرے ساتھ ہے؛ لیکن میرے ماں باپ اس بات کی ضد پکڑے ہوئے ہیں کہ تو اسے بھی رکھ، میں کہتا ہوں کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور آج بھی تاریخ ۳/۹/۱۹۹۹ء کو بروز جمعہ کو اپنے پورے ہوش وحواس میں قمر جہاں کو پورے گھر کے سامنے اور اس کی ماں کے سامنے بھی طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں؛ لیکن تاریخ: ۴/۹/۱۹۹۹ء بروز ہفتہ میرے ماں باپ نے پھر یہ ضد پکڑ لی کہ ہم یہ طلاق نہیں مانتے، میں نے پھر پورے گھر کے سامنے قمر جہاں اور اس کی ماں کے سامنے میرے دوسرے سسرال والے اور دوسرے گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں تین بار طلاق دے کر اور اپنی دوسری بیوی کو لے کر گھر سے نکل گیا، میں اردو، عربی پڑھا لکھا نہیں ہوں، میں پھر بھی شریعت کے خلاف نہیں جانا چاہتا۔ مہربانی کرکے یہ بتایئے کہ طلاق ہوئی کہ نہیں؟

المستفتی: محمد یعقوب ولد محمد یوسف، گرام بیل جوڑی، اودھم سنگھ نگر (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کو جب تین طلاق صراحۃً دیدی گئیں تو شرعاً وہ واقع ہوگئیں اور وہ بیوی حرام ہوگئی والدین کا اس طلاق کو نہ ماننا درست نہیں اور نہ والدین کو یہ اختیار ہے، طلاق بہرحال واقع ہوچکی ہے اور وہ عورت قطعاً آپ کے لئے حرام ہوچکی ہے اور اس کے ساتھ رہنا زنا کاری ہوگی۔

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (أبوداؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/ ۳۰٦، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، صحيح البخاري، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰٦۰-۵۲۵۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أوثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. والأصل فيه قوله تعالىٰ: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. (هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۱۷۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/ ۵/ ۱۴۲۰ھ

ساس کی وجہ سے بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنی ساس سے لڑائی کر رہا تھا، بیوی ہمارے موافق ہے، ساس نے کوئی ایسی غصے کی بات بولی، جس کی بنا پر میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں۔ اب ایسی حالت میں کون سی طلاق واقع ہوئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں تقریباً ۵؍ سال سے بیمار ہوں چلنا، پھرنا بھی بمشکل ہوتا ہے، بیوی ہماری فرماں بردار ہے، میں نے ساس کی وجہ سے طلاق دی ہے؛ اس لئے حضور والا سے درخواست ہے کہ رجوع کرنے کی کیا صورت ہوگی تحریر فرمائیں؟

المستفتی: حلیم الدین، پیرغیبک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد طلاق مغلظہ پڑگئی اور عورت مرد کے لئے حرام ہوگئی؛ لہٰذا دونوں کے درمیان جدائیگی لازم ہے۔ اب دوبارہ

نکاح میں لانے کی شکل یہی ہے کہ عدت گذرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اورہمبستری ہونے کے بعد جب شوہر ثانی طلاق دیدے، پھرعدت بھی گذرجائے تواب شوہراول کااس سےنکاح کرناجائز ہوگا۔

عن عائشة رضؓ **قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه.** (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أوثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣)

و لا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها لقوله تعالىٰ: فان طلقها فلا تحل له. [سورة البقره: ٢٣٠]

من بعد الآية إلا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ربیع الاول ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ٦٠٨٩)

طیش میں آکر ’’اس کوطلاق دی، طلاق دی، طلاق دی‘‘ کہنا

سوال [۶۷۳۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص یعنی زید کی اپنی بیوی کے بارے میں اپنی ماں سے تکرار ہورہی تھی، زید اپنی ماں کومنا رہا تھا، جب اس کی والدہ نہیں مانی تو زید نے طیش میں آکر اپنی والدہ کی وجہ

سے اپنی بیوی کے بارے میں کہا، اگر تو یہی چاہتی ہے تو لے ”میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ اس کے بعد معلوم کرنے پر بھی لڑکے نے یہی کہا کہ میں نے اس کو اپنی ماں کے اوپر ہی طلاق دی ہے، لفظ طلاق لڑکے کے منھ سے کئی بار نکلا، لڑکی اسوقت وہاں پر موجود نہیں تھی اور ابھی تک اس کو اس کے بارے میں بتایا بھی نہیں تھا، زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں ایسا ہرگز نہیں چاہتی، میں اپنی باتوں کے اوپر اپنے لڑکے سے لڑ رہی تھی، اس میں اس کی بیوی کی کوئی غلطی نہیں ہے، مجھے تو اپنے ہی لڑکے سے شکایت ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی ہے تو کونسی طلاق واقع ہوئی ہے۔ بالتفصیل جواب سے نوازیں۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: ندیم میرٹھی، دارالعلوم دیوبند

جواب منجانب: دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شخص مذکور زید سے معلوم کیا جائے کہ اس نے طلاق کو ماں کی منشا اور چاہنے پر معلق کیا ہے یا طیش میں آکر طلاق دی ہے ماں کے چاہنے پر معلق نہیں کیا ہے، اس کے بعد جواب لکھا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: مفتی ظفیر الدین غفرلہ
۲۴/شعبان ۱۴۱۰ھ

تنقیح صحیح ہے
العبد: نظام الدین

تنقیح:
کفیل الرحمٰن نشاط
نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: معزز ومحترم مفتی دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی مذکورہ تحریر سے خاکسار کو اتفاق نہیں ہے؛ کیونکہ خط کشیدہ الفاظ واضح طور پر ناطق ہیں کہ

زید نے اپنی والدہ سے لڑتے ہوئے طیش میں آکر اپنی بیوی کو طلاق دی ہے؛ لہٰذا مذکورہ عبارت برائے تعلیق نہیں ہے؛ بلکہ برائے تنجیز ہے اور سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اور شوہر کا جملہ اگر تو یہی چاہتی ہے، تو لے میں نے اس کو طلاق دی، یہ تعلیق بالحال ہے، جس میں حکم تنجیز کا ہوتا ہے۔

إن التعليق بكائن تنجيز تحت قول التنوير وإن قالت شئت إن كان الأمر قد مضى طلقت؛ لأنه تنجيز الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الأمر باليد، فصل في المشية، كراچي ۳/۳۳۵، زكريا ٤/۵۸۱)

وإن علق بموجود أي لو قالت: شئت إن كان فلان قدجاء، وقد جاء وقع الطلاق؛ لأن التعليق بأمر كائن تنجيز. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍شعبان ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶؍۱۹۳۷)

تیز بخار کی غفلت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے تیز بخار کی غفلت میں اپنی بیمار بیوی سے کسی بات پر تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیا الفاظ یہی تھے، نہ اپنی بیوی کا نام لیا، نہ یہ کہا طلاق دی، میرا ایسا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا، مگر بخار کی گرمی وغیرہ کی پریشانی میں صرف لفظ طلاق کہدیا۔ اب طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور دونوں ایک ہی ساتھ رہنا چاہتے ہیں کیا شکل ہو؟

المستفتی: ساجد علی، ادھو پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب بیوی کو مخاطب کرکے لفظ طلاق تین مرتبہ

کہد یا ہے،تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو حلالہ کرانا لازم ہوگا،اس کی صورت یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد بیوی کسی دوسرے مرد سے نکاح کرکے اس کے ساتھ ہمبستر ہوجائے اس کے بعد وہ مرد طلاق دیگا،تو پھر عدت گذار کر پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ر ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۹۴۱/۳۱)

بہری بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی شنو پروین جو کہ پیدائشی منھ سے نہیں بولتی گونگی ہے اور کانوں سے بھی نہیں سنتی ہے بہری ہے،اس کا شوہر بھی کچھ بے وقوف قسم کا ہے،اپنی زبان سے کسی کو بھی الٹا سیدھا کہد یتا ہے،اس کے اندر سوچنے سمجھنے کا بالکل مادہ نہیں ہے؛ اس لئے اپنی بیوی شنو پروین کو ۱۲/۸/۷اء سنیچر کو رات ساڑھے آٹھ بجے کچھ لوٹ پھیر ہوجانے پر باہر دالان میں کھڑے ہوکر تین مرتبہ طلاق دے دی،لڑکی کمرے کے اندر تھی، اگر لڑکی کے

پیچھے کتا شور مچائے یا چلائے تو اس کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہورہا ہے، اس حالت میں ہمیں فوراً جواب دیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمدیسین، عیدگاہ، نئی بستی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا ضروری نہیں ہے، بیوی کے بلا سنے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب شوہر نے تین مرتبہ طلاق دے دی ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں؛ لہٰذا آئندہ بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولا یلزم کون الإضافة صریحة في کلامه الخ. (شامي، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچي ۳/۲۴۸، زکریا ٤/٤٥٨، البحرالرائق، کوئٹه ۳/۲۵۳، زکریا۳/۲٤٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلٰثاً. (الأشباه والنظائر قدیم۲۱۹، جدید زکریا ۳۷٦)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/۳٥٦، جدید ۱/٤۲۳)

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیرهٗ، ویذوق کل واحد منهما عسیلة صاحبه. (سنن الدار قطني، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیة بیروت٤/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة...... لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (هندیة، زکریا قدیم ۱/٤۷۳، زکریا جدید ۱/٥۳٥، هدایة اشرفي دیوبند۲/۳۹۹،

تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۱۲۲۶/۲۴)

کالی کوتین طلاق کہنے سے دو بیوں میں سے کس پر طلاق واقع ہوگی؟

سوال [۶۷۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو بیویاں ہیں: (۱) ہندہ (۲) خالدہ، ہندہ پہلے نکاح سے ہے، زید کی پہلی بیوی پڑھی ہوئی نہیں ہے؛ البتہ دوسری پڑھی لکھی اور دیندار بھی ہے، نکاح کے بعد وہ میری پہلی بیوی کو طلاق دلانا چاہتی ہے؛ لیکن میں طلاق دینا نہیں چاہتا؛ کیونکہ اس کے اخلاق اچھے ہیں، ایک دن دوسری بیوی نے کہا مجھ سے (پہلی بیوی کے بارے میں) کہ کالی کو طلاق کہو، میں نے یونہی کہہ دیا طلاق، اس نے کہا تین کہو میں نے بھی یونہی کہہ دیا تین، اس نے کہا کالی کو میں نے بھی کہہ دیا کالی کو میرے دل میں اس کو طلاق دینے کی بات نہیں تھی اور کوئی زبردستی کسی بھی طرح کی نہیں تھی، صرف وہ دوسری بیوی ہی اپنے حسن پر ناز کی بنا پر کالی کہتی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی اس کو کالی نہیں کہتا، اس عبارت کے تحت کیا ہندہ جو زید کی پہلی بیوی ہے، اس کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمادیں۔

المستفتی: علیم الدین، قاسمی، امام مسجد شیخان، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب یہ بات متعین ہے کہ دوسری بیوی پہلی بیوی کو کالی کہتی ہے اور شوہر بھی سمجھتا ہے کہ کالی سے پہلی بیوی مراد ہے اور دوسری بیوی نے کالی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا ہے اور اس پر شوہر نے کالی کو تین طلاق دی ہیں، تو ایسی صورت میں پہلی بیوی

پرطلاق مغلظہ واقع ہوگئی؛اس لئے کہ شوہر سمجھتا ہے کہ دوسری بیوی پہلی بیوی کو کالی کہتی ہے اوراس طرح مطالبۂ طلاق کے موقع پرمطالبہ کی تکمیل میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا پہلی بیوی پرتین طلاق واقع ہوگئی ہیں،آئندہ بغیر حلالہ کےاس کےساتھ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

قالت: لزوجها: طلقني، فقال: فعلت طلقت فإن قالت زدني، فقال: فعلت طلقت أخرىٰ بقرينة الطلب. (شامي، كراچي ٣/ ٢٩٤، زكريا٤/ ٥٢٣- ٥٢٤)

وفي الخانية: :: قالت له طلقني ثلاثاً، فقال: فعلت، أو قال طلقت وقعن. (شامي، زكريا٤/ ٥٢٤، كراچي٣/ ٢٩٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم:٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۱۴/۸۳۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۴/۱۴۲۵ھ

ایک ساتھ دو بیویوں کو طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۷۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو بیویاں تھیں، دونوں بیویوں میں جھگڑا بہت ہوتا تھا، زید نے ایک دن دیکھا کہ دونوں بیویاں بہت جھگڑا کر رہی تھیں، زید نے غصہ میں اپنی دونوں بیویوں کو ایک ساتھ تین مرتبہ طلاق دیدی، حضرت کی بارگاہ میں گذارش ہے کہ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ضمیر احمد، اغوان پور، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں دونوں بیویوں پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بدون حلالۂ شرعیہ کے ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح درست نہیں اور ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک واقع ہوجاتی ہیں، اسی طرح دو بیویوں کو ایک ساتھ طلاق دینے سے دونوں پر طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، دارالسلام رقم: ٢٢٥٠، صحيح بخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩١، رقم: ٥٠٦٠، ف: ٥٢٥٩، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ١/٤٨٩، بيت الأفكار، رقم: ١٤٩٢، سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذالك، النسخة الهندية ٢/٨٣، رقم: ٣٤٣١)

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعيؒ، ومالكؒ، وأبوحنيفةؒ، وأحمدؒ وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع، وقال طاؤس و بعض أهل الظاهر لا يقع بذلك إلا واحدة. (شرح المسلم للنووي، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ١/٤٧٨، مرقاة شرح مشكوة، باب الخلع، الطلاق الثلث بلفظ واحد، امداديه ملتان ٦/٢٩٣، بذل المجهود، شرح أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلٰث، مكتبه يحى سهارنپور ٣/٢٧٦، دارالبشائر الإسلامية بيروت ٨/٩٥، تحت الرقم: ٢٢٠٠)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١)

فإن قال امرأتهٗ طالق: وله امرأتان كلتاهما معروفتان يصرف

الطلاق إلي أيتهما شاء. (فتاوى تاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٢١، رقم: ٦٥٧٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۱/۲۰ھ

زبانی طلاق مغلظہ دینے کے بعد تحریری طلاق دینا

سوال [۷۴۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آفتاب خاں ولد اسحاق خاں نے اپنی بیوی کو بعض وجوہ کی بنا پر زبانی تین طلاق دیدیں اور کچھ دنوں بعد اسٹامپ پیپر پر دو گواہوں کے سامنے تحریری طلاق بھی دیدی، ان دونوں کے درمیان طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور بعد عدت کوئی حق رہے گا یا نہیں؟

المستفتی: نعمان (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب شوہر آفتاب خاں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی اور عدت گذرنے کے بعد بیوی پر شوہر کا کوئی حق نہیں رہے گا؛ البتہ اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں، تو عدت کے بعد حلالۂ شرعیہ کے بعد پھر عدت گذار کر از سر نو نکاح کر کے میاں بیوی جیسی زندگی گذار سکتے ہیں۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ١/ ٢١٩، جديد زكريا ٦ ٣٧)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ٤٧٣، جديد ۱/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۱۱۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲؍ ۷؍ ۱۴۳۱ھ

بدکار عورت کو تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کے شادی سے پہلے ایک غیر مسلم سے ناجائز تعلقات تھے؛ لیکن اس کے ماں باپ نے سمجھایا کہ نادانی میں یہ سب کچھ ہوا ہے اب نہیں ہوگا۔ اور شادی کردی گئی؛ لیکن شادی کے ایک سال بعد پھر یہ حرکت شروع کردی اور قریب ایک سال تک شوہر کے دو بھانجوں سے تعلق رہا، جب دونوں لڑکوں میں آپس میں لڑائی ہوئی، تو راز کھلا اور بات بہت آگے پنچایت تک پہونچ گئی، پنچایت نے ایک موقع اور دیا بات رفع دفع ہوگئی، ایک سال بعد تیسری مرتبہ پھر ایک غیر مسلم برادر سے اس کا تعلق ہوگیا، اس مرتبہ شوہر نے اس کو تین طلاق دیدیں، تو کیا شوہر کا یہ اقدام درست ہے؟ جلد از جلد جواب دینے کی زحمت کریں کرم ہوگا۔

نوٹ: لڑکی والے کہتے ہیں کہ طلاق آمنے سامنے ہوتی ہے، تو کیا لڑکی کا طلاق کے وقت سامنے موجود ہونا ضروری ہے یا مذکورہ طلاق ہوگئی؟ شریعت کا حکم تحریر فرمادیں شوہر تین طلاق دینے کا خود اقرار کررہا ہے۔

المستفتی: احمد علی، ساکن: رام نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی فاسقہ فاجرہ اور بدکار عورت کو طلاق دینے

سے شوہر پر کوئی گناہ نہیں ہے اور طلاق کے صحیح ہونے کے لئے بیوی کا آمنے سامنے موجود ہونا لازم نہیں ہے۔ غائبانہ طلاق دینے سے بھی طلاق صحیح اور معتبر ہو جاتی ہے، لڑکی والوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ طلاق آمنے سامنے ہوتی ہے اور تین طلاق کے ثبوت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ شوہر تین طلاق دینے کا خود اقرار کرلے، شوہر کے اقرار کے بعد اس عورت کا شوہر کے پاس جانا اور جانے کا ارادہ کرنا جائز نہیں۔ وہ عورت شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔ اب اگر شوہر پر دباؤ ڈال کر دوبارہ اس کے پاس رہے گی، تو حرام کاری اور زنا کاری ہوگی اور اس گناہ میں وہ لوگ بھی شریک ہوں گے، جو اس حالت میں عورت کو زید کے پاس بھیجنے میں تعاون کریں گے۔

وعند الحاجة إليه مباح غير مكروه وعند تفريط المرأة في حقوق الله تعالىٰ الواجبة عليها مثل الصلوة ونحوها، أن تكون غير عفيفة، أو خارجة إلى المخالعة والشقاق مندوب إليه. (اعلاء السنن، كتاب الطلاق، قبيل باب طلاق السنة، دارالكتب العلمية، بيروت ١١/١٦٢، كراچي ١١/١٤٣)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال: طالق، فقيل له من عنيت، فقال امرأتي طلقت امرأته الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٨، زكريا ٤/٤٥٨)

وإذا أقر الحر العاقل البالغ بحق لزمه إقراره مجهولاً كان ما أقربه، أو معلوماً. (هداية اشرفي ديوبند٣/ ٢٣١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
۱۴۳۱/۵/۸ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۳۱)

بیوی کی بدتمیزی کی وجہ سے شوہر کا تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مجھے مسماۃ کمل پروین سے شادی کئے ہوئے دس سال کا عرصہ ہوگیا، اس دس سال کے عرصہ میں اس کی بداخلاقی بدتمیزی نیز فحش گالیاں دینی حد سے بڑھ گئی ہیں، اس وجہ سے کمل پروین کو الگ رکھنا پڑا۔ اور ایک مرتبہ تین طلاق دی، تین طلاق دی کہہ کر نکال دیا وہ پھر آگئی، کیا ایسی عورت کو رکھنا جائز ہے اور خدا اور رسول کی شان میں گستاخانہ کلمے ادا کرنا یہ مسلم منٹوں کا مذہب ہے، یہ تو عورتیں کرنے کا مذہب ہے، اس سے ہندو مذہب اچھا ہے، اس کی نظر میں شوہر کی کوئی وقعت وعزت وتوقیر بالکل نہیں ہے اور شرعی طور پر کس سزا کی مستحق ہے؟

المستفتی: سالم حسین، کسرول، دیوان خانہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے ساتھ سخت الفاظ اور بے تمیزی سے پیش آنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔

ویکره أن یدعو الرجل أباه وأن تدعو المرأة زوجها باسمه الخ.

(در مختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، زکریا ۹/۵۹۹، کراچی ۶/۴۱۸)

اور مذہب کی حقارت اور استہزاء موجب توبہ ہے اور جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، آپ کا اب اس بیوی کے ساتھ رہنا حرام کاری اور زنا کاری ہوگی؛ اس لئے اس کو اب اپنے یہاں آنے دینا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

عن واقع بن سحبانؓ، قال: سئل عمران بن حصین عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت علیه امرأته. (مصنف لابن أبي شیبة، مؤسسه علوم القرآن بیروت ۹/۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیرهٗ، ویذوق کل واحد منهما عسیلة صاحبه. (سنن الدار قطني، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیة بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۳/۱۴۱۳ھ

دباؤ میں آ کر تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں عبد المجید ولد عبد الحکیم آپ سے شریعت کے مطابق کچھ معلومات کرنا چاہتا ہوں، میری شادی ہوئے دس سال ہوگئے ہیں، میری بیوی نسیمہ بانو میری اجازت کے بغیر پیہر چلی جایا کرتی تھی، جس سے ہماری گھریلو زندگی ناخوشگوار حالت میں چلنے لگی اور اسی بات پر میری بیوی اپنے پیہر میں رک گئی، آخر کار میری سسرال والوں نے مجھ پر پولیس کا دباؤ ڈالنا شروع کردیا، میری بیوی نے میری موجودگی میں میرے خلاف پولیس تھانے میں بیان دیئے مجبوراً میں ذہنی طور پر پریشان ہوگیا، آخر میں نے غصے میں آ کر پولیس تھانے میں تین بار طلاق طلاق کہدیا اور یہ دباؤ آج ۱۴/۲/۹۲ء تک بنا ہوا ہے، میں ذہنی طور پر بے حد پریشان ہوں، آپ یہ بتانے کی مہربانی کریں کہ کیا قرآن وشریعت کے حساب سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اس کا کوئی چشم دید گواہ بھی نہیں ہے۔

المستفتی: عبد المجید ولد عبد الحکیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دباؤ میں آ کر جو طلاق دی جاتی ہے، اس سے بھی

شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب آپ نے تین بار طلاق کہہ دیا ہے، تو اس سے آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے چشم دید گواہ شرط نہیں ہے۔

عن ابن عمرؓ، قال: طلاق الکره جائز. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق الكره، المجلس العلمي بيروت ٦/ ٤١٠، رقم:١١٤٢١)

وإن أكره على طلاق امرأته، أوعتق عبده، ففعل ذلک وقع ما أكره عليه. (جوهر، كتاب الاكراه، امداديه ملتان ٢/ ٣٥٥، دارالكتاب ديوبند ٢/ ٣٣٧)

وطلاق المكره، والسكران، وخلعهما، وإعتاقهما واقع. (تاتارخانية، زكريا٤/ ٣٩٥، رقم:٦٥١٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ررمضان المبارک ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۸۱۶)

وکیل کے دباؤ پر تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کو ہمیشہ استحاضہ شروع رہتا تھا، دوا کرنے پر ہی رکتا تھا چند روز کے لئے اس بنا پر زید دوسرا نکاح کرنا چاہتا تھا، تو زید کی سسرال والوں نے اپنی بیٹی کی طلاق مانگی، مجلس قائم ہوئی ایک کورٹ کے وکیل بھی تھے، مولوی صاحب بھی تھے کاغذ کے لکھتے وقت وکیل صاحب نے کہا میاں زید تین مرتبہ طلاق دو، مولوی صاحب نے کہا نہیں صرف ایک مرتبہ تو وکیل صاحب نے زبردستی زید سے تین مرتبہ طلاق کہلوائی زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دی، زید اس وقت طلاق کے مسائل سے ناواقف تھا، زید کی بیوی بہت پریشان ہے، زید طلاق دینے کو تیار نہ تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ وکیل نے زبردستی طلاق کہلوائی ایک ہی مجلس میں تین طلاق آپ مہربانی فرما کر جواب دیں۔

المستفتی: اشرف مرسلین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق جس طرح رضامندی یا ازخود غصہ کی حالت میں دینے سے واقع ہوجاتی ہے، اسی طرح کسی کے زبردستی کرنے اور دباؤ ڈالنے کی بنا پر دینے سے بھی واقع ہوجاتی ہے، جب وکیل کے اصرار پر تین طلاقیں دیدی گئیں، تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں، مولوی صاحب کی نہیں مانی وکیل صاحب کی ماننے کا حشر یہ ہوا کہ اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا، ایک مجلس کی تین طلاقیں بھی تین ہی واقع ہوتی ہیں؛ اس لئے اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

عن ابن عمرؓ، قال: طلاق الکرہ جائز. (مصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق الکرہ جائز، المجلس العلمي بیروت ٦/ ٤١٠، رقم: ١١٤٢١)

وطلاق المکرہ، والسکران، وخلعهما، وإعتاقهما واقع. (تاتارخانیة، زکریا٤/ ٣٩٥، رقم:٦٥١٢)

وطلاق المکرہ واقع. (هدایة اشرفي دیوبند ٢/ ٣٥٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قدیم٢١٩، جدید زکریا ٣٧٦)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها.

(فتاوی عالمگیري، زکریا قدیم ١/ ٤٧٣، جدید ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲ / ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷ / ۸۱۸۲)	۱۳/ ۱۱/ ۱۴۲۴ھ

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر خاموش رہے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۷۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شوہر اپنی بیوی پر بے انتہا ظلم وتشدد کرتا رہتا ہے، شوہر شرابی کبابی ہے، شوہر کی اس بے جا حرکت سے عورت منع کرتی ہے، جب جب منع کرتی ہے تو شوہر اپنی بیوی کو مارتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھ کو منع نہیں کرسکتی، ایک مرتبہ اس عورت کی والدہ بھی شوہر کے یہاں موجود تھیں، اس کے سامنے شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور کئی دفعہ طلاق کا لفظ استعمال کیا اور اس طلاق کے بعد سے ان دونوں میں تنہائی پائے ہوئے دوسال آٹھ ماہ بیت گئے ہیں، تو وہ عورت اپنی دوسری شادی کسی اور سے کرسکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ لڑکی بلقیس قسم کھا کر کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو تین مرتبہ سے زیادہ یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔

نوٹ: ایک پنچایت میں بھی شوہر سے بیان لیا گیا، تو اس نے خاموشی اختیار کی، جب ساس نے کہا کہ تو نے طلاق دیدی ہے، اب لڑکی کو کیسے بھیجا جائے، تو شوہر نے کہا میری غلطی ہے، اس بیان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے طلاق دیدی ہے۔

گواہ: حافظ محمد ابراہیم، گڑھواوالا بجنور۔

المستفتی: بلقیس، گڑھواوالا، افضل گڑھ، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی نے قسم کھا کر یہ دعویٰ کیا کہ اس کے شوہر نے تین مرتبہ سے زائد یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، اور شوہر اس دعویٰ کا انکار نہیں کررہا ہے خاموشی اختیار کی ہے اور یہ کہا ہے کہ میری غلطی ہے، تو بیوی کا دعویٰ معتبر ہوگا اور بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی، آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولو قال لزوجتہ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباہ والنظائر وقدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۸۱/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱۱/۳ھ

غیر ارادی طور پر تین طلاق منھ سے نکلنے پر وقوع طلاق

سوال [۶۷۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے بیوی بچوں کے ساتھ شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا، بچوں کو لے کر کسی بات پر اپنی بیوی سے کہا سنی ہوگئی، میری بیوی اپنے میکہ چلی گئی، اس پر ان کے عزیز واقارب مجھ سے بدتمیزی کرنے لگے اور مار پیٹ پر اتر آئے اور گالی گلوچ کرنے لگے اور مجھ سے کہنے لگے کہ بتا تیرا فیصلہ کیا ہے؟ یہ سن کر غصہ کی حالت میں غیر ارادی طور پر میری زبان سے تین بار طلاق کا لفظ نکل چکا ہے، اس وقت میری بیوی وہاں پر موجود نہیں تھی، مگر وہاں پر لگ بھگ ۲۰ یا ۲۵؍ لوگ موجود تھے، ان کی موجودگی میں مجھ سے یہ الفاظ ادا ہوئے، اس مسئلہ کا حل مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

المستفتی: محمد عابد، لائن نمبر ۳؍ ہلدوانی، آزاد نگر، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غصہ کی حالت میں بیوی کے خاندان والوں کی طرف سے طلاق کے مطالبہ کی صورت میں غیر ارادی طور پر زبان سے طلاق دی جائے تو وہ طلاق پڑ جاتی ہے اور موقع پر بیوی کا موجود ہونا بھی ضروری نہیں؛ اس لئے جب تین طلاقیں

دی ہیں، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے۔ آئندہ بغیر حلالہ کے اس سے نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

أولم ينو شيئاً و تحته في الشامية: لما مر أن الصريح لا يحتاج إلى النية.
(شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲۵۰، زكريا ٤/ ٤٦١)

ويقع طلاق من غضب. (شامي، زكريا ٤/ ٤٥٢، كراچي ۳/ ٢٤٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٧۳، جديد ۱/ ٥۳٥، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ۷٥٠۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰ /۱۱۳۷۷)	۱۴۳۵/۱/۹ھ

تین طلاق کے بہانے سے سالے کو گھر پر بلانا

سوال [۶۷۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے فون پر اپنے سالے سے کہا کہ اپنی بہن کو لے جاؤ میں نے اسے طلاق دیدی ہے، سالے کے معلوم کرنے پر تم نے کتنی بار طلاق دی ہے، انہوں نے کہا کہ تین بار اس کے بعد وہ لوگ وہاں پہونچے اور تحقیق کی، تحقیق کرنے پر لڑکی اور پڑوسی خاندان والوں نے کہا کہ یہاں پر تو کوئی ایسی بات نہیں ہے؛ البتہ جب ان دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، تو لڑکے نے یہ بات ضرور کہی تھی کہ آج تم اپنے گھر والوں کو بلاؤ، میں تمہیں طلاق دوں گا، اس کے علاوہ ہمیں کسی بات کا علم نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ علم

ہے کہ اس نے آپ کو فون کیا ہے، اس کے بعد لڑکے سے معلوم کیا گیا، تو اس نے یہ جواب دیا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی ہے، میں نے فون پر طلاق کے بہانے آپ کو بلایا تھا تاکہ تم یہاں حالات دیکھ لو اور ہمارے لڑائی جھگڑے ختم ہوجائیں، اس صورت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوتی ہے تو کونسی؟

المستفتی: عبدالجبار، بھاگوالا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذاقاً اور کسی کو بلانے کے بہانہ طلاق کا لفظ استعمال کرنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ اس لئے جب مذکورہ شخص نے اپنے سالے کو بلانے کے لئے طلاق کا لفظ کہا ہے اور سالے کے پوچھنے پر کہ کتنی بار طلاق کہا ہے، اس کے جواب میں تین بار طلاق دینے کا اقرار کرلیا ہے، تو مذکورہ شخص کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں، اس کے بعد طلاق کے انکار کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور بلا حلالۂ شرعیہ دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التى تصح مع الاكراه، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠)

وإذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٥٥، جديد ١/٤٢٣)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (در مختار، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۵۲/۳۷)

غیر مدخول بہا کو ’’تین طلاق دی یا دیتا ہوں‘‘ کہنے کا حکم

سوال [٦۷۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی غیر مدخول بہا زوجہ کو ’’تین طلاق دی یا دیتا ہوں‘‘ کہا تو اس جملہ سے کتنی طلاق پڑیں گی اور اس سے دوبارہ شادی کرنے کے لئے کیا راستہ اختیار کرنا پڑیگا؟

المستفتی: محمد فاروق، سیولوی، مہاراشٹری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مدخول بہا زوجہ کو تین طلاق دی یا دیتا ہوں کہے تو تین طلاق واقع ہوگئیں، اب بلا حلالہ دوبارہ اس سے نکاح بھی جائز نہیں ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن عليها......ولا تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ. كذا في الذخيره. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٤٤٠-٤٤١)

إذا قال لامرأته: قبل الدخول بها أنت طالق ثلاثاً......وقع ذلك عند عامة العلماء. (بدائع الصنائع، كراچي ٣/١٣٧، زكريا٣/٢١٦)

طلق غير المدخول بها ثلاثاً وقعن سواء قال أو قعت عليك ثلاث تطليقات، أو أنت طالق ثلاثاً. (البحرالرائق، كوئٹه ٣/٢٩١، زكريا ٣/٥٠٧)

لو قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثاً وقعن. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراچي ٣/٢٨٤، ٢٨٥، زكريا ٤/٥٠٩، ٥١٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍۴۷۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱؍۴؍۱۴۱۷ھ

قبل الخلوۃ تین طلاق دینے کے احکام

سوال [۶۷۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی کسی لڑکے سے شادی ہوئی وہ جب والدین سے رخصت ہوکر اپنے شوہر کے گھر گئی اور جب اس کا شوہر اس سے پہلی رات میں رجوع ہونا چاہا، تو لڑکی نے اپنی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کیا اور اس کو رجوع ہونے سے روک دیا کہ میں اس وقت حیض میں ہوں (یعنی مجھ کو حیض آرہا ہے) لڑکا اس کے اصرار پر مان گیا اور لڑکا حق زوجیت ادا نہ کرسکا۔ دوسرے دن ہی لڑکی اپنے میکہ چلی گئی، پھر دوبارہ اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کردیا یہاں تک کہ نوبت طلاق تک پہونچ گئی، لڑکے کے والدین نے لڑکی کو بہت کچھ سمجھایا، مگر اس نے انکار ہی کیا اور طلاق لینے کی مانگ کی، لڑکے کے وارثین نے لڑکے سے طلاق دلوادی، یہ طلاق اہل پنچ حضرات کے اصرار پر دی گئی، لڑکا طلاق دینے پر راضی نہ تھا، مگر لڑکے نے تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا، تو اس سلسلہ میں دریافت طلب امور یہ ہیں۔

(۱) کیا حق زوجیت ادا نہ ہونے پر بھی طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اگر طلاق ہوسکتی ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی لڑکی مہر کی حقدار ہے؟

(۳) اور یہ کہ لڑکی کو عدت کرنا ضروری ہے؟

(۴) لڑکی دوبارہ اپنے شوہر کے گھر آنا چاہتی ہے، جس کو طلاق ہوئے ۳۰/ اگست ۱۹۹۰ء کو ایک ماہ دس یوم کا عرصہ گذر چکا ہے؟

(۵) کیا نکاح ثانی کی گنجائش ہے یا وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی؟

(۶) یا وہی نکاح کافی ہے؟

المستفتی: محمد نبی، محلّہ: مقبرہ دوئم، خطیرہ والی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جی ہاں حق زوجیت ادا نہ کرنے کی

صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثاً وقعن. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/ ٢٨٤، ٢٨٥، زكريا ٤/ ٥٠٩، ٥١٠، البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ٢٩١، زكريا ٣/ ٥٠٧، بدائع الصنائع، كراچي ٣/ ١٣٧، زكريا ٣/ ٢١٦)

(۲/۳) اگر واقعی حالت حیض میں تھی تو خلوت صحیحہ ثابت نہیں ہوئی؛ اس لئے نصف مہر واجب ہوگا اور لڑکی پر عدت گذارنا لازم ہوگا۔

والخلوة ......بلا مانع حسي وتحته في الشامية: وبالحيض، أو النفاس مع أن الأولىٰ منهي شرعاً. (شامي، كراچي ٣/ ١١٤، زكريا ديوبند ٤/ ٢٤٩)

وتجب العدة: أي كل أنواع الخلوة ولو فاسدة الخ (الدر المختار، كراچي ٣/ ١٢٢، زكريا ٤/ ٢٦١)

(۶/۵/۴) تین طلاق دینے کی وجہ سے لڑکی شوہر کے لئے بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اب دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے درست نہیں ہوسکتا اور شرعی طور پر حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح درست ہوسکتا ہے اور اگر تین طلاق تین جملوں میں الگ الگ دی ہے، تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور اب عدت کے اندر اور عدت گذرنے کے بعد کسی بھی وقت دوبارہ نکاح کرکے ازدواجی زندگی گذار سکتے ہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحًا صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ر محرم الحرام ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۰۹۹/۲۶)

غیر مدخول بہا کو تین طلاق کے بعد بلا حلالہ نکاح کا عدم جواز

سوال [۶۷۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو قبل الدخول طلاق (ایک جملہ میں تین طلاق) دیدی، پھر وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو کیا بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح درست ہے؟

المستفتی: محمد جاوید چاند پوری، ضلع: بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصح قول کے مطابق اس شخص کا بغیر حلالہ کے اس غیر مدخول بہا کے ساتھ نکاح جائز نہیں؛ بلکہ اس کو اپنی زوجیت میں لانے کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۴۹۷، میرٹھ ۱۹/۳۱۷)

وفي المشكلات: من طلق امرأته الغير المدخول بها ثلاثاً، فله أن يتزوجها بلا تحليل...... وقد بالغ المحقق ابن الهمام في رده حيث قال:...... لافرق في ذلک أي في اشتراط المحلل بين كون المطلقة مدخولاً بها أو لا، لصريح إطلاق النص وقد وقع في بعض الكتب أن غير المدخول بها تحل بلا زوج وهو زَلَّة عظيمة ومصادمة للنص والإجماع.

(شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ۳/۲۸۵، زكريا ٤/۱/٥١١، كذا في فتح القدير، كوئٹه ٤/۱/۳، زكريا ديوبند ٤/١٥٨، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف خاص ۴۰/ ۱۱۵۱۲)

غیر کفو میں نکاح کے بعد تین طلاق دی، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کا عدم جواز

سوال [۶۷۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر لڑکی نے غیر کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرلیا ہے اور نکاح کے بعد دخول بھی ہوگیا ہے، جس کے بعد تین طلاق دی گئی ہے، پھر تین طلاقوں کے بعد اولیاء راضی ہو جائیں اور اس لڑکے سے دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مفتی اشرف علی، مفتی مدرسہ حسین بخش، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس مسئلہ میں حضرات حنفیہ کے تین اقوال ہیں:

(۱) حضرت امام ابوحنیفہ کی ظاہر الروایہ کے مطابق نکاح مطلقاً منعقد ہو جاتا ہے، بس صرف خلاف استحباب ہے اور یہی آیت قرآنی

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآئَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَاهُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَاهُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَآتُوْهُمْ مَا اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ اِذَا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ. [الممتحنة: ۱۰]

کے مطابق ہے اس لئے کہ اس آیت کریمہ کے اندر مؤمن کا مومنہ کے ساتھ نکاح کرنے میں کفو وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے، صرف ایمان کی قید ہے؛ البتہ اولیاء کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا حق اس وقت تک رہتا ہے، جب تک بچہ کا پیٹ میں آکر حمل واضح نہ ہو جائے؛ لہٰذا امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق اگر دخول ہو جائے تو وہ زنا کے مرادف نہیں ہوگا اور دخول کے بعد جب تین طلاقیں دی جائیں گی، تو وہ طلاقیں معتبر ہو جائیں گی اور آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان میں نکاح منعقد نہیں ہوگا، جو حسب ذیل جزئیات سے واضح ہوتا ہے۔

عن أبي حنيفةؒ تجوز مباشرة البالغة العاقلة عقد نكاحها ونكاح غيرها مطلقاً إلا أنه خلاف المستحب وهو ظاهر المذهب. (فتح القدير، كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء، كوئٹه ۳/ ۱۵۷، زكريا۳/۲۴۶)

نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي وله الاعتراض في غير الكفو. وتحته في المجمع: هذا إذا لم تلد منه. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۴۸۹)

حتى تلد منه لئلا يضيع الولد وينبغي إلحاق الحبل الظاهر به. (شامي، كراچي ۳/۵۶، زكريا ۴/ ۱۵۶)

ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غير كفو صح النكاح في ظاهر الرواية عن أبي حنيفةؒ، وهو قول أبي يوسفؒ آخرًا، وهو قول محمدؒ آخرًا أيضاً حتى أن قبل التفريق يثبت فيه حكم الطلاق، والظهار، و الإيلاء، والتوارث، وغير ذلک؛ ولكن للأولياء حق الاعتراض. وفي الكافي: مالم تلد منه. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/ ۱۳۹، ۱۴۰، رقم: ۵۶۵۹، مثله في الهندية زكريا قديم ۱/ ۲۹۲، جديد زكريا ۱/ ۳۵۸، فتاوى قاضي خان، زكريا جديد ۱/ ۲۰۴، على هامش الهندية، زكريا ۱/ ۳۳۵، هداية، اشرفي ديو بند ۲/ ۳۱۳، تبيين الحقائق، امدادية ملتان ۲/ ۱۲۸، زكريا ديو بند ۲/ ۵۱۷)

(۲) حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ اولیاء کی اجازت پر یہ نکاح موقوف رہتا ہے؛ لہٰذا اگر اولیاء کی اجازت سے پہلے ہمبستری ہوجائے تو یہ ہمبستری حرام ہوگی؛ چنانچہ ہمبستری کے بعد جو طلاق دی گئی ہے وہ طلاق واقع نہیں ہوگی بریں بناء دوبارہ آپس میں اولیاء کی اجازت سے نکاح کرنا چاہیں تو حلالہ کی ضرورت نہیں بغیر حلالہ کے نکاح منعقد ہوجائے گا اور پہلا نکاح جو موقوف تھا وہ اولیاء کی اجازت سے منعقد ہوجائے گا؛ لیکن اولیاء کی اجازت سے پہلے تین طلاق دینے کی صورت میں تینوں طلاقیں واقع نہیں ہوں گی اور ظہار و میراث بھی ثابت نہیں ہوگی؛ بلکہ یہ متارکت کے حکم

میں ہوجائے گا؛ اس لئے کہ دوسری جگہ نکاح کرنے کے لئے متارکت یا قضاء قاضی امام محمدؒ کے قول کے مطابق لازم ہے، جوحسب ذیل جزئیات سے واضح ہوتا ہے۔

وفي قول محمدؒ في ظاهر الرواية العقد موقوف على إجازة الولي، فإن أجازه جاز. (الفتاوی التاتارخانية، زكريا٤/ ١٤٠، رقم: ٥٧٦١، هداية مكتبه بشرى٣/ ٢٧، اشرفي ديوبند ٢/ ٣١٤)

وعن محمد ينعقد موقوفاً ولو من كفو على إجازة الولي، فالوطؤ بلا إذن حرام ولا فيه طلاق، وظهار، وميراث وعنه إنه باطل فلا ينعقد بعبارتها أصلاً. (الدر المنتقي، دارالكتب العلمية بيروت١/ ٤٩٠، قاضي خان، زكريا ١/ ٢٠٤، وعلى هامش الهندية، زكريا ١/ ٣٣٥)

وفي الفتاوى الصُغرى: لو زوجت نفسها بغير ولي فطلقها ثلاثاً عند محمدؒ يصير متاركة حتى لو أجاز الولي لا ينفذ عنده؛ لكن لا يحرم المحل، ويكره له أن يتزوجها بعد الثلاث قبل التزوج بزوج آخر. (خلاصة الفتاوى٢/ ١٦)

وعند محمد ينعقد موقوفاً على إجازة الولي، ولو من كفو ومعنى كونه موقوفاً إنه لا يجوز وطؤها قبل الإجازة ولا يقع الطلاق، ولايتوارث أحدهما من الآخر. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت١/ ٤٩٠)

اکثر کتب فقہ ہدایہ، فتح القدیر، البحر الرائق، تبیین الحقائق، فتاوی تاتارخانیہ وغیرہ میں امام محمدؒ کا اپنے قول سے امام ابوحنیفہؒ کی ظاہر الروایۃ کے مطابق رجوع کرنا ثابت ہے، مگر صاحب مجمع الانہر نے اس رجوع پر شبہ ظاہر کیا ہے۔

ويروي رجوعه إلي قول الإمام: ولهذا قال بعض الفضلاء، والأولىٰ أن يقول وعن محمدؒ؛ لكن في الغاية قال رجا ابن أبي رجا: سألت محمدًا عن النكاح بغير ولي، فقال لايجوز قلت فإن لم يكن لها ولي قال ترفع أمرها إلي القاضي ليزوجها، قلت فإن كان في موضع لا حاكم فيه، قال:

یفعل ماقال سفیان قلت وماقال سفیان قال تولي أمرها رجلاً لیزوجها انتهي فیفهم منه عدم رجوعه؛ فلهذا قال: وعند محمدؒ تدبر. (مجمع الأنهر، دارالکتب اللعلمیة بیروت ۱/ ۴۹۰)

هذا ظاهر الروایة عن أبي حنیفةؒ وصاحبیه–إلی–وماروي عنهما بخلافه فقد صح رجوعهما إلیه. (البحرالرائق، کوئٹہ ۳/ ۱۱۰، زکریا۳/۱۹۳-۱۹۴)

ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غیر کفو صح النکاح في ظاهر الروایة عن أبي حنیفة، وهو قول أبي یوسف آخرًا، وهو قول محمدؒ آخرًا أیضاً. (تاتارخانیة، زکریا ۴/ ۱۳۹، رقم: ۵۷۵۹)

فتحصل أن الثابت الآن هو اتفاق الثلاثة علی الجواز مطلقًا من الکفو وغیره. (فتح القدیر، کوئٹہ۳ /۱۵۷، زکریا۳/۲۴۶)

ویروي رجوع محمدؒ إلی قولهما. (هدایة البشریٰ۳/۲۸، اشرفي دیوبند ۲ /۳۱۴)

(۳) حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حسن بن زیاد کی روایت ہے، اس روایت کے مطابق وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا اس نکاح کے بعد اگر ہمبستری ہو جائے، تو وہ بدکاری کے مرادف ہوگی اور اگر بعد میں اولیاء اجازت دیدیں تب بھی منعقد نہیں ہوگا؛ بلکہ از سرنو ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کرنا پڑے گا؛ لہٰذا اس قول کے مطابق یہ نکاح باطل ہے؛ اس لئے اس نکاح کے بعد قبل الدخول یا بعد الدخول جو طلاق دی جائے گی، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور اولیاء کی آپسی رضامندی سے دوبارہ نکاح کا ارادہ ہو تو بغیر حلالہ کے نکاح درست ہو جائے گا اور متأخرین نے فساد زمانہ کی وجہ سے حسن بن زیاد کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے، جو حسب ذیل عبارات سے واضح ہے۔

وروي الحسن عن الإمام عدم جوازه أصلا وعلیه فتوی قاضیخان وهو المختار فلا تحل مطلقة ثلاثاً تزوجت بغیر کفو بلا رضا الولي وهذا ممایجب حفظه. (الدر المنتقي، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۴۹۰)

وعن أبي حنيفةؒ، وأبي يوسفؒ أنه لا يجوز في غير الكفو؛ لأن كثيرا من الأشياء لا يمكن دفعه بعد الوقوع واختار بعض المتأخرين الفتوى بهذه الرواية لفساد الزمان (تبيين) ”قوله وعن أبي حنيفةؒ“ وهذه رواية الحسن. (چلپي امدادية ملتان ۲/ ۱۱۷، زكرياديوبند ۲/ ٤۹٤، مثله في مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ٤۹۰، الفتاوى التاتارخانية، زكريا٤/ ۱٤۰، رقم: ٥۷٦۰، هندية، زكريا قديم ۱/ ۲۹٤، جديد ۱/ ۳٥۸، قاضيخان، زكريا جديد ۱/ ۲۰٤، وعلى هامش الهندية، زكريا ۱/ ۳۳٥، فتح القدير، كوئٹه۳/ ۱٥۷، زكريا۳/ ۲٤٦)

اس پوری تفصیل کے بعد وضاحت کی جاتی ہے کہ ہم نے ایک زمانہ تک حسن بن زیاد کے قول پر فتوی لکھا ہے؛ لیکن بعد میں بہت سے ایسے مسلمانوں کی طرف سے سوالات آئے ہیں، جو اپنے آپ کو دانشور کہنے کی کوشش کرتے ہیں اور عام مسلمانوں اور بعض علماء کی طرف سے بھی استفسارات آئے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مقدس میں مومن کا نکاح مومنہ کے ساتھ ہونے میں کسی قسم کی برادری یا کفو وغیرہ کی قید نہیں لگائی اور فقہاء وغیرہ نے جو کفو وغیرہ کی قیودات لگائی ہیں وہ محض اجتہادی اور ظنی مسائل ہیں اور ظنی کے ذریعہ سے قطعی حلال چیز کو حرام نہیں کہا جا سکتا ہے؛ چنانچہ کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حسن بن زیاد کے قول کا مدار نظم وانتظام اور زجر وتوبیخ کے قبیل سے ہے، حلت وحرمت اور حلال و حرام سے متعلق نہیں ہے، بریں بنا مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہؒ نے بھی اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ یہ حلت وحرمت سے متعلق نہیں ہے؛ بلکہ نظم وانتظام اور زجر وتوبیخ سے متعلق ہے؛ اس لئے اگرچہ متاخرین فقہاء نے اس قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے؛ لیکن اس قول کو حتمی نہیں کہا جا سکتا ہے؛ لہٰذا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی جو رائے حضرات امام اعظمؒ کی ظاہر الروایہ کے مطابق ہے وہی زیادہ صحیح اور قوی ہے اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں مخالفین کو اعتراض کا موقع نہیں ملتا ہے اور نہ ہی اخبار میں سرخیاں بنانے کا موقع ملے گا۔

اب رہ گئی یہ بات کہ حدیث شریف میں جو وارد ہے۔

أیما امرأة نکحت بغیر إذن موالیها، فنکاحها باطل ثلاث مرات. (أبو داؤد شریف، کتاب النکاح، باب في الولي، النسخة الهندیة ۲/ ۲۸٤، دار السلام رقم: ۲۰۸۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن بن زیاد کا قول منصوص ہے اجتہادی اور ظنی نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شریف خبر واحد ہے اور خبر واحد ظنی ہوتی ہے اور خود اس حدیث شریف کے مقابلے میں دوسری صحیح حدیث شریف موجود ہے۔

الأیم أحق بنفسها من ولیها والبکر تستأذن في نفسها، وإذنها صماتها. (مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب في النکاح، النسخة الهندیة ۱/ ٤٥٥، بیت الأفکار رقم: ۱٤۲۱، ترمذي، کتاب النکاح، باب ماجاء في استیمار البکر والثیب، النسخة الهندیة ۱/ ۲۱۰، رقم: ۱۱۰۸)

لہٰذا اس کے ذریعہ سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ نص پر اور اسی کے پیش نظر حسن بن زیاد کی روایت پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس روایت میں جو ارشاد فرمایا ہے، وہ نظم وانتظام اور زجر وتوبیخ سے متعلق ہے، حلت وحرمت سے متعلق نہیں ہے اور قرآن مقدس کی سورہ ممتحنہ کی آیت میں حلت وحرمت سے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے اور متأخرین فقہاء نے فساد زمانہ کی وجہ سے مصلحۃً حسن بن زیاد کے قول کو اختیار کیا ہے؛ لیکن دلائل کی روشنی میں ظاہر الروایہ ہی زیادہ صحیح اور قوی ہے؛ اس لئے ہم اب مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی رائے کے مطابق ظاہر الروایہ کو ہی ترجیح دے کر اس پر فتوی لکھتے ہیں؛ اس لئے مذکورہ مسئلہ میں تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور دوبارہ اگر نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ کے نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اس نکاح کے بعد جو اولاد ہوگی وہ اولاد ثابت النسب ہوگی اور ان میں وراثت بھی جاری ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۵۷۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۶/۲۲ھ

بیوی تین کا دعویٰ کرتی ہے، شوہر انکار کرتا ہے

سوال [۶۷۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے صرف ایک ہی طلاق دی ہے یا شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، تو ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟

المستفتی: محمد مفتی جاوید قاسمی چاند پوری، ضلع: بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحت واقعہ جب بیوی یہ کہتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاق دی ہیں اور شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے صرف ایک طلاق دی ہے یا وہ طلاق کا انکار کرتا ہے، تو چوں کہ بیوی کے پاس دو شرعی گواہ موجود نہیں ہیں؛ اس لئے مسئولہ صورت میں قضاء شوہر کی بات مانی جائے گی اور طلاق کے وقوع کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا؛ لیکن اگر بیوی نے خود اپنے کانوں سے طلاق کے الفاظ سنے ہیں اور اسے تین طلاق کا پورا یقین ہے، تو اس پر دیانۃً تین طلاق پڑ گئیں۔ اب بیوی پر لازم ہے کہ حتی الامکان شوہر کو اپنے قریب نہ آنے دے اور جس طرح بھی ممکن ہو اس سے تفریق حاصل کرلے، پھر بھی اگر اس کو مجبور کیا جائے، تو وہ گنہگار نہ ہوگی؛ بلکہ سارا وبال شوہر پر ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۲، کفایت المفتی جدید زکریا ۸۹/۶، جدید ادارۃ الفاروق، کراچی ۱۲۳/۸، عثمانی ۳۵۵/۲، محمودیہ ڈابھیل ۲۹۸/۱۳، میرٹھ ۲۳۷/۱۹)

المرأة کالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا یحل لها تمکینه: والفتویٰ علی أنه لیس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمالٍ، أوتهرب، فإن حلف ولا بینة لها فالإثم علیه. (شامي، زکریا ٤/٤٦٣، کراچي ٣/٢٥١، تبیین الحقائق، امدادیة ملتان ٢/٣١٨، زکریا ٣/٨٢، هندیة، زکریا

قدیم ۱/ ۳۵٤، زکریا جدید دوبند ۱/ ٤۲۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ رصفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف خاص ۴۰ ر ۱۱۴۴۴)

لفظ طلاق کئی مرتبہ بول کر تاکید مراد لینا

سوال [۶۷۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو میکہ سے بچے کی ولادت کے بعد بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے آجانے کی وجہ سے طیش میں آکر لفظ ''طلاق دی'' کئی مرتبہ کہا اور قسم کھا کر زید کہتا ہے کہ لفظ طلاق کئی مرتبہ کہنے کے وقت میری نیت لفظ طلاق کے تکرار کی تھی، یہی ہمارے یہاں کا عرف بھی ہے اور بصورت تاکید کئی مرتبہ کہہ کر ایک ہی مانتے ہیں، میں نے اس لفظ کو بار بار کہا ہے، میری نیت مستقل طور سے طلاق واقع کرنے کی نہیں تھی، اس بات پر خود میری بیوی اور میرا سالہ اور اہل خانہ گواہ ہیں، اس طرح طلاق کا لفظ مجھ سے کئی بار کہا گیا، بخدا میرا مقصود اس کو ڈرانا دھمکانا تھا، طلاق تو ایک بھی واقع کرنا نہیں تھا تاکہ یہ آئندہ میکہ سے بغیر اجازت نہ آئے، تو ایسی صورت میں میری بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوگی؟

المستفتی: محمد زید، حافظ آباد، مالیر کوٹلہ، سنگرور (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب آپ کا ارادہ ایک بھی طلاق واقع کرنے کا نہیں تھا، مگر پھر بھی آپ نے لفظ طلاق زبان سے نکال دیا، تو ایسی صورت میں آپ کا ارادہ کام نہیں کرے گا، طلاق ضرور واقع ہوگی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک طلاق بھی واقع نہ ہو اور جب آپ نے اس لفظ کو تین مرتبہ سے زیادہ کہا ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرا ارادہ تین طلاق واقع کرنے کا نہیں تھا، تو آپ کی اگلی بات کہ ایک کا بھی

ارادہ نہیں تھا،اس کے معارض ہے؛اس لئے آپ کی اس معارض بات کا اعتبار نہ ہوگا،طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلٰثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۰ رصفر المظفر ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر:الف ۸۷۲۴/۳۷)	۱۴۲۶/۲/۲۲ھ

تین طلاق دے کر یہ کہنا کہ ہمیں تم سے محبت ہے ہزار مرتبہ طلاق دوں تب بھی واقع نہ ہوگی

سوال [۶۷۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کونشہ اور غصہ کی حالت میں طلاق کا لفظ بیک وقت تین مرتبہ کہا اور شوہر کا یعنی زید کا یہ کہنا کہ ہمارے دل میں تمہاری بہت محبت ہے چاہے ہزار مرتبہ تم کوطلاق دوں،مگر پھر بھی طلاق نہیں ہوگی،تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: مفتی محمد جاوید قاسمی چاند پوری،ضلع: بجنور(یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب طلاق کا لفظ تین بار زبان سے بیوی کے حق میں استعمال کر چکا ہے،تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، چاہے بیک وقت تینوں طلاقیں دی ہوں یا بیوی سے پوری طرح سے محبت ہو،ہر حال میں طلاق واقع ہوگئی ہے۔ اب بلا حلالۂ شرعی کے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ر محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۸۸۸)

تین چار سال میں کئی مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرفان خان نے اپنی بیوی کوکئی مرتبہ میں تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے، سب سے پہلے دو مرتبہ طلاق دی تھی، پھر ڈیڑھ ماہ بعد دو طلاق، پھر ڈھائی سال کے بعد تین طلاق دی، پھر اس کے ایک مہینہ کے بعد تین طلاق دی، ہر طلاق کے بعد روتے ہیں اور معافی تلافی کرتے ہیں اور بیوی کے ساتھ رہتے ہیں، اس وقت سعودیہ عربیہ میں ہیں، فون پر بھی طلاق دیتے رہتے ہیں اور جب یہاں تھے، تو یہاں بھی تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ بیوی کا ان کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ میرے ساتھ رہنے کا اصرار کریں تو میرے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتية: سائرہ خاتون، لاجپت نگر، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شوہر نے آپ کو تین چار سال میں کئی مرتبہ تین سے زیادہ طلاق دیدی ہیں اور اب سعودیہ سے فون پر بھی تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دیتے رہتے ہیں، تو آپ کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ

شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہیں اور آپ کا ان کے ساتھ رہنا اور اپنے اوپر قابو دینا حرام کاری اور زنا کاری ہوگی۔

قال الله تعالیٰ: الطلاق مرتان: .... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه. [البقرہ: ۲۳۰]

عن سهل بن سعدؓ، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذهٗ رسول الله صلى الله عليه وسلم. (بخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۰، ف: ۵۲۵۹، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ۱/۴۸۹، بيت الأفكار، رقم: ۱۴۹۲، أبو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰۶، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰)

وقال الليث عن نافع كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فان طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۲، رقم: ۵۰۶۵، ف: ۵۲۶۴، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۱/۴۷۶، بيبت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

عن واقع بن سحبانؓ، قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (مصنف ابن أبي شيبة، جديد مؤسسه علوم القرآن بيروت ۹/۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

مالک أنه بلغه أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ علي؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا امام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ۱۹۹، بيروت، رقم: ۱۱۲۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، زكريا جديد ١/ ٥٣٥)

عن عائشة رضـ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت، فطلقتها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، دارالسلام رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍ ۱۱۵۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴؍ ۶؍ ۱۴۳۵ھ

فون پر کئی مرتبہ طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۷۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انوار عالم بن محمد حسین نے اپنی بیوی عالم آراء کوفون پر بات چیت کرتے وقت حق زوجیت ادا نہ کرنے کی وجہ سے کئی مرتبہ طلاق دیدی، بروز بدھ ۱۳؍ ۷؍ ۲۰۱۰ء کو جبکہ ان کی بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق کوصرف دومرتبہ سنا ہے اورلڑکے کا کہنا ہے کہ تین مرتبہ سے بھی زائد کہا ہے۔ یادرہے کہ ان کی بیوی حاملہ ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: انوار عالم بن محمد حسین، رائے پور، اودھم سنگھ نگر (اتراکھنڈ)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تین مرتبہ سے زائد طلاق دینے کا شوہرخود اقرار کررہا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہیں ہے

اور طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے صرف شوہر کا اقرار کافی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ رشوال المکرّم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۲۶۵)

بار بار ''طلاق دی'' کہنا

سوال [۶۷۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی شاہ بانو عمر تقریباً ۱۹ رسال جس کی رخصتی کو تقریباً دوسال گذر چکے ہیں۔اب میری لڑکی شاہ بانو کو طلاق دیدی گئی ہے، ۲۴ رجون جمعہ کو لڑکی کی ساس اور دیور اور لڑکا شوہر آیا، ان لوگوں نے پہلے شاہ بانو کے باپ سے تکرار شروع کیا پھر فوراً طلاق دیدی اور یہ لفظ بار بار کہا کہ ''طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' پھر کہا میں نے طلاق دی، پھر زینہ پر جاکر اسی کو دہرایا، اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے، اب زیور سامان جہیز اور عدت کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: حاجی خورشید الٰہی، شیدی سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں لڑکی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

جہیز کا سامان مہر وغیرہ جو لڑکی کی ملکیت ہے، وہ سب لڑکی کا حق ہے، اس کا حق اس کو واپس کرنا لازم ہے۔

أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي، زكريا٤/٣١١، كراچي٣/١٥٨)

اورعدت کا خرچہ شوہر پر اس وقت لازم ہوتا ہے، جب بیوی وہاں پر عدت گذارتی ہے جہاں شوہر کی مرضی ہو ورنہ واجب نہیں۔

ولا نفقة لأحد عشرة .... وخارجة من بيته بغير حق. (در مختار مع الشامي، كراچي٣/٥٧٥-٥٧٦، زكريا٥/٢٨٥-٢٨٦، بدائع الصنائع، زكريا٣/٤٢٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۲۶)

شوہر کا بیوی کو متعدد بار طلاق دینا

سوال [۶۷۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد زید نے اپنی زوجہ سلمٰی کو ایک ہی مجلس میں متعدد بار طلاق دی واضح رہے کہ شوہر وبیوی کے درمیان نہ تو کوئی جھگڑا تھا، نہ کوئی رنجش، بلکہ یہ طلاق گھر کے دوسرے افراد کے سامنے روز بروز کی لڑائی اور تکرار کی وجہ سے دی؛ جبکہ گھر والے بھی میاں بیوی

دونوں کو تنگ کر رہے تھے، نیز دونوں میاں بیوی اب بھی ایک دوسرے کے ساتھ ازدواجی زندگی گذارنے پر راضی ہیں؛ جبکہ طلاق دیئے ہوئے سوا تین ماہ کی مدت گذر چکی ہے۔

المستفتی: محمد عابد، شیخان تلائی، سہسپور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ’’متعدد بار‘‘ کا لفظ ہے، اگر لفظ متعدد بار سے تین یا اس سے زائد طلاق مراد ہے، تو سلمیٰ پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، اب بغیر حلالۂ شرعی کے سلمیٰ کا زید کے ساتھ رہنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے کر انکار کردے گا، پھر اس عورت سے صحبت کرتا رہے گا اور جب تک یہ دونوں اپنے حال پر رہیں گے زانی کہلائیں گے۔

یأتي علی الناس زمان یطلق الرجل المرأة، ثم یجحد طلاقها، فیقیم علی فرجها فهما زانیان ما أقاما. (طبراني کبیر، دار أحیاء التراث العربي بیروت ۱۰/ ۲۳۰، رقم: ۱۰۰۵۶)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلی اللّٰه علیه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول. (بخاري شریف، کتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندیة ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۸۸۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۷/۱۴۲۶ھ

ہوش وحواس میں تین مرتبہ سے زائد طلاق دینا

سوال [۶۷۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کوکسی مرض کا کئی کئی دن تک دورہ پڑتا ہے،دورہ کے ختم ہونے کے بعد چوبیس گھنٹہ تک بے ہوش رہتا ہے، جس میں فحش گالیاں بکتا ہے، یہاں تک کہ ماں کوبھی گندی گالیاں بکتا ہے،اس کے بعد پندرہ بیس دن تک دماغ میں گرمی رہتی ہے اور ہوش وحواس باختہ رہتے ہیں،اس کے بعد والی حالت میں زید نے اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت میں کہا''نسرین میں تجھے طلاق دیتا ہوں،طلاق،طلاق،طلاق،طلاق''شوہر کا بیان یہ ہے کہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ نسرین میں تجھے طلاق دے رہا ہوں''طلاق،طلاق،طلاق،طلاق'' چارمرتبہ طلاق دینا یاد ہے۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس صورت میں زید کی بیوی کوطلاق ہوئی یانہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی ہوئی اوراس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمدزاہدعرف شانو، دولہا پور،مرادآباد(یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دیتے وقت شوہر کواتنا ہوش وحواس باقی رہا ہے کہ اس نے کیا جملہ استعمال کیا تھا،اس کا خودکا بیان ہیکہ یہ جملہ اسے یاد ہے کہ''نسرین میں تجھے طلاق دے رہا ہوں،طلاق،طلاق،طلاق،طلاق'' چارمرتبہ اسے طلاق دینا یاد ہے، تو جس قدرہوش وحواس کا ذکراس نے اپنے بیان میں کیا ہے، طلاق کے واقع ہونے کے لئے اتنا ہوش وحواس باقی رہنا کافی ہے؛اس لئے نسرین کے اوپر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور طلاق مغلظہ واقع ہونے کی وجہ سے شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے۔اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلٰثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥)

لو طلق فشهد عنده إثنان أنک استثنيت وهو غير ذاكر ......إلا أن يجاب بأن المراد بكونه لا يدري ما يقول أنه لقوة غضبه قد ينسیٰ ما يقول ولا يتذكره بعد. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، كراچي ۳/٤٤ ۲، زكريا٤/۳ ٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۵۹۴/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۵/۵ھ

تین سے زائد مرتبہ طلاق دینا

سوال [٦٧٥٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تفضّل حسین نے اپنی بیوی کو ۳؍ سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے اور جب لوگ اس سے طلاق کے سلسلہ میں بات کرنے گئے، تو ان سے بھی اس نے کہا کہ میں نے اسے رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، اپنا سامان اب لے جاؤ، چاہے بعد میں لے جانا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور جہیز ومہر دینا لازم ہے بھی یا نہیں؟

المستفتی: حافظ حسین احمد، عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تفضّل حسین نے اپنی بیوی کو تین سے زیادہ

مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی نہیں کرسکتا اور مہر وجہیز کا سامان لڑکی کا حق ہے، اس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

المختار للفتوىٰ أن يحكم بكون الجهاز ملكاً لا عارية؛ لأنه الظاهر الغالب. (شامي، زكريا ۴/۳۰۹، كراچي ۳/۱۵۷)

أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي، زكريا۴/۳۱۱، كراچي ۳/۱۵۸)

وإنما يتأكد لزومه بالوطء ونحوه......وإذا تأكد المهر لما ذكر لايسقط بعد ذلك. (شامي، زكريا ۴/۲۳۳، كراچي ۳/۱۰۲)

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة......حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذلك إلا بالإبراء. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۰۳، جديد ۱/ ۳۷۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۵۲۲)

تین مرتبہ سے زائد چھوڑ دیا کہنا

سوال [۶۷۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر فراست ولد باقر بیوی سنجیدہ بنت مقصود دونوں میاں بیوی بخوشی مقصود کے گھر گئے، کچھ دیر بعد شوہر فراست نے اپنی بیوی سنجیدہ سے کہا، گھر چلو اور ابھی

لے کر جاؤں گا، بیوی نے کہا کہ میں والد سے پوچھے بغیر نہیں جاؤں گی، اس کے بعد بیوی کے والد مقصود صاحب نے کہا کہ شام کو کھانا کھا کر چلے جانا، مگر شوہر فوراً چلنے پر اصرار کرتا رہا کہ ابھی لے کر جاؤں گا، ادھر بیوی کے گھر والے شام کو جانے کے لئے کہتے رہے، اسی وقت فراست نے مکان سے باہر آتے ہوئے جو دوسرے مکان کا راستہ ہے کہا ''میں نے مقصود کی لڑکی کو چھوڑ دیا'' فوراً اور لوگوں نے اس کے منھ پر ہاتھ رکھ دیا اور ڈانٹا، مارا پیٹا، پھر دوبارہ یہی جملہ دہرایا کہ ''میں نے چھوڑ دیا، میں نے چھوڑ دیا'' پھر جب اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے کہا کہ ایسی بات زبان سے کیوں نکالی اور مارا پیٹا پھر اس نے یہ جملہ کہا کہ ''میں نے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا''

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ فراست کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟ شرع کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: فراست کے مذکورہ جملوں کو نہ بیوی نے سنا نہ بیوی کی ماں نے سنا اور نہ ہی والد نے سنا، دوسرے کے مکان سے جو راستہ نکلتا ہے وہاں یہ جملہ دہرایا۔

المستفتی: رفاقت حسین، عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے چھوڑ دیا کا لفظ تین مرتبہ سے زائد استعمال کیا ہے اور لفظ چھوڑ دیا عرف میں طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، اس سے طلاق صریح واقع ہوا کرتی ہے اور جب تین مرتبہ کہے تو تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں؛ اس لئے مذکورہ صورت میں فراست کی بیوی سنجیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

قوله سرحتک وهو ''رها كردم''؛ لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) إن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت الخ.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/٥٣٠، كراچي ٣/٢٩٩)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق . (عالمگيري، زكريا قديم ١/٣٥٦، جديد زكريا ١/٤٢٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۲۵۹/۲۶)

''میں نے تجھے طلاق دی'' چار مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نعیم نے جٹھانی کے پیچھے طلاق دیدی، جٹھانی سے میل کھا رہا تھا، آٹھ مہینہ کا لڑکا ہے گود میں اور دو مہینہ کا حمل ہے اور دس بجے چار پانچ بار طلاق دی، تین چار بار یہ کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دی'' اس وقت دو لڑکی روما، گڑیا گھر میں تھیں اور اس کی جٹھانی بھی تھی، جس کا نام توقیر ہے، لڑکی کی ماں ہے وہ نوکری کرتی ہے۔ اب آپ اس کا فیصلہ دے دیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتیه: سائلہ انو، کٹھیرہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: صورت مسئولہ میں نعیم کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے وہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ وہ عدت گذارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے، وہ ہمبستری کے بعد اگر طلاق دیدے، تو بعد انقضاء عدت نعیم کے ساتھ اس کا نکاح جائز ہوگا۔

قال سبحانه تعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرة: ٢٣٠]

درمختار میں ہے. **لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها أي بالثلث حتى يطأها غيره.** (درمختار كراچي ٣/٤٠٩، زكريا ٥/٤٠ تا ٤٣)

اسی میں آگے ہے **وتمضي عدته أي الثاني الخ.** (در مختار، زکریا ٥/ ٤٠ تا ٤٣، کراچي ٣/ ٤٠٩ تا ٤١٢)

طلاق حمل کی حالت میں بھی واقع ہوجاتی ہے۔ درمختار جلد ثانی ۴۵۴ر میں ہے۔

وحل طلاقهن أي الآئسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار، کراچي ٣/ ٢٣٢، زکریا ٤/ ٤٣٤) **جواب مذکور سوال کے مطابق صحیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳ر ۵۳۱۰)

کتبہ: ممتاز احمد نعیمی غفر لہ
خادم الافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد
۱۴۱۸/۵/۲۳ھ

یکبارگی تین چار بار طلاق دینا

سوال [۶۷۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین چار بار طلاق دی، شوہر کے الفاظ یہ ہیں ''میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' بیوی اس وقت حاملہ ہے، اب دونوں ایک ساتھ رہنے کو رضامند ہیں اس واقعہ کو تقریباً ۲۲ر دن کا عرصہ گذر گیا، کیا طلاق ہوگئی؟ حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر تو نہیں پڑا دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہنے کے لئے کیا صورت ہوگی؟ کتنی مدت اور کیا کیا شرطیں درکار ہیں؟

المستفتی: جسیم احمد، محلّہ اگلگا سوار، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تین بار سے زائد طلاق دی جائے تو طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب آئندہ بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے ہمبستری ہوجائے،

اس کے بعدوہ شخص طلاق دیدے، اس کے بعد دوبارہ تین ماہواری گذارے اس کے بعد نکاح پہلے شوہر کے ساتھ جائز ہوسکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وطلاق الحامل يجوز. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۵٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية ، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥)

ولاتحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها، لقوله تعالىٰ: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه. [البقرة: ۲۳۰] **من بعد الآية......إلا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني.** (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۲۷ / ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
۲۷/۴/۱۴۱۸ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۲۶۳)

’’میں نے تجھے چھوڑ دی‘‘ تین چار بار کہنے سے طلاق مغلظہ

سوال [۶۷٦۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بیک وقت ایک سانس میں تین بار یا چار بار لفظ چھوڑنا کہہ دیا، یعنی یوں کہدیا کہ ’’میں نے تجھے چھوڑ دی، چھوڑ دی، چھوڑ دی‘‘ کیا یہ طلاق رجعی ہے یا طلاق مغلظہ ہے؟ آپ وضاحت کے ساتھ برائے مہربانی جواب دیں یہ واقعہ فی الحال کا ہے۔

المستفتی: محمد یونس بن محمد حسین ،دڑھیال، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: لفظ چھوڑ دیا عرف میں بیوی کے لئے طلاق کے لئے مستعمل ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح واقع ہوجاتی ہے اور جب تین بار کہہ یا تو ہر بار ایک ایک طلاق کل تین طلاق ہوکر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بالکل حرام ہوچکی ہے، بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوگا۔

قوله سرحتك وهو "رها كردم"؛ لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) **أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت الخ.** (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايا، زكريا ٤/٠ ٥٣، كراچي ٣/٢٩٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديو بند٢/٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۰۵/۲۵)

طلاق، طلاق، طلاق سے طلاق کا حکم

سوال [۶۷۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے بحالت غضب اپنی بیوی سے کہا: جب وہ دونوں غصہ کے مونڈ میں تھے یہ کہا، چپ جا طلاق دیدوں گا، پھر کچھ سوچ کر کہا ''طلاق، طلاق، طلاق، طلاق دیدی'' مراد لے ہارہے، اب آپ یہ بتلائیں کہ طلاق پڑگئی یا نہیں؟ اگر پڑگئی تو مغلظہ پڑی یا کوئی دوسری (مثلاً رجعی وغیرہ) نیز یہ بھی بتلادیجئے کہ اگر مغلظہ ہے، تو کیا اس میں حلالہ شرط ہے؟ اور کیا حلالہ بغیر صحبت کے ہوجائے گا مثلاً خلوت صحیحہ کے ذریعہ نیز آخر میں انہوں نے کہا چل

بھاگ۔ اورعدت طلاق کہاں گذاری جائے، میکہ میں یا سسرال میں؟

المستفتی: دلشاد حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی مرتبہ شوہر کے یہ کہنے کہ ’’چپ جا طلاق دیدوں گا‘‘ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ یہ وعدۂ طلاق ہے اور وعدۂ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی، پھراس کے بعد ذرا سوچ کر جب شوہر نے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کے الفاظ زبان سے نکالے اور طلاق دینے کا ارادہ کیا، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام ہے اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ عدت گذر جانے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح ہوجائے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوجائے، پھر وہ اس کو طلاق دیدے اور اس کی عدت گذر جائے تو اب پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا درست ہوسکتا ہے اور اگر شوہر اس گھر میں رہائش چھوڑ دے اور کوئی فتنہ نہ ہو تو شوہر کے گھر میں عدت گذارے گی اور اگر شوہر سے آمنا سامنا ہو یا فتنہ کا خطرہ ہو، تو وہاں عدت نہیں گذارے گی؛ بلکہ میکہ میں عدت گذارے گی۔

بخلاف قوله ’’کنم‘‘ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك.

(هندية، زكريا قديم ١/٣٨٤، جديد ١/٤٥٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلتقيا التقاء الأزواج ولم يكن فيه خوف فتنة. (در مختار، كراچي ٣/٥٣٨، زكريا ٥/٢٢٧)

وإن تعذر فلتخرج هي. (شامي، كراچي ٣/٥٣٨، زكرياه ٥/٢٢٧)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۶۷۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۵/۳ھ

دوطلاق دینے کے بعد پھر ۲؍ ماہ بعد دوطلاق دینا

سوال [۶۷۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاق دیدی، پھر ساتھ ہی رہنے لگے، اب تقریباً چھ ماہ کے بعد پھر دوطلاق دیدی ہے، تو شرعاً کتنی طلاق ہوئی اور اب ساتھ رہنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر میاں بیوی اسی گھر میں رہیں تو شرعاً کیا کیا احتیاط کرنی پڑے گی؟

المستفتی: ملکہ ثریا، لاکڑی والان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: (۱) برتقدیر صحت واقعہ مسئولہ صورت میں اولاً دوطلاق دینے کے بعد جب دونوں ساتھ رہنے لگے، تو رجعت صحیح ہوگئی؛ لیکن بعد میں جب دوطلاقیں دی گئیں، تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگئی اور بیوی مغلظہ قرار پائی؛ لہٰذا اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

الصريح يلحق الصريح كما لو قال لها أنت طالق، ثم قال: أنت طالق، أو طلقها على مال وقع الثاني. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/٣٠٦، زكريا٤/٥٤٠، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٧، جديد ١/٤٤٥)

(۲) اگر عدت شوہر کے گھر گذاری جائے، تو دونوں میں سختی سے پردہ کرنا لازم ہے،

بےتکلف بات چیت اورتنہائی میں ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں۔طلاق مغلظہ کے بعد وہ عورت بالکل اجنبیہ کے درجے میں ہوگئی ہے۔

ولابد من سترة بينهما في البائن إلى ماقال و سئل شيخ الإسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما أولاد تتعذر عليهما مفارقتهم، فيسكنان في بيتهم و لايجتمعان في فراش و لايلتقيان التقاء الأزواج هل لهما ذلك؟ قال نعم! وأقره المصنف. (در مختار، مع الشامي، كراچي ۳/۵۳۷، ۵۳۸، زكريا ۵/۲۲۶-۲۲۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴رجمادی الثانیہ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر:الف۳۷/۸۰۹۶)

الجواب صحیح:
احقرمحمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۶/۱۴ھ

دومرتبہ دو،دوکر کے چار طلاق دینا

سوال [۶۷۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بچی صدیقہ ظفر کی شادی سید انیس امان سے ۵رسال قبل کی تھی،شادی کے بعد جب اس کی حالت متغیر دیکھی تو مستشفی نفسیہ لے گئے،ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ دماغی مریض ہے، دوائی تجویز کی،مگر انیس امان دوا کھانے سے انکار کرتا ہے کہ یہ دوائی دماغ خراب کرتی ہے،ایسی متغیر حالت میں بھی دوائی کی پہچان رہی اور ہم سب کو بھی پہچانتا رہا، ڈاکٹر کے مشورے سے دوائی جوس میں ملاکر یا صفوف میں ملاکر دیتے رہے، دماغی کیفیت گھٹتی بڑھتی تھی ،دوائی کے بغیر خاموش بیٹھا رہتا تھا، دوائی سے کنٹرول رہتا تھا، ان پانچ سالوں میں مختلف جگہوں پر دوسال ملازمت کی مہینے میں ایک دومرتبہ ناغہ بھی کرتا تھا اوراکثر یہ کہتا رہتا تھا کہ میرے قبضہ میں جن ہیں یا میں ان کو اپنے قبضے میں کروں گا،اکثر کھانا بھی چھوڑتا تھا کہ میں وظیفہ کررہا ہوں صرف جوس پیوں گا اور جب چاہا کھانا شروع کردیتا تھا۔

اکثر بچی سے لڑائی جھگڑا کرتا رہتا تھا، یہ سب اپنے ہوش وحواس میں کرتا رہتا تھا، جب لڑائی جھگڑا بہت بڑھ گیا تو میں نے بچی کو اپنے کمرے میں سلانا شروع کردیا۔ ایک دن ناشتہ دینے گئی، تو کہنے لگا تم مجھ پر جادو کرتی ہو، تم نے چائے میں ضرور کچھ ملایا ہے، تم مجھ سے تال کھیل رہی ہو، بچی روتی ہوئی غصہ میں کمرے سے باہر آگئی اور یہ کہتے ہوئے جب تال کھیلنا بند کردوں گی تب ہی آؤں گی۔ اتنے میں انیس امان نے دو طلاقیں دیدیں بچی نے زور سے کہا دو اور ایک پہلے دی تھی۔ اب میں تمہارے لئے بالکل حرام ہوگئی ہوں۔ انیس امان کہنے لگا کہ پہلے کی مجھے یاد نہیں شاید دی ہو، نہیں نہیں میں نے نہیں دی، پہلی طلاق کا منکر ہوگیا۔ بہر حال بغیر کسی دباؤ کے سید انیس امان نے اپنے علم واختیار سے طلاقیں دیں اور ہوش وحواس قائم تھے؛ بلکہ طلاق کے الفاظ کو بخوبی سمجھتا تھا، ان پر کیا نتیجہ مرتب ہوگا؟

بیوی اور غیر بیوی کا ہمیشہ اور بوقت طلاق امتیاز رہا اور دماغی مریض کے علاوہ جلال اور غصہ خوب ہے اور طلاقیں بھی غصہ میں ہی دی ہیں۔ بہر حال سید انیس امان ہندوستان چلا گیا اور چار طلاقوں کا اقرار بمع تحریر، اس طرح کیا کہ میں نے اپنی بیوی صدیقہ ظفر کو ایک مرتبہ دو بار طلاق وقفہ وقفہ سے اور اب ہندوستان آنے سے قبل میں نے اپنی بیوی صدیقہ ظفر کو دو مرتبہ ایک ساتھ طلاق دی۔

سید انیس امان کی والدہ سے معلوم ہوا کہ کالج کے زمانہ سے ہی یہ کیفیت ہے، اسی کیفیت میں اور بہکی بہکی باتیں کرنے کے باوجود انجینئر کی ڈگری حاصل کی۔ اس طلاق کو ایک سال ہوگیا ہے اور اپنی بات یعنی طلاق پر قائم ہے، ہندوستان سے ہفتہ دو ہفتہ میں ان کا فون آتا رہتا ہے کہ بیٹی جویریہ سے بات کرادو، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا فتویٰ دیتی ہے؟

المستفتی: محمد ارشد، سہارنپوری، المدینۃ المنورۃ، سعودی عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں جو حالات لکھے گئے ہیں ان کے ہر گوشے پر غور کیا گیا، حاصل یہ نکلا کہ سید انیس امان اپنی زوجہ کو دو مرتبہ دو، دو طلاق

دینے کا خود اقرار کررہا ہے، اور پہلی مرتبہ جب دوطلاق دی تھی، اس وقت مزید ایک طلاق دینے کا بیوی دعویٰ کررہی ہے، مگرشوہر انکار کررہا ہے؛ لہٰذا شوہر دوطلاق کا خود اقراری ہے؛ اس لئے اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی تھیں؛ لیکن بعد کے واقعہ میں دومرتبہ اور طلاق دینے کا خود شوہر اقرار کررہا ہے،تو مجموعی طور پر ۴/طلاق کا اقرار ہوا اور ۴/طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہے؛ اس لئے بعد کی دوطلاقوں کے واقع ہونے کی وجہ سے انیس امان کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے بالکل حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے دونوں کے مابین نکاح بھی درست نہ ہوگا اور اس کے دماغی حالات اور غصہ کے بارے میں جوحالات لکھے گئے ہیں، ان سے بھی بات واضح ہے کہ ایسی دماغی خرابی نہیں ہے، جس کی وجہ سے حق زوجیت اور نکاح وطلاق کو نہ پہچانتا ہو؛ بلکہ ہوش وحواس سب درست ہیں اور اسی حالت میں اس نے انجینیر نگ کی ڈگری بھی حاصل کی ہے؛ لہٰذا ایسی حالت میں مسئلہ نکاح وطلاق میں آدمی کومعذور نہیں سمجھا جائے گا۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها كقوله أنت طالق أنت طالق. (در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩)

أن رجلاً قال لعبد الله بن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ١٩٩، بيروت رقم: ١١٢١، مشكوة شريف ٢٨٤)

في طلاق الغضبان قال فيها إنه على ثلاثة أقسام: أحدها أن يحصل له مبادي الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم ما يقول ويقصده وهذا إشكال

فيه. (شامي، كراچي ٣/٢٤٤، زكريا ٤/٤٥٢)

ولـو أقـر بـالطلاق كاذباً، أوهازلاً وقع قضاءً. (شـامي، كراچي٣/٢٣٦، زكريا٤/٤٤٠، البحرالرائق، زكريا٣/٤٢٨، كوئٹه٣/٢٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۴۴/۳۷)	۱۴۲۶/۳/۹ھ

چار طلاق کی شرعی حیثیت

سوال [۶۷۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری اپنی بیوی سے گرما گرمی ہوگئی، میں نے اور میرے گھر والوں نے بیوی کو بہت سمجھایا، مگر وہ نہیں مانی وہ بدسلوکی اور بدتمیزی کرتی رہی، میرا غصہ بڑھتا رہا، جب وہ نہیں مانی تو میں نے غصہ میں آکر اسے قریب دس فٹ کی دوری سے چار مرتبہ صرف طلاق کا لفظ کہا، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو پھر دوبارہ اس کے ساتھ رہنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟

المستفتی: محمد انیس، گڑیا باغ ناگ پھنی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے بیوی کو چار مرتبہ طلاق دی ہے، تو تین طلاقوں کے ذریعہ بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی اور ایک طلاق لغو ہوگی، آئندہ بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے اور اگر دوبارہ دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کا جو طریقہ ہے، اس کو اختیار کرنا لازم ہوگا۔

مـالک أنـه بـلـغـه أن رجلاً قـال لابـن عبـاس إني طلقت امرأتي مائة تـطـليـقة، فـمـاذا ترىٰ عليَّ؟ فقال له ابن عباس طلقت منک بثلاث و سبع

وتسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (المؤطا، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، للإمام مالك ١٩٩، رقم:١١٢١)

عن محمد بن أياس أن ابن عباس رضي الله عنهما، وأبا هريرةؓ، وعبد الله بن عمر و بن العاصؓ، سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثاً، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (أبو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلث، النسخة الهندية ١/٢٩٩، رقم:٢١٩٨)

لو قال أنت طالق مراراً، أو ألوفا تحته، فيقع به الثلاث ويلغوا الزائد. (در مختار مع الشامي، كراچي٣/ ٢٨٠، زكريا ٤/ ٥٠٤)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت، فطلق، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف:٥٢٦١)

وأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر. لقوله عزوجل: فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَه. (بدائع الصنائع، فصل في حكم الطلاق البائن، زكريا ٣/ ٢٩٥، دار الكتب العلمية بيروت ٤/ ٤٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۷/۴۰)

چار بار طلاق دے کر آپس میں معافی مانگنا

سوال [۶۷۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میاں بیوی کا آپسی جھگڑا تھا، جب ماں کے سامنے جھگڑے کی بات کھلی تو شوہر نے بیوی کو ہوش وحواس کی حالت میں چار بار طلاق دیدی اور کہا جا میں نے تجھے آزاد کردیا، بیوی حاملہ ہے، تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ میاں بیوی نے آپس میں معافی مانگ لی۔

المستفتی: محمد ادیب الرحمٰن، قانون گوئیان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں، اب شوہر کے لئے حلالہ کئے بغیر اس عورت سے نکاح درست نہیں ہوسکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ وہ عورت عدت گذارنے کے بعد کسی مرد سے نکاح کرلے اور وہ مرد اس کے ساتھ ہمبستری کرلے، پھر طلاق دیدے یا مرجائے، اس کے بعد پھر عورت عدت گذارے، پھر اس کے بعد پہلا شوہر نکاح کرکے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

وفي الهندية: إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩ تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍شوال المکرّم ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۸۳۴)

بیوی کے مطالبہ پر چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رشیدہ بیگم بنت وحیدالدین نے اپنے شوہر کفیل احمد ولد رئیس احمد سے طلاق کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتے، ہمیں طلاق دیدو، پھر اس کے جواب

میں لڑکے نے اپنے باپ رئیس احمد، لڑکی کے باپ وحید الدین، لڑکی کے چچا نجم الدین اور سلیم کی موجودگی میں کہا ''میں نے طلاق دی، طلاق، طلاق، طلاق'' اب سوال یہ ہے کہ لڑکی کو طلاق پڑ گئی یا نہیں اور وہ جدا ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: رئیس احمد، پرانی بانس منڈی، سیتا پور، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال نامہ میں تحریر کردہ بیان صحیح اور درست ہے، تو لڑکی کے مطالبے پر لڑکے نے جو طلاق کا لفظ چار مرتبہ استعمال کیا ہے، اس سے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بلا حلالۂ شرعیہ کے دونوں کے درمیان آئندہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍۸۳۴۲)

چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [٦٧٦٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید مجمع عام میں اس بات کا اقراری ہے کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ کو لڑائی

جھگڑے کے دوران کہا کہ دیکھ میرا کہا مان لے ورنہ برا ہو جائے گا، پھر صاف یہ کہا کہ میں طلاق دونگا، ہندہ نے جھلا کر انتہائی بیزاری و گستاخی سے کہا گالی بکتے ہوئے کہ تو کیا طلاق دے گا، دے، اس پر فوراً زید نے کہا ''طلاق، طلاق، طلاق، طلاق'' ۴/ بار بعد میں ہندہ سے اس کی تحقیق کی گئی تو اس نے بھی مجمع عام میں اس واقعہ کی تصدیق کی، صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی تو مغلظہ یا رجعی یا بائنہ اور اس کے تحت کیا حکم شرع ہے؟

(۲) طلاق واقع ہونے کی صورت میں نان ونفقہ اور مہر سے متعلق احکام بھی بیان فرمادیں۔ نیز طلاق کی صورت میں زید و ہندہ کا لڑکا امام الحسن جو پونے دو سال کا ہے، اس کے متعلق حال اور مستقبل میں ہونے والے حکم کی وضاحت فرمادیں۔

المستفتی: ساکنین کھاڑی، رام نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب شوہر نے بیوی کو مخاطب کرکے تین مرتبہ سے زائد طلاق دیدی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸)

(۲) اگر شوہر جہاں پر عدت گذارنے کے لئے کہے وہاں پر عدت گذارتی ہے، تو صرف عدت کے زمانہ کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے اور پونے دو سال کے بچہ کو ماں دو سال پورے ہونے تک رکھ سکتی ہے، اس کے بعد باپ اپنے پاس رکھنا چاہے، تو باپ کے حوالہ کردینا لازم ہے۔ نیز اگر ماں دوسری جگہ شادی کرتی ہے، تب بھی ماں کو رکھنے کا حق نہیں ہے۔

والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمة أي الصغير الخ. (در مختار، كراچي ٣/ ٥٦٠، زكريا٥/ ٢٦٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۷۱۷)

بیوی کو مخاطب کر کے چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چار ماہ کا لڑکی کو حمل ہے اور میاں بیوی میں اور نند، ساس میں بھی جھگڑا تھا، اس وجہ سے شوہر نے چار مرتبہ یہ کہہ کر کہ شاہانہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دیدی، دو لڑکیاں ہیں ایک کی قریب ۲/ سال کی عمر ہے اور دوسری کی ۹/ ماہ ہے اور تیسرا حمل ۴/ ماہ کا ہے اور میری ماں بیوہ ہے، میں نے دونوں لڑکیوں کو دادی کے پاس چھوڑ دیا ہے، میں اپنی والدہ کے پاس آگئی ہوں، ان لڑکیوں کی پرورش کی ذمہ داری کس کے اوپر ہے؟ ؛ لہٰذا طلاق کے بارے میں اور ان لڑکیوں کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

المستفتیہ: شاہانہ بی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو مخاطب کر کے چار مرتبہ طلاق کے الفاظ زبان سے نکال دیئے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب شوہر بیوی کو بغیر حلالہ کے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، زكريا٤/ ٥٢١، كراچي ٣/ ٢٩٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

ان دونوں بچیوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے؛ البتہ بالغ ہونے کے بعد باپ کو لے جانے کا حق ہوگا۔ نیز اگر ماں دوسری جگہ شادی کرے گی تب بھی باپ کو لے جانے کا حق ہوگا۔

تربية الولد تثبت للأم. (در مختار، زكريا ٥/٢٥٢، ٢٥٣، كراچي ٣/٥٥٥)

والأم، والجدة لأم، أو لأب أحق بها أي بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ.

(در مختار، كراچي ٣/٥٦٦، زكريا ٥/٢٦٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۵۸۰)

جھگڑے کی حالت میں چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مقام کربلا میں بیوی میں جھگڑا ہوا، قریب رات کو ۱۱ر بجے بیوی کے خاوند نے چار بار ’’طلاق، طلاق، طلاق، طلاق‘‘ کہا، اس کے علاوہ قریب میں ایک عورت رہتی ہیں وہ بھی کہہ رہی تھیں کہ میں نے بھی چار بار طلاق سنا، شوہر کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے ایک بار طلاق دی؛ جبکہ شوہر خود چار بار کہنے کا اقرار کررہا ہے۔

المستفتی: محمد رفیق، محلّہ کربلا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب جھگڑے کی حالت میں زبان سے طلاق نکلا ہے، تو مخاطب بیوی ہی ہوگی؛ اس لئے صورت مذکورہ میں بیوی کو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولايلزم كون الإضافة صريحة في كلامه. (شامي، كراچي ٣/٢٤٨، زكريا ٤/٤٥٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۰۰/۲۵)

دو طلاق دینے کے بعد بہن کے کہنے پر دو اور دینا

سوال[۶۷۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن سرتاج جہاں کی شادی آٹھ سال قبل ظہیر عالم ولد شہادت حسین سے ہوئی تھی، ظہیر عالم نے بروز سنیچر ۱/مئی ۲۰۱۰ء کو صبح آٹھ بجے طلاق طلاق کہہ کر گھر سے نکال دیا اور کہا ''جا میں نے تجھے طلاق دی'' اس پر ظہیر عالم کی بہن نے کہا ابھی طلاق نہیں ہوئی ہے، پھر ظہیر عالم نے دوبارہ طلاق طلاق کہکر کہا لے اب ہوگئی۔ سرتاج جہاں کے دو بیٹے ہیں اور آٹھ ماہ سے حاملہ ہے، تو کیا ان حالات میں طلاق ہوگئی؟

المستفتیه: سرتاج جہاں اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں جب پہلے طلاق طلاق کہہ کر گھر سے نکال دیا، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں اور ''جا میں نے تجھے طلاق دیدی'' یہ پہلی طلاق کی خبر ہے؛ لیکن اس کے بعد بہن کے جواب پر دوبارہ مزید جو یہ کہا ہے کہ طلاق طلاق لے اب ہوگئی، تو اس کے ذریعہ سے مزید ایک طلاق کی جو گنجائش باقی تھی وہ ختم ہوگئی؛ لہٰذا سرتاج جہاں پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی اور بیوی شوہر پر قطعی حرام ہوگئی، آئندہ دونوں کے درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا، اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ ہاں البتہ بچہ کی ولادت کے بعد عدت پوری ہوجائیگی۔

لوقال لزوجته: أنت طا لق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر، قديم٩ ٢١ ، جديد زكريا ٣٧٦)

وطلاق الحامل يجوز(هدايه اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٦)

وحل طلاقهن أي الائسة والصغيرة والحامل. (شامى كراچى ٣/ ٢٣٢، زكريا ٤/ ٤٣٤)

وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ . [الطلاق:٤]

وإن كانت حاملا فعدتها أن تضع حملها لإطلاق،قوله تعالىٰ: وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ . (هدايه اشرفي ديوبند ٢/ ٤٢٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاًفى الحرة، وثنتين فى الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاًغيره، نكا حاً صحيحاًويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها (هنديه زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هدايه اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا٥/ ١٤٧، رقم٧٥٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۶جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر:الف۳۹؍۱۰۰۶۰)	۱۶؍۵؍۱۴۳۱ھ

میں نے ان کو طلاق دیدی ۴؍۵؍مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال[۶۷۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رات کے وقت باپ بیٹے کے بیچ کسی بات کو لیکر جھگڑا ہورہا تھا اور اس رات میں ان کا رشتہ دار بھی موجود تھا۔ یہ لڑکا شادی شدہ تھا جس کے ساتھ باپ جھگڑ رہا تھا اس کے باپ اور اس کے چھوٹے بھائی اور رشتہ دار نے پکڑ کر اس شادی شدہ لڑکے کو باندھا اور بری طرح مار پیٹ کی اور یہ سب کچھ اس کی زوجہ بھی دیکھ رہی تھی، جب لڑکے کے اوپر

تنگی ہورہی تھی۔ وہ لوگ مار پیٹ کراپنے گھر میں چلے گئے، اوران کو اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ دیا، اس حالت میں انہوں نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم مجھ کو کھولدو، مگران کی زوجہ نے انکارکردیا، پھرکہا کہ اگرتم نے مجھے نہیں کھولاتو میں تم کو طلاق دیدوں گا، اس بات پران کی زوجہ نے کہا کہ نکاح کرتے وقت دس پندرہ آدمی تھے، اسی طرح دس پندرہ آدمی کے سامنے طلاق دینا، اس پرلڑکے نے کہا دس پندرہ تو نہیں دوچار پڑوسی ضرورسن رہے ہوں گے، جب تم میرا کہنا نہیں مانتی تو تم میری کیسی عورت ہو، جواس حالت میں میرے کام نہیں آسکتیں اس طرح لڑکے نے بلند آواز سے کہا کہ سن لو پڑوسیو میں نے ان کو طلاق دیدی ،اور یہ الفاظ چار پانچ مرتبہ کہے،اور یہ سب پڑوسی سن رہے تھے، پھر بھی اس عورت نے نہیں کھولا، اس کے رشتہ دار اور اس کے والد نے آکر کھولا ،اب صبح میں بات ہوئی اس لڑکے کی والدہ نے محلّہ والوں کو بلاکر خود کہا کہ میرے لڑکے نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ،اور یہ گواہی خود ان کی زوجہ نے بھی دی کہ انہوں نے مجھے طلاق دیدی ہے، میں ان کے پاس رہنے کے قابل نہیں رہی، کھیل سمجھ رہے ہیں، برابر یہ بات گاؤں کے اندر چلتی رہی، جب حدیث کی روشنی میں یہ بات آئی تو صبح گواہی پڑوسیوں سے ملی، تب انہوں نے سوچا کہ یہ عورت ہم سے چھوٹ جائے گی ،تو سب لوگوں کو جھٹلایا، کہ میں نے طلاق نہیں دی ،صرف یہ کہا تھا کہ اگرتم نے نہیں کھولاتو میں طلاق دیدوں گا؛ جبکہ پڑوسی یہ کہہ رہے ہیں کہ چار یا پانچ مرتبہ یہ جملہ کہا میں نے اس کو طلاق دی ،یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

جب لوگوں نے بات کھول دی کہ اس کو طلاق دیدی، تو وہ لڑکا اس کولیکر پردیس چلا گیا، یہ شرارت اس کے والدین کی تھی اوراس طلاق کی حالت میں ایک بچہ پیدا ہوا کچھ عرصہ بعد پھر گاؤں واپس آگیا، پھرلوگوں نے اس کے آنے پر بات اٹھائی، پھراس نے اس بات کو جھٹلا دیا، کہ میں نے طلاق نہیں دی، آپ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، جو گواہ ہیں (سننے والے) یہ کہہ رہے ہیں کہ کہیں بھی گواہی دلوادو ہم تیار ہیں۔آپ اس کا

صحیح جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

اور اس کے ساتھ ہم لوگوں کو کیسا تعلق رکھنا چاہئے اور مسجد سے کوئی مطلب رکھنا چاہئے یا نہیں؟ اور ان لوگوں سے کلام کرنا کیسا رہے گا؟ صحیح جواب سے مطلع فرمائیں۔

اور جو گواہ ہیں ان کے انگوٹھا کا نشان ہے۔ ا. محمد یوسف ۲۔ یاسر ۳. قیوم احمد ۴. محمد یعقوب ۵. محمد شاہد انصاری

نوٹ: ان کے والد نے سہارا دیدیا کہ ہمارے لڑکے نے طلاق نہیں دی، ان لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؛ جبکہ گواہ صحیح گذرے ہیں، اس پر یہ نہیں مانتے؛ جبکہ ان حالات میں اس لڑکے کی زوجہ نے نہیں کھولا اور دوسرے نے کھول دیا اور آپ صحیح جواب دیں؛ کیونکہ ان لوگوں نے سب کو جھٹلا رکھا ہے۔

المستفتی: محمد شاہد انصاری آنولہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال نامہ میں درج شدہ واقعہ صحیح ہے اور شہادت دینے والے مقبول الشہادہ ہیں اور مذکورہ واقعہ کی صحت کی شہادت دے رہے ہیں، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، بلا حلالہ ساتھ رکھنا ناجائز اور حرام کاری ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباہ والنظائر، قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۳۸۱)

''میں نے تجھے طلاق دی'' چار مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۷۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ محمد یامین نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے درمیان چار پانچ مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، تو اب اس صورت میں یامین کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں۔ اب بیوی کو رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟ جواب سے نوازیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد یامین، کربلا، سنبھل روڈ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں یامین کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اب بیوی کو رکھنے کی صرف یہ صورت ہوسکتی ہے کہ عدت گذار کر کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری ہوجائے، پھر وہ شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہوجائے، تو دوبارہ عدت گذار کر شوہر اول یامین سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے۔

لو قال لزوجتہٖ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلٰثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۳٥٦، جديد ۱/٤۲۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:۷٥۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ؍صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱٦۲۸)

چار پانچ بار طلاق دی؛ لیکن لڑکی نے نہیں سنا

سوال [۶۷۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ شادی میں گئی تھی، اپنے شوہر کے ساتھ میرے گھر آگئی تھی، شوہر راضی خوشی لڑکی کے کپڑے اور زیور لے کر اپنے گھر چلا گیا، میری لڑکی نسیم جہاں سے یہ کہہ گیا کہ شام کو گھر آجانا میری لڑکی نے یہ کہا کہ تم آجانا یا کسی بھائی کو بھیج دینا، میرے داماد محمد وسیم دوسرے دن آئے، غصہ میں آئے تھے ساس کو دروازہ پر بلا کر کہا کہ میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی، یہ بات سن کر وسیم کے منھ پر ہاتھ رکھ دیا، یہ تم نے کیا کہہ دیا، وہ چار مرتبہ کہہ کر چلے گئے، میری لڑکی نسیم باورچی خانہ میں تھی، اس نے نہیں سنا، جب اس کی والدہ نے لڑکی سے کہا کہ تجھے طلاق دے کر چلے گئے، اس نے کہا کہ میں نے نہیں سنا،

المستفتی: ظہور احمد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نسیم جہاں پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٦، جديد ١/ ٤٢٣)

اب بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا، طلاق ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۳، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ر ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۲/۳۲)

پانچ چھ مرتبہ طلاق

سوال [۶۷۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غصہ کے عالم میں پانچ چھ مرتبہ طلاق دی اور کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ ان الفاظ کو کئی مرتبہ دہرایا، تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو بغیر حلالہ کے وہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور عدت کہاں گذارے گی؟

المستفتی: محمد اسماعیل، اغوان پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تین مرتبہ یا اس سے زیادہ طلاق کا لفظ استعمال کیا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا اور حلالہ کے اندر ہمبستری اور وطی شرط ہے، اس کے بغیر حلالہ صحیح نہ ہوگا۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي۳/۲۹۳، زكريا۴/۵۲۱)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۵۶، جديد ۱/۴۲۳)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد

منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

نیز بیوی کو عدت شوہر کے گھر گذارنا لازم ہے، بلا عذر وہاں سے منتقل ہونا جائز نہیں۔

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه، ولاتخرجان منه. (الدر المختار، كراچي ٣/٥٣٦، زكريا ٥/ ٢٢٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۱۲۰/۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۲/۱۴ھ

''میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی'' چھ مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے اور میرے سسر کے درمیان پہلے سے جھگڑا تھا، اس درمیان سسر میرے یہاں آئے اور کہا کہ کل تم میرے یہاں گئے تھے، تمہیں جو کرنا ہے کرلو، میں یہاں آ گیا ہوں، میں نے کہا کہ مجھے آپ کی بیٹی کو طلاق دینی ہے، اور کچھ نہیں پھر میں نے کہا کہ ''میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی'' پھر اس کے بعد میں نے کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

المستفتی: رئیس احمد، کھود پورا، تالا پور، رامپور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر وہ مغلظہ ہوگئی، دوبارہ بلا حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوسکتا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ دوسرے مرد سے عدت کے بعد نکاح صحیح کرکے ہمبستر ہوجائے، پھر اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد عدت گذار کر نکاح کرلیا جائے۔

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۳۵٦، جديد ۱/۴۲۳)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي،كراچي۳/۲۹۳، زكريا ٤/۵۲۱)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۱٤۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۸۵۸)

دومرتبہ تین تین دفعہ طلاق دینے کا حکم

سوال[٦۷۷٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ شائستہ خانم بدچلن بدتمیز بے حیا لڑکی تھی، اس کی شادی سائل کے

ساتھ ہوگئی، دیگر رقومات کے ساتھ متفرق اوقات میں شائستہ کو اس کے دین مہر کا روپیہ مبلغ دس ہزار روپیہ ادا کر دیا تھا؛ لیکن شائستہ نے اپنی ناجائز حرکات سے سائل کو جیتے جی زندہ درگور کر دیا، آخر سائل شائستہ کی بدکرداری سے متنفر ہوکر متفرق اوقات میں دومرتبہ تین تین دفعہ اس کو طلاق دے چکا ہے؛ لیکن سائل شائستہ کی جانب سے خدا اور رسول کے واسطہ دینے پر سابقہ طور پر اس کے ساتھ رہتا چلا آرہا تھا اور شائستہ کے بطن سے پیدا ہونے والی تیسری لڑکی سعدیہ جس کی عمر دوسال چھ ماہ کی ہے، چوتھی لڑکی علینا جو صرف گیارہ ماہ کی ہے، حیات ہیں جو شائستہ کے پاس ہیں۔ اب گذارش یہ ہے کہ آپ حضرات کلام مقدس اور احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ طے فرمادیں کہ سائل کو مذکورہ بالا حالات میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: شہادت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر خود اقرار کر رہا ہے کہ پہلے دومرتبہ طلاق دے چکا ہے اور بعد میں پھر تین طلاقیں، تو بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی اور طلاق مغلظہ ہوکر زوجیت سے بالکل خارج ہوچکی ہے، اب دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام کاری ہوگی۔ اب شائستہ شوہر کی بیوی نہیں رہی، اب دونوں میں علیحدگی شرعی طور پر لازم اور واجب ہے۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ۳/ ۲۹۳، زكريا ٤/ ۵۲۱)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۳۵۵، جديد ۱/ ۴۲۳)

إذا كانت الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تـنـكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ / ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۸۱/۳۸)

جھگڑے کے دوران سات مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے دوران سات مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے، اس کے بعد اس کی بیوی اپنے میکہ چلی گئی، آج ایک مہینہ تیرہ دن ہو گئے، شریعت کی روشنی میں اس طرح طلاق کہنے سے کتنی طلاقیں ہوئیں؟ واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب سات مرتبہ شوہر نے طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی، بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا؛ اور سات مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرنے کی وجہ سے شریعت کے ساتھ ایک طرح کا مذاق کیا ہے؛ اس لئے شوہر پر توبہ کرنا لازم ہے، اب اگر ساتھ رہنا چاہے تو شرعی حلالہ کے بعد ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ۱۹۹، مشكوة شريف ۲۸۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیره، نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها.

(الهندية، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۵۲۵/۳۷)

سات مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی کئی لڑکیاں ہیں، بڑی لڑکی کی شادی ہوگئی، مگراس کے شوہر نے کسی بناپر سات طلاق دیدیں، کچھ دنوں وہ عدت میں رہی، پھر وہ اپنے شوہر کے پاس چلی گئی اورکہا کہ حلالہ ہوگیا، مگراس کا ثبوت نہ دے سکی اور وہ طلاق شدہ لڑکی زید کے یہاں آتی جاتی رہتی تو زید سے تعلقات باقی رکھے جائیں یا نہیں؟

المستفتی: حبیب الرحمٰن، دھامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے سات مرتبہ طلاق دیدی ہے، تواس سے طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ اس شوہر کے پاس رہنا حرام کاری ہوگی، اگر صحیح واقعہ کے مطابق شرعی حلالہ نہیں ہوا ہے، تواس کا طلاق مغلظہ دینے والے شوہر کے ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال له ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آیت الله هزواً. (مؤطا مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ١٩٩)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

سب رشتہ دار اور باا ثر لوگوں پر ضروری ہے کہ زید کو سمجھائیں کہ لڑکی کو حلالہ سے پہلے شوہر کے پاس جانے سے روک لیں، اگر زید روک تھام نہ کرے، تو اس سے قطع تعلق کرنے کی گنجائش ہے۔

قوله تعالیٰ: وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّار . الآية [هود: ١١٣] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۵/ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۹۱/۳۱)	۱۴۱۴/۱۱/۵ھ

آٹھ طلاق دینا

سوال [۶۷۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو لڑائی کے دوران آٹھ طلاق دیدیں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: دلشاد احمد پکا باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر نے تین سے زائد طلاقیں دیدیں تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، ابیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے اب بغیر حلالہ نکاح بھی جائز نہیں ہے۔

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال له ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيت الله هزواً. (مؤطا مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ١٩٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۰۴/۳۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۱۱/۱۴۱۴ھ

آٹھ نو مرتبہ طلاق کے بعد کہنا طلاق نہیں ہوئی

سوال [۶۷۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قادر وشمیم تاج اور ان کے شوہر امداد حسین کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا اور شوہر امداد حسین نے اپنی زوجہ قادر وشمیم کو ۸-۹ رمرتبہ لفظ طلاق طلاق کہدیا، بعدہٗ تیار ہوکر گھر سے دور جاکر فون کے ذریعہ میسیج SMS بھیجا کہ میں کاغذات بھیج رہا ہوں اس پر دستخط کردو، پھر شام کو گھر آکر اپنی زوجہ سے کہا کہ ہمارے درمیان طلاق نہیں ہوئی ہے، میں نے مسئلہ معلوم کرلیا ہے۔

المستفتی: کیو، تاج الدین تھرا کاپلی، آندھراپردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حسب تحریر سوال جب امداد حسین نے اپنی بیوی کو آٹھ نو مرتبہ طلاق کے الفاظ کہدیئے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ امداد حسین کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام ہے اور شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے معلوم کرلیا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی ہے محض غلط بیانی ہے؛ اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔

عن مجاهد قال: كنت عند ابن عباسؓ، فجاء رجل، فقال: إنه طلق امرأته ثلاثاً قال: فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه، ثم قال: ينطلق أحدكم

فيركب الحموقة، ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس وإن الله قال: ومن يتق الله يجعل له، مخرجاً وانک لم تتق الله فلا أجدلک مخرجاً، عصيت ربک وبانت منک امرأتک. (أبو داؤد، كتاب الطلاق، باب بقية التطليقات الثلاث، النسخة الهندية ١/ ٢٩٩، دارالسلام رقم: ٢١٩٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹ ر ۱۰۷۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/ ۵/ ۱۴۳۳ھ

نشہ کی حالت میں آٹھ نو بار طلاق دینا

سوال [۶۷۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نعیمہ بانو خدا کو حاضر وناظر کر کے میں یہ پرچہ لکھ رہی ہوں، میرے شوہر گھر میں شراب پی کر آتے ہیں اور جو کچھ بھی ان کے دل میں آتا ہے، وہ کہتے ہیں، مجھ کو مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلا اپنے گھر والوں کو میں نے تجھ کو طلاق دی، وہ فیصلہ کر کے لیجاویں گے، یہ الفاظ کہہ دیتے ہیں، بات بات پر طلاق کا نام لیتے ہیں، آٹھ نو بار یہ الفاظ کہہ دیتے ہیں، اور اپنی زبان سے ادا کر دیتے ہیں، اس وقت ان کی والدہ نے بھی کہا کہ بار بار طلاق کا نام تو لیتا ہے اور طلاق کی دھونس بار بار دیتے ہیں اور کہتے تھے تیرے گھر پر وہ کارنامہ انجام دوں گا کہ جب دیکھوں گا کہ تیرے باپ اور بھائی کتنے بڑے لاٹ صاحب ہیں، میرا دل کہتا ہے کہ مجھ کو طلاق ہو چکی ہے، میں اس گھر میں اب نہیں جانا چاہتی، مجھ کو مجبور کرنے کی ضرورت نہیں یہ لڑکی کا بیان ہے۔

نوٹ: اوپر لڑکی کا بیان ہے اور خدا کو حاضر وناظر جان کر بیان دے رہی ہے، اب ہم لوگ پریشان ہیں کہ کیا کریں؟ ہم کو اس مندرجہ بالا عبارت کی روشنی میں اور شریعت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب چاہئے کہ کیا لڑکی کو طلاق ہو چکی ہے؟

المستفتی: محمد الیاس آزاد، صدر بازار سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر واقعہ میں لفظ طلاق دی کا تلفظ شوہر تین مرتبہ کر چکا ہے، تو تین طلاقیں ہوگئیں، ورنہ نہیں۔ نیز اس کے ثبوت کے لئے یہی لازم ہے کہ لڑکی دو باشرع مرد یا ایک باشرع پابند صوم وصلوۃ مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ثابت کر دے یا شوہر خود اقرار کرے ورنہ طلاق کا شرعی ثبوت نہ ہوگا۔

قال اللّٰه تعالىٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . [البقرة: ۲۸۲)

ولغيرها رجلان، أو رجل وامرأتان للآية، أطلقه فشمل المال وغيره كالنكاح والطلاق. (البحر الرائق، كتاب الشهادت، كوئٹه ٦٢/٧، زكريا ديوبند ١٠٤/٧)

وما سوا ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان، أو رجل، وامرأتان سواء كان الحق مالا أوغير مالٍ مثل النكاح، والعتاق، والطلاق. (الجوهرة، امدادية ٣٢٦/٢، دارالكتاب ديوبند ٣٠٩/٢، هداية اشرفي ديوبند ١٥٤/٣، شامي، كراچي ٤٦٥/٥، زكريا ١٧٨/٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۷۷۳/۲۵)

تم کو تین طلاق ہی نہیں بلکہ نو طلاق کہنے کا حکم

سوال [۶۷۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شیخ جلال الدین ساکن پرینی بازار ضلع بھاگل پور نے کسی وجہ سے اپنی بیوی خدیجہ کو کافی مارا، پیٹا اور غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ تم کو تین طلاق ہی نہیں؛ بلکہ نو طلاق دیں، تو خدیجہ کو کتنی طلاق ہوئیں؟

المستفتی: محمد شمیم خاں، بھاگل پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شیخ جلال الدین نے اپنی بیوی خدیجہ سے کہا کہ تم کو تین طلاق ہی نہیں؛ بلکہ ''نو طلاق'' تو اس سے شیخ جلال الدین کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور بقیہ چھ لغو ہوگئیں اور بغیر حلالہ کے شیخ جلال الدین کے لئے اس بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا صحیح نہ ہوگا۔

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (المؤطا للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ۱۹۹)

درمختار میں ہے۔

لو قال أكثر الطلاق، أو أنت طالق مراراً، أو ألوفاً، أو لا قليل، ولا كثير فثلاث. هو المختار وفي الشامية: قوله ألوفا؛أي فيقع به الثلاث ويلغو الزائد. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲۸۰، زكريا ديوبند ۴/ ۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶ ؍ ۷۴۱۳)

جا تجھے طلاق، طلاق دس مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو دس بار یہ الفاظ کہے کہ جا تجھے طلاق، طلاق ......اور دس مرتبہ ماں کی گالی بھی دی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع

ہوگئی؟ اگر واقع ہوگئی،تو کون سی پھر دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے،اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح جائز نہیں،حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر ہوجائے،اس کے بعد طلاق دے دے،اس کے بعد دوبارہ عدت گذرنے کے بعد آپ نکاح کر سکتے ہیں۔

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ١٩٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ا ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۲/۴۴۳۹)

تجھے طلاق دیتا ہوں،طلاق،طلاق......دس مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے کہا اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہوئے کہ تیرا ارادہ کیا ہے،بیوی نے

کہا جوتمہارا ہے وہی میرا ارادہ ہے، شوہر نے کہا میرے بچے ہیں، میں اپنے بچے لینے آیا ہوں اور تجھے طلاق دیتا ہوں اور کم از کم دس مرتبہ لفظ طلاق طلاق کہا، آپ سے درخواست ہے کہ جواب تحریر فرمادیں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حافظ جلیس احمد، سوار، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت میں زید کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور دس مرتبہ لفظ طلاق کہا، تو اس سے تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اب طلاق مغلظہ واقع ہونے کی وجہ سے بغیر حلالۂ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے۔

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ۱۹۹)

وفي الأشباه: لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

وفي الهندية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً. (عالمگيري، زكريا قديم ۴۷۳/۱، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانية، زكريا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍شعبان ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۷۰۵/۳۸)

یکبارگی دسیوں بار طلاق دینا

سوال [۶۷۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک روز زید جمعہ کے دن اپنے گھر سے گیا، پھر جب گھر واپس آیا، تو اپنے گھر میں بیوی کو غائب پایا اور دروازہ پر تالا لگا ہوا تھا، پھر تقریباً ساڑھے تین بجے گھر آیا، تو بیوی کو موجود پایا، زید نے اپنی بیوی سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم پہلے یہاں سے کہاں گئی تھی، بیوی خاموش رہی اتنے میں زید کی بیوی کی بہن جو کہ زید کی بھابھی بھی ہوتی ہے، وہ بولتی ہے آپ طلاق دیدیں، زید کی بیوی خاموش تھی، کچھ بول نہیں رہی تھی، پھر زید گھر سے باہر آیا اور دروازہ پر اپنی زبان سے یکبارگی کم از کم دسیوں مرتبہ طلاق طلاق طلاق اس طرح ان گنت مرتبہ ادا کیا، ان الفاظ کی ادائے گی کے وقت چند عورتیں موجود تھیں، تو زید کی بیوی پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد انیس، سیانہ بلندشہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے تین سے زیادہ مرتبہ سے بیوی کو طلاق دی ہے، تو اس سے زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال أكثر الطلاق، أو أنت طالق مراراً، أو ألوفاً، أو لا قليل، ولا كثير فثلاث. هو المختار وفي الشامية: قوله ألوفا؛ أي فيقع به الثلاث ويلغو الزائد. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲۸۰، زكريا ديوبند ٤/ ٥٠٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له

حتی تنکح زوجاً غیرہٗ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أویموت عنها. (هندیة، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیة، زکریا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۳، هدایة اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۴۶۱)

جنون کے عالم میں دس گیارہ مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ضیاء الاسلام کا جھگڑا اپنی سالی سے اتنا بڑھا کہ اس نے بھرے چوراہے پر ضیاء الاسلام کے تھپڑ ماردیا، اس جنون میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، جنون کا عالم یہ تھا کہ اس نے ان الفاظ کا استعمال کم ازکم دس گیارہ بار کیا؛ جبکہ اس کی بیوی سے نہ کوئی ناراضگی تھی، نہ ہی اس نے کوئی نافرمانی کی، کیا یہ طلاق مانی جائے گی؟

المستفتی: ضیاء الاسلام، گوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکرکردہ صورت میں بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر اب پھر سے بیوی کو رکھنا چاہے، تو بغیر حلالۂ شرعیہ کے نہیں رکھ سکتا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباہ والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیرہٗ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها،

أويموت عنها. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵، هدایة اشرفي دیوبند ۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۸۹۰۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۷/ ۱۴۲۶ھ

لا تعداد طلاق، طلاق، طلاق، کہنا

سوال [۶۷۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے پیٹ میں سخت درد ہورہا تھا، جس کی وجہ سے میں بے چین تھا، میں نے اپنی بیوی کو پیٹ سہلانے کی غرض سے بلایا؛ لیکن وہ نہیں آئی، جس پر مجھ کو اتنا غصہ آیا کہ میں غصے کی حالت میں پاگل سا ہوگیا اور مجھ کو کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا، میں نے اس غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے مخاطب ہوکر یہ الفاظ ادا کردیئے، لا تعداد طلاق طلاق طلاق؛ لیکن بعد میں مجھ کو بہت افسوس ہوا۔ اوران الفاظ پر مجھے بے حد ندامت ہے۔

المستفتی: صابر علی خاں، مقبرہ نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق غصہ کی ہی حالت میں دی جاتی ہے اور جب آپ کو اتنا یاد ہے کہ لفظ طلاق آپ کی زبان سے نکلا ہے، تو آپ کی بیوی پر طلاق واقع ہوچکی ہے اور جب تین بار پورے ہوگئے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، بغیر حلالہ کے رکھنا حرام کاری ہوگی۔

أن رجلاً قال لا بن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ۱۹۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(الهندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸؍۲۹۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱/۹ھ

سینکڑوں بار لفظ طلاق کہنا

سوال [۶۷۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حال یہ ہے کہ میں حامد حسین ولد علی حسین محلّہ گوئیاں باغ میں کافی ٹائم سے رہتے چلے آرہے ہیں، میری عمر قریب ۵۵؍سال کی ہے، میری بیوی اور مجھ میں کچھ آپس میں جھگڑا چل رہا تھا، جس کی عمر ۴۵؍سال ہے، رات کے سات بجے میں نے اپنی بیوی سے کہا الگ میں کہ تو اپنی عادت سے باز آجا نہیں تو میں تجھے طلاق دے دوں گا، کئی بار کہتا رہا اور اسکے بعد میں نے اسے طلاق طلاق طلاق سینکڑوں بار کہا۔ اب آپ اس کا جواب دیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حامد حسین، محلّہ گھیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی ہے، دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا۔

(مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۲۹۲، فتاوی محمودیہ قدیم ۴/۵۲، جدید ڈابھیل ۱۲/۴۷، کفایت المفتی ۶/۵۷)

أن رجلاً قال لابن عباسؓ: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترىٰ عليّ؟ فقال له ابن عباسؓ: طلقت منک بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في

البتة، النسخة الهندية ١٩٩)

لـو قـال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً، فإن قال أردت به التأكيد صدق ديانة لا قضاءً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

ولـو كرر لفظ الطلاق ولم ينو الاستئناف ولا التأكيد وقع الكل قـضـاءً؛ لأنـه يـجـعل تأسيساً لا تأكيداً؛ لأنه خير من التأكيد. (حموي، قديم ٩٧، جديد زكريا ١٧٨، وهكذا في الشامي، كوئٹه ٢/٤٩٩، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۸۶۳)

شوہر پر مطلقہ ثلاثہ کا مہر، جہیز اور بچی کا خرچہ لازم ہے

سوال [۶۷۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر رضوان حسین عرف پپو ولد اخلاق حسین کالا پیادہ سنبھلی گیٹ مرادآباد نے لگ بھگ چار لوگوں کی موجودگی میں مجھے طلاق دیدی ہے، محرم کے دو دن پہلے ۹/۱/۲۰۰۹ء/ میرے میکہ میں آکر، میں نے بھی سنا اور چار لوگوں نے بھی سنا اور اس سے پہلے بھی یہ تین مرتبہ مجھے طلاق دے چکا تھا؛ لیکن پہلے کوئی گواہ نہیں تھا، میرے ایک لڑکی ہے جو میکہ ہی میں پیدا ہوئی ہے، ۱۶/۴/۰۸ء/ کو پرائیویٹ ہسپتال میں جو میرے ساتھ ہے، اب وہ میرا سامان اور مہر کی رقم بھی نہیں دینا چاہتے ہیں اور مجھے میری بچی کا خرچہ بھی ملنا چاہئے، تو کیا ہماری مہر کی رقم اور جہیز کا سامان شوہر پر واپس کرنا لازم ہے یا نہیں؟ شوہر کے نطفہ سے جو لڑکی ہے، اس کا خرچہ شوہر پر لازم ہے یا نہیں؟

المستفتية: اسماء خاتون

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے دومرد اور دوعورتوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو تین سے زائد طلاقیں دیدیں، تو بیوی شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب شوہر کے ساتھ رہنا حرام ہے۔

قال سبحانه وتعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [سورة البقرہ: ۲۳۰]

شوہر پر سامان جہیز کی واپسی اور مہر کی مکمل ادائیگی لازم ہے اور بچی کا مکمل خرچہ بھی باپ کے ذمہ ہے اور بالغ ہونے تک بچی کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔

والأم والجدة أحق بالجارية حتى تحيض. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۵٤۲، جديد ۱/ ۵۹۳)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لايشاركه فيها أحد. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۵٦۰، جديد ۱/ ٦۰۷) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ رصفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۹۰/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

طلاق مغلظہ کی صورت میں مہر اور بچوں کا حکم

سوال [۶۷۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مؤرخہ: ۱۹رجون ۲۰۱۳ء بوقت صبح ۸ربجے میری بیوی کی تائی تارہ بیگم، ان کا لڑکا اور میرے مکان مالک حافظ جی کی موجودگی میں تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ کر میں نے اپنی بیوی کو زوجیت سے آزاد کردیا۔ اب میرا میری بیوی سے کسی بھی طرح کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں رہا ہے، اب بتایئے طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) طلاق کے بعد مبلغ -/۱۱۰۰۰ روپئے مہر کی ادائے گی مجھ پر لازم ہے جو کہ میں دینے کیلئے تیار ہوں اور خرچ عدت بھی؛ لیکن اس پر وہ رضامند نہیں ہے، تو کیا مہر وعدت کے علاوہ بھی کوئی خرچ دینا ضروری ہے؟

(۳) بچے بھی نہیں دے رہی ہے کہتی ہے، یہ تو میرا سہارا ہیں بچے کسی بھی صورت میں نہیں دوں گی، بچوں میں دولڑکے محمد امان عمر دس سال، محمد ایان عمر ۸ر سال، ایک لڑکی علینہ عمر ۶ر سال ہے یہ بچے کس کے پاس رہیں گے اور ان کا خرچ کس پر لازم ہے؟ باپ پر یا ماں پر؟

المستفتی: نہال الدین، محلّہ صالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب آپ نے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہہ دیا تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر آپ پر وہ قطعی طور پر حرام ہوگئی۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/٤٧٣، جديد ۱/٥٣٥)

(۲) مسئولہ صورت میں گیارہ ہزار روپئے مہر اور عدت کا خرچ آپ پر لازم ہے اور اس کے علاوہ زائد مطالبہ بیوی کی طرف سے جائز نہیں ہے۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۰۳، جديد ۱/۳۷۰)

وإذا تأكد المهر بما ذكر لايسقط بعد ذلك وإن كانت الفرقة من قبلها؛ لأن اليد بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء. (شامي، كراچي ۳/۱۰۲، زكريا ديوبند ٤/۲۳۳)

(۳) لڑکے کی اگر سات سال سے کم عمر ہو تو ماں کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہوتا ہے اور جب سات سال سے زائد عمر کا بچہ ہو جائے تو باپ کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہو جاتا ہے، ماں کے لئے اپنی پرورش میں رکھنے کا اصرار درست نہیں ہے اور بچوں کا خرچہ بہرحال باپ کے اوپر لازم ہے اور جب لڑکی باپ کے پاس رہنے لگے، تو ماں کے پاس آنے جانے پر روک لگانا باپ کے لئے جائز نہیں۔ اور لڑکی کو بالغ ہونے تک یعنی ماہواری کا سلسلہ شروع ہونے تک ماں کو اپنی پرورش میں رکھنے کا حق ہے اور اس درمیان لڑکی کا خرچہ باپ کے اوپر لازم ہوتا ہے، مگر تعلیم کا خرچہ جیسے چاہے باپ سے مطالبہ کا حق ماں کو نہیں ہے؛ بلکہ باپ اپنے اختیار سے جس اسکول میں چاہے پڑھائے اور چاہے نہ پڑھائے، صرف کھانے کپڑے کا خرچہ باپ سے لینے کا حق ہے۔

والحاضنة أما أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يتسغني عن النساء، وقدر بسبع وبه يفتي؛ لأنه الغالب......فإن أكل، وشرب، ولبس، واستنجىٰ وحده دفع إليه، ولو جبراً، وإلا وفي الشامية: ولو جبرًا أي إن لم يأخذه بعد الاستغناء أجبر عليه بالإجماع. وفي شرح المجمع وإذا استغنىٰ الغلام عن الخدمة أجبر الأب، أو الوصي، أو الولي على أخذه؛ لأنه أقدر على تأديبه، وتعليمه. (شامي، كراچي ٣/٥٦٦، زكريا ٥/٢٦٧، هندية، زكريا قديم ١/٥٤٢، جديد ١/٥٩٣)

والأم والجدة أحق بالجارية حتى تحيض. (هندية، زكريا قديم ١/٥٤٢، جديد ١/٥٩٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۲۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴/ ۱۱/ ۱۴۳۴ھ

طلاق کے بعد سامان جہیز، مہر اور زیورات کے تبادلہ کا حکم

سوال [۶۷۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کا نام فرزانہ عرف رانی بنت عبدالرشید مرحوم، ساکن محلّہ اصالت پورہ، مرادآباد کا عقد برخوردار محمد اکرم ولد صابر حسین، ساکن ہاپوڑ کے ساتھ اسلامی رسم ورواج کے مطابق عرصہ تقریباً تین سال پہلے ہوا تھا۔ اب عرصہ تقریباً ایک سال پہلے محمد اکرم مذکور نے تحریری طور پر فرزانہ بنت عبدالرشید کو تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، فرزانہ بنت عبد الرشید کی شادی کے وقت جو سامان جہیز دیا گیا تھا، وہ محمد اکرم مذکور کے گھر پر ہے، محمد اکرم مذکور کا زیور وکپڑا وغیرہ فرزانہ کے پاس ہے، کیا یہ سامان اور اوپر لکھا گیا سامان ایک دوسرے کو واپس کرنا ہوگا؟ اور فرزانہ عرف رانی مہر کی رقم لینے کی حق دار ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یوسف، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سامان جہیز اور مہر یہ مطلقہ کی خالص ملکیت ہے، اس کی ملکیت اس کو ملنی چاہئے اور جو زیور مطلقہ کو اپنے میکہ سے ملا تھا، وہ بھی اسی کی ملکیت ہے، ہاں البتہ جو زیور شوہر کی طرف سے دیا گیا تھا، وہ اگر بطور ملکیت دیا گیا تھا، یا اس قبیلہ کا عرف اور دستور یہی ہے کہ مالک بنادیا جاتا ہے، تو وہ زیور بھی مطلقہ کا حق ہے اور اگر اس قبیلہ کا عرف اور رواج مالک بنانے کا نہیں ہے؛ بلکہ اس کی ملکیت شوہر کی سمجھی جاتی ہے، تو وہ زیور شوہر کا ہے؛ اسے واپس کرنا مطلقہ پر لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۴۴/۳، جدید ڈابھیل ۱۰۷/۱۲)

كل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، كراچي ۱۵۸/۳، زكريا ۳۱۱/۴)

قال الشيخ الإمام الأجل الشهيد: المختار للفتوىٰ أن يحكم بكون

الجهاز ملكا لا عارية؛ لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الكل عارية، فالقول للأب. (شامي، كراچي ۳/۱۵۷، زكريا ٤/۳۰۹)

وإذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها منها ديباج، فلما زفت إليه أراد أن يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلک إذا بعث إليها على جهة التملک جهز بنته وزوجها، ثم زعم أن الذي دفعه إليهاماله، وكان على وجه العارية عندها، وقالت: هو ملكي جهزتني به، أو قال الزوج ذلک بعد موتها......وقال في الواقعات إن كان العرف ظاهراً بمثله في الجهاز كما في ديارنا، فالقول قول الزوج. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۲۷، جديد ۱/۳۹۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۳۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۱۱/۱۴۲۰ھ

کیا مطلقہ ثلاثہ شوہر کے گھر میں رہ سکتی ہے؟

سوال [۶۷۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں؛ لیکن وہ ہمارے گھر پر ہی رہ رہی ہیں اپنے میکے نہیں جاتی کیا اس کا شوہر کے گھر میں رہنا جائز ہے اوراب کتنی طلاق واقع ہوئیں ساتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا دوران عدت شوہر کے گھر رہ سکتی ہے اورعدت کے بعد شوہر کے گھر رہے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد معراج، محلّہ پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب عورت کوطلاق مغلظہ دیدی گئی ہے تو عورت شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے؛ لہٰذا عدت گذرجانے کے بعد اس عورت کا شوہر سے کسی قسم

کا ازدواجی تعلق باقی نہیں رہا ہے؛ لہٰذا جس گھر میں شوہر کی رہائش ہے، اس میں اس عورت کی رہائش جائز نہیں ہے اور دونوں کا ایک گھر میں رہنا جائز نہیں ہے، اگر عورت کے میکہ میں باپ بھائی وغیرہ موجود ہوں تو اس کو وہاں چلے جانا چاہئے؛ ہاں البتہ اگر عورت کے بچے جوان ہو چکے ہیں تو اس کے لئے اپنے جوان بچوں کے ساتھ اس گھر میں رہنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ شوہر سے کسی قسم کا تعلق اور آمنے سامنے کا موقع نہ دیا جاتا ہو اور کسی قسم کے فتنہ کا خطرہ نہ ہو۔ ورنہ اگر فتنہ کا خطرہ ہو اور عورت کے جانے کی بھی کوئی شکل نہ ہو تو شوہر کے لئے اس میں رہنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۵۸۴، میرٹھ ۱۸/۴۱۸)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [سورة البقرة: ۲۳۰]

فإن طلقها فلا تحل له أي من بعد ذلك التطليق حتى تنكح زوجًا غيره أي تتزوج زوجًا غيره فلا يكفي مجرد العقد. (روح المعاني بيروت ۲/۲۱۲)

وفي المجتبى الأفضل الحيلولة بستر ولو فاسقًا فبامرأة. قال: ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلتقيا التقاء الأزواج ولم يكن فيه خوف فتنة وسئل شيخ الإسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما أولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التقاء الأزواج هل لهما ذلك؟ قال: نعم! وأقره المصنف (در مختار) وفي الشامي: والأفضل أن يحال بينهما في البيتوته يستر إلا أن يكون فاسقاً فيحال بامرأة ثقة وإن تعذر فلتخرج هي وخروجه أولىٰ وفيه مخالفة لمامر، فإن السترة لابد منها كما عبر المصنف تبعًا للهداية وهو الظاهر لحرمة الخلوة بالأجنبية. (شامي، زكريا ۵/۲۲۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۸۱۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۱/۱۴۳۶ھ

’’جا تجھ کو تین طلاق‘‘

سوال [الف:۶۷۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ’’جا تجھ کو تین طلاق‘‘؛ لیکن یہ لفظ اس نے اس وقت ادا کئے جبکہ اس کی بیوی سے اس بات پر لڑائی ہو رہی تھی کہ بیوی کہہ رہی تھی کہ میں شادی میں جاؤنگی اور شوہر کہہ رہا تھا کہ تو شادی میں نہیں جائے گی، پھر اس کے بعد بات منقطع ہوگئی، پھر وہ شخص نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا، اس کے بعد اس کی بیوی نے فون کیا کہ میں کپڑے پہن کر شادی میں جارہی ہوں؛ لیکن شوہر منع کرتا رہا، جب بیوی نے زیادہ اصرار کیا تو شوہر نے کہا کہ ’’جا تجھ کو تین طلاق‘‘ لیکن ان الفاظ کے کہہ دینے کے بعد بیوی شادی میں نہیں گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ الفاظ تعلیق طلاق میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ اور اگر تعلیق طلاق میں داخل ہیں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگی تو کتنی طلاقیں واقع ہوگئیں؟ نیز بعد میں شوہر سے یہ بھی معلوم کیا گیا کہ جانے سے تمہاری کیا مراد تھی، تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اس وقت کچھ مراد نہیں لیا بس میں نے یوں ہی کہہ دیا کہ ’’جا تجھ کو تین طلاق‘‘۔

المستفتی: عبداللہ، موضع کمال گنج، فرخ آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’جا تجھ کو تین طلاق‘‘ کے الفاظ سے بیوی کے اوپر فوری طور پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، ان الفاظ میں کوئی تعلیق نہیں ہے اور نہ ہی تین طلاق کو کسی عمل پر معلق کیا گیا ہے؛ اس لئے شوہر کی نیت کچھ بھی ہو ان الفاظ سے تین طلاق واقع ہوگئیں ہیں؛ لہٰذا آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

من قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فقال الشافعي، وأبو حنيفة، وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. (نووي شرح مسلم ١/٤٧٨)

عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (مصنف لابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن جديد ٩/٥١٩، رقم:١٨٠٨٧)

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر قال: فطلها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (أبوداؤد شريف، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، دار السلام رقم:٢٢٥٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (هداية، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥، تاتار خانية ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۸۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۲/۹ھ

[ب:۶۷۹۳] مطلقہ خواتین کے مسائل کا تحقیقی جائزہ

طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے یا ممنوع؟

سوال [۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے فی نفسہٖ مباح ہے یا ممنوع اور معصیت ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے یا ممنوع؟ اس بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں:

(۱) حضرات فقہاء میں سے جمہور اور اکثر فقہاء قرآن کریم کی آیتوں کے مطلق ہونے کی وجہ سے فرماتے ہیں: کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اس لئے کہ قرآن مقدس کے اندر اللہ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس سے مباح ہونا ہی ثابت ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ. [البقرة: ٢٣٦]

اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ. [الطلاق: ١]

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ. [البقرة: ٢٢٩]

ان آیتوں کے پیش نظر اکثر فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، فقہاء کرام کی عبارات ملاحظہ ہو:

''درمختار'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

وإيقاعه مباح عند العامة لإطلاق الآيات. (درمختار مع الشامي، زكريا ٤/ ٤٢٧، كراچی ٣/ ٢٢٧)

’’الموسوعة‘‘ میں اس کو اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

ذهب الجمهور إلى أن الأصل في الطلاق الإباحة، وقد يخرج عنها في أحوال. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/ ۸)

(۲) فقہاء کرام کا دوسرا قول یہی ہے کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح نہیں ہے؛ بلکہ شئ ممنوع اور مبغوض ہے اور یہی فقہاء کا قول راجح اور قول مفتی بہ ہے؛ لہٰذا بلا ضرورت اور بلا کسی خاص وجہ کے بیوی کو طلاق دے کر بے سہارا بنا دینے سے شوہر گنہگار ہوگا۔

حدیث شریف میں حضرت سید الکونین علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو حلال اور جائز قرار دیا ہے، ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ترین اور ناپسندیدہ امر طلاق ہی ہے؛ لہٰذا ناپسندیدہ اور مبغوض ترین عمل کو بے ضرورت مباح وجائز نہیں کہا جاسکتا؛ بلکہ کسی ضرورت وخاص وجہ سے اسے حلال ومباح قرار دیا جاسکتا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عن ابن عمر – رضي الله عنه – عن النبي ﷺ قال: أبغض الحلال إلى الله عز وجل: الطلاق. (أبوداؤد شريف، باب في كراهية الطلاق ۱/ ۲۹۶)

عن أبي موسىٰ الأشعري – رضي الله عنه – قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تطلقوا النساء إلا من ريبة، فإن الله لا يحب الذواقين ولا الذواقات.

(المعجم الأوسط ٦/ ٢٠، رقم: ٧٨٤٨)

حضرات فقہاء کی عبارات ملاحظہ فرمایئے:

إن الأصل في الطلاق هو الحظر، والإباحة لحاجة الخلاص.

(هداية أشرفی، باب طلاق السنة ۲/ ۳۵٤)

اور علامہ شامیؒ نے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ اس کو نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

الأصح حظره، أي منعه إلا لحاجة، وتحته في الشامية: أما الطلاق فإن

الأصل فيه الحظر بمعنى أنه محظور إلا لعارض يبيحه، وهو معنى قولهم: الأصل فيه الحظر، والإباحة للحاجة إلى الخلاص، فإذا كان بلا سبب أصلا لم يكن فيه حاجة إلى الخلاص، بل يكون حمقا وسفاهة رأي ومجرد كفران النعمة –إلى قوله– ويحمل لفظ المباح على ما أبيح في بعض الأوقات أعني أوقات تحقق الحاجة المبيحة، وإذا وجدت الحاجة المبيحة أبيح –إلى قوله– إن أراد بالخلاص منها الخلاص بلا سبب كما هو المتبادر منه، فهو ممنوع لمخالفته لقولهم: إن إباحته للحاجة إلى الخلاص فلم يبيحوه إلا عند الحاجة إليه. لا عند مجرد إرادة الخلاص، وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه، فهو المطلوب. (شامي، زكريا ٤/ ٤٢٨، كراچی ٣/ ٢٢٨)

اور علامہ زیلعیؒ نے اس مسئلہ کو اعتراض وجواب کی حیثیت سے اٹھایا ہے کہ اگر طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے شیٔ ممنوع ہے، تو ''طلاق حسن'' اور ''طلاق احسن'' کا اطلاق کیسے کیا جاسکتا ہے؟ ایک شیٔ ممنوع کو ''حسن'' یا ''احسن'' کہنا عجیب بات ہے، تو اس کو علامہ زیلعیؒ نے بہت خوبصورت انداز میں واضح فرمایا ہے کہ طلاق میں دو حیثیتیں بالکل الگ الگ ہیں:

(۱) **من حيث الذات**: یعنی طلاق اپنی اصل اور ذات کے اعتبار سے فی نفسہٖ امر ممنوع ہے۔

(۲) **من حيث الوقت**: یعنی طلاق دینے کے اوقات اور زمانہ کی حیثیت سے حسن اور احسن کا اطلاق کیا جاتا ہے کہ بلاضرورت طلاق دینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ امر ممنوع ہے۔ اور جب طلاق دینے کی ضرورت پیش آجائے تو کن اوقات میں طلاق دینا بہتر ہے؟ ان اوقات کی حیثیت کے اعتبار سے حسن اور احسن کا حکم لگایا گیا ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان نبھاؤ ممکن نہ ہو اور حدود اللہ کے دائرہ میں رہ کر کے زندگی گزارنا مشکل ہوجائے اور طلاق دے کر ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہوجائے تو اوقات کے اعتبار سے طلاق دینی چاہئے؛ لہٰذا جس طہر میں بیوی سے ہمبستری نہیں ہوئی ہے

اس میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے یہ احسن طریقہ ہے۔ اور اگر الگ الگ دو طہر میں دو طلاق دی جائیں تو یہ حسن ہے، اب اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ طلاق اپنی ذات اور حقیقت اور اصل کے اعتبار سے فی نفسہٖ امر ممنوع ہے، مگر اوقات کے اعتبار سے حسن اور احسن کا اطلاق بھی اس کے اوپر کیا جا سکتا ہے۔

امام زیلعیؒ کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

الأصل في الطلاق الحظر، فكيف يصح أن يكون منه حسن وأحسن؟ وأجيب بأن الحظر من حيث ذاته، وأما كونه حسنا وأحسن فمن حيث الوقت، واعلم أن الطلاق في الأصل على نوعين: طلاق سنة، وطلاق بدعة، والأول على قسمين: حسن وأحسن، والثاني: وهو البدعي على قسمين أيضا بحسب العدد، وهو أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة وجملة، أو على التفريق في طهر واحد، وبحسب الوقت، وهو أن يطلقها في حالة الحيض أو في طهر جامعها فيه. (تبيين الحقائق، زكريا ٣/ ٢١، قديم، إمداديه ملتان ٢/ ١٨٨)

''موسوعۃ'' کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

إن الأصل فيه الحظر ويخرج عن الحظر في أحوال، وعلى كل، فالفقهاء متفقون في النهاية على أنه تعتريه الأحكام فيكون مباحا أو مندوبا أو واجبا كما يكون مكروها أو حراما. (الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٩/ ٨-٩)

طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں؟

سوال [۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شریعت نے طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں دیا عورت کو کیوں نہیں؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے، عورت کو نہیں دیا؛ اس لئے کہ مرد کو فطری طور پر مضبوط اور زیادہ مستحکم بنایا گیا اور کامل العقل اور معاملہ فہم اور دور اندیش بنایا اور مرد جو بھی فیصلہ کرتا ہے سوچ بوجھ کر انجام پر غور وفکر کر کے نتائج کو سامنے رکھ کر کرتا ہے۔ اور فطری اعتبار سے جو تحمل اور تدبر مرد میں ہوتا ہے وہ عورت میں نہیں ہوتا اور مرد جذبات سے مغلوب ہوکر جلد بازی سے کوئی فیصلہ نہیں کرتا، اس کے برخلاف عورت میں تحمل اور تدبر اور دور اندیشی کم ہوتی ہے اور مزاج کے خلاف جب کوئی بات سامنے آتی ہے تو برداشت سے باہر ہو جاتی ہے اور جذبات سے مغلوب ہوکر انجام اور نتائج پر نظر ڈالے بغیر جلد فیصلہ کر ڈالتی ہے، نیز شریعت نے مرد کو عورت پر فوقیت بخشی ہے، جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. [البقرة: ٢٢٨]

ان وجوہات کی بناء پر شریعت نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے عورت کو نہیں تاکہ جلد بازی سے طلاق کا معاملہ پیش نہ آیا کرے۔

روایات ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباس –رضي الله عنه– قال: الطلاق بالرجال، والعدة بالنساء، هكذا عن الشعبي، وإبراهيم، وسليمان بن يسار. (المصنف لابن أبي شيبة ٩/ ٦١٣، رقم: ١٨٥٦٠)

صعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر، فقال: يا أيها الناس! ما بال أحدكم يزوج عبده أمته ثم يريد أن يفرق بينهما، إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. الحديث (ابن ماجة شريف، مكتبه تهانوى ديوبند، ص: ١٥١، رقم: ٢٠٨١)

اس کو "احکام القرآن" للجصاص میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

ومن وجوه التفضيل عليها ما ملك الرجل من فراقها بالطلاق ولم تملكه. (أحكام القرآن جصاص، زكريا ديوبند ١/ ٤٤٥)

اس کو شامی میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

قال في الفتح: ومنها: أي من محاسنه جعله بيد الرجال دون النساء لاختصاصهن بنقصان العقل، وغلبة الهوى، ونقصان الدين. (شامي، زكريا ٤٢٩/٤، کراچی ٣/ ٢٢٩)

اس کو ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

جعل الطلاق بيد الزوج لا بيد الزوجة بالرغم من أنها شريكة في العقد حفاظاً على الزواج تقديراً لمخاطر إنهائه بنحو سريع غير متئد؛ لأن الرجل الذي دفع المهر وأنفق على الزوجة والبيت يكون عادة أكثر تقديرا لعواقب الأمور، وأبعد عن الطيش في تصرف يلحق به ضرراً كبيرا، فهو أولى من المرأة بإعطائه حق التطليق. (الفقه الإسلامي وأدلته ٧/ ٣٤٧)

اس کو ''موسوعہ'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

الطلاق: نوع من أنواع الفرق، وهو ملك للزوج وحده، ذلك أن الرجل يملك مفارقة زوجته إذا وجد ما يدعوه إلى ذلك بعبارته وإرادته المنفردة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٩/ ١١)

کن حالات میں عورت کو طلاق دی جائے؟

سوال [۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کن حالات میں طلاق دینی چاہئے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق ایک ایسی شئ ہے جس کی وجہ سے میاں بیوی

کی رفاقت اور تعلق کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اگر اولاد ہوچکی ہے تو ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے اولاد یتیموں کی طرح بے سہارا ہوجاتی ہے، گھریلو زندگی برباد ہوجاتی ہے؛ اس لئے انتہائی مجبوری میں طلاق دینے کی اجازت ہوتی ہے، مثلاً، میاں بیوی دونوں کے ساتھ رہنے میں سکون کی زندگی گذار سکنے کی امید باقی نہ رہے۔ اور اللہ کے احکام کے حدود کے دائرہ میں رہکر ایک دوسرے کے حق کو ادا کرنا ممکن نہ رہے، تو ایسی صورت میں شریعت نے طلاق کو مستحسن قرار دیا ہے اور کبھی طلاق دینا واجب اور لازم بھی ہوجاتا ہے، اور کبھی مباح ہوتا ہے اور کبھی مکروہ ہوتا ہے اور کبھی حرام بھی ہوجاتا ہے، اس کی چند صورتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) طلاق دینا کب واجب ہوتا ہے؟

سوال [۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کو طلاق دینا کب لازم اور واجب ہوجاتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کبھی طلاق دینا شوہر پر واجب اور لازم ہوجاتا ہے، مثلاً امساک بالمعروف کا امکان باقی نہ رہے کہ بیوی فاحشہ ہو اور شوہر متقی ہو اور حدود اللہ کے دائرہ میں رہ کر زندگی گذارنا ممکن نہ ہو تو طلاق دے کر بیوی کو زوجیت سے الگ کردینا واجب ہوجاتا ہے، اسی طرح بیوی کا حق ادا کرنا ممکن نہ رہے تب بھی لازم ہوجاتا ہے، جیسا کہ ''شامی'' کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے:

ویجب لو فات الإمساک بالمعروف، فالظاهر أنه استعمل لا بأس هنا للوجوب اقتداء بقوله تعالیٰ: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ [البقرة: ۲۲۹]

فإن نفي البأس في معنى نفي الجناح فافهم. (شامي، زكريا ٤/ ١٤٤، کراچی ٣/ ٥٠)

اور ''موسوعہ'' کی اس عبارت سے بھی وجوب طلاق کی بات معلوم ہوتی ہے:

فيكون واجبا كالمولى إذا أبى الفيئة إلى زوجته بعد التربص على مذهب الجمهور، أما الحنفية فإنهم يوقعون الفرقة بانتهاء المدة حكما وكطلاق الحكمين في الشقاق إذا تعذر عليهما التوفيق بين الزوجين ورأيا الطلاق عند من يقول بالتفريق لذلک. (الموسوعة الفقهية ٢٩/ ٩)

(۲) طلاق دینا کب مستحب اور مستحسن ہوتا ہے؟

سوال [۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کو طلاق دینا کب مستحب اور مستحسن ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: کبھی طلاق دے کر بیوی کو زوجیت سے الگ کر دینا مستحب اور مستحسن ہوجاتا ہے، مثلاً بیوی سخت مزاج اور ترش رو ہے اور ایذا رسانی سے باز نہیں آتی یا تارک صلاۃ ہے، شوہر کے توجہ دلانے کے باوجود نماز نہیں پڑھتی ہے، تو ایسی صورت میں بیوی کو طلاق دے کر زوجیت سے الگ کر دینا مستحب اور مستحسن ہے؛ لیکن ایسی فاسقہ عورت کو طلاق دے کر زوجیت سے الگ کر دینا شوہر پر واجب نہیں اور اس کو ساتھ رکھ کر زندگی گذارنا شوہر کے لئے جائز ہے اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب کا وبال عورت پر ہوگا مرد پر اس کا گناہ نہیں ہوگا۔

اس کو صاحب بحر نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

يستحب طلاقها إذا كانت سليطة مؤذية أو تاركة للصلاة لا تقيم حدود الله تعالىٰ، وهو يفيد جواز معاشرة من لا تصلي ولا إثم عليه بل

عليها، ولذا قالوا في الفتاوى: له أن يضربها على ترك الصلاة.
(البحر الرائق، زكريا ٣/ ٤١٤)

اس کوصاحب درمختار نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا. (شامي، زكريا ٤/ ١٤٣-١٤٤، كراچی ٣/ ٥٠)

(۳) طلاق دینا کب مباح ہوتا ہے؟

سوال [٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کوطلاق دینا کب مباح ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: کبھی طلاق دے کر بیوی کوزوجیت سے الگ کردینا مباح ہوتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ شوہر کا میلان اور رغبت بیوی کی طرف مکمل طور پر نہ ہوتی ہو اور ایسا کبھی اس وقت ہوتا ہے کہ جب بیوی خوبصورت نہ ہو یا بیوی بداخلاق اور بدزبان ہو، جن امور کی وجہ سے شوہر کے اندر رغبت اور میلان بیوی کی طرف پیدا نہ ہو ان امور کی وجہ سے طلاق دینا مباح ہوجاتا ہے اور ایسی صورت میں بیوی کے بےقصور ہونے کے باوجود طلاق دینے میں شوہر گنہگار نہیں ہوتا، جیسا کہ ''فتح القدیر'' کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے:

فمن الحاجة المبيحة أن يلقى إليه عدم اشتهائها بحيث يعجز أو يتضرر بإكراهه نفسه على جماعها -إلى وقوله:- وإن لم يكن قادرا على طولها أو لم ترض هي بترك حقها فهو مباح. (فتح القدير، زكريا ٣/ ٤٤٦)

اس کو ’’الفقه الإسلامي ‘‘ میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

الأصح حظر الطلاق أي منعه إلا لحاجة كريبة وكبر، ورجح ابن عابدين هذا الرأى، وليست الحاجة مختصة بالكبر والريبة، بل هي أعم.

(الفقه الإسلامي ٧/ ٣٤٩)

وإذا وجدت الحاجة المبيحة وهي أعم من الكبر والريبة أبيح الطلاق.

(الفقه الإسلامي ٧/ ٣٨٦)

(۴) طلاق دینا کب مکروہ یا حرام ہوتا ہے؟

سوال [۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کو طلاق دینا کب اور کن حالات میں مکروہ یا حرام ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کبھی طلاق دینا مکروہ یا حرام ہو جاتا ہے، مثلاً حالت حیض میں بیوی کو طلاق دے دی تو بعض لوگوں نے حرام کہا ہے اور بعض لوگوں نے مکروہ کہا ہے، اسی طرح ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں یا ایک جملہ میں تین طلاقیں دے دیں جس کو فقہاء نے طلاق بدعی کہا ہے، تو ایسی صورت میں شوہر گنہگار بھی ہوگا اور اس طرح سے طلاق دینا مکروہ یا حرام ہے، اسی طرح جس طہر میں بیوی سے ہم بستری کی گئی ہو اس میں طلاق دینا مکروہ ہے، مگر طلاق ہر صورت میں واقع ہوجاتی ہے، اس طرح طلاق دینے میں شوہر گنہگار اور معصیت کا مرتکب ہوگا، جیسا کہ فقہاء کی ذیل کی عبارات سے واضح ہوتا ہے۔

اس کو ’’موسوعہ‘‘ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

ويكون مكروها إذا لم يكن ثمة من داع إليه مما تقدم، وقيل: هو

حرام في هذه الحال لما فيه من الإضرار بالزوجة من غير داع إليه، ويكون حراما وهو الطلاق في الحيض، أو في طهر جامعها فيه، وهو الطلاق البدعي. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/ ۹)

''**الفقه الإسلامي وأدلته**'' میں طلاق بدعی کی وضاحت کافی واضح الفاظ میں کی گئی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں یا ایک طہر کی تین طلاقیں یا حالت حیض میں طلاق دینا مکروہ تحریمی ہے، اس سے شوہر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

عبارات ملاحظہ فرمائیے:

وطلاق البدعة: أن يطلقها ثلاثا أو اثنتين بكلمة واحدة أو يطلقها ثلاثا في طهر واحد؛ لأن الأصل في الطلاق الحظر لما فيه من قطع الزواج الذي تعلقت به المصالح الدينية والدنيوية، والإباحة إنما هي للحاجة إلى الخلاص ولا حاجة إلى الجمع في الثلاث، أو في طهر واحد؛ لأن الحاجة تندفع بالواحدة وتمام الخلاص في المفرق على الأطهار، والزيادة إسراف، فكان بدعة، فإذا فعل ذلک وقع الطلاق وبانت المرأة منه، وكان آثما عاصيا، والطلاق مكروه تحريما. (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/ ۴۰۸)

شوہر پر تعزیر مالی

سوال [۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا بلا وجہ بیوی کو طلاق دینے کی وجہ سے شوہر پر تعزیر مالی لازم کی جاسکتی ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاءبورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: تعزیر کی دو قسمیں مشہور ہیں: تعزیر جسمانی، تعزیر مالی۔

(۱) تعزیر جسمانی: ہندوستان جیسے آزاد غیر اسلامی ممالک میں تعزیر جسمانی کا

جاری کرنا مشکل ہے، یہاں کا ماحول اور معاشرہ نہ اس کا متحمل ہے اور نہ ہی معاشرہ اس کی اجازت دیتا ہے۔

(۲) تعزیر مالی: تعزیر مالی (مالی جرمانہ) کے متعلق حضرات فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں کافی تفصیلی بحث کی ہیں، ان تمام تفصیلات اور بحثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرات طرفین کے نزدیک مالی جرمانہ سرے سے جائز نہیں ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حاکم وقت کے لئے تعزیر مالی کو جاری کرنا جائز ودرست ہے۔

اور ساتھ میں یہ بات واضح رہے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تعزیر مالی کا جواز مطلقاً ہر جگہ جائز نہیں ہے؛ بلکہ جہاں پر ذمہ دار شخصیت تعزیر مالی کو مصلحت سمجھے گی وہاں پر جاری کرے گی۔

اور فقہاء نے حضرات طرفین کے نزدیک عدم جواز کی جو بات نقل فرمائی ہے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ تعزیر مالی شروع اسلام میں جائز تھی بعد میں یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، لیکن فقہ السنہ کے اندر منسوخ ہونے کی بات کی تردید کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ مالی جرمانہ شروع اسلام میں جائز تھا بعد میں منسوخ ہو چکا ہے، ان لوگوں کے پاس منسوخ ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور یہ دعویٰ بلا دلیل کے ہے؛ اس لئے یہ حکم آج بھی بدستور باقی ہے؛ لہٰذا جہاں ذمہ دار شخصیت تعزیر مالی کو جاری کرنا مصلحت سمجھے گی وہاں آج بھی تعزیر مالی (مالی جرمانہ) جاری کرنے کی گنجائش ہے؛ لہٰذا اس قول کے اعتبار سے جو شوہر بیوی کو بلا وجہ اور بغیر کسی ضرورت کے اور بیوی کی طرف سے ایسے کوئی خاص اسباب پیدا نہیں کئے گئے ہیں، جن کی وجہ سے طلاق دینے کی ضرورت پڑے اس کے باوجود خواہ مخواہ، بیوی کو طلاق دے دے یا بیک وقت تین طلاقیں دے دے یا کوئی شوہر بیوی کو خواہ مخواہ معلق چھوڑ دے، تو ایسے حالات میں ذمہ دار شخصیات شوہر کے اوپر مصلحت کے پیش نظر مناسب تعزیر مالی جاری کرسکتی ہیں اور کچھ مقدار مال لے کر بیوی

کے حوالہ کرسکتی ہیں۔ اور اگر وقتی طور پر شوہر سے کچھ مال ضبط کر کے رکھ لیں اور بعد میں جب وہ اپنے جرم سے تائب ہوجائے تو اسے واپس کردیں، تو ایسا کرنا سب کے نزدیک جائز ہے اور تائب نہ ہونے کی صورت میں امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق بیوی کے حوالہ کرنے کی گنجائش ہے۔

اب فقہاء کے جزئیات ملاحظہ فرمایئے: ''فقہ السنہ'' میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ومن قال: إن العقوبة المالية منسوخة فقد غلط على مذاهب الأئمة نقلا واستدلالا، وليس يسهل دعوى نسخها والمدعوون للنسخ ليس معهم سنة، ولا إجماع يصح دعواهم. (فقه السنة ٢/ ٥٣٥)

اور امام زیلعیؒ نے حضرت امام ابو یوسفؒ کا قول ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

وعن أبي يوسف أن التعزير بأخذ الأموال جائز للإمام. (تبيين الحقائق قديم مكتبه إمداديه ملتان ٣/ ٢٠٨، جديد زكريا ٣/ ٦٣٤)

''تبیین'' کے حاشیہ میں علامہ چلپی نے اس کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

وعن أبي يوسف أن التعزير بأخذ المال جائز للإمام، وعندهما والشافعي ومالك وأحمد لا يجوز بأخذ المال، وما في الخلاصة: سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز، ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ لقول أبي يوسف. (حاشية چلپي على الزيلعي، قديم ٣/ ٢٠٨، جديد زكريا ٣/ ٦٣٤)

اس کو ''**الموسوعة الفقهية**'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

الأصل في مذهب أبي حنيفة أن التعزير بأخذ المال غير جائز، فأبو حنيفة ومحمد لا يجيزانه، بل إن محمدا لم يذكره في كتاب من كتبه، أما

أبويوسف فقد روى عنه أن التعزير بأخذ المال من الجاني جائز إن رؤية فيه مصلحة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲/ ۲۷۰)

اس کوصاحب ’’فتح القدیر‘‘ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کےقول کےساتھ تھوڑا اسا اضافہ کرکےلکھاہے،ملاحظہ فرمایئے:

يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ كقول أبي يوسف، وقال التمرتاشي: يجوز التعزير الذي يجب حقا لله تعالى لكل أحد بعلة النيابة عن الله تعالى. (فتح القدير، زكريا ٥/ ٣٣٠)

’’درمختار مع الشامی‘‘ میں اس کوان الفاظ سےنقل کیا گیاہے،کافی تفصیل موجود ہے، اس میں سےتھوڑی سی عبارت اقتباس کےساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے:

لا بأخذ المال في المذهب (بحر) وفيه عن البزازية وقيل: يجوز ومعناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له، فإن أيس من توبته صرفه إلى ما يرى، وفي المجتبى: أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ، وتحته في الشامية: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. (درمختار مع الشامي، زكريا ٦/ ١٠٥-١٠٦، كراچی ٤/ ٦١)

اور’’بزازیہ‘‘میں اس کوان الفاظ کےساتھ نقل کیا گیاہے:

والتعزير بأخذ المال إن المصلحة فيه جائزة قال مولانا خاتمة المجتهدين مولانا ركن الدين أبو يحيى الخوارزميؒ: معناه أن نأخذ ماله ونودعه، فإذا تاب نرده عليه كما عرف في خيول البغاة وسلاحهم، وصوبه الإمام ظهير الدين التمرتاشي الخوارزمي، قالوا: ومن جملته من لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال. (البزازية على الهندية ٦/ ٤٢٧، زكريا جديد ٣/ ٢٥١)

دین مہر کی ادائیگی میں توازن

سوال [۹]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا طویل زمانہ تک ادا نہ کئے گئے مہر کے عوض میں ادائے گی کے وقت عقد کے وقت کی قیمت اور ویلو کا اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرب ملکوں میں آج بھی نکاح کے وقت مہر کی ادائیگی لازم ہوتی ہے اورادائے مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، اسی وجہ سے عرب دنیا میں نکاح میں لڑکے والوں کا خرچ زیادہ ہوتا ہے،اس کے برخلاف ہمارے ہندوستان اور برصغیر میں شادی کے موقع پرلڑکی والے زیادہ خرچ کرتے ہیں،لڑکے والوں کے یہاں کا خرچ کم ہوتا ہے، چنانچہ شادی کے موقع پر دولہن کا جومہر باندھا جاتا ہےوہ عام طور پرفوری ادانہیں کیا جاتا؛ بلکہ شوہر کے اوپر بطور قرض کے باقی رہتا ہے،عمر گزر جاتی ہے، اولادیں پیدا ہوکر بڑی ہوجاتی ہیں،مگرمہر ادانہیں ہوتا؛ بلکہ شوہر پراس کا قرض باقی رہ جاتا ہے،بعض لوگوں کی نیتیں خراب ہوتی ہیں، حیلہ بہانہ سے بیوی سے مہر معاف کرا لیتے ہیں، یہ انتہائی بے غیرتی کی بات ہے،جن لوگوں کے یہاں بیوی کا قرض شوہر پر باقی رہ جاتا ہےوہ عام طور پر خدانخواستہ اگر طلاق واقع ہوجائے تو مہر کا مطالبہ کیا جاتا ہے، یا شوہر کا انتقال ہو جائے تو وارثین کو ادائیگی کی فکر ہوتی ہے اور جولوگ مہر ادا کردیتے ہیں،ان سے بھی ۲۰-۲۰ سال ۳۰-۳۰ سال کی تاخیر ہوجاتی ہے،تو ایسے میں اگرمہر میں مہر فاطمی باندھا گیا ہے یاسونا چاندی کی کوئی خاص مقدار مہر میں متعین کردی گئی ہے،تو عورت کا کوئی نقصان نہیں ہوتا؛اس لئے کہ جس زمانے میں بھی مہر ادا کیا جائے گا تو اس زمانے میں طے شدہ مقدار میں متعین شئ عورت کوصحیح طور پر مل جاتی ہے یاادائیگی کے وقت کی قیمت لگا کرسکہ رائج الوقت مل جاتا ہے،اس کے برخلاف

اگر مہر میں کرنسی متعین ہوجائے مثلاً پچیس، تیس سال پہلے نکاح ہوا ہے اور چار ہزار روپیہ مہر میں متعین ہوا تھا اور اس زمانہ میں مہر فاطمی کی قیمت چار ہزار روپئے سے کم تھی؛ بلکہ دو ڈھائی ہزار روپیہ مہر فاطمی کی قیمت تھی؛ لہٰذا چار ہزار روپے میں ۴-۵ تولہ سونا خریدا جاسکتا تھا اور ۶۰-۷۰/ تولہ چاندی مل جاتی تھی، مگر اس زمانہ میں چار ہزار روپیہ مہر میں ادا نہیں کیا گیا اور آج ۲۵-۳۰/ سال بعد ادا کرنے کا نمبر آیا ہے، تو بیوی کہتی ہے کہ یہ چار ہزار روپیہ لے کر کیا کروں گی، میرا تو چار ہزار روپیہ ایسا تھا جو ۴-۵ تولہ سونا یا ۶۰-۷۰/ تولہ چاندی کی ویلو رکھتا تھا اور آج جو چار ہزار روپیہ سامنے رکھا جارہا ہے وہ ایک گرام سونے کا ویلو بھی نہیں رکھتا، میرا تو چار ہزار روپیہ ایسا ہے جو ۵/ تولہ سونے کا ویلو رکھتا ہے، تو ایسے حالات میں ۴/ ہزار روپیہ دینے کی صورت میں عورت پر زبردست ظلم اور اس کا نقصان ہے، اس نقصان سے بچاؤ کا کوئی حل ہے تو اس بارے میں حضرات فقہاء کے یہاں بظاہر کوئی حل نہیں ہے؛ بلکہ عورت کو اسی چار ہزار روپئے پر صبر کرنا پڑے گا، ایسی صورت میں عورت کو نقصان اور ظلم کے برداشت پر مجبور کرنا لازم آئے گا جو مقتضی شریعت کے خلاف ہے۔

اس لئے اس مسئلہ پر ارباب افتاء کو غور کرنے کی ضرورت ہے، چنانچہ اس سلسلے میں عورت کو نقصان سے بچانے کے واسطے دو شکلیں ہمارے سامنے ہیں:

(۱) عورت کو چار ہزار روپیہ کرنسی نہ ادا کی جائے؛ بلکہ چار ہزار روپیہ کے عوض میں عقد نکاح کے زمانہ کی حیثیت کا اعتبار کرتے ہوئے سونا چاندی یا کوئی دوسرا قیمتی سامان مہر میں ادا کردیا جائے تو ایسی صورت میں سود یا ربا کی بات لازم نہیں آئے گی اور عورت کو اپنا حق پورے طور پر حاصل ہوجائے گا، یہ بات تکملہ شامی کی ذیل کی عبارت سے مستفاد ہوتی ہے۔

ولو كان لرجل على رجل دراهم لا يعرفان وزنها فصالحه منها على ثوب أو غيره فهو جائز؛ لأن جهالة المصالح عنه لا تمنع مع صحة الصلح،

وإن صالحه على دراهم فهو فاسد في القياس؛ لأنه يحتمل أن بدل الصلح أكثر منه، ولكني أستحسن أن أجيزه؛ لأن الظاهر أنه كان أقل مما عليه؛ لأن مبنى الصلح على الحط والإغماض، فكان تقديرهما بدل الصلح شيء. الخ (تكمله شامي زكريا ١٢/ ٣٣٦، كراچی ٨/ ٢٥٢)

(۲) طول زمانہ کے بعد جب کرنسی و روپیہ کی حیثیت گھٹ گئی تو مہر کی ادائے گی کی بات سامنے آئی اور عقد کے وقت میں چار ہزار روپیہ کرنسی مہر میں طے ہوچکی تھی اور اس زمانہ میں چار ہزار روپیہ میں ۵۰-۵۵؍گرام سونا یا ۶۰-۷۰؍تولہ چاندی مل جایا کرتی تھی، آج چار ہزار روپیہ میں ۲؍گرام سونا بھی نہیں مل سکتا، اسی طرح چار ہزار روپیہ میں ۱۰؍تولہ چاندی بھی نہیں مل سکتی، روپیہ کی ویلو گھٹ کر اس کی حیثیت دو گرام سونے کے برابر بھی نہیں رہی، ایسی صورت میں عورت کو نقصان سے بچانے کے لئے کیا طریقہ ہوسکتا ہے؟ تو علامہ شامیؒ نے ''رسائل ابن عابدین'' میں صلح کے ذریعہ سے ایک معتدل اور درمیانی راہ اختیار کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے، مثلاً اگر عقد کے وقت میں چار ہزار روپیہ میں ۵۰؍گرام سونا مل سکتا تھا یا ۷۰؍تولہ چاندی مل سکتی تھی اور ادائے گی کے وقت میں چار ہزار روپیہ کے ذریعہ ۲؍گرام سونا یا ۱۰؍تولہ چاندی بھی نہیں مل سکتی، تو ایسی صورت میں ایک درمیانی راہ اختیار کی جائے کہ کرنسی ادا نہ کر کے ۴۰؍گرام سونا یا ۵۰؍تولہ چاندی عورت کو ادا کی جائے، تو ایسی صورت میں شوہر کا بھی زیادہ نقصان نہیں ہے اور عورت کو بھی زیادہ نقصان سے بچایا جاسکتا ہے اور عورت کو ایسی صورت میں مہر وصول پانے میں کافی حد تک اطمینان ہوجائے گا۔ یہ مسئلہ علامہ شامی کی کتاب ''رسائل ابن عابدین'' کی اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

ووجه ما أفتى به بعض المفتين كما قدمناه آنفا أن القروش في زماننا بيان لمقدار الثمن لا لبيان نوعه ولا جنسه، فإذا باع شخص سلعة بمائة قرش مثلا ودفع له المشتري بعد الرخص ما صارت قيمته تسعين قرشا من الريال

أو الذهب مثلا لم يحصل للبائع ذلك المقدار الذي قدره ورضى به ثمنا لسلعته لكن قد يقال لما كان راضيا وقت العقد بأخذ غير القروش بالقيمة من أي نوع كان صار كان العقد وقع على الأنواع كلها، فإذا رخصت كان عليه أن يأخذ بذلك العيار الذي كان راضيا به، وإنما اخترنا الصلح لتفاوت رخصها، وقصد الإضرار كما قلنا، وفي الحديث: لا ضرر ولا ضرار ولو تساوى رخصها لما قلنا إلا بلزوم العيار الذي كان وقت العقد كأن صار مثلا ماكان قيمته مائة قرش من الريال يساوى تسعين، وكذا سائر الأنواع أما إذا صار ما قيمته مائة من نوع يساوي تسعين، ومن نوع آخر خمسة وتسعين، ومن آخر ثمانية وتسعين، فإن ألزمنا البائع بأخذ ما يساوي التسعين بمائة فقد اختص الضرر به، وإن ألزمنا المشتري بدفعه بتسعين اختص الضرر به، فينبغي وقوع الصلح على الأوسط. (رسائل ابن عابدين، مکتبه ثاقب بکڈپو دیو بند ۲/ ٦٧)

بیوی کو کب مارا جا سکتا ہے؟

سوال [۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کو کب مارا جا سکتا ہے؟ کیا شوہر کو یہ حق ہے کہ بیوی کو جب چاہے مارے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر جائز امور میں شوہر کی اطاعت کرنا بیوی پر لازم ہے؛ لیکن اگر بیوی جائز اور امور مباحہ میں شوہر کی اطاعت نہیں کرتی ہے، مثلاً اس کی نافرمانی کرتی ہے، اس کے حقوق کی ادائے گی میں کوتاہی کرتی ہے، یا اس کی اجازت کے بغیر کہیں بھی چلی جاتی ہے یا طہارت کا اہتمام نہیں کرتی ہے یا تارک صلاۃ ہے یا اپنی ذات

اور شوہر کے مال میں خیانت کرتی ہے، تو اس طرح کے امور میں شوہر پہلے نرمی سے وعظ ونصیحت کے ذریعہ سمجھایا کرے، اس سے باز نہ آئے تو تادیب ضربی کی بھی اجازت ہے، مگر اس طرح مارے کہ جس سے اس کے بدن پر زخم یا توڑ پھوڑ نہ ہو جائے، اس کو ''البحرالرائق'' میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

وحق الزوج على الزوجة أن تطيعه في كل مباح يأمرها به.

(البحرالرائق، زكريا ٣/ ٣٨٥)

اس کو ''مغنی المحتاج'' میں اس طرح کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

فالأولى له عدم العفو؛ لأن ضربه للتأديب مصلحة له، وضرب الزوج زوجته مصلحة لنفسه، والنشوز هو الخروج من المنزل بغير إذن الزوج، وقوله: وكمنعها أي الزوجة من الاستمتاع. (مغني المحتاج ٤/ ٤٢٧)

اس کو ''الفقہ الاسلامی'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

ولاية التأديب للزوج إذا لم تطعه فيما يلزم طاعته بأن نشزت أو خرجت بلا إذن أو تركت حقوق الله كالطهارة والصلاة، أو أغلقت الباب دونه أو خانته في نفسها أو ماله، ويبدأ بالترتيب بما يلي: الوعظ، والنصح بالرفق، واللين، وهو ذكر ما يقتضي رجوعها عما ارتكبته من الأمر والنهي برفق، ثم الهجر والاعتزال، وترك الجماع والمضاجعة، ثم الضرب غير المبرح ولا الشائن، وهو الضرب بالسواك ونحوه فقط، والدليل قوله تعالى: ﴿وَاللّٰاتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِيْ الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ [النساء: ٣٤] (الفقه الإسلامي وأدلته ٧/ ١١١-١١٢)

بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ

سوال [۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ بیوی کو طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق کب حاصل ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کی طرف سے فسخ نکاح کے مطالبہ سے متعلق ''الحیلۃ الناجزۃ'' وغیرہ میں جو اسباب لکھے جا چکے ہیں وہ سب کے سامنے واضح ہیں، ان کے علاوہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی طرف سے جاری کئے گئے سوالات کے ذیل میں جو باتیں لکھی گئیں ہیں، گیارہ وجوہات سوال نامہ میں درج ہیں، ان گیارہ وجوہات کے علاوہ مزید وجوہات ہوسکتی ہیں، مگر بنیادی بات یہ ہے کہ جب شوہر بیوی کو اپنی زندگی کی رفیق حیات کے طور پر انسیت اور محبت کے ساتھ نہ رکھے اور بیوی کے لئے اس شوہر کے ماتحت میں رہ کر سکون کی زندگی نصیب نہ ہو بالآخر تنگ آکر طلاق کا مطالبہ کر لیتی ہے، تو اس کا مطالبہ جائز اور بجا ہے، ایسے حالات میں طلاق کی صورت میں بیوی کو اپنے تمام حقوق مل جانے چاہئے؛ لیکن عام طور پر ظالم شوہر سے بیوی کو اپنا حق وصول نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے خاندانی لوگوں پر ضروری ہے کہ شوہر سے اس کا حق اس کو کسی بھی طریقہ سے دلا دینا چاہئے۔

اجرت رضاعت

سوال [۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا اجرت رضاعت شوہر پر لازم ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی ہے، تو عدت کے زمانہ میں اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت کی مستحق ماں نہیں بنے گی، اخلاقاً ودیانۃً دودھ

پلانا ماں کے ذمہ لازم ہے؛ البتہ عدت پوری ہوجانے کے بعد عورت شوہر کے لئے کلی طور پر اجنبیہ بن جاتی ہے؛ اس لئے دودھ پلانے کی اجرت عدت پوری ہونے کے بعد لینا عورت کے لئے جائز ہے، اس کو صاحب ہدایہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

وإن استأجرها وهي زوجته أو معتدته لترضع ولدها لم تجز؛ لأن الإرضاع مستحق عليها ديانة …… وإن انقضت عدتها فاستأجرها يعني لإرضاع ولدها جاز؛ لأن النكاح قد زال بالكلية وصارت كالأجنبية.

(الهداية ٢/ ٤٤٤-٤٤٥)

زمانۂ عدت کا نان ونفقہ

سوال [۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا شوہر پر زمانۂ عدت کا خرچ لازم ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی ہے اور بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ بھی نہیں ہے اور نہ ہی معصیت اور نشوز بیوی کی طرف سے ثابت ہے، تو ایسی صورت میں طلاق کی عدت کا خرچ شوہر کے اوپر لازم ہے۔ اور اگر بیوی کی طرف سے نشوز ونافرمانی ثابت ہے اور معقول وجہ کے بغیر میکہ جا کر بیٹھ گئی ہے اور طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، تو ایسی صورت میں عورت عدت کے خرچ کی مستحق نہیں ہوتی، اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كانت الطلاق رجعيا أوبائنا أو ثلاثا حاملا كانت المرأة أو لم تكن الأصل أن الفرقة متى كانت من الزوج فلها النفقة، وإن كانت من جهة المرأة إن كانت بحق لها النفقة،

وإن كانت بمعصية لا نفقة لها، وإن كانت بمعنى من جهة غيرها فلها النفقة. (هندية قديم زكريا ١/ ٥٥٧، جديد مكتبه اتحاد ١/ ٦٠٥)

اوراسی طرح کی عبارت قدرے اختلاف کے ساتھ "تاتارخانیہ ۵/ ۳۹۹، رقم: ۸۳۰۲، قاضی خاں علی ہامش الہندیہ قدیم ۱/ ۵۵۷" میں موجود ہے۔

اوراس کو "البحرالرائق" میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

وتلزمه النفقة ما لم تنقض العدة وقوله: المعتدة إذا خرجت من بيت العدة تسقط نفقتها ما دامت على النشوز، فإن عادت إلى بيت الزوج كان لها النفقة والسكنى. (البحرالرائق، کراچی ٤/ ١٩٩)

متاع یا متعہ کا حکم

سوال [۱۴]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ متاع یا متعہ سے کیا مراد ہے؟ متاع یا متعہ کس مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے؟ اورمتعۂ واجب کو متعین کرنے کا حق شوہر کو ہے یا میاں بیوی دونوں کو؟ اور کیا ہر قسم کی مطلقہ کے لئے متعہ دینے کا حکم ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوال کا جواب تحریر کرنے سے پہلے قرآن کی دو آیتوں کو نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) **لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ.** [البقرة: ٢٣٦]

(۲) **وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔** [البقرة: ٢٤١]

ان دونوں آیتوں میں متاع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، شاید سوال نامہ میں انہیں آیتوں کی مناسبت سے لفظ ''متاع'' استعمال کیا گیا ہے، مگر حضرات فقہاء عمومی طور پر لفظ متاع کے بجائے ''متعہ'' کا لفظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں، اس سے مراد حضرات فقہاء کے نزدیک عورت کے کچھ ضروری کپڑے وغیرہ ہیں، مثلاً درع، یعنی قمیص، خمار یعنی دوپٹہ، ملحفہ یعنی وہ کپڑا جو سر سے لے کر پیر تک ڈھانپنے کے لئے ہوتا ہے، جس کو برقع بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس پر بحث کرتے ہوئے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ عربوں میں عام طور پر ان تین کپڑوں کا استعمال زیادہ رہا ہے؛ لیکن عجم میں قمیص کے نیچے ازار یا شلوار کا پہننا بھی ضروری ہوتا ہے؛ اس لئے علامہ شامیؒ نے دو چیزوں کا اضافہ مزید فرمایا ہے:

(۱) ازار یا شلوار (۲) مکعب، کوئی پھول دار چادر۔ بہر حال متعہ سے عام طور پر یہی چیزیں مراد لی جاتی ہیں اور بعض فقہاء نے کچھ مزید توسع دے کر اس کے لئے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ متعہ سے مراد مذکورہ اشیاء ہیں یا وہ مال ہے جو شوہر اپنی مطلقہ بیوی کو مہر کے علاوہ کچھ اضافہ کے طور پر دیتا ہے جس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

أما تفسير المتعة الواجبة فقد قال أصحابنا: إنها ثلاثة أثواب: درع، وخمار، وملحفة. (بدائع، زكريا ٢/ ٦٠٣، درمختار زكريا ٤/ ٢٤٤، كراچی ٣/ ١١٠)

اس عبارت کے نیچے شامی نے نقل فرمایا ہے کہ ان تین چیزوں پر دو چیزوں کا اضافہ مزید کیا جائے گا، جس میں ازار یا شلوار اور پھول دار چادر شامل ہے، ملاحظہ فرمائیے:

قال فخر الإسلام: في ديارهم، أما في ديارنا فيزاد على هذا إزار، ومكعب كذا في الدراية، ولا يكفى إغناء الملحفة عن الإزار إذ هي بهذا التفصيل إزار إلا أن يتعارف تغايرهما كما في مكة المشرفة.

(شامي، زكريا ٤/ ٢٤٤، كراچی ٣/ ١١٠)

اس کو ''الفقہ الإسلامي'' میں اس طرح کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

المتعة المرادة هنا هي الكسوة أو المال الذي يعطيه الزوج للمطلقة زيادة على الصداق أو بدلا منه كما في المفوضة لتطييب نفسها. (الفقه الإسلامي وأدلته ٧/ ٣٠٦)

متعہ کی مستحق کونسی مطلقہ؟

متعہ کے پیش نظر مطلقہ عورتیں چار قسموں پر ہیں:

(۱) وہ مطلقہ عورت جس کے لئے بوقت نکاح مہر متعین کیا جا چکا ہو یا طلاق سے پہلے اس کا مہر متعین ہو چکا ہو اور اس کو شوہر نے قبل الدخول طلاق دے دی ہو، تو ایسی عورت کے لئے نصف مہر واجب ہو جاتا ہے اور اس کو نصف مہر کے علاوہ مزید اوپر سے متعہ کے نام سے کچھ دینا مستحب بھی نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس کو نصف مہر یوں ہی مل گیا ہے اور شوہر نے اس سے کسی قسم کا استفادہ نہیں کیا؛ اس لئے نصف مہر کے علاوہ مزید اوپر سے کچھ دینا مستحب بھی نہیں ہے۔

(۲) وہ مطلقہ عورت جس کے لئے مہر متعین نہیں کیا گیا ہے یا وہ مفوضہ عورت جس نے اپنے آپ کو شوہر کے لئے سونپ دیا ہے اور کوئی مہر متعین نہیں ہوا ہے اور شوہر نے اس کو قبل الدخول طلاق دے دی ہے، تو ایسی عورت کے لئے نہ مہر مثل لازم ہے اور نہ ہی مہر مثل کا نصف حصہ دینا لازم ہے؛ بلکہ اس کے لئے اوپر کی تفصیل کے مطابق متعہ دینا شوہر پر واجب ہے۔

(۳) وہ مطلقہ عورت ہے جس کے لئے مہر متعین کیا جا چکا ہو اور دخول یا خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے اس کو طلاق دے دی ہو، تو اس کو طلاق کے بعد طے شدہ مہر ادا کر دینے کے بعد مزید اوپر سے متعہ کے نام سے کچھ دینا مستحب اور افضل ہے۔

(۴) وہ مطلقہ عورت ہے جس کے لئے مہر متعین نہیں کیا گیا ہے اور شوہر نے اس کو دخول وہم بستری کے بعد طلاق دے دی ہے، تو ایسی عورت کو مہر مثل ادا کرنا واجب ہے اور مہر

مثل کی ادائے گی کے بعد متعہ کے عنوان سے مزید کچھ دینا بھی مستحب اور افضل ہے۔

اس تفصیل سے مطلقہ کی چاروں قسموں کا حکم واضح ہوگیا ہے کہ پہلی قسم کے لئے صرف نصف مہر لازم ہے اور متعہ دینا مستحب بھی نہیں ہے اور دوسری قسم کے لئے مہر کے نام سے کچھ بھی دیناواجب نہیں، مگر متعہ دینا واجب ہوتا ہے اور تیسری اور چوتھی قسم کی مطلقہ سے شوہر نے استفادہ اور استمتاع حاصل کیا ہے؛ اس لئے ان دونوں قسم کی عورتوں کا مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اور مزید اوپر سے متعہ کے طور پر کچھ دینا مستحب وافضل ہے، مگر لازم یا واجب نہیں ہے، اس کو حضرات فقہاء نے اپنے اپنے الفاظ میں کافی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

''تاتارخانیہ'' میں اس کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

المطلقات أربع: مطلقة قبل الدخول والتسمية وهي التي تجب لها المتعة، ومطلقة بعد الدخول وقد سمى لها مهرا، ومطلقة بعد الدخول ولم يسم لها مهرا فيستحب لهما المتعة، ومطلقة قبل الدخول بعد التسمية وهي التي لا تستحب لها المتعة ولا تجب؛ لأنها تأخذ نصف المهر منه من غير أن يستوفى الزوج منها شيئا، فنزل ذلك منزلة المتعة فلا تستحب لها المتعة مع ذلك. (الفتاوى التاتارخانية ٤/ ٢٢٢، رقم: ٦٠٢٤)

ہندیہ اور شامی میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

فالمطلقات أربع: أي مطلقة قبل الوطء أو بعده سمى لها أولا، فالمطلقة قبله إن لم يسم لها فمتعتها واجبة وإن سمى فغير واجبة، ولا مستحبة أيضا على ما هنا، والمطلقة بعده متعتها مستحبة سمى لها أولا. الخ (شامي، زكريا ٤/ ٢٤٦، كراچی ٣/ ١١١، هندية زكريا قديم ١/ ٣٠٤، جديد ١/ ٢٧٠)

''محیط برہانی'' میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے ملاحظہ فرمایئے:

ثم المتعة واجبة للمطلقة قبل الدخول بها إذا لم يسم لها مهرا في

كل فرقة جاءت من قبل الزوج، وإذا جاءت من قبل المرأة فلا متعة فيها وإن لم يسم لها مهرا، وإنها مستحبة لكل مطلقة يريد بالمطلقة بعد الدخول بها إذا لم يكن في النظام تسمية أو كان فيه تسمية، والمطلقة قبل الدخول بها كان في النكاح تسمية. وفي القدوري: وكل فرقة جاءت من قبل المرأة فلا متعة فيها، وإن كان من قبل الزوج ففيها المتعة، وفيه أيضا، وكل فرقة من جهة الزوج بعد الدخول يستحب فيها المتعة إلا أن يرتد ويأبي الإسلام، وفيه أيضا ولو خيّر امرأته فاختارت فهي فرقة من جهة الزوج. (المحيط البرهاني، المجلس العلمي ٤/ ١٥٥، رقم: ٣٩٠٣-٣٩٠٤)

متعہ کی ادائے گی میں شوہر کی حالت کا اعتبار کیا جائے یا عورت کی حالت کا؟ تو اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے قرآن کریم کی آیت ﴿عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ﴾ [البقرة: ٢٣٦] کے پیش نظر شوہر کی حالت کا اعتبار کیا ہے اور بعض علماء نے متعہ واجبہ کے پیش نظر عورت کی حالت کا اعتبار کیا ہے اور بعض علماء نے دونوں کی حالتوں کا اعتبار کرتے ہوئے دونوں کی معیار زندگی کے پیش نظر درمیانی راہ اختیار کرنے کی بات کی ہے، اس سلسلہ میں بدائع کی عبارت زیادہ واضح ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

وأما بيان من تعتبر المتعة بحاله، فقد اختلف العلماء فيه، قال بعضهم: قدر المتعة يعتبر بحال الرجل في يساره وإعساره، وهو قول أبي يوسف، وقال بعضهم: تعتبر بحال المرأة في يسارها وإعسارها، وقال بعضهم: تعتبر بحالهما جميعا، وقال بعضهم: المتعة الواجبة تعتبر بحالها والمتعة المستحبة تعتبر بحاله وجه قول من اعتبر حال الرجل قوله تعالى: ﴿وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ﴾ [البقرة: ٢٣٦]

جعل المتعة على قدر حال الرجل في يساره وإعساره. (بدائع الصنائع زكريا ٢/ ٦٠٤)

سوال نامہ میں یہ بات اٹھائی گئی ہے کہ بہت سے مسلم مما لک میں مطلقہ کو متعہ یا متاع کے نام سے دو یا تین سال کے نفقہ کی رقم لازمی طور پر دلائی جاتی ہے، تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ جن مسلم مما لک میں دو یا تین سال کا نفقہ دلایا جاتا ہے یہ شریعت کا حکم نہیں ہے، ان مما لک کی انتظامیہ کے لوگ اپنے نظام کے پیش نظر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ وہ زیادہ بہتر جانتے ہوں گے، مگر یہ شریعت کا حکم نہیں ہوسکتا، اور اس کی وجہ سے ہندوستان جیسے مما لک میں شریعت کے خلاف خطرناک حکم جاری ہونے کا خطرہ ہے جیسا کہ شاہ بانو کیس میں ایسا ہی ہوا ہے، سپریم کورٹ نے عبداللہ یوسف کے انگریزی ترجمہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ حکم جاری کیا تھا کہ مطلقہ عورت کو شوہر کی جانب سے تا حیات یا تا نکاح ثانی نان ونفقہ دینا لازم ہے اور مزید اوپر سے قرآن کریم کی آیت کا غلط معنی پہنا کر حکم جاری کیا گیا ہے جو قطعاً غلط ہے؛ اس لئے جن مسلم مما لک میں اس طرح سے نفقہ دلایا جاتا ہے اس کا مذاکرہ بھی ہندوستان میں مناسب نہیں۔

❀ ❀ ❀

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلٰى حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰہُ أَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلاً. الحديث

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

(مفتی) شبیر احمد قاسمی

خادم الحدیث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد (یو-پی)

بروز جمعرات یکم محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

طلاق غضبان اور طلاق بدعی کا تحقیقی جائزہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْد!

فلسطینی مجلس افتاء کی طرف سے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے پاس طلاق غضبان اور طلاق بدعی سے متعلق تحقیق وتدقیق طلب کی گئی ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں ائمہ اربعہ اور جمہور کے مسلک سے عدول کر کے قول شاذ پر فتوی جاری کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اسلامک فقہ اکیڈمی نے جواب کے لئے ہمارے یہاں بھی عربی سوال نامہ بھیجا ہے، یہاں پر عربی سوال نامہ کا خلاصہ اور جواب پیش کیا جارہا ہے ہے ملاحظہ ہو:

فلسطینی مجلس افتاء کی طرف سے دو مسئلوں کے متعلق اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا سے تحقیق طلب کی گئی ہے۔

پہلا مسئلہ: طلاق غضبان سے متعلق ہے، معمولی معمولی باتوں پر میاں بیوی کے درمیان لڑائی پیدا ہوتی ہے اور شوہر غلبۂ غضب میں آکر کے بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور طلاق بھی تین طلاق دے بیٹھتا ہے، اس کے بعد مفتیان کرام سے جواز کا فتوی طلب کرتا ہے اور اس طرح سے ہزارہا ہزار گھرانے غصہ کی حالت میں طلاق دینے کے بعد پھر بیوی کو ساتھ میں رکھتے ہیں تو کیا اس مسئلہ میں اس بات کی گنجائش ہے کہ جن علماء کے نزدیک طلاق غضبان واقع نہیں ہوتی ہے، ان کے قول پر عمل کر کے عدم وقوع طلاق کا فتوی جاری کردیا جائے؟

دوسرا مسئلہ طلاق بدعی سے متعلق ہے: دوسرا مسئلہ یہ پیش کیا گیا ہے کہ طلاق بدعی اگر چہ ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک واقع ہوجاتی ہے؛ لیکن بعض

علماء کے نزدیک واقع نہیں ہوتی، تو کیا جن علماء کے نزدیک واقع نہیں ہوتی ہے، ان کے قول پر عمل کر کے عدم وقوع طلاق کا فتوی جاری کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

مثال کے طور پر ہزاروں گھرانے ایسے ہیں جن میں شوہر نے بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں، اس کے بعد اپنے پاس رکھنے لگے، اسی طرح جس طہر میں بیوی سے ہم بستری ہوئی ہے اس میں شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیدیں یا حالت حیض میں تین طلاق دیدیں ہیں اور پھر بیوی کو اپنے پاس رکھنے لگے یہ سب طلاق بدعی کے دائرہ میں داخل ہیں۔

اس طرح طلاق بدعی دے کر کے شوہر بیوی کو اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور ہزاروں خاندان اسی طرح کی زندگی گذارنے میں مبتلا ہیں، تو کیا جن علماء کے نزدیک طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی ہے، ان کے قول پر عمل کر کے فتوی جاری کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: المجلس الاسلامی للافتاء بیت المقدس الداخل الفلسطین

۱۲/شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ

نوٹ: یہ سوال دارالافتاء مدرسہ شاہی میں ماہ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ میں آیا ہے

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ایک ساتھ دو مسئلوں سے متعلق دریافت کیا گیا ہے۔

پہلا مسئلہ طلاق غضبان سے متعلق ہے اور دوسرا مسئلہ طلاق بدعی سے متعلق ہے کہ طلاق بدعی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

اب دونوں مسئلوں سے متعلق روایات اور فقہی جزئیات کے ذریعہ سے جو بات ثابت ہوتی ہے، وہ کسی بھی تجربہ کار عالم اور مفتی سے مخفی نہیں ہے۔ اور دونوں مسئلوں میں ائمہ اربعہ اور جمہور کا اتفاق ہے اور صرف حافظ ابن قیم جوزیؒ جیسے چند حضرات کا اختلاف ہے اور ان کے اختلاف کو خارق اجماع بھی کہا جا سکتا ہے، اس تمہید کے بعد دونوں مسئلوں کو الگ الگ سرخیوں کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔

مسئلہ نمبر ا: طلاق غضبان

حالت غضب میں طلاق دینے سے متعلق کچھ وضاحت کی ضرورت ہے، شوہر اپنی بیوی کو خوشی سے کبھی طلاق نہیں دیتا؛ بلکہ غیظ وغضب اور غصہ کی حالت ہی میں طلاق دیتا ہے، اور حضرات فقہاء نے غیظ وغضب اور غصہ کے تین درجات بیان کئے ہیں۔

درجہ نمبر ۱: غصہ کا پہلا درجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا ہوش وحواس بدستور باقی رہتا ہے اور ہر چیز کو اپنی جگہ بدستور سمجھتا ہے، اس حالت میں طلاق دینے سے سب کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

درجہ ۲: غصہ کا دوسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا غیظ وغضب اس کے اوپر غالب ہو جائے کہ وہ سب کچھ کھو بیٹھے، اس کی عقل ودانش بالکل جاتی رہے، اور اسکا حال مجنوں اور مغمیٰ علیہ کی طرح ہو جائے جس کو فقہاء نے مدہوش سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ اس سلسلے میں فقہاء نے طلاق مدہوش کے عنوان سے سرخیاں قائم کی ہیں، اس حالت کی طلاق باتفاقِ فقہاء واقع نہیں ہوتی، لیکن علامہ شامیؒ نے اس بارے میں یہ بات نقل فرمائی ہے کہ اگر عادل گواہوں نے اسکے سامنے شہادت دی ہے کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اور ان کی باتوں پر اسے یقین اور اعتماد ہو کہ انہوں نے صحیح کہا ہے تو ایسی صورت میں اسکی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، اس حالت سے متعلق فقہاء کے دلائل کے ساتھ مستقل ایک سرخی کا عنوان آگے آرہا ہے۔

درجہ ۳: غصہ کا تیسرا درجہ وہ ہوتا ہے جو مذکورہ دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے، نہ تو ہوش حواس اعتدال کے ساتھ باقی رہتا ہے، اور نہ ہی مجنون اور مغمیٰ علیہ کی طرح بالکل بے خبر ہوتا ہے بلکہ غصہ اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ کچھ یاد ہے اور کچھ یاد نہیں، اور حالتِ اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے اور غلبۂ غضب کی وجہ سے کچھ کا کچھ بک دیتا ہے تو ایسی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں جمہور فقہاء کی رائے

یہ ہے کہ اسکی طلاق واقع ہوجائے گی یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے،سوال نامہ میں اسی درجہ اوراسی حالت سے متعلق پوچھا گیا ہے کہ آج کل کے زمانہ میں اس طرح کے غلبۂ غضب میں اکثر و بیشتر طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

اب اس بارے میں غور کرنا ہے کہ ایسے حالات میں جو طلاق دی جاتی ہے وہ واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر اس حالت کی طلاق کو معتبر نہ مانا جائے تو دنیا میں طلاق کے جتنے واقعات پیش آتے ہیں ان میں سے کسی بھی واقعے میں وقوع طلاق کا حکم لگانا مشکل پڑ جائے گا۔

اسی وجہ سے ائمہ اربعہ اور جمہور نے اس حالت کی طلاق کو معتبر مانا ہے،اور فلسطین کی مجلس افتاء کی طرف سے اسی حالت سے متعلق دریافت کیا گیا ہے کہ اس حالت میں طلاق دینے کی صورت میں بعض علماء نے طلاق کے عدم وقوع کی بات کہی ہے، جیسا کہ علامہ ابن قیم جوزیؒ کا رجحان ہے،تو اس کو اختیار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حافظ ابن قیم جوزیؒ کی رائے کو اختیار کیا جائے تو ہزاروں لاکھوں مسلمان طلاق دے کر حرام کاری میں مبتلا رہیں گے اور مفتی کے سامنے یہی بات پیش کریں گے کہ غلبۂ غضب کی وجہ سے بے خبری میں طلاق دی گئی ہے،اس لئے اس مسئلے میں جمہور کی رائے سے ہٹ کر ابن قیم کی رائے کو اختیار کرنا ہمارے نزدیک خطرے سے خالی نہیں ہے،اس لئے اس حالت کی طلاق کو ہم معتبر سمجھتے ہیں،اور جن لوگوں نے عدم وقوع طلاق کی بات کہی ہے،اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔

اب جزئیات ملاحظہ فرمائیں:

اس سلسلے میں کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی عبارت بہت واضح ہے،ملاحظہ فرمائیے:

(۱) وأما طلاق الغضبان فاعلم أن بعض العلماء قد قسم الغضب إلى ثلاثة أقسام:

الأول: أن يكون الغضب في أول أمره فلا يغير عقل الغضبان بحيث يقصد ما يقوله ويعلمه، ولا ريب في أن الغضبان بهذا المعنى يقع طلاقه وتنفذ عبارته باتفاق.

الثانی: أن یکون الغضب فی نهایته بحیث یغیر عقل صاحبه ویجعله کالمجنون الذي لایقصد مایقول ولایعلمه، ولاریب في أن الغضبان بهذالمعنی لایقع طلاقه لأنه هو والمجنون سواء.

الثالث: أن یکون الغضب وسطابین الحالتین بأن یشتد ویخرج عن عادته؛ ولکنه لایکون کالمجنون الذي لایقصد مایقول ولایعلمه، والجمهور علی أن القسم الثالث یقع به الطلاق. (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة، ٤/ ٢٩٤)

(۲) اس کو فتح الباری میں بہت وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اگر اس حالت میں طلاق دینے سے عدم وقوع کی بات کہی جائے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ میں نے غلبۂ غضب میں طلاق دی ہے، لہٰذا طلاق واقع نہ ہو، اور اس کی وجہ سے امت میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوسکتا ہے، اور لوگ طلاق دے کر حرام کاری میں مبتلا ہو جائیں گے۔

فتح الباری کتاب الطلاق باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکر ان، بخاری کے ترجمۃ الباب کے تحت میں تشریح کرتے ہوئے فتح الباری کی عبارت ہے، ملاحظہ فرمائیے:

قال إن طلاق الناس غالبا إنما هو في حال الغضب، وقال ابن المرابط الإغلاق حرج النفس، ولیس کل من وقع له فارق عقله، ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان، لکان لکل أحد أن یقول في ماجناه، کنت غضبانا، وأراد بذلک الرد علی من ذهب إلی أن الطلاق في الغضب لایقع

(فتح الباری، مطبع قاهره ٩/ ٣٠١، ومکتبة اشرفية ٩/ ٤٨٧)

(۳) علامہ شامیؒ نے ابن قیمؒ کے قول کو نقل کرنے کے بعد غایۃ کے حوالہ سے اس کی مخالفت کی عبارت نقل فرما کر ابن قیمؒ کے قول پر رد فرمایا ہے، شامی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

قلت: وللحافظ ابن القیم الحنبلی رسالة فی طلاق الغضبان قال فیها: إنه علی ثلاثة أقسام:

أحدها: أن يحصل له مبادی الغضب بحيث لايتغير عقله يعلم ما يقول ويقصده، وهذالاإشكال فيه.

الثاني: أن يبلغ النهاية فلا يعلم مايقول ولايريده فهذا لاريب أنه لاينفذ شيئ من أقواله. الثالث من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصر كالمجنون فهذا محل النظر، والأدلة تدل على عدم نفوذ أقواله ملخصا من شرح الغاية الحنبلية، لكن أشارفی الغاية إلى مخالفته في الثالث: حيث قال: ويقع طلاق من غضب خلافا لابن القيم وهذا الموافق عندنا لمامر في المدهوش. (شامی زکریا ۴/۴۵۲ وکراچی ۳/۲۴۴، الموسوعة الفقهية ۲۹/۱۸)

طلاق مدہوش

مدہوشی کی حالت اسی کوکہا جاتا ہے، کہ جس حالت میں آدمی ہوش وہواس سے بالکل محروم ہوجاتا ہے، جیسے مجنون اور مغمی علیہ کا حال ہوتا ہے، وہی مدہوش شخص کا حال ہوتا ہے، اس حالت میں زبان سے طلاق نکلے اس کوکسی قسم کی طلاق دینے کی خبرنہیں ہوتی ہے کہ اس کی زبان سے کیا نکلا ہے، اوراس نے کیا کہا ہے، تو ایسے مدہوش شخص کی طلاق کے بارے میں جمہورعلماء کی رائے یہ ہے کہ مغمی علیہ اورمجنون اور نائم کی طرح اس کا حکم ہوگا، اوراس حالت میں اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

الفقہ الاسلامی کی عبارت بہت واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۴) لايصح طلاق المجنون، ومثله المغمى عليه والمدهوش: وهوالذی اعترته حال انفعال لايدری فيها مايقول أو يفعل أويصل به الانفعال إلى درجة يغلب معها الخلل فی أقواله وأفعاله بسبب فرط الخوف أوالحزن أوالغضب. (الفقه الاسلامی وأدلته، ۷/۳۵۱)

(۵) صاحب بدائع کی عبارت اس بارے میں بہت ہی مختصر ہےلیکن واضح ہے، ملاحظہ فرمایئے:

ومنها أن لايكون معتوها ولامدهوشا ولامبرسما ولامغمى عليه ولا نائمًا فلايقع طلاق هؤلاء . (بدائع الصنائع زكريا ديوبند،۳/۱۵۹)

اس کوعلامہ شامی نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے،

(٦) **وسئل نظما فيمن طلق زوجته ثلاثا في مجلس القاضي، وهو مغتاظ مدهوش فأجاب نظما أيضا بأن الدهش من أقسام الجنون فلايقع،**

(شامی زكريا ديوبند،٤/٤٥٢، وكراچی ۳/٢٤٤)

بحرالرائق میں اس کوان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔

(۷) **ولايقع طلاق الصبي والمجنون وأراد بالمجنون من في عقله اختلال فيد خل فيه المدهوش** . (البحرالرائق، زكريا۳/٤٥۳)

لیکن علامہ شامی نے تفصیلی بحث کرتے ہوئے والواصبہ کے حوالے سے یہ بات بھی نقل فرمائی ہے کہ حالت مدہوشی میں اگر بیوی کوطلاق دے دی ہےاور اسے کچھ بھی یادنہیں ہے، پھر ایسے دوگواہوں نے اس کے سامنے شہادت دی ہے جوعادل ہیں اوران کی باتوں پر اس کواعتماد ہے،تو ایسی صورت میں، ان کی باتوں پراعتماد کرکےوقوع طلاق کوتسلیم کرلینا اس کے لیے جائز ہوگا،یعنی یہ ایک احتیاط کا پہلو ہے، کہ اس حالت کی طلاق کودوسروں کی شہادت کے ساتھ تسلیم کرلیا جائے، اور بیوی کو اپنے سے الگ کردیا جائے، اگر فلسطین کی مجلس افتاءکو اس حالت سے متعلق رائے معلوم کرنی ہے، کہ اس حالت میں عدم وقوع طلاق کی بات کی جائےتو اس سے اتفاق کرنا مناسب ہے۔

علامہ شامی کی عبارت ملاحظہ فرمائے:

(۸) **لو طلّق فشهد عنده اثنان أنک استثنيت وهو غيرذاكرٍ إن كان بحيث إذاغضب لايدرى ما يقول وسعه الأخذ بشهادتها وإلالا. فإن**

مقتضاه أنه إذا كان لايدري مايقول يقع طلاقه وإلا فلا حاجة إلى الأخذ بقولهما إنك استثنيت (وقوله) ثم رأيت مايؤيد ذلك الجواب وهو أنه قال في الولوالجية: إن كان بحال لوغضب يجري على لسانه مالا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين، فقوله لايحفظه بعده صريح فيما قلنا. (شامي زكريا ٤/٤٥٣، كراچي ٣/٢٤٤)

فتاوی والوالجیہ کی عبارت اس بارے میں بہت واضح ہے کہ مدہوش کی طلاق اس وقت معتبر ہو جاتی ہے کہ اس کے سامنے قابل اعتماد دو آدمی آکر شہادت دیدیں اور اس کو ان کی شہادت پر اعتماد ہے تو اس کا اعتبار کر کے اس پر عمل کرنا اس کے لئے مناسب ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائے:

(۹) رجل طلق امرأته فشهد عنده شاهدان: أنك استثنيت موصولا، وهو لايذكر: إن كان هذا الرجل بحال لوغضب يجرى على لسانه مالا يحفظ بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين، لأن الظاهر يقرر قول الشاهدين، وإن لم يكن بحال إذا غضب يجرى على لسانه مالا يحفظ لايجوز له الاعتماد لأنه يخالف الظاهر. (الفتاویٰ الولوالجية، مكتبه دارالايمان سهارنفور ٢/٥٥، الفصل الثالث فى الاستثناء وغيره الى آخره)

ان دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر مدہوش شخص کو معتبر دو گواہوں نے آکر نہیں بتلایا ہے تو وہ اس طلاق پر عمل کرنے کا مکلّف نہیں ہے، اور اگر شہادت مل گئی ہے تو اس پر عمل کرنا مناسب ہے۔

طلاق غضبان سے متعلق حدیث شریف

طلاق غضبان سے متعلق حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی جاتی ہے جو حضرت صفیہ بنت شیبۃ بن عثمان بن طلحہؓ صاحب کلید الکعبۃ حضرت عائشہؓ سے یہ روایت نقل کرتی ہیں،

اورصفیہ بنت شیبۃ سے نقل کرنے والے روات پانچ ہیں، (١) محمد بن عثمان (٢) زکریا بن ابی زائدہ (٣) عبیدہ بن سفیان (٤) عبید بن أبی صالح (٥) محمد بن عبید بن أبی صالح ، امام احمد بن حنبل نے مسند احمد ٦/ ٢٧٦، حدیث :٢٦٨٩٢، میں محمد بن عبید بن أبی صالح مکی سے نقل فرمائی ہے، اور امام أبوداؤد نے بھی محمد بن عبید بن أبی صالح سے نقل فرمائی ہے، اور امام دار قطنی نے دو روایتیں نقل فرمائی ہیں۔

(١) محمد بن عبید بن أبی صالح کی روایت ہے، جیسا کہ اوپر کے محدثین نے نقل فرمائی ہے، اور محمد بن عبید بن أبی صالح کو سب نے متکلم فیہ ثابت کر کے ضعیف قرار دیا ہے، لہٰذا مسند احمد سنن أبی داؤد، اور دارقطنی کی یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف اور کمزور ثابت ہوتی ہے، اور دارقطنی کی دوسری روایت میں صفیہ بنت شیبہ کے شاگرد زکریا بن زائدہ اور محمد بن عثمان ہیں، یہ دونوں ثقہ ہیں، لیکن ان دونوں کے شاگرد قزعۃ بن سوید ہیں، اور قزعۃ بن سوید کو بھی ضعیف اور کمزور قرار دیا گیا ہے؛ اس لئے دارقطنی کی یہ روایت بھی کمزور ثابت ہوگی اور مصنف ابن شیبۃ ٩/ ٥٧٣، حدیث ١٨٣٤٢، اور ابن ماجہ نسخہ ہندیہ ص ١٤٧، اور نسخہ مرقم ٢٠٤٦، میں باب طلاق المکرّہ کے ذیل میں صفیہ سے روایت نقل کرنے والے عبید بن صالح کو قرار دیا ہے، عبید کے بیٹے محمد کا ذکر ہی نہیں ہے، بہر حال اس روایت کو اگر کمزور بھی قرار دیا جائے تو کثرت طرق کی وجہ سے ضعف اور کمزوری دور ہو کر کسی حد تک قوت آ گئی ہے۔

اور امام أبو یعلی الموصلی نے صحیح سند کے ساتھ اس روایت کو نقل فرمایا ہے، ان کی روایت میں صفیہ بنت شیبہ کے شاگرد عبیدہ بن سفیان ہیں، جو ثقہ راوی ہیں اور ان کی سند میں نہ قزعۃ بن سوید آیا ہے، اور نہ ہی محمد بن عبید بن أبی صالح آیا ہے، لہٰذا حدیث کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔

اب اس تفصیل کے بعد حدیث شریف کا متن ملاحظہ فرمائیے:

(٩) عن عائشةؓ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاطلاق

ولاعتاق في إغلاق (مسند أبو يعلى الموصلى ٤/٧٣، رقم ٤٤٢٧، مصنف لابن أبى شيبه ٩/٥٧٣، رقم ١٨٣٤٢، مسند امام احمد بن حنبل ٦/٢٧٦، رقم ٢٦٨٩٢، أبوداؤدشريف نسخهٔ هنديه ١/٢٩٨، رقم٢١٩٣، ابن ماجه نسخهٔ هنديه ص ١٤٧، رقم ٢٠٤٦، دارقطنى ٤/٢٤، رقم ٣٩٤٣، ٣٩٤٤)

دوسری بات حدیث شریف کے متن پرغور کرنا ہے متن میں اغلاق کالفظ آیا ہے،اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی کی تعیین میں سخت اختلاف ہوا ہے، بعض لوگوں نے اس کا معنی اکراہ کا کیا ہے، اورامام بخاری نے بھی اپنے ترجمۃ الباب میں اسی طرف اشارہ کیا ہےاور امام ابن ماجہ نے بھی طلاق مکرہ کے ذیل میں ذکرکیا ہے، اورصاحب بذل نے قیل کے لفظ سے اغلاق کے معنی غضب کے لئے ہیں، بذل المجہود قدیم نسخہ ہندیہ ۳/۲۷٦، اورصاحب اعلاء السنن نے **قال شيخنا** کہہ کر کے یہ عبارت نقل کی ہے، ملاحظہ فرمائے:

(١٠) والصواب أنه يعُمّ الإكراه والغضب والجنون وكل أمر انغلق على صاحبه عِلمُه وقصده، مأخوذ من غلق الباب، وإذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال. (اعلاء السنن كراچي ١١/١٨٦،١٨٧، بيروتى ١١/٢٠٨)

اوراعلاء السنن کی پوری عبارت یہ ہے:

والمراد الغضب الذي يحصل به الدهش وزوال العقل فإن قليل الغضب لايخلو الطلاق عنه إلانادرًا. وقد قلنا بعدم وقوع الطلاق في مثل هذا الغضب قال الزيلعى: قال فى التنقيح: وقد فسره أحمد أيضًا بالغضب. قال شيخنا : والصواب أنه يعُمّ الإكراه والغضب والجنون وكل أمرٍ انغلق على صاحبه عِلمُه وقصده، مأخوذ من غلق الباب، وإذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (اعلاء السنن دارالكتب العلمية بيروت ١١/٢٠٨)

اگراس کواکراہ کے معنی میں نہ لے کرغضب کے معنی میں لیا جائے توغضب کے تینوں درجات میں سے وہ درجہ مراد ہوگا، جس میں آدمی حالت غضب کی وجہ سے مغمی علیہ اورمجنون

کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے، جس کو مدہوش سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس تفصیل کے بعد حدیث شریف کے متن کو غضب کے معنٰی میں لینے کی صورت میں طلاق مدہوش ہونا متعین ہو چکا ہے، اور مدہوش کی طلاق باتفاق علماء واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا حدیث شریف سے استدلال کرکے درجۂ دہشت اور مدہوشی سے ہلکے درجے کے غضب کی طلاق مرادنہیں لی جاسکتی، اور مدہوش اور مغمی علیہ کی طلاق جمہور کے نزدیک واقع نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر۲: طلاق بدعی

دوسرا مسئلہ طلاق بدعی سے متعلق اٹھایا گیا ہے، کہ طلاق بدعی جمہور کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے، بعض اقوال شاذہ میں طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی ہے، تو کیا آج کے زمانے میں کثرت طلاق کی وجہ سے قول شاذ پر عمل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جیسے ابن قیم جوزی وغیرہ کا قول ہے، اس سلسلے میں مختصر وضاحت ذیل میں پیش کی جارہی ہے کہ طلاق بدعی کی دوقسمیں ہیں:

طلاق بدعی بالزمان یعنی زمانہ اور وقت کی وجہ سے اس میں کراہت آتی ہے۔

(۱) وأما البدعي فنوعان: بدعي بمعنى يعود إلى العدد، وبدعي بمعنى يعود إلى الوقت؛ فالذي يعود إلى العدد أن يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة أوبكلمات متفرقة. وفي الخزانة: أوطلقها أكثر من ثلاث، أويجمع بين التطليقتين في طهر واحد بكلمة أو بكلمتين متفرقتين. وفي الفتاوى الخلاصة: سواء كانت المرأة مدخولة أوغير مدخولة، أوممن تحيض أو لاتحيض، وفي الهداية: فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا. (الفتاوى التاتار خانية زكريا كتاب الطلاق، الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ٤/ ٣٨٠، رقم ٦٤٧٦، الهندية زكريا، كتاب الطلاق، الباب الأول في تفسيره وركنه الخ، قديم ١/ ٣٤٩، جديد١/ ٤١٦، بدائع الصنائع زكريا، كتاب الطلاق، فصل في طلاق البدعة ٣/ ١٤٩)

اب اس کے بعد طلاق بدعی کی دونوں قسموں سے متعلق الگ الگ عنوان قائم کر کے وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

(۱) طلاق بدعی بالعدد:

طلاق بدعی بالعدد کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایک جملہ میں تین طلاقیں دیدی جائیں، یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدی جائیں، اس طرح بیک وقت تین طلاقیں واقع کردینا سارے علماء کے نزدیک امر قبیح ہے، اس کی وجہ سے شوہر گنہگار ہو جائے گا، مگر ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک اس طرح سے ایک مجلس کی تین طلاقیں، یا ایک جملہ کی تین طلاقیں بلاشبہ واقع ہو جاتی ہیں، مگر غلط طریقہ اختیار کرنے کی وجہ سے شوہر گنہگار ہوگا۔

اور ابن حزم ظاہری ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزی نے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق تسلیم کیا ہے، اور ان لوگوں کے اقوال انتہائی شاذ اور خارق اجماع ہیں، اب فقہاء کی عبارت ملاحظہ فرمائیے: صاحب ہدایہ نے اس کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے:

(۲) **وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمةٍ واحدةٍ، أو ثلاثا في طهرٍ واحدٍ، فإذا فعل ذلک وقع الطلاق، وكان عاصيا.** (الهداية مكتبه اشرفيه ديوبند، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۲/ ۳۵۵)

اس کو علامہ شامی نے مزید واضح الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۳) **والبدعي ثلاث متفرقة أوثنتان بمرةٍ أومرتين في طهرٍ واحد لارجعة فيه أو واحدة في طهر وطئت فيه أوواحدة في حيض موطوءة ......وتجب رجعتها أي الموطوءة المطلقة في الحيض، قوله على الأصح مقابله قول القدورى أنهامستحبة لأن المعصية وقعت، فتعذر ارتفاعها.**

(شامي زكريا، كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدرر ٤/ ٤٣٤-٤٣٥، كراچي ۳/ ۲۳۲-۲۳۳)

(۴) صاحب بحر نے اس کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(وثلاثا في طهر أو بكلمة بدعي) أي تطليقها ثلاثا متفرقة في طهر واحد أو ثلاثا بكلمةٍ واحدةٍ بدعي، أي منسوب إلى البدعة والمراد بها هنا المحرمة، لأنهم صَرّحُوا بعصيانه، ومراده بهذا القسم ماليس حسناً ولا أحسن، ولذا قال في فتح القدير: طلاق البدعة ما خالف قِسمَيِ السنة، فدخل في كلامه ما لو طلق ثنتين بكلمة واحدة أو متفرقا أو واحدة في طهر، قد جامعها فيه أو في حيض قبله. (البحر الرائق زکریا، کتاب الطلاق ۳/۴۱۷-۴۱۸)

اس سلسلہ میں علامہ عینیؒ کی عبارت بہت مختصر ہے، مگر بہت زیادہ واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۵) ومن طلق امرأته ثلاثا وقعن لكنه يأثم وقالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة وإنما تعلق به أهل البدعة ومن لا يلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة الخ. (عمدة القاری، مطبع ۲/۲۳۳)

(۲) طلاق بدعی بالزمان

طلاق دینے میں شریعت نے زمانہ کی بھی رعایت کی ہے کہ شریعت کے نزدیک طلاق انتہائی مبغوض اور بری چیز ہے، انتہائی ضرورت میں طلاق دینے کی اجازت دی گئی ہے، لہٰذا جب میاں بیوی کے درمیاں نبھاؤ کی کوئی شکل نہ ہوتو شوہر کے لیے طلاق دیدینا جائز ہے، لیکن اس میں زمانہ اور وقت کی رعایت کرنا بھی شوہر کے ذمہ ضروری ہے، اور زمانہ کی رعایت کیے بغیر طلاق دے دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، لہٰذا ایسے زمانہ اور وقت میں طلاق دینا چاہئے جس میں بیوی حالت حیض یا نفاس میں نہ ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ حالت حیض اور نفاس کا زمانہ بیوی کے ساتھ اختلاط میں تنفر کا زمانہ ہے، جنسی ضرورت پوری کرنے کا زمانہ نہیں ہے، اس حالت میں طلاق دینے کی صورت میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ نفرت کی وجہ سے طلاق دی ہے، ضرورت کی وجہ سے نہیں، اسی طرح اس طہر میں بھی طلاق دینے کی

ممانعت ہے جس طہر میں ہمبستری ہوئی ہو،اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بیوی کے ساتھ ہمبستری ہوچکی ہے تو جنسی ضرورت پوری ہوچکی ہے،اب اس حالت میں طلاق دینے کی وجہ سے یہ بات سامنے آسکتی ہے کہ ضرورت پوری ہوگئی اور کام پورا ہوگیا تو طلاق دے کر ایک طرف کر دیا،اور بلا ضرورت طلاق دی گئی ہے،اس لئے ان دونوں حالتوں میں طلاق دینے کو طلاق بدعی کہا گیا ہے،اس کی وجہ سے شوہر گنہگار ہوجائے گا اور ایسی حالت میں طلاق دینے سے شوہر گنہگار نہیں ہوتا ہے،جس میں عورت حالت حیض میں نہ ہو،اور اسی طرح ایسے طہر میں طلاق دیدے جس میں بیوی کے ساتھ ہمبستری نہیں ہوئی ہے،ان حالات میں طلاق دینا انتہائی ضرورت اور آپس میں نبھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے،اس لیے جب بھی طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو ایسے طہر میں دینے کی گنجائش ہوتی ہے،جس میں ہمبستری نہ کی گئی ہو، لہٰذا جس طہر میں ہمبستری ہوئی ہے،اس میں طلاق دیدے یا حالت حیض میں طلاق دیدے، ان دونوں صورتوں میں شوہر گنہگار ہوگا،مگر طلاق بھی واقع ہو جائے گی، اسی پر ائمۂ اربعہ اور جمہور امت کا اتفاق ہے،اور اس کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں بیوی کو طلاق دی ہے تو حضورؐ نے غصّہ کا اظہار فرمایا،اور رجعت کا حکم فرمایا، اور رجعت اسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب طلاق واقع ہو جائے،اور اگر طلاق ہی واقع نہ ہو تو رجعت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے،اور یہاں حضورؐ نے رجعت کا حکم فرمایا ہے، کیوں کہ اگر واقع نہ ہوئی ہوتی تو حضورؐ رجعت کے بغیر یوں ہی رکھنے کا حکم فرماتے،اور ایسا ہے نہیں۔

اب روایات اور فقہی جزئیات ملاحظہ فرمائے: حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

(۲) طلق ابن عمر امرأته وهي حائض، فذكر عمر للنبي ﷺ فقال: ليراجعها، قلت تحتسب؟ ...... قال: أريت إن عجز و استحمق الحديث

(صحيح البخاري، كتاب الطلاق باب إذا طلقت الحائض الخ ۲/ ۷۹۰، رقم: ۵۰۵۶، ف ۵۲۵۲، والصحيح لمسلم ۱/۴۷۶، رقم: ۱۴۷۱، وجامع

الترمذي، باب ماجاء في طلاق السنة ۱/ ۲۲۲، رقم:۱۱۷٦، أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب في طلاق السنة ۱/۲۹٦، رقم:۲۱۸٤)

اس حدیث میں رجعت کا حکم ہے، اور اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم نہ فرماتے، بلکہ یوں ہی رکھنے کا حکم فرماتے یا ''لاحرج ''فرماتے، اور ایسا ہے نہیں، اس لیے ایک طلاق واقع ہوچکی ہے دوسری روایت میں ہے:

(۷) **فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مُرُه فليراجعها ثم ليمسكها حتى تطهر، ثم تحيض، ثم تطهر، ثم إن شاء أمسک بعد وإن شاء طلق قبل أن يمسّ الحديث**. (صحيح البخارى كتاب الطلاق ۲/ ۷۹۰، رقم ۵۰۵۵ ف ۵۲۵۱، والصحيح لمسلم، كتاب الطلاق ۱/ ٤۷٦،رقم ۱٤۷۱، وجامع الترمذي أبواب الطلاق، باب ماجاء في طلاق السنة ۱/ ۲۲۲ رقم ۱۱۷٦، وأبو داؤد كتاب الطلاق، باب في طلاق السنة ۱/ ۲۹٦، رقم ۲۱۷۹)

علامہ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیم جوزیؒ نے عدم وقوع کی بات کہی ہے کہ اس حالت میں کوئی طلاق نہیں ہوتی ہے، فتاوی ابن تیمیہ ۳۳/۷۲، زاد المعاد ۵/ ۲۱۹-۲۲۳-۲۲۴) فقہاء کے جزئیات ملاحظہ فرمایئے:

اس کو البحر الرائق میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

(۸) **وصحَّ طلاقهن بعد الوطء، وطلاق الموطوءة حائضا بدعي، فيراجعها وتحته في البحر فيراجعها أي وجوبا في الحيض للتخلّص من المعصية بالقدر الممكن، لأن رفعه بعد وقوعه غير ممكن، ورفع أثره وهو العدة بالمراجعة ممكن، ......والأصح وجوبها لما قلنا، وعملا بحقيقة الأمر في قوله عليه السلام''مُرُابنک فليراجعها**. (البحر الرائق زكريا كتاب الطلاق ۳/ ٤۱۹-٤۲۱-٤۲۲، كوئٹه ۳/ ۲٤۱-۲٤۲)

اور اس کو تبیین الحقائق میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

(۹) وطلاق الموطوء ة حائضا بدعيٌّ لماذكرنا، وقال أهل الظاهرلايقع لأنه منهي عنه فلا يكون مشروعا، ولنا قوله عليه الصلاوالسلام لعمر مر ابنک فليراجعها، وكان طلاقها في حالة الحيض والمراجعة بدون وقوع الطلاق محال. (تبيين الحقائق،كتاب الطلاق زكريا ۳/ ۳۰، وقديم ۲/ ۱۹۳)

اس کوہدایہ میں بہت واضح الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

(۱۰) وإذاطلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق، لأن النهي عنه لمعنىً في غيره، وهو ماذكرنا، فلاينعدم مشروعيته، ويستحب له أن يراجعها لقوله عليه السلام لعمر مر ابنک فليراجعها، وقد طلقها في حالة الحيض، وهذا يفيد الوقوع، والحثَّ على الرجعة، ثم الاستحباب قول بعض المشايخ، والأصح أنه واجب عملا بحقيقة الأمر، ورفعا للمعصية بالقدر الممكن برفع أثره. (الهداية المكتبه الاشرفية ديوبند ۲/ ۳۵۷)

اس کوہندیہ میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

(۱۱) وأما البدعيٌّ فنوعان: بدعيٌّ لمعنًى يعود إلي العدد، وبدعي لمعنى يعود إلى الوقت، فالذي يعود إلى العدد أن يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة، أوبكلمات متفرقة، أويجمع بين التطليقتين في طهر واحد بكلمة واحدة أو بكلمتين متفرقتين، فإذا فعل ذلک وقع الطلاق وكان عاصيا، والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهى من ذوات الأقراء في حالة الحيض، أوطهر جامعها فيه، وكان الطلاق واقعاً، ويستحب له أن يراجعها، والأصح أن الرجعة واجبة هكذا في الكافي (الهندية زكريا كتاب الطلاق، الباب الأول فى تفسيره الخ، قديم ۱/ ۳٤۹، وجديد ۱/ ٤۱٦)

(۱۲) اس مسئلہ میں الفقہ الاسلامي کی عبارت زیادہ واضح ہے، ملاحظہ فرمایئے:

يقع الطلاق بـا تفاق المذاهب الأربعةفي حال الحيض أوفي حال الطهر الذي جامع الرجل امرأته فيه، لأن النبي صلى الله عليه وسلم أمرابن عمر بمراجعة امرأته التي طلقها، وهي حائض والمراجعة لاتكون إلابعد وقوع الطلاق...... وقال الشيعة الإمامية والظاهريه وابن تيمية وابن القيم يحرم الطلاق في أثناء الحيض أو النفاس أو فى طهر وطئ الرجل زوجته فيه ولاينفذ هذا الطلاق البدعى. (الفقة الاسلامى وأدلة ۷/۳۸۷- ۳۸۸)

اس پوری تفصیل سے واضح ہوا کہ ائمۂ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک طلاق بدعی سے اگرچہ شوہر گنہگار ہوجاتا ہے، مگر طلاق لازمی طور پر واقع ہوجاتی ہے، خارق اجماع اقوال شاذّہ کی وجہ سے مذاہب ائمہ اربعہ اور قول جمہور کوترک کردینا جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

❁ ❁ ❁

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَداً ☆ عَلٰى حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰہ أَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلاً. الحديث

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

(مفتی) شبیر احمد قاسمی

خادم الحدیث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد (یو- پی)

۲۸ رمحرم الحرام ۱۴۳۷ھ

(۱۸) باب الشهادة في الطلاق

کیا وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟

سوال [۶۷۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، طلاق دیتے وقت شوہر بیوی کے علاوہ دوسرا کوئی موجود نہیں تھا اور شوہر اور بیوی دونوں اقرار کرتے ہیں کہ طلاق ہوئی؛ لیکن کوئی دوسرا گواہ موجود نہیں، تقریباً عورت کو مطلقہ ہوئے سات سال ہو گئے ہیں، اب مسئلہ ذیل کے مطابق بتائیے کہ شریعت کی روشنی میں وہ عورت مطلقہ ہوئی یا نہیں، یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب سے معلوم کیا گیا کہ اس مسئلہ کے اعتبار سے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؛ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ پہلے گواہ پیش کرو کہ کس کے سامنے طلاق دی ہے، مولوی صاحب کا فرمان صحیح ہے یا نہیں؟ اب عورت شوہر ثانی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت سے اس مسئلہ کا جواب مدلل شریعت کی روشنی میں دیجئے عین کرم ہوگا۔

المستفتی: وحید الیہ عرف خورشید احمد اغوانپور محلّہ تتار پور مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے خود طلاق کا اقرار کرلیا ہے تو بلا شہادت کے تینوں طلاق واقع ہو گئیں اور عورت مطلقہ ہو گئی۔

لو أقرّ بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاءً. (شامی الطلاق، قبیل مطلب فی المسائل التی وقع مع الإکراہ، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا دیوبند ۴/۴۴۰، البحر الرائق ۳/۲۴۶، زکریا دیوبند ۳/۴۲۸)

لہٰذا عدت کے بعد عورت دوسری جگہ اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے، مولوی صاحب کا بیان صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍شوال المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۲۹۷)

کیا طلاق میں دو عادل کی گواہی معتبر ہے؟

سوال [۶۷۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں سائل مسمیٰ فیض الرحمٰن بقسم کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ ثریا بیگم کے ساتھ باہمی جھگڑے کے دوران؛ جبکہ میری بیوی نے انتہائی گھناؤنا لفظ میری والدہ کے لئے کہا اس پر میں نے انتہائی شدید غصہ میں؛ جبکہ مجھے خود اپنا ہوش نہ تھا میں نے تین مرتبہ لفظ طلاق، طلاق، طلاق کہا، میرا غصہ رفع ہونے کے بعد موقع پر موجود حضرات (۱) عبد القیوم (۲) عبد السلام صاحب نے میرے کہے ہوئے سخت الفاظ طلاق کی طرف توجہ دلائی میں نے اسی وقت اپنی بیوی کو اپنے سے علاحدہ کر دیا، اب سخت پریشان ہوں، میں یہ بھی بقسم کہتا ہوں کہ میری نیت بیوی کو طلاق دینے کی بالکل نہیں تھی، انتہائی شدید غصہ میں ہوش وحواس قائم نہ رہنے پر غیر ارادی طور پر میری زبان سے اچانک یہ الفاظ ادا ہو گئے تو کیا اب ہم دوبارہ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں؟

المستفتی: فیض الرحمٰن بمعرفت محمد سلمان نعیمیہ مدرسہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کو شدت غصہ میں اپنے الفاظ کہے ہوئے یاد نہیں رہے ہیں تو سننے والے دو عادل شخصوں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے؛ لہٰذا سوالنامہ میں درج شدہ حضرات اگر عادل ہوں تو انکی شہادت کا اعتبار کرتے ہوئے آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہونے کا حکم ہوگا، اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے۔

وصرح به في الفتح والخانية وهو لو طلق فشهد عنده إثنان إنک استثنيت وهو غير ذاكر إن كان بحيث إذا غضب لا يدرى ما يقول وسعه الأخذ بشهادتهما وإلا لا، (إلى قوله) ثم رأيت ما يؤيد ذلک الجواب وهو أنه قال فى الولوالجيه إن كان بحال لو غضب يجرى على لسانه ما لا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين فقوله لا يحفظه بعده صريح، فيما قلنا. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زكريا ٤/٤٥٣، كراچی ٣/٢٤٤، كوئٹه ٢/٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ رشوال المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۳۱۷)

شاہدین طلاق کے قائل اور زوجین منکر

سوال [٦٧٩٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کوکسی بات پر مارا پیٹا، زید کے والد نے بیچ بچاؤ کردیا، بیوی اپنے والد کے گھر چلی گئی، تین لڑکوں کا کہنا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کوطلاق دے دی؛ جبکہ زید اوراس کی بیوی بھی طلاق کا انکار کررہی ہے، زید کے باپ کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق نہیں سنی، مذکورہ بالاصورت میں طلاق ہوئی یانہیں؟

المستفتی: رئیس احمد ساکن نگلیاعاقل رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب میاں بیوی دونوں منکر طلاق ہیں تو اگر گواہی دینے والے تینوں لڑکے عاقل بالغ، پابند صوم وصلوٰۃ اور متبع شریعت ہیں؛ نیز داڑھی بھی حدود شریعت کے خلاف نہ ہوتو طلاق کا ثبوت ہوگا اور اگر یہ شرائط موجود نہ ہوں تو شرعاً طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور وہ دونوں میاں بیوی ہیں نکاح بدستور باقی ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

أقل ما يجوز في حقوق الناس فيما بينهم من الطلاق والعتاق والنكاح ...... شهادة رجلين أو رجل و امرأتين. (الفتاوى التاتار خانية، كتاب الشهادة، الفصل الثاني، اقسام الشهادة، زكريا ۱۱/ ۴۱۸، رقم: ۱۶۴۸۸)

سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (جوهره، دارالكتاب ۲/ ۳۰۹، امداديه ملتان ۲/ ۳۲۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رمحرم الحرام ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۰۸۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/ ۱/ ۱۴۱۱ھ

گواہ غیر عادل اور زوجین طلاق کے منکر

سوال [۶۷۹۷] کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر کا بیان میں خدا کو حاضر وناظر کر کے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ایک بار یہ کہا طلاق دی اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

بیوی کا بیان: میں خدا کو حاضر وناظر کر کے قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے کچھ نہیں سنا تھا اور نہ ہی مجھ سے پنچایت کے وقت کوئی اس بات کو معلوم کرنے آیا تھا، اور نہ ہی میں نے یہ بات کو پنچوں سے کہی ہے، دوسرے تین آدمی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور یہ شہادت دینے والوں میں سے ایک نمازی اور دو بے نمازی ہیں اور جو نمازی ہے وہ بھی پانچوں وقت نماز پابندی سے نہیں پڑھتا ہے، اور میاں بیوی ان دونوں کی شہادت کو جھٹلا رہے ہیں۔

المستفتی: رئیس احمد محلّہ پٹھان پورہ، نجیب آباد بجنور یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب میاں بیوی دونوں تین طلاق کے منکر ہیں اورشہادت دینے والوں میں دوعادل پابندصوم وصلوٰۃ نہیں ہیں،تو شرعاً ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہےاورعدت کے اندراندررجعت کرکے رکھ سکتا ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٨٢)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان، أو رجل، وامرأتان، سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح، والعتاق، والطلاق الخ.

(جوهره، دار الكتاب ديوبند ٢/ ٣٠٩، امدادية ملتان ٢/٣٢٦)

إذا ترك الرجل الصلوٰة استخفافًا بالجماعة بأن لا يستعظم تفويت الجماعة كما تفعله العوام، أو مجانة، أو فسقاً، لا تجوز شهادته الخ.

(فتاوىٰ عالمگيرى، كتاب الشهادة، الفصل الثانى، فيمن لا تقبل شهادته لفسقه، زكريا قديم ٣/٤٦٦، زكريا جديد ٣/ ٤٠١، هكذا فى البحر الرائق، كوئٹه ٧/٦٢، زكريا ٧/١٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍صفرالمظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر:الف۲۵؍۱۶۷۷)

ایک گواہ طلاق کا مدعی جبکہ شوہراور دیگر گواہان منکر

سوال [۶۷۹۸]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کوتین گواہوں کے سامنے دوطلاقیں صراحۃً دیں، یہ عمل زید نے ایک رشتہ دار سے جھگڑے کے دوران کیااس کے بعد جب رشتہ دار جانے لگا،تو زید نے کہا میں نے طلاق دے دی،تم اپنی بہن کولے کیوں نہیں جاتے،خط کشیدہ الفاظ صرف ایک

گواہ کے ہیں؛ جبکہ خود زید اور دیگر دو گواہ اس سے انکار کرتے ہیں کہ زید نے ایسا نہیں کہا، (خط کشیدہ الفاظ)؛ لہٰذا ایسی شکل میں شرعی حکم کیا ہے۔

المستفتی: خلیق الرحمٰن نور پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چونکہ زید اور دیگر گواہان صرف دو طلاق صریح کے مقر اور شاہد ہیں اور تیسری طلاق کے وقوع کے لئے شرعاً دو گواہ کا ثبوت یا زید کا خود اقرار نہیں پایا گیا؛ اس لئے قضاءً دو ہی طلاق رجعی واقع ہونگی؛ لہٰذا زید دوران عدت بلا نکاح ثانی رجوع کرسکتا ہے۔

كذا في القرآن المجيد: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ . (سورة البقرة: ۲۲۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، الطلاق، باب الرجعة، اشرفى بكڈپو ديوبند ۲/ ۳۹٤، هنديه، الباب السادس في الرجعة، زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، جديد ۱/ ۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۲۶۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۸/۴ھ

شرعی شہادت مفقود ہونے کی صورت میں تعدادِ طلاق کا فیصلہ کیسے کریں؟

سوال [۶۷۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ میں تجھے طلاق دے دونگا، اس کے بعد پھر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، یہ کلمہ دو بار کہا؛ لیکن جب زید کی بیوی سے معلوم کیا گیا تو اس نے بتلایا کہ میں نے تجھے طلاق دی یہ دو بار کہا؛ لیکن الفاظ دی دی کئی بار کہا اور

دو گواہان بتلاتے ہیں کہ زید نے لفظ طلاق دو بار کہا ہے، ان گواہان میں ایک مرد ہے اور ایک عورت، اور ایک گواہ جو کہ دوسری عورت ہے وہ کہتی ہے کہ طلاق تین بار کہا، اب اس میں کونسا قول مانا جائے گا اور کسی قول کے مطابق طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اگر طلاق ہوئی تو حلالہ کی حاجت ہے یا نہیں۔

المستفتی: مقصود حسین رسول پور مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے قول کے اعتبار سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں اور جن گواہان کا ذکر ہے ان میں نصاب شہادت موجود نہیں ہے اور نہ ہی ان کی بات میں اتفاق ہے؛ اس لئے ان کی گواہی شرعاً معتبر نہ ہوگی، اب رہی بیوی کی بات تو اگر بیوی کو واقعی طور پر تین طلاق کا یقین ہے تو اس کو اپنے بارے میں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ شوہر پر حرام ہوگئی ہے اور شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اس کا فیصلہ بیوی خود کرے کہ اس کو تین طلاق کا کہاں تک یقین ہے اور مذکورہ معاملہ میں ان سب لوگوں میں سے شرعاً شوہر کا قول ہی معتبر ہوگا اور شوہر کو رجعت کر کے رکھنے کا حق دیا جائیگا؛ مگر بیوی کو تین طلاق کا یقین ہونے کی وجہ سے اس کو خلع وغیرہ کے ذریعہ سے شوہر سے الگ ہو جانے کا بھی حق ہے۔

(مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۴)

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه.

(كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر: إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زكريا ٤/٤٦٣، مثله في البحر الرائق، كراچی ٣/٢٥٧، زكريا ٣/٤٤٨، كراچی ٣/٢٥١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۹۹۵)

طلاق کے باب میں ایک گواہ کی گواہی معتبر نہیں

سوال [۲۸۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۲/جنوری ۹۹ء کو فاروق بن عبداللہ کی شادی محمدی بنت وجاہت حسین سے ہوئی، شادی کے بعد تقریباً ۶ ماہ تک انکی ازدواجی زندگی خوشگوار رہی؛ لیکن بدقسمتی سے ان کے مابین اچانک خانہ جنگی کا قضیہ نمودار ہوا اور معاملہ ایسا بگڑا کہ ۲۷/نومبر ۹۹ء کو فاروق نے جوش وغضب میں آکر کم ازکم ۳۰ آدمیوں کے مجمع میں محمدی کو تین طلاق دیدیں، مجمع کے کچھ لوگوں نے طلاق کے بارے میں کچھ سنا ہی نہیں؛ مگر اکثر لوگوں نے طلاق کا لفظ سنا اور اپنا سنا ہوا لوگوں سے کہا؛ مگر گواہی کے موقع پر کسی مصلحت سے خاموشی کا پہلو اپنایا؛ لیکن محمدی کے بڑے بھائی سجاد حسین کا کہنا ہے کہ مجلس طلاق میں میں حاضر تھا اور محمدی کو نہایت صاف لفظ میں تین طلاق دیتے ہوئے میں نے سنا، بعدہ فاروق کے عم محترم جناب ہدایت حسین صاحب نے فاروق سے تنہائی میں پوچھا کہ تم نے کیا کہا تھا، اس نے جواباً عرض کیا کہ مجھے کچھ یاد نہیں۔

المستفتی: وجاہت حسین ۲۴ پرگنوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مجمع کے اکثر لوگوں نے تین طلاق کے لفظ کو سنا اور دوسروں سے کہا تو گواہی کے موقع پر سکوت کیوں اختیار کیا اس کی وجہ لکھی جائے، اس کے بعد جواب دیا جائے گا؛ نیز صرف محمدی کے بڑے بھائی سجاد حسین کا قول تنہا معتبر نہ ہوگا؛ کیونکہ طلاق کے ثبوت کے لئے شرعاً دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیھاشھادۃ رجلین، أو رجل، وامرأتین، سواء کان الحق مالاً أو غیر مال مثل النکاح، والعتاق، والطلاق.

(ھدایہ، کتاب الشھادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/ ۱۵٤، در مختار، کراچی ٥/ ٤٦٥،

زکریا ۱۷۸/۸، الجوهره النیره، امدادیه ملتان ۳۲۶/۲، دار الکتاب دیوبند ۳۰۹/۲، کوئٹه زکریا ۱۰٤/۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۹۴/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۲۳ھ

پنچایت کا ایک آدمی کی گواہی پر طلاق مغلظہ کا فیصلہ کرنے کا حکم

سوال [۶۸۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زینب کا دعوی ہے کہ اس کے شوہر نے اس کے سامنے یہ بات کہی کہ میں نے زینب کو تین بار طلاق دیدی یہ پھر بھی رہ رہی ہے اور زینب کے حق میں صرف ایک آدمی گواہی دے رہا ہے؛ جبکہ شوہر انکار کررہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے صرف دو بار کہا تھا تین بار کا لفظ استعمال نہیں کیا اور وہ اس پر قسم کھا رہا ہے؛ لیکن گاؤں کی پنچایت کے لوگوں نے زینب کی طرف سے دی گئی صرف ایک آدمی کی گواہی کی بنیاد پر طلاق مغلظہ قرار دیتے ہوئے دونوں میں تفریق کرادی تھی اور اب جبکہ زینب کی عدت بھی پوری ہوگئی ہے تو وہ دوبارہ اسی شوہر سے نکاح کی کوشش کررہی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صرف ایک آدمی کی گواہی کی بنیاد پر پنچایت کی طرف سے طلاق مغلظہ قرار دینے کا فیصلہ درست تھا یا پھر زینب کے شوہر کا حلفیہ بیان معتبر ہوگا، صورت ثانیہ میں دوبارہ نکاح کے لئے شرعی حلالہ ضروری ہوگا یا پھر صرف نکاح بنا حلالہ کے درست ہوگا؟

المستفتی: حافظ علی حسین گوجروالا رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زینب تین طلاق کا دعوی کرچکی ہے اور شوہر دو طلاق کا اقرار کررہا ہے، اور زینب کے پاس دو شرعی گواہ نہیں تھے ایک ہی گواہ رہا ہے

تو ایسی صورت میں شرعی قاضی پر لازم تھا کہ شوہر کے حق میں فیصلہ کر دیتے؛ لیکن چونکہ اس حالت میں زینب کی عدت بھی گزر گئی ہے تو دونوں کے درمیان مکمل طور پر تفریق واقع ہو چکی ہے، اب اس کے بعد قاضی کا فیصلہ بھی شوہر کے حق میں معتبر نہ ہوگا، اب دوبارہ نکاح کی بات جب سامنے آتی ہے تو اس بارے میں زینب کی ذمہ داری ہے کہ اگر اس نے واقعۃً تین طلاق اپنے کان سے سنی ہیں تو اس کے لئے سابق شوہر کے ساتھ بغیر حلالہ کے نکاح کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہوگا اور عدت پوری ہونے سے پہلے بھی شریعت کا حکم یہ تھا کہ عورت نے اگر تین طلاق اپنے کان سے سن رکھی ہیں تو خلع وغیرہ کوئی بھی حیلہ کر کے اس شوہر سے چھٹکارہ حاصل کرنا عورت پر لازم تھا اور اب چھٹکارہ حاصل ہو جانے کے بعد اس شوہر سے نکاح کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہوسکتا۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال، أوتهرب. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج فی وقوعه ديانة إلى النية، زکريا ديوبند ٤/٤٦٣، کراچی ٣/٢٥١، ومثله فی الهنديه زکريا قديم ١/٣٥٤، جديد ١/٤٢٢، البحر الرائق زکريا ديوبند٣/٤٤٨، کراچی ٣/٢٥٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۷۸/۱۰)

جھوٹی گواہی سے طلاق کو ثابت کرنا

سوال [۶۸۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی، دونوں ایک محلّہ کے رہنے والے ہیں، کچھ دن کے بعد ہندہ کے ساتھ غلط برتاؤ ہونے لگا، زید ایک شخص کے یہاں ملازمت

کرتا تھا جس کے یہاں ملازمت کرتا تھا ان کو اپنے گھر بلانے لگا، اس صورت سے ہندہ اس سے نفرت کرنے لگی اور اس کے پڑوس میں بکر رہتا ہے ہندہ نے اس رویہ کی شکایت بکر کی بیوی سے کی تو بکر نے زید کو سمجھایا؛ مگر زید نے اس بات کو نہیں مانا تو ہندہ؛ کیونکہ پڑوسی کی بیٹی تھی اپنے ماں باپ کے یہاں چلی گئی، رمضان کا مہینہ تھا، زید ہندہ کو؛ جبکہ ہندہ کے باپ نماز کے لئے چلے گئے وہاں سے زبردستی کھینچ کر لے آیا اور اپنے گھر سے باہر نکال کر جب لوگ نماز پڑھ کر واپس ہو رہے تھے تو برا بھلا کہنے لگا، اس پر ہندہ کے باپ وغیرہ خاموش ہو کر چلے گئے اور اپنے مکان پر جا کر اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور زید کے مکان پر چڑھ گئے اور ہندہ کو نکال لے گئے، زید نے ہندہ کے آدمیوں کے خلاف رپورٹ درج کرائی جن پر ان کی گرفتاری عمل میں آئی، دوسری طرف سے زید کے نام بھی سات آدمیوں کے نام پولس میں رپورٹ درج کرائی، دونوں طرف سے گرفتاریاں ہوئیں، فوجداری اور عدالت میں مقدمہ چلا، وکیل نے بتایا کہ اگر ہندہ کو طلاق ثابت ہو جائے تو تم لوگ سزا سے بچ سکتے ہو؛ ورنہ تمہیں سزا ہو جائیگی اور وہ لوگ صاف چھوٹ جائیں گے، اس شکل میں بکر اور عمر دونوں مقدمہ میں پھنسے ہوئے تھے، جھوٹی گواہی طلاق کو ثابت کرنے کے لئے دی جس سے زید کے ساتھیوں کو مقدمہ میں سزائیں ہوئیں اور بکر کے ساتھی چھوٹ گئے، بکر شادی شدہ ہے اور عمر بھی دونوں کے بچے ہیں اب دریافت یہ ہے کہ بکر اور عمر نے جو گواہی دی ہے تو اس جرم عظیم کا کیا تدارک ہوسکتا ہے جواب دیں۔

(نوٹ) بکر اور عمر دونوں کی بیویوں کا انتقال ہو گیا؛ نیز ہندہ بوقت طلاق حاملہ تھی وضع حمل کے بعد ہندہ کی دوسری جگہ شادی کر دی تھی اب اس کے بچے ہیں۔

المستفتی: عبدالرشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھوٹی گواہی دینے والے سب گناہ کبیرہ کے

مرتکب ہیں، زید کے پاس جا کر اپنی جھوٹی گواہی کا اظہار کر کے معافی مانگنا لازم ہے؛ ورنہ عنداللہ عظیم گناہ گار رہوں گے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثًا: الإشراک بالله، وعقوق الوالدين، وشهادة الزور أوقال: وقول الزور. (ترمذي، أبواب الشهادات، باب ما جاء في شهادة الزور، النسخة الهندية ۲/ ۱۲، دارالسلام رقم: ۲۳۰۱)

(۲) جھوٹی گواہی دے کر کے زید کی بیوی پر طلاق ثابت کر کے دوسری جگہ جو ہندہ کا نکاح ہوا ہے وہ شریعت کی رو سے ناجائز اور حرام ہے، جن لوگوں نے جان کر اس نکاح میں شرکت کی ہے وہ سخت ترین گناہ گار ہیں، سب پر لازم ہے کہ ہندہ کو وہاں سے علاحدہ کر کے شوہر زید کے حوالہ کردیں اور جس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہوا ہے اس پر لازم ہے کہ فوراً ہندہ کو اپنے سے علیٰحدہ کردے۔

والمحصنٰت من النساء عطف على أمهاتكم يعني حرمت عليكم المحصنٰت من النساء أي ذوات الأزواج لا يحل للغير نكاحهن ما لم يمت زوجها أو يطلقها وتنقضي عدتها من الوفات أو الطلاق. (تفسير مظهری، سورة نساء تحت رقم الآية: ۲٤، زكريا ديوبند ۲/ ٦٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۸۰۵)

بیوی کو تین طلاق کا یقین ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید (لیاقت) نے اپنی بیوی ہندہ (صابری) کو ایک بار کہا میں نے تجھے طلاق

دی جس کے کئی گواہ بھی ہیں، اس کے علاوہ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب ہندہ نے اپنی لڑکی کو مارا اور ڈانٹا ڈپٹا تو زید نے کہا کہ تو نے بلا وجہ لڑکی کو تنبیہ کی ہے اور اب تو میرے دل سے نہیں ہے، زید مقر ہے کہ مذکورہ جملہ (اب تو میرے دل سے نہیں ہے) کہا اور گیارہ بجے کے وقت زید (لیاقت) نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، چار مرتبہ یہ الفاظ کہے؛ مگر زید کا کہنا ہے کہ اس بار میں نے ایک مرتبہ بھی یہ جملہ نہیں بولا ہے زید و ہندہ کی ایک کم از کم دس سالہ بچی ہے، جو ہندہ کے قول کی تصدیق کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ ہاں چار مرتبہ مذکورہ الفاظ کہے، اس بات پر دونوں اپنے قول کی تصدیق وتائید کے لئے قسم پر تیار ہیں، ہندہ نے اپنی بچی کو تنبیہ اس کے غلطی کرنے پر کی تھی جس سے خفا ہو کر زید نے کہا اب تو میرے دل سے نہیں ہے اور نہ جانے کتنی مرتبہ یہ جملہ زید نے استعمال کیا۔ نیز بچوں کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟ حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

نوٹ: اب برادری کے لوگ آپس میں صلح کرانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں اور فریقین کو ازحد سمجھا کر صلح پر آمادہ کر لیا ہے؛ لہٰذا آپ حکم شرعی صلح کے لئے بیان فرما دیں، اس میں حلالہ کرنا پڑے گا یا نہیں یا صرف دوبارہ نکاح زید سے کافی ہو جائے گا یا حلالہ اور نکاح کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہندہ کا کہنا ہے کہ میں جان دے دوں گی، مگر شریعت کے خلاف نہیں کروں گی۔

المستفتی: محمد عبدالحمید رضوی نگلیا عاقل رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک بار میں نے تجھے طلاق دی کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے اور تو میرے دل سے نہیں کے الفاظ طلاق کے لئے نہ الفاظ صریحہ میں سے ہیں اور نہ ہی الفاظ کنایہ میں سے؛ اس لئے ان الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، رات کو گیارہ بجے کے وقت چار مرتبہ میں نے تجھے طلاق دی کے الفاظ کے استعمال کا مسئلہ قابل غور ہے اور اس کے بارے میں بیوی اثبات میں اور شوہر نفی میں اپنی اپنی جگہ مضبوط ہیں اور بیوی کے پاس اثبات میں شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو ایسی صورت میں شریعت کا ظاہری

حکم یہی ہے کہ شوہر کی تائید میں طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور برادری پنچایت کے لوگ بیوی کو شوہر کے ساتھ جانے کا حکم کر سکتے ہیں؛ لیکن شریعت کا ایک دوسرا حکم عورت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اگر اس کو تین طلاق کا یقین ہے تو شوہر کو مال دیکر خلع پر آمادہ کرے، اور خلع کے ذریعہ شوہر سے الگ ہوکر اپنے آپ کو حرام کاری سے بچالے اور اگر عورت کو شوہر کے ساتھ جانا ہی پڑ جائے تو عورت گناہ گار نہ ہوگی سارا گناہ شوہر پر ہی ہوگا۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أوتهرب (إلي قوله) إنها ترفع الأمر للقاضي فإن حلف ولا بينة لها فلا إثم عليه الخ. (شامی، کراچی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحرالخ، زکریا دیوبند ٤/٤٦٣، ٣/٢٥١، ٣/٣٠٥، زکریا قدیم ١/٣٥٤، جدید ١/٤٢٢، البحر الرائق، کراچی زکریا دیوبند ٣/٤٤٨، ٣/٢٥٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۹۳۶/۳۴)

بیوی تین طلاق کا دعوی کرے اور شوہر انکار

سوال [۶۸۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے آنجناب سے مدعیہ کے ایک معاملہ میں مشورہ مطلوب ہے امید ہے کہ رائے عالی سے نوازیں گے، معاملہ درج ذیل ہے؟ مدعیہ کے شوہر نے تین طلاق دیں؛ مگر شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے عورت کے پاس کوئی گواہ موجود نہیں ہے، ایسی صورت میں جو حکم شرعی ہے کہ جب عورت نے طلاق کے

الفاظ خود سنے ہوں تو عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے اوپر قدرت دے؛ بلکہ علیحدہ رہے اور شوہر سے چھٹکارے کی صورت اختیار کرے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أوتهرب الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر الخ، زكريا ديوبند ٤/٤٦٣، مثله في البحر الرائق، كراچی ٣/٢٥٧، زكريا ديوبند ٣/٤٤٨، ٢/٤٣٢)

بتلایا گیا تو اس نے یہاں کی شرعی پنچایت میں مقدمہ دائر کیا باضابطہ کارروائی کے بعد تاریخ پیشی پر مدعیہ اور مدعی علیہ حاضر عدالت ہوئے، مدعیہ نے دفعات عرضی دعوی میں جو باتیں ظاہر کیں مدعیٰ علیہ کو سنادی گئیں، اور اس سے بیان تحریری لیا گیا (اس نے ان تمام باتوں کہ شوہر نے ظلم وزیادتی کی، گھر سے نکال دیا اور طلاق دے دی وغیرہ وغیرہ) کا انکار کیا اور بیان تحریری دیا کہ ہم اس پر قسم کھا سکتے ہیں کہ کوئی طلاق نہیں دی، عورت کے پاس اس معاملہ کے گواہ موجود نہیں، ایسی صورت میں کیا کاروائی کرنا مناسب ہے، آنجناب اپنی رائے عالی سے آگاہ فرمائیں، **الحیلة الناجزه للحليلة العاجزه** میں ص: ۹۷ پر بحث حرمت مصاہرت کے ذیل میں جو کچھ موجود ہے؛ نیز **شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر الخ، زکریادیوبند ۴/۴۶۳، کراچی ۳/۲۳۴، ۲/۴۳۲، مطبوعه نعمانیه دیوبند** پر جو کچھ موجود ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنی رائے عالی سے آگاہ فرمائیں؟

المستفتی: مفتی شفقت اللہ صاحب مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورت طلاق کا دعویٰ کرے اور مرد اس کا انکار کرے اور عورت کے پاس تین طلاق پر گواہ نہ ہوں تو ایسی صورت میں شوہر سے قسم لیکر عورت شوہر کے حوالہ کی جاسکتی ہے، خدانخواستہ اگر نفس الامر میں عورت کا دعویٰ صحیح ہے اور شوہر نے جھوٹی قسم سے کام لیا ہے تو سارا گناہ شوہر پر ہوگا نہ قاضی پر ہوگا اور نہ ہی عورت پر؛ لیکن شوہر

کی بد دینی کے اندیشہ سے ایسے معاملہ میں ہم مناسب اور بہتر یہ سمجھتے ہیں کہ شوہر کو کسی طرح خلع پر آمادہ کر کے خلع کرا دیا جائے اور شامی کی عبارت بھی اسی کی تائید کرتی ہے، اس موضوع پر اس خاکسار نے اپنی کتاب ”ایضاح النوادر ۲/۱۰۲ سے ۱۰۷“ پر ایک تحقیق نقل کی ہے شاید اس کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۸۰۳/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۶/۶ھ

شوہر تین طلاق کا منکر ہو اور بیوی اور دیگر لوگ مدعی

سوال [۶۸۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غصہ کی حالت میں زجر وتوبیخ کے ساتھ اپنی بیوی کو کہا کہ اپنے گھر چلی جا، بیوی نے شوہر کی بات مانتے ہوئے گھر کا راستہ لیا؛ مگر شوہر بھی بیوی کے ساتھ چلا گیا اور وہاں پہونچنے کے بعد زید نے اپنی بیوی کو ایک بار طلاق دی، زید کے الفاظ یہ تھے کہ (جا میں نے طلاق دی) مگر جو حضرات اس موقع کے شاہد ہیں ان کا کہنا ہے کہ تین مرتبہ طلاق دی ہے اور زوجۂ زید کا بھی کہنا ہے کہ تین مرتبہ طلاق دی؛ مگر زید تین مرتبہ کا منکر ہے صرف ایک ہی مرتبہ کا اقرار کرتا ہے، براہ کرم تسلی بخش جواب سے مشکور وممنون فرمائیں۔

المستفتی: محمد یاسین قریشی محلّہ پٹھان پورہ نجیب آباد بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو حضرات وہاں موجود تھے اور تین مرتبہ طلاق دیتے ہوئے سنا ہے تو ان میں اگر دو پابند شرع مردوں نے سنکر شہادت دی ہے یا ایک پابند شرع باریش مرد اور دو پابند شرع عورتوں نے ملکر تین طلاق کی شہادت دی ہے تو شرعاً تین طلاق کا حکم لگایا جائے گا اور بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور اگر مذکورہ شرائط کے ساتھ

شہادت حاصل نہیں ہے تو شوہر کا قول حلفیہ بیان کے ساتھ معتبر ہوگا، اور ایک طلاق رجعی ہوگی اور عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل، وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (الجوهرة النيرة، ۲/۳۲۶، هكذا في الهداية، كتاب الشهادة، اشرفي بكڈپو ديوبند ۳/۱۵٤)

لیکن اگر بیوی نے خود اپنے کان سے تین مرتبہ طلاق سنی ہے تو بیوی پر شرعی حکم یہ ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے چھٹکارہ حاصل کرلے اور اس شوہر کے یہاں بیوی بن کر نہ رہے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال، أوتهرب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانةً إلى النية، زكريا ٤/٤٦٣، كراچی ۳/۲۵۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ر صفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۳۵/۲۵)

شوہر کو طلاق یاد نہ ہو تو بیوی کا قول معتبر ہوگا یا ماں کا؟

سوال [۶۸۰٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی مرضی سے اپنی شادی کرلی تھی اور سسرال میں لڑکی کے گھر رہتا تھا، پھر میری والدہ اپنے ساتھ لیکر آئیں اور میں اپنے گھر امروہہ میں آگیا، گھر میں قدم رکھتے ہی میری حالت بدلنے لگی اور میرا دماغ جیسے بند ہوگیا اور مجھے کچھ بھی ہوش نہیں رہتا تھا، بیوی بچوں سے بھاگتا تھا، پھر میں نے اسی حالت میں دہلی آکر اپنے دوست واحباب سے مل کر علاج کرایا اور میں ٹھیک ہوگیا، اب میری بیوی نے بتایا کہ جب میری

حالت بگڑ گئی تھی، تو اس وقت میں نے بیوی کو دو طلاق دی تھیں، میری ماں کہتی ہے کہ تین طلاق دی ہیں اور مجھے کچھ ہوش نہیں تھا اور نہ کچھ یاد آ رہا ہے، مجھے طلاق دینا بالکل یاد نہیں ہے، اب بتائیے طلاق ہوئی یا نہیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں؟ واضح رہے کہ میری اس شادی کے میرے گھر والے اور میری ماں سب مخالف ہیں۔

المستفتی: قمر عالم بھجن پورہ بی بلاک گلی نمبر ۸ دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر کو قطعی طور پر کچھ پتہ نہیں ہے کہ کیا کہا ہے؟ یا کچھ کہا بھی ہے یا نہیں، اور بیوی دو مرتبہ سننے کو کہتی ہے اور ماں تین مرتبہ کو کہتی ہے اور حالت یہ ہے کہ ماں اس شادی کے مخالف ہے اور بہو کو نہیں چاہتی ہے، تو ایسی صورت میں تین طلاق کے بارے میں ماں کی بات بغیر شہادت کے معتبر نہیں ہے اور ماں کے پاس اس کے ثبوت کے لئے کوئی گواہ نہیں ہے، اور شوہر کو بیوی کی بات پر اعتماد ہے تو ایسی صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی زندگی گزار سکتے ہیں۔

لو طلق فشهد عنده إثنان أنک استثنيت وهو غير ذاكر إن كان بحيث إذا غضب لا يدرى ما يقول وسعه الأخذ بشهادتهما وإلا لا. (شامی، كتاب الطلاق، باب طلاق المدهوش، كراچی ۳/ ۲٤٤، زكريا ٤/ ٤٥٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين رجعيتين فله أن يراجعها فى عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض الخ. (هنديه، الفصل السادس فى الرجعة، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣، هكذا في الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ شعبان ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۷۸۸)

بلا گواہ خلوت کی طلاق کا حکم

سوال [۶۸۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت کا بیان ہے کہ مجھے میرے شوہر نے خلوت میں تین طلاقیں دیدیں ہیں میں نے شوہر سے کہا کہ میرا رشتہ آپ سے ختم ہوگیا، شوہر نے جواب دیا کہ میں نے تو مذاق کیا ہے، طلاق نہیں دی، خلوت کے بعد عورت نے گھر والوں سے کہا مجھے طلاق دیدی گئی تو شوہر نے کہا تم غلط کہتی ہو؛ لہٰذا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

(۲) یہ کہ اگر کوئی عورت شوہر سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے الزاماً ایسی بات کہے، تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالعزیز بازار شاہی مسجد مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا گواہ خلوت میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اسی طرح مذاق میں بھی طلاق ہوجاتی ہے۔

ثلاثة جدهن جد و هز لهن جد النكاح و الطلاق و الرجعة. (الحديث، سنن ترمذی، كتاب الطلاق، باب ما جاء فی الجد و الهزل فی الطلاق، النسخة الهندية ۱، دار السلام رقم: ۱۱۸٤، مشكوٰة شريف ۲/ ۲۸٤)

لیکن عورت کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر انکار کررہا ہے تو ایسی صورت میں قضاءً طلاق کا ثبوت نہیں ہوگا، قضاءً عورت شوہر کو ملے گی۔

وما سوى ذلک من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ . (الجوهرة النيرة، ۲/ ۳۲٦، هكذا فی الهداية، كتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/ ۱۵٤، هكذا فی البحر الرائق، زكريا ۷/ ۱۰٤، كوئٹه ۷/ ٦۲)

البتہ اگر عورت نے قطعی طور پر شوہر سے تین طلاق دیتے ہوئے سنا ہے تو اس پر لازم ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے علیحد گی اختیار کرلے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال، أوتهرب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانةً إلى النية، زكريا ٤/٤٦٣، ٢/٤٦٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳ر ۶۲ر۴)

بیوی اور گواہوں کی عدم موجودگی میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال [۶۸۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا بیوی کی غیر موجودگی میں بغیر کسی گواہان کے طلاق شرعی دی جاسکتی ہے، کیا وہ شرعی اعتبار سے قابل قبول ہوگی؟

المستفتی: منصور علی جامع مسجد آزاد پارک مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق شرعی واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے موجود ہونا یا سننا یا نام لیکر خطاب کرنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ عورت کی غیر موجودگی میں بغیر کسی گواہ کے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاوی ۴/۴ ۲۵)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته الخ.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٨، زكريا ٤/٤٥٨، كوئٹه ٢/٤٦٦، مصري ٢/٥٩٠)

ذهب جمهور الفقهاء من السلف و الخلف إلى أن الطلاق يقع بدون الشهادة لأن الطلاق من حقوق الرجل فلا يحتاج إلى بينة الخ. (حاشيه فتاوى دار العلوم جديد ۹/۵۳، ۹/۱۳۸)

نیز حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

طلاق الحامل يجوز. (هدايه، كتاب الطلاق، اشرفی بکڈپو دیو بند ۲/۳۵۶، قدوری امدادیه دیو بند ۱۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۷۲۹)

یاد نہیں کہ ۲/ طلاق دی یا ۳/ طلاق

سوال [۶۸۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لکھنا ضروری یہ ہے کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں کہا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی؛ لیکن ان کو صحیح یاد نہیں کہ دو طلاق دی کہ تین طلاق دی؛ لہٰذا آپ کیا فرماتے ہیں، مجھے اس بارے میں تر دد ہے کہ میری زبان سے الفاظ طلاق دو دفعہ نکلے کہ تین دفعہ۔

المستفتی: عبدالعزیز سلمانی قصبہ کانٹھ محلّہ چوک بازار مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعہ ایسا ہی ہے کہ شوہر کو دو اور تین میں تر دد ہے اور تین دفعہ پر شرعی گواہ بھی نہیں ہے تو سوالنامہ کی درج شدہ صورت میں بیوی پر تین طلاق واقع نہیں ہوئیں؛ بلکہ شرعاً دو ہی طلاق معتبر ہوں گی؛ لہٰذا عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

لو شك أطلق واحدة أو أكثر بنيٰ على الأقل الخ. (الدر المختار،

كتاب الطلاق، قبيل باب طلاق غير المدخول بها، كراچی زكريا ٤/ ٥٠٨، ٣/ ٢٨٣، الاشباه والنظائر قديم ص: ١٠٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/رجب المرجب ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۳۵۱)

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر

سوال [۶۸۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی سسرال اپنی بیوی سے ملاقات کی غرض سے گیا، دوران گفتگو سسرال والوں سے کچھ تکرار ہوگیا، بات بڑھ کر زدوکوب تک پہونچ گئی، سسرال والوں نے زید کے ساتھ زیادتی کی اور مار پیٹ کے دوران زید کے سسرال والوں نے زید کی بیوی سے کہا کہ تم فوراً یہ کہہ دو کہ مجھے طلاق دے دی، زید کی بیوی نے والدین کے دباؤ میں آکر یہ کہنا شروع کر دیا کہ مجھے زید نے طلاق دے دی اور کئی مرتبہ طلاق دی ہے؛ لیکن زید حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، زید کی بات معتبر ہے یا زید کی بیوی کی، طلاق واقع ہوگئی یا کچھ گنجائش ہے، شریعت مطہرہ کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمایئے۔

المستفتی: فراست حسین ٹانڈہ بادلی رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شوہر نے اپنی زبان سے کوئی طلاق نہیں دی ہے اور محض شوہر کو مارتے ہوئے تذلیل کرنے کے لئے طلاق کی شورش برپا کی ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوا کرتی ہے؛ نیز اگر عورت کے پاس اس دعویٰ طلاق کو ثابت کرنے کے لئے دو معتبر اور عادل پابند شرع گواہ نہیں ہیں تو عورت کا دعویٰ معتبر نہ ہوگا شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور عورت بدستور شوہر کی بیوی رہے گی۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٨٢)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح، والعتاق، والطلاق الخ.

(هدایه، کتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند، ۳/ ۱۵٤، هکذا فی الجوهرة النیره، کتاب الشهادة امدادیه ملتان ۲/ ۳۲٦، دار الکتاب دیو بند ۲/ ۳۰۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ / ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۳/ ۱۴۱۳ھ

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں گھر سے اپنی بیوی کے پاس سے خوشی خوشی مرادآباد آیا، میاں بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا، بیوی کو میں نے سمجھا کر میکہ بھیج دیا تھا، میں یہاں مرادآباد میں ہوں، اب بیوی یہ دعوی کر رہی ہے کہ میرے شوہر نے طلاق دے دی ہے اور میں نے کبھی کوئی طلاق نہیں دی ہے تو بیوی کے یہ کہنے کی بنا پر کہ شوہر نے طلاق دے دی ہے، طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور شوہر کی بات مانی جائیگی یا بیوی کی؟ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد کلیم چوہٹہ تھر بٹیا سپول بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے قطعاً طلاق نہیں دی ہے اور عورت نے طلاق کی افواہ پھیلا رکھی ہے اور عورت کے پاس اپنے دعوی کے ثبوت کے لئے دو شرعی گواہ بھی موجود نہیں تو ایسی صورت میں عورت کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، وہ بدستور شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/ ۲۱۲، ۹/ ۲۳۷)

وما سوی ذلک من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً، أو غير مال مثل النكاح، والعتاق، والطلاق الخ.

(هدايه، كتاب الشهادة، اشرفی بكڈپو ديوبند ۱۵٤/۳، كراچی ٤٦٥/٥، درمختار زكريا ۱۷۸/۸، هكذا فی الجوهرة النيره، كتاب الشهادة امداديه ملتان ۳۲٦/۲، دار الكتاب ديوبند ۳۰۹/۲، البحر الرائق، كوئٹه ۱۰٤/۷، زكريا ٦۲/۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۶۹/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۱۹ھ

طلاق کے سلسلہ میں زوجین کا اختلاف

سوال [۶۸۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رابعہ کہتی ہے کہ میرے شوہر یعقوب نے مجھ سے کہا بھینس بیچوں یا نہ بیچوں، رابعہ نے کہا والد صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ بھینس نہ بیچنا، یعقوب نے کہا مجھ سے کسی نے نہیں کہا ہے اور اس پر ضد کرنے لگے تو رابعہ نے کہا اب جان چھوڑ دو، یعقوب نے کہا جان چھوڑ دی جان چھوڑ دی جان چھوٹی ہے؛ اس لئے گھر کا کام بگاڑ رہا ہوں، یہ مذکورہ بیان رابعہ کا ہے اور یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے یہ کہا تھا کہ جان چھوڑ دونگا جب تمہارے دل میں یہی ہے تو یہ بھی ہو جائے گا، اب رابعہ یعقوب کی تکذیب کرتی ہے اور یعقوب رابعہ کی تکذیب کرتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے بیان پر قائم ہیں تو مذکورہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی ہوئی ؟

المستفتی: شیر احمد قاسمی دار الافتاء ریاض العلوم گورینی جونپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر رابعہ کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو یعقوب کی

بات شرعاً معتبر ہوگی اسی کے مطابق بیوی کوشوہر کے پاس رہنے کا حکم ہوگا۔

وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیها رجلان، أو رجل، وامرأتان، سواء کان الحق مالاً أو غیر مال مثل النکاح، والعتاق، والطلاق الخ.

(هدایه، کتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/ ۱۵٤، هکذا فی الجوهرة النیره، کتاب الشهادة امدادیه ملتان ۲/ ۳۲٦، دار الکتاب دیو بند ۲/ ۳۰۹، ۲/ ۱۳۸، البحر الرائق، کوئٹه۷/ ۱۰٤، زکریا ۷/ ٦۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ جمادی الثانیہ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف۳۲/ ۴۴۸۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/ ۶/ ۱۴۱۶ھ

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر

سوال [۶۸۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی بغیر کسی گواہ کے اب زید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، اور بیوی کہتی ہے کہ طلاق دی ہے اور تین طلاق دی ہیں اور اب لڑکی اپنے باپ کے گھر ہے، اور عدالت سے بھی طلاق لے لی ہے اور کورٹ میرج بھی کروالیا ہے، اب اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے ہوسکتا ہے یا نہیں؛ لہٰذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب طلب یہ ہے کہ لڑکی کے قول پر عمل کیا جائے یا لڑکے کی بات پر، جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: غلام نبی عدل پور ٹھاکردوارہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب لڑکی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو محض اس کے دعویٰ سے شرعی حکم ثابت نہ ہوگا؛ اس لئے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور عدالت کے غیر مسلم جج یا مسلم جج کا غیر شرعی فیصلہ معتبر نہیں ہے؛ اس لئے لڑکی کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلک من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ.

(هدايه، كتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/ ۱۵٤، هکذا فی الجوهرة النيره، ۱۳۸/۲، کتاب الشهادة امدادیه ملتان ۲/ ۳۲٦، دار الکتاب دیوبند ۲/ ۳۰۹، البحر الرائق، کوئٹه ۷/ ۱۰٤، زکریا ۷/ ٦۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۰۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/ ۴/ ۱۴۱۳ھ

عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال [۶۸۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دی ہے اور شوہر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور گواہ کسی کے پاس موجود نہیں ہیں؛ لیکن محلّہ میں چرچا اس بات کا ہے کہ زید نے طلاق دے دی ہے تو ایسی صورت میں زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسرائیل سپولوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جبکہ عورت کے پاس دوشرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر قسم کھا کر طلاق دینے کا انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوگا۔

فالبينة حجة المدعى واليمين حجة المدعى عليه لقوله عليه الصلوٰة والسلام البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه. (بدائع قديم، كتاب الدعوى، فصل فى حجة المدعى والمدعى عليه، زكريا ديوبند ٥/٣٣٦/٣٣٧، ٦/٢٢٥)

اور اگر عورت نے خود سن رکھا ہے اور اس پر یقین ہے کہ شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے تو ایسی صورت میں عورت کیلئے شوہر کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ جس طرح بھی ہو سکے اس سے خلاصی حاصل کرلے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند ۹/۲۴۷)

والمرأة كالقاضى لا يحل لها تمكينه إذا سمعته منه ذلك الخ.

(عالمگیری زکریا قدیم ١/٣٥٤، جدید ١/٤٢٢، هكذا فى الشامى كراچى ٣/٢٥١، زكريا ديوبند ٤/٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۴۱۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۴/۱۴۱۴ھ

بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس کا منکر ہے

سوال [۶۸۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مقصود حسین کا اپنی بیوی سے خانگی معاملات میں جھگڑا ہوا اس جھگڑے کی بنا پر بات بہت بڑھ گئی، نوبت تو تو میں میں تک آ گئی، اس سلسلہ میں بیوی نے بتایا کہ میرے شوہر نے جھگڑے کے دوران کئی بار یہ بات کہی کہ میں نے تجھے طلاق دی چل یہاں سے نکل، یہ سنکر میں وہاں سے چلی آئی؛ لیکن شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ یہاں سے چلی جا (یعنی اپنی ماں کے یہاں) اس کے بعد میری بیوی گھر سے چلی گئی، صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: سعید الرحمٰن محلّہ قانون گویان مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بیوی کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو شوہر کا قول شرعاً معتبر ہوگا اور وہ طلاق کا انکار کر رہا ہے اور سوالنامہ کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے چلی جا کے لفظ سے بھی طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ اس لئے شرعاً بیوی پر کسی قسم کی طلاق کے واقع ہونے کا حکم نہیں لگے گا۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (الجوهرة، كتاب الشهادة امداديه ملتان ۳۲۶/۲، دار الكتاب ديوبند ۳۰۹/۲، هدايه، كتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۱۵۴/۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷؍۲۴۸۲)

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر طلاق کا منکر

سوال [۶۸۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور زینب دونوں میاں بیوی ہیں، دونوں کی زندگی خوشگوار ماحول میں گزری، شادی کو تقریباً دو سال ہو گئے، کبھی کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی، زینب کی بہن کی شادی ہونے لگی تو زینب اپنی بہن کی شادی میں میکہ گئی، شادی کے بعد زینب پھر اپنے شوہر کے ساتھ گھر آ گئی، پھر صبح ہی میکہ چلی گئی، دو چار روز کے بعد جب شوہر ساس وغیرہ بلانے گئے تو زینب نے کہا میں نہیں جاؤں گی، مجھے شوہر نے طلاق دے دی ہے، جب

کسی طرح بھی زینب آنے پر رضامند نہیں ہوئی تو دو چار آدمی بیچ میں پڑے؛ تب بھی نہیں آئی تو لوگوں نے کہا کب طلاق دی ہے اور کیوں دی ہے تو بیوی نے کہا دو مہینہ پہلے ہی طلاق دی ہے؛ جبکہ زینب اپنے شوہر کے گھر رہتی رہی اور اس وقت تک کوئی بات طلاق کی نہیں کی، جب شادی ہوگئی تب طلاق والی بات سامنے آئی؛ نیز لوگوں نے کہا کیسے طلاق دی تو زینب نے کہا کوئی جھگڑا وغیرہ نہیں ہوا ہے، ایک روز میں مسالا پیس رہی تھی اس سے پہلے شوہر نے بتاشے بھی کھلائے، دودھ بھی پلایا، یہ سب کھا پیکر مسالا پیسنے بیٹھ گئی، شوہر گھر سے نکل گئے، تھوڑی دیر کے بعد آئے، طلاق طلاق طلاق تین بار کہا، شوہر قسم کھاتا ہے، قرآن شریف اٹھاتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ بیوی کے ہی کہنے کے مطابق؛ جبکہ کوئی تکرار وغیرہ بھی نہیں ہوا اور یہ کہ مخاطب بھی نہیں کیا کہ تجھے طلاق ہے؛ بلکہ الگ تھلگ ہوکر صرف طلاق کہا؛ نیز عورت کے بقول دو ماہ پہلے طلاق دی ہے؛ جبکہ اس درمیان یعنی طلاق کے بعد دو ماہ بیوی شوہر کے گھر رہی اس وقت تک بیوی طلاق کا ذکر نہیں کرتی ہے، جب شادی میں گئی تو یہ معمہ سامنے آیا، شوہر قسم کھاتا ہے کہ میں نے طلاق ہی نہیں دی ہے تو کیا ایسی صورت میں بقول بیوی کے بغیر مخاطب کئے طلاق طلاق کہنے سے طلاق ہوجائیگی، مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شریف بروالا ان مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شادی میں شرکت سے یہ سارا قصہ سامنے آیا ہے اور شوہر ہر طرح سے حلفیہ بیان دینے پر تیار ہے اور بیوی کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں بیوی کی بات کا اعتبار نہ ہوگا، شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا، شرعی طور پر بیوی کو شوہر کے حوالہ کر دینا چاہئے؛ نیز بیوی نے ایک ماہ تک کسی قسم کا اظہار کیوں نہیں کیا؛ لہٰذا ان حالات میں شرعاً شوہر ہی کا قول معتبر ہوتا ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٨٢)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أوغير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (هدايه، كتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیو بند ۳/ ۱۵٤، هکذا فی الجوهرة النیره، کتاب الشهادة امدادیه ملتان ۲/ ۳۲٦، دار الکتاب دیو بند ۲/ ۳۰۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۱۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/ ۲/ ۱۴۱۸ھ

طلاق میں شوہر کی بات معتبر ہوگی یا بیوی کی؟

سوال [۶۸۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک حافظ صاحب جن کی تین سال قبل شادی ہوچکی ہے ایک بچی بھی ہے جس کی عمر تقریباً ایک سال ہے، شوہر بیوی کے مابین کچھ جھگڑا ہوا اور شوہر نے تنبیہاً مختصر سی پٹائی کردی، شوہر کی والدہ نے بیچ بچاؤ کردیا اور لڑکے کو ڈانٹا، اس کے بعد لڑکی خوشی خوشی شوہر کے پاس چار ماہ تک رہتی رہی، اس کے بعد میکہ چلی گئی، ڈیڑھ ماہ میکہ میں رہی، اس کے بعد شوہر بلا لایا، پندرہ دن کے بعد لڑکی کے بھائی کے یہاں عقیقہ ہوا، اس میں لڑکے کے والدین اور خود شوہر بھی اس لڑکی کو لیکر عقیقہ میں شریک ہوئے، عقیقہ ختم ہونے کے بعد رخصتی کی اجازت مانگی، لڑکی کے والد نے کہا کہ ابھی نہ جاؤ اس پر بات ہوتی رہی، اس میں لڑکی کا بھائی بولا یہ کسی قیمت پر نہیں جائے گی، اس پر تنازع ہوا، اس دوران شوہر لڑکی کے والد کے یہاں سے واپس آگئے، کچھ دنوں کے بعد لڑکے کے تاؤ کے پاس لڑکی کا بھائی آیا، اس نے کہا ہم لڑکی کو نہیں بھیجیں گے؛ اس لئے کہ اس کو بہت تنگ کیا ہے، ایک ہفتہ بعد اور

آیا اورلڑکے کے تاؤ سے کہا کہ ہمارا سامان دلواد یجئے،لڑکی کو چھ ماہ قبل طلاق ہوچکی ہے، اس کے بعدلڑکی کی خفیہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ مجھے آکر لے جائیں، میں جانے کے لئے تیار ہوں،لڑکی نے اپنا وقت بتایا اور شوہر کو بلایا،شوہر دو بھائیوں کے ساتھ رات کے ساڑھے نو بجےلڑکی کو لینے چلا گیا،لڑکی وعدہ کے مطابق موقع پر تیار مع سامان متعینہ جگہ پر ملی،شوہر اور ایک بھائی وہاں سےلیکر چل دیئے اور ایک بھائی گاؤں سے باہر موٹر سائکل لئے ہوئے انتظار کررہا تھا،گاؤں میں شادی تھی، برابر میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے،اس کے لوگ شادی میں کھانا کھانے جارہے تھے،ان لوگوں نے موٹرسائکل کو دیکھا،کس کی کھڑی ہے،شور مچادیا،فائرنگ شروع کردی کہ ڈاکوڈاکو،لڑکی کا شوہر سمجھا کہ میرا بھائی مارا گیا،اس نے کہہ دیاتو گھر چلی جا،شوہر اپنی بیوی اور سامان کوچھوڑ کر بھائی کودیکھنے بھاگ نکلا، بیوی اور موٹرسائکل چھوڑ کر یہ لوگ گھر واپس آ گئے۔

اب لڑکی اوراس کے گاؤں والوں کی پنچایت ہوئی،اس میں یہ طے پایا کہ دونوں کوقسم کھلا کر معلوم کرلو کہ اس نے طلاق دی ہے یانہیں تولڑکے نے مسجد میں قسم کھا کر کہا کہ میں نے کبھی طلاق نہیں دی ہے اورلڑکی گھر والوں کے دباؤ کی وجہ سے کہتی ہے کہ مجھے اس جھگڑے میں طلاق دے دی؛ باوجود اس کے وہ آنے کے لئے تیار ہے؛لیکن گھر والوں سے چھپ کرتو پنچوں نےلڑکی سے پوچھاتو کیوں جارہی تھی؛ جبکہ تجھے طلاق دے دی،تولڑکی اس پر خاموش رہی اورکوئی جواب نہیں دیا،اب صورت مسئولہ میں کیاحل ہے آیا طلاق واقع ہوئی یانہیں؟

المستفتی: عابد حسین ،امیر حسین، ماسٹرخلیل احمد، بشیراحمد، اسحاق احمد،معصوم پور مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ کے پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہرنے طلاق نہیں دی، محض ناک بچاؤ کا مسئلہ ہے،خودلڑکی نے بھی خفیہ گفتگو میں بھی طلاق سے انکار کیا ہے؛ نیز اگر طلاق کا دعویٰ بھی ہے تو بیوی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اورشوہر حلفیہ بیان دے رہاہے کہ طلاق نہیں دی تو ایسی صورت میں بیوی کی بات

کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، شوہر کے قول کے مطابق شریعت کا حکم ثابت ہوتا ہے؛ لہٰذا شوہر کو یہ حق ہے کہ بیوی کو اپنے ساتھ لے جائے۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٨٢)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (هدايه، كتاب الشهادة، اشرفى بكڈپو ديوبند ٣/ ١٥٤، هكذا فى الجوهرة النيره، كتاب الشهادة امداديه ملتان ٢/ ٣٢٦، دار الكتاب ديوبند ٢/ ٣٠٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رصفر المظفر ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۱۸۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۲/۲۲ھ

فقہی ضابطہ ''المرأۃ کالقاضی'' کا مطلب

سوال [۶۸۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ المرأۃ کالقاضی کا قاعدہ جو فقہاء نے ذکر کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے، کیا ہر جگہ جہاں قضاءً طلاق واقع ہوتی ہے وہاں عورت طلاق کا اعتبار کرے گی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے علم وتحقیق کے مطابق عمل کرے گی، حوالہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؛ تاکہ مراجعت آسان ہوسکے۔

المستفتی: علاء الدین بستوی ہتھورہ باندہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس کا مطلب یہی ہے کہ عورت اپنے علم وتحقیق کے مطابق عمل کرے گی کہ جب اس کو یہ بات محقق ہوگئی کہ شوہر نے تین طلاق دیکر غلط بیانی

کی ہے تو عورت اس شوہر سے اپنے آپ کو الگ رکھنے کے لئے جتنے بھی حربہ استعمال کرسکتی ہے کرلینا چاہئے، اگر ناکام ہوکر اسی شوہر کے پاس رہنا پڑے تو عورت گنہگار نہ ہوگی؛ بلکہ سارا وبال شوہر پر ہوگا؛ جیسا کہ ذیل کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أوتهرب (إلى قوله) فان حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانةً إلى النية، زكريا ٤/٤٦٣، هنديه زكريا قديم ١/٣٥٤، جديد ١/ ٤٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۱۹ھ

بیوی نے طلاق کو سنا اور شوہر منکر ہے

سوال [۶۸۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ میں نزاع ہوا، ہندہ مدعیہ ہے کہ زید نے مجھے طلاق دی اس طرح کہ جا میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی اور جا کسی کے ساتھ چلی جا، ہندہ کے پاس گواہ موجود نہیں ہیں؛ لیکن اس واقعہ کو حلفیہ بیان کرتی ہے اور زید طلاق کا منکر ہے؛ لیکن اپنے انکار پر قسم نہیں کھاتا، اس صورت میں قدوری کی عبارت۔

وإذا نكل المدعى عليه عن اليمين قضى عليه بالنكول والزمه ما ادعى عليه. (قدوری ص: ۲۳۹، کتاب الدعویٰ)

طلاق مغلظہ واقعہ ہوجائے گی، یا حدیث **البينة على المدعى و اليمين على من أنكر.** کی وجہ سے شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اگر زید جھوٹی قسم کھالے اور ہندہ کو

یقین ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق کے مذکورہ الفاظ کہے ہیں تو کیا ہندہ کیلئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا۔

المرأة کالقاضی إذا سمعته أو أخبرها عدل لا یحل لها تمکینه الخ.

(شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصریح یحتاج فی وقوعه دیانةًإلی النیة، زکریا ٤/٤٦٣، هندیه زکریا قدیم ١/٣٥٤، جدید ١/ ٤٢٢) کی وجہ سے حلال ہے یانہیں، حضرت والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد رضوان قاسمی مدرسہ قاسم العلوم نہٹور بجنور یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی مدعی ہے اور شوہر مدعی علیہ ہے جب بیوی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو شوہر پر حلف لازم ہے اور جب شوہر حلف کے لئے تیار نہیں ہے تو بیوی کا دعوی صحیح تسلیم کیا جائے گا اور فتویٰ بیوی کے قول کے موافق صادر کرنا ہوگا؛ لہٰذا بیوی پر طلاق مغلظہ تسلیم کی جائے گی اور اگر شوہر قسم کھالیتا ہے اور دوسری طرف بیوی نے تین طلاق کوخود سن رکھا ہے اور اس پر یقین کامل بھی ہے تو شوہر کو لے جانے کا حق دیا جائے گا؛ لیکن بیوی کو بھی خلع وغیرہ کے ذریعہ سے راہ فرار اختیار کرنے کا حق ہوگا، شامی کی عبارت جو آپ نے نقل کی ہے اس کا مطلب بھی یہی دوسری صورت ہے۔

المرأة کالقاضی إذا سمعته أو أخبرها عدل لا یحل لها تمکینه الخ.

(شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصریح یحتاج فی وقوعه دیانةًإلی النیة، زکریا ٤/٤٦٣، هندیه زکریا قدیم ١/٣٥٤، جدید ١/ ٤٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹؍۳۳۰۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳؍۲؍۱۴۱۴ھ

بیوی کا طلاق کو سننا اور شوہر کا انکار کرنا

سوال [٦٨٢٠]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا اور نوبت طلاق تک آپہونچی اس سلسلہ میں شوہر کا بیان کچھ اس طرح ہے شوہر نے کہا میرا گھر خالی کردے، اس پر بیوی نے کہا کہ مجھے طلاق دے ابھی چلی جاؤں گی، اس پر شوہر نے کہا میں نے دی اور مزید یہ کہا کہ اگر میرے ساتھ اسی طرح پیش آؤ گی تو ایک مرتبہ نہیں پچاس مرتبہ دونگا؛ جبکہ بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے طلاق دے دی ہے اور اس طرح کہا کہ میں نے دی، میرے خدا نے دی اور یہ جملے چھ سات مرتبہ دہرائے، صورت مسئولہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی ہوئی ؟

المستفتی: محمد ذاکر ککرالہ بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی نے اگر واقعۃً شوہر کے قول ''میں نے طلاق دی، میرے خدا نے دی'' کو چھ سات مرتبہ سنا ہے تو اب بیوی کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا قطعاً جائز نہیں ہے، شوہر سے خلع وغیرہ کر کے تفریق حاصل کرلے؛ لیکن چونکہ بیوی کے پاس اس کے ثبوت کے لئے گواہ نہیں ہیں، اور شوہر بیوی کے اس دعویٰ کا انکار کر رہا ہے، اور اگر پنچایت رکھی جائے تو پنچایت کو شوہر کی بات کا اعتبار کرنا ہوگا اور پنچایت کے ذریعہ سے بیوی کو شوہر کے پاس جانا پڑے گا اور اگر واقعۃً شوہر نے طلاق دی ہے تو شوہر گنہگار ہوگا بیوی نہیں ہوگی، اور اگر حقیقت میں شوہر کی بات صحیح ہے اور بیوی باتوں کو بڑھا چڑھا کر کے کہہ رہی ہے تو ایسی صورت میں شوہر کے پاس نہ جانے کی شکل میں بیوی گنہگار ہوگی، اب اس کا فیصلہ کون صحیح ہے کون غلط ہے، میاں بیوی آپس میں جانتے ہیں؛ اس لئے غلط کرنے کی صورت میں فیصلہ اللہ کے یہاں ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ٢/١٠٣)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال، أوتهرب (إلى قوله) فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب في قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانةً إلى النية، زكريا ٤/ ٤٦٣، هنديه زكريا قديم ١/ ٣٥٤، جديد ١/ ٤٢٢، كراچی ٣/ ٢٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍شوال المکرّم ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۴۶۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱۱/۲۹ھ

بیوی نے تین طلاق کو سنا اور شوہر منکر

سوال [۶۸۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد شمس الحق ولد جناب عبدالغفور مرحوم نے اپنی بیوی مسماۃ زہرہ خاتون کو کسی بات پر جھگڑنے کے بعد کہا ابھی بھی سنبھل جاؤ، بیوی نے کہا کہ ہم نہیں سمجھے کیا سنبھل جائیں، شوہر نے کہا کہ باہر نکلو بیوی آگے سے ہٹ گئی، پھر شوہر نے بسم اللہ پڑھکر اللہ اکبر کہا اور یہ کہا تم کو تین طلاق دیں، ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، اب ہم تھوک چھینکتے ہیں بیوی آنگن میں بیٹھ گئی، شوہر نے کہا کہ تم کو تینوں طلاقیں دے دیں پھر آنگن میں کیوں بیٹھی ہو اور پھر زبردستی دھکا دیکر آنگن سے باہر کر دیا، طلاق دیتے وقت اسکی بالغہ لڑکی اور لڑکا قریب البلوغ موجود تھے اور پھر باہر بھی لوگوں سے کہا کہ ہم نے ناجائز کیا، جواب دے دیا دو تین گواہوں کے سامنے اس نے کہا کہ ہم نے اپنی بیوی کو دو جواب دے دیا، محمد شمس الحق شوہر مذکور نے بیوی سے یہ بھی کہا اب ہمارے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے، اپنے باپ کو بلاؤ اور اپنا دین مہر لے لو، اب شوہر مذکورہ لوگوں کے پوچھنے پر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے طلاق نہیں دی ہے، یہ کہا تھا کہ جواب دے دیں گے، دیا نہیں ہے،

دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کونسی طلاق؛ نیز ’’جواب دے دیا‘‘ لفظ کنایہ ہے یا کچھ اور ہے اور کنایہ سے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے۔

المستفتی: فرید عالم بھاگلپور بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی نے اپنے کانوں سے تین طلاق دینا سن لیا ہے تو اس کے لئے بغیر حلالہ کے اس شوہر کے پاس رہنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ اگر شوہر جھوٹی قسمیں کھا کر رکھنا چاہتا ہے تو بیوی خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے الگ ہوجائے اور اس شوہر کے پاس بلا حلالہ ہرگز نہ رہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۵/۲)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أو تهرب (إلى قوله) فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانةً إلى النية، زكريا ٤/٤٦٣، هنديه زكريا قديم ١/٣٥٤، جديد ١/٤٢٢، شامي كراچى ٣/٢٥١)

اور جواب دے دیا کا لفظ عرف میں بیوی کے لئے طلاق کے واسطہ مستعمل ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہوجاتی ہے، اور دو جواب سے دو طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہیں اور جواب دے دیا کا لفظ یہاں کے عرف میں کنایہ نہیں ہے؛ بلکہ صریح ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۶/۹)

كما استفيد من عبارة الشامي فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح (إلى قوله) إن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أى لغة كانت الخ. (شامی، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ديوبند ٤/٥٣٠، كراچى ٣/٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ر شعبان ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۴۱۴۷)

بیوی تین طلاق کی مدعی ہے اور شوہر منکر

سوال [۶۸۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی تین طلاق کا دعویٰ کر رہی ہے اور شوہر انکار کر رہا ہے؛ تو اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمیم احمد مانیاوالا بجنوریوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں درج کردہ معاملہ میں دو باتیں الگ الگ ہیں

(۱) عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا تو اس کے ثبوت کے لئے گواہ پیش کرنا لازم ہے، اگر عورت دو معتبر گواہ پیش کرتی ہے؛ تو قضاءً اور دیانۃً دونوں اعتبار سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عورت کے پاس دعوی کے ثبوت کے لئے گواہ نہیں ہیں اور شوہر انکار کررہا ہے تو ایسی صورت میں شوہر کی قسم کے ساتھ اس بات کو مان لیا جائیگا کہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے؛ لیکن اگر عورت نے اپنے کان سے شوہر کی طرف سے تین طلاق کو سنا ہے، تو اس کے لئے قاضی کے فیصلہ کے باوجود اس شوہر کے پاس جانا جائز نہیں ہے، مہر وغیرہ معاف کرکے اس سے علیٰحدگی اختیار کرنا لازم ہے اور اگر شوہر مہر کی معافی پرا لگ نہیں کرتا ہے؛ تب بھی عورت کے لئے اس کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح، والطلاق الخ.

(هدايه، كتاب الشهادة، أشرفى بكڈپو ديوبند ۳/۱۵٤)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب (قوله) أنها ترفع الأمر للقاضي فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، كراچی، كتاب الطلاق، زكريا ٤/٤٦٣، تبيين الحقائق، امداديه ملتان ٢/٢١٨، زكريا ٣/٨٢)

وفي البحر: يحل لها أن تتزوج بزوج آخر فيما بينها وبين الله تعالىٰ. (البحر الرائق، زكريا ٤/٩٦، كوئٹه ٤/٥٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۹۵۸/۳۸)

شوہر طلاق ثلاثہ کا منکر اور بیوی مدعیہ

سوال [۶۸۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی ہندہ اپنے شوہر کے دماغی توازن کی کمی کی وجہ سے نبھاؤ نہیں کرسکی اور سخت پریشان ہے، اپنے شوہر کے پاس جانا نہیں چاہتی؛ چونکہ ان کے لوگ اور خود ان کا شوہر بہت تکلیف دیتا ہے، ایسے حالات میں کب تک مجرد زندگی گزارے، عورت ذات ہے، ایک بار اس نے تین طلاق بھی دے دی تھیں، اب ان کا کہنا ہے کہ؛ جبکہ ہندہ نے خود اپنے کان سے سنا ہے اور ہندہ کی ماں نے بھی اپنے سے تین طلاق کو سنا ہے؛ اس لئے آپ کے دارالقضاء میں مقدمہ دائر کرتا ہوں، لڑکا زید کے ماں باپ انکار کرتے ہیں کہ میں نے طلاق نہیں دی تم چاہے کچھ بھی کرلو اور خلع کرنے کو بھی تیار نہیں، بچی کا کہنا ہے کہ جب میں نے تین طلاق کو اپنے کان سے سنا ہے اب تمہارے کہنے سے حرام کام کو نہیں جاتی، اب شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد توصیف

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب لڑکی نے ازخود تین طلاقیں اپنے کان سے سنی ہیں تو اس کے لئے اب اس شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے؛ مگر اس کے پاس شرعی ثبوت نہیں ہے اور شوہر طلاق دینے کا انکار کررہا ہے؛ اس لئے ایسی صورت میں کسی طرح شوہر کو خلع پر راضی کرکے طلاق حاصل کرلے؛ تاکہ یہی خلع شرعی ثبوت بن جائے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/ ۱۰۵)

والفتویٰ علی أنه لیس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال أو تهرب الخ. (شامی کراچی ۳/ ۲۵۱، زکریا ۳/ ۲۴۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۳۸۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/ ۱۱/ ۱۴۲۰ھ

تعداد طلاق کے بارے میں مدعیہ کا بیان شرعی گواہان ہونے کی صورت میں معتبر ہے

سوال [۶۸۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے یہ کہا کہ اپنے باپ کے مال میں سے حصہ لے کر آؤ میں نے کچھ نہیں کہا، اس کے بعد مجھے نکال رہے تھے، پھر لڑکی سے کہا کہ مٹی کا تیل لے کر آؤ، اسے آگ لگائیں وہ لڑکی تیل لے کر نہیں آئی، مجھے پیٹنے لگے محلے والی عورتیں آگئیں اور آدمیوں کو بلالیا، ان آدمیوں کے سامنے طلاق دی، پانچ بار میں نے اپنے کانوں سے سنا۔

سوال: تم نے کیا الفاظ سنے؟

جواب: میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی آزاد کیا آزاد کیا۔

سوال: کسی نے روکنے کی کوشش کی طلاق دینے سے؟

جواب: ماسٹر رشید صاحب نے اور ملاجی شوکت بھائی اور ایک پتہ نہیں کون تھے اور چھوٹے چچا کی بیوی اور شریف نائی کی بیوی اور ماسٹر صاحب کی بیوی بھی تھیں۔

سوال: شوہر نے تمہیں بلانا چاہا تو تم بہت دنوں تک پاس آنے سے گریز کرتی تھیں؟

جواب: یہ سب جھوٹ ہے، بکواس ہے۔

سوال: اس سے پہلے ناراضی ہوئی یاہوتی رہتی تھی؟

جواب: :جی ہاں ہوتی رہتی تھی، کہتے رہتے تھے یہ نسل اچھی نہیں لگتی میرے اوپر کوئی ناراضگی نہیں تھی، سسرال سے جھگڑا تھا میں کہتی تھی کہ اوروں کے اوپر نہ جاؤ مجھ سے واسطہ رکھو۔

بیان گواہ اول ملاجی شوکت علی صاحب

جو حق بات ہے وہ یہ ہے کہ جب میں گھر میں داخل ہوا، تو یہ بیوی کو مار رہے تھے، ان کے ہاتھ میں پٹری تھی، میں نے ان سے کہا کہ تم آدمی ہو یا پٹواری؟ میں نے سنا انہوں نے دو مرتبہ طلاق دی اور دو مرتبہ آزاد کر دیا کے الفاظ کہے۔

سوال: تم وہاں کیا کر رہے تھے؟

جواب: برابر والے مکان میں کام کر رہے تھے، جب جھگڑا ہوا، سن کر آ گئے۔

سوال: تم نے جھگڑے کی آواز خود سنی یا کسی نے اطلاع دی؟

جواب: چھوٹے کی گھر والی نے اطلاع دی، تو ہم اور ماسٹر رشید صاحب پہونچے۔

سوال: تمہیں کوئی بات پتہ چلی، جب ان کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا؟

جواب: ہمیں کچھ پتہ نہیں ہم اتنی بات سن کر واپس آ گئے۔

سوال: آپ نے خود سن کر کہا یا کسی اور سے سن کر کہا؟

جواب: ہم نے براہ راست سنا کسی اور سے نہیں سنا۔

گواہ ثانی محمد یسین ولد عبدالقیوم صاحب

ہمارے سامنے دو بار طلاق کو کہا اور دو بار آزاد کو کہا؛ جبکہ ہم اور ماسٹر رشید صاحب انہیں کھینچ کر لا رہے تھے، باقی ماسٹر رشید سے معلوم کریں۔

سوال: جب یہ جھگڑا ہوا، آپ وہاں کیا کررہے تھے؟

جواب: ہم برابروالے مکان میں کام کررہے تھے۔

سوال: تم خود وہاں پہونچے یا کسی نے اطلاع دی تھی؟

جواب: چھوٹے کی بیوی نے اطلاع دی کہ پہلوان اپنی اہلیہ کو ماررہے ہیں، تم بچالو، جب ہم وہاں پہونچے تو وہ اپنی بیوی کو برا بھلا کہہ رہے تھے، ان کے ہاتھ میں پٹری تھی، اسی گرم گھاؤ میں طلاق دیدی۔

سوال: ان کے درمیان جھگڑے کی کوئی وجہ آپ کو معلوم ہے؟

جواب: ہمیں کچھ پتہ نہیں۔

گواہ ثالث ماسٹر رشید صاحب

میں برابر میں مکان بنوار ہا ہوں، قریب سے ایک عورت گھبرائی ہوئی میرے پاس آئی، اس نے کہا کہ دلشاد کے گھر چلو، جھگڑا ہورہا ہے، میں گیا میرے ساتھ اور آدمی جو کام کررہے تھے، وہ بھی آگئے، میں نے دلشاد میاں کو کھڑا کیا اور کہا کہ جھگڑے کو چھوڑ و اور میں اس کو کھینچ کر لانے لگا تو اس وقت میں نے سنا کہ اس نے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، دو مرتبہ کہا اور میں نے اس کو آزاد کیا ایک مرتبہ کہا، میں اس کو کھینچ کر گھر لے گیا اور جتنا مجھ سے ہوسکا اس کو سخت ڈانٹا۔

سوال: ان کے درمیان جھگڑے کی وجہ آپ کو معلوم ہے؟

جواب: مجھے نہیں پتہ یہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے تھے۔

بیان مدعی علیہ شوہر دلشاد احمد

کسی بات پر ناراضگی پیدا ہونے پر میں نے ایک بار بغیر ارادہ کے ایک لفظ کہا کہ میں نے طلاق دی۔

سوال: ناراضگی کی کوئی خاص وجہ تھی؟

جواب: ایسی کوئی خاص وجہ نہ تھی؛ البتہ کافی دنوں تک میاں بیوی والے تعلقات سے گریز کرتی تھی، میں خدا کو حاضر وناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے اور کچھ نہیں کہا۔

سوال: تو کیا اس سے پہلے کوئی ناراضگی ہوئی؟

جواب: اس سے پہلے ایسی کوئی خاص ناراضگی نہیں ہوئی۔

سوال: اس وقت وہاں کون کون موجود تھے؟

جواب: ایک ہماری جحن تھی، ایک ہمارے پڑوس کا لڑکا اس کا نام رئیس احمد ہے، فرید احمد وزیرن صاحبہ براہ راست جھگڑا انہوں نے سنا۔

سوال: کیا تم نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ تم اپنے میکہ سے پیسے لے کر آؤ؟

جواب: نہیں بخدا میں نے نہیں کہا۔

بیان گواہ اول فرید احمد صاحب

میں تو اس سب جھگڑے کے بعد پہونچا اور جحن سے میری بات ہوئی، انہوں نے بتلایا دلشاد نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور مارا ہے، پھر میں ماسٹر رشید صاحب سے ملا، انہوں نے مجھے کچھ بتا کر نہیں دیا۔

سوال: جحن نے تمہیں کتنی بار طلاق دینے کے بارے میں بتایا؟

جواب: مجھے صرف ایک بار طلاق دینے کے متعلق بتلایا اور کہا کہ میں شروع سے اخیر تک رہی۔

بیان گواہ رئیس احمد صاحب

میں نے سنا کہ دلشاد احمد نے ایک مرتبہ طلاق دی کا لفظ کہا، تو میں فوراً دلشاد کے قریب گیا، میں نے کہا کہ دیکھو یہ لفظ مت بولنا پھر ماسٹر رشید اور ملاجی اور مزدور آ گئے اور اس کو کھینچ کر لے گئے، میں اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی وجہ سے یہ بیان دے رہا ہوں جو بالکل صحیح ہے۔

گواہ ثانی (الف) جمن شکوراً اہلیہ حاجی رشید صاحب

میں گلی میں جا رہی تھی، میں نے جھگڑے کی آواز سنی تو میں اندر گئی، تو میں نے دیکھا کہ دلشاد احمد اپنی بیوی کو مار رہا ہے، دو عورتیں شریف اور چھوٹے کی بیوی بچا رہی تھی، تو میں نے کہا کہ ماسٹر رشید کے یہاں کام ہو رہا ہے، وہاں سے مردوں کو بلا لاؤ چھوٹے کی بیوی ماسٹر صاحب اور مزدوروں کو بلا لائی، وہ اسے کھینچ کر لے جانے لگے تو ہم نے یہ سنا کہ دلشاد احمد کہہ رہا تھا کہ میں تو اسے نکالوں گا، میں نے اسے طلاق دی، آزاد کیا اور فارقتی دی یہ صرف میں نے ایک بار سنا ہے۔

سوال: آپ جھگڑے کے شروع میں تھیں؟

جواب: میں شروع سے نہیں تھی، مار پیٹ پہلے سے ہو رہی تھی، میں تو جھگڑا سن کر پہونچی۔

سوال: جب آپ آئیں تو کیا جھگڑا ختم ہو چکا تھا؟

جواب: ماسٹر صاحب دلشاد کو پکڑ کے لے گئے اور ان کے والد نے ان کو بلوایا، پھر میں سبزی لینے چلی گئی مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔

بیان گواہ ثانی (ب) وزیرن اہلیہ حسیب اللہ صاحبہ

سوال: جب وہ پکڑ کر لے جا رہے تھے، تو وہ کیا کہہ رہا تھا؟

جواب: جس وقت وہ لے جا رہے تھے، اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی، فارقتی دی، آگے پتہ نہیں کیا ہوا۔

سوال: جھگڑا لے جانے کے بعد ختم ہو گیا یا چلتا رہا؟

جواب: جھگڑا ختم ہو گیا اور اس کی بیوی ہمارے سامنے چلی گئی۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ بیوی کے بیانات اور اس کے شوہر کے بیانات اسی طرح ہر دو کے گواہان کے تفصیلی بیانات آپ کے سامنے ہیں، جواب دیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں

اور کون سی طلاق ہوئی ؟ اب میاں بیوی کو کیا کرنا چاہئے ؟

المستفتی: زید احمد، مبارک پور، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی مدعیہ کے دعویٰ کے مطابق دو گواہوں نے دو مرتبہ طلاق اور دو مرتبہ آزاد کردیا کے الفاظ پر شہادت دی ہے اور ایک تیسرے گواہ نے دو مرتبہ طلاق اور ایک مرتبہ آزاد کردیا کا لفظ سنا، بہرحال بیوی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کردیا ہے اور ہمارے عرف میں آزاد کردیا کا لفظ بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا اور شوہر کی طرف سے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نیز وہ سب گواہ ناتمام بھی ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرہ: ۲۸۲]

وما سویٰ ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أو رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا، أو غیر مال مثل النکاح، والطلاق. (هداية، کتاب الشهادة اشرفي ديوبند ۳/ ۱۵٤، البحرالرائق کوئٹه ۷/ ٦۲، زکریا۷/ ۱۰٤، درمختار، کراچي ۵/ ٤٦۵، زکریا ۸/ ۱۷۸)

سرحتک وهو رها کردم؛ لأنه صار صریحا في العرف. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات کراچي ۳/ ۲۹۹، زکریا ٤/ ۵۳۰)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیرہٗ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (هندية، زکریا قدیم ۱/ ٤۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵، هداية، اشرفی دیوبند۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۶۶۲/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۳/۴ھ

شوہر تین طلاق کا منکر اور بیوی مدعیہ

سوال [۶۸۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنے شوہر کی دوسری بیوی ہوں اور میرے دو بچے ہیں، میرے شوہر جب ایک رات سونے کے لئے آئے تو ۱۵/منٹ آرام کرنے کے بعد کہنے لگے میری طبیعت خراب ہورہی ہے، بے چینی ہورہی ہے، میں اپنی پہلی بیوی کے پاس ہونے جارہا ہوں یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلے گئے اور جانے لگے انہیں جاتا دیکھ کر مجھے غصہ آگیا، اور ان سے کہا سنی پر بات بڑھ گئی، اتنی بات بڑھنے پر میں نے ان سے کہا کہ اگر آج یہاں سے گئے، تو مجھے طلاق دے کر جاؤ گے، انہوں نے کہا ہاں میں تجھے طلاق دے دوں گا، اس بات پر میں نے کہا کہ ایسے نہیں، تو انہوں نے کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، یہ انہوں نے تین بار بڑی زور دے کر کہا اور وہاں سے چلے گئے۔ اب اس بات کو کافی دن ہوگئے ہیں اور وہ بار بار یہ کہتے ہیں میں نے تین بار نہیں دو بار ہی کہا ہے اور وہ قسم بھی کھا رہے ہیں کہ میں نے دو بار ہی کہا ہے۔

برائے مہربانی آپ میری مشکل کا حل بتانے کی زحمت کریں۔

المستفتیة: عرشی، اندرا، چوک چاندوالی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں دو بیان دو طرح کے ہیں کہ بیوی تین طلاق کی دعویدار ہے اور شوہر تین بار کا منکر ہے، اور شوہر اس پر قسم بھی کھا رہا ہے اور شوہر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس واقعہ کے بعد دونوں برضا ورغبت ہمبستر بھی ہوگئے، اس پر بیوی نے انکار بھی نہیں کیا اور تین طلاق کے دعویٰ پر بیوی کے پاس گواہ بھی نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں شرعاً شوہر کے قول کا اعتبار ہوتا ہے؛ لہٰذا شوہر کے قول کے مطابق ہی شریعت کا حکم ہے دو ہی طلاق کا اعتبار ہوگا اور بعد میں ہم بستری کرنے کی وجہ سے رجعت بھی ہوگئی؛ اس لئے شرعی طور پر بدستور میاں بیوی شمار ہوں گے۔

وما سویٰ ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أو رجل، وامرأتین سواء کان الحق مالا، أو غیر مال، مثل النکاح، والطلاق، والوکالة، والوصیة. (هدایة، کتاب الشهادت اشرفي دیوبند۳/۱۵٤)

ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا، أو غیره کنکاح، وطلاق......رجلان......أو رجل و امرأتان. (در مختار مع الشامي، کتاب الشهادة، کراچي ٥/٤٦٥، زکریا۸/۱۷۸)

قال الله تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة، رقم الآیة: ۲۸۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۸۹۳۳)

طلاق کے بارے میں زوجین میں سے کس کے قول کا اعتبار ہے؟

سوال [٦٨٢٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خالد اور اس کی زوجہ میں کسی بات پر نزاع ہوا اور تکرار اس حد تک بڑھا کہ خالد نے لفظ طلاق کا استعمال کیا؛ لیکن اس لفظ کی ادائے گی میں زوجین میں اختلاف ہو گیا، شوہر کہتا ہے کہ میں نے دوبار کہا کہ ''میں تجھے طلاق دیدوں گا'' اور بلا لے اپنے والد کو میں اس کے سامنے بھی طلاق دیدوں گا؛ البتہ میں بار بار یہ کہہ چکا ہوں میں تجھ سے دسیوں بار یہ کہہ چکا ہوں کہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا یہ صرف ڈرانے کے لئے کہا ہے، اس میں طلاق کی نیت نہیں تھی؛ جبکہ بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر نے صراحۃً دوبار یہ کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دیدی اور بلا لے اپنے والد کو اس کے سامنے بھی طلاق دیدوں گا اور یہ جا، ایک بار

نہیں؛ بلکہ دس بار کہہ چکا کہ چلی جا، اس واقعہ پر شوہر کی ماں اور بالغہ لڑکی موجود تھی، شوہر کی ماں اس بارے میں کچھ کہنے سے خاموش ہے اور لڑکی کہتی ہے کہ ایک بار تو یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی اور ایک بار کہا کہ تجھے طلاق دیدوں گا۔ اور تیسری بار کہا کہ اپنے والد کو بلالے اس کے سامنے بھی طلاق دیدوں گا۔

المستفتی: راشد حسین، عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے بیان کے مطابق کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بیوی کے بیان کے مطابق دو طلاق رجعی ہوئی ہیں، جس میں رجعت کی گنجائش باقی ہے، بیوی کے بیان کا اعتبار نہیں؛ بلکہ شوہر کے بیان کے مطابق کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، میاں بیوی کی زندگی گذار سکتے ہیں اور ماں اور لڑکی سے نصاب شہادت مکمل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے بیان میں مطابقت ہے؛ اس لئے اس کا بھی اعتبار نہیں اور لفظ طلاق دیدوں گا سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

لو قال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنهر، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق، دارالکتب العمیة بیروت ۲/ ٤ ۱)

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِجَالِكُمۡ فَاِنۡ لَمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَامۡرَاَتَانِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . (سورة البقرة، رقم الآیة: ۲۸۲)

وما سویٰ ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أو رجل، وامرأتین سواء کان الحق مالا، أو غیر مال، مثل النکاح، والطلاق، والوکالة، والوصیة. (هدایة، کتاب الشهادة اشرفي دیوبند۳/ ۱٥٤، البحر الرائق، کوئٹه ۷/ ٦۲، زکریا۷/ ۱۰٤، در مختار مع الشامي، کراچي ٥/ ٤٦٥، زکریا ۸/ ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۴۳۲)	۱۴۱۶/۴/۲۶ھ

مطلق اور گواہ کے مابین صیغۂ طلاق میں اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے؟

سوال [۶۸۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد یعقوب نے لڑائی کے وقت اپنی بیوی سے کہا کہ چپ ہو جا نہیں تو میں تجھے طلاق دیدوں گا، اس وقت بیوی کی ماں اور یعقوب کے ماں باپ موجود تھے، وہ بھی یہی کہتے ہیں، مگر محلے کے تین چار آدمی کہتے ہیں کہ یعقوب نے طلاق دی کہا ہے، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہونے کا حکم لگایا جائے گا؟

المستفتی: ٹیچر مسلم انٹر کالج، ٹھاکردواہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں محلّہ کے لوگوں کی گواہی ماں باپ شوہر بیوی کے خلاف شرعاً معتبر نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے طلاق دی سنا ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

ولو العداوة للدنيا لاتقبل سواء شهد على عدوه أوغيره. (در مختار، كتاب الشهادة، باب القبول وعدمه، كراچي ٥/ ٤٨٠، زكريا ٨/ ١٩٩، البحر الرائق، زكريا ٧/ ١٤٣، كوئٹه ٧/ ٨٥)

لہٰذا سوال نامہ میں مذکور لفظ طلاق دیدوں گا سے کوئی طلاق نہیں ہوئی؛ کیونکہ یہ طلاق نہیں بلکہ طلاق کی دھمکی یا وعدۂ طلاق ہے اور دھمکی اور وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی۔

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. وفي المحيط: لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٣٨٤، جديد ١/ ٤٥٢)

أنا طالق، أو أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار، كراچي ٣/ ٣١٩، زكريا ٤/ ٥٥٩، بحر، زكريا ٣/ ٥٤٥، كوئٹه ٣/ ٣١٤)

لـوقال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنهر في شرح ملتقي الأبحر، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۸۳۰)

شوہر دوطلاق کا اقرار کرے بیوی چار کا

سوال [۶۸۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ابھی ہفتہ عشرہ پہلے یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ محمود علی صاحب اوران کی بیوی کے درمیان آپس میں نا چاقی اور اختلاف کی بناء پر غصہ کی حالت میں محمود علی نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم کو ایک نمبر، دو نمبر، طلاق دی، اس بات پر دونوں فریق متفق ہیں، محمود علی بھی اس کا قرار کررہا ہے اور اس کی بیوی بھی یہی کہتی ہے؛ لیکن ساتھ میں بیوی کی طرف سے یہ بھی دعویٰ ہے کہ آج سے تقریباً چھ مہینہ پہلے عید الفطر کے بعد ایسا ہی جھگڑا ہوا تھا اوراس جھگڑے کے دوران ''طلاق دیدی'' کا لفظ دو مرتبہ استعمال کیا ہے، میں اس معاملہ سے متعلق تحقیق کے لئے امروہہ سے اپنی بہن کے پاس آیا معلوم ہوا کہ اس مسئلہ سے متعلق تین فتوے آچکے ہیں۔ ایک فتوی جامع الہدیٰ سے جس میں شوہر کے بیان کے مطابق دوطلاق سے معلق ہے، اور ایک فتوی لال مسجد سے مفتی عبد المنان کلیمی کا لکھا ہوا ہے، جس میں بھی شوہر کے بیان کے مطابق دوطلاق رجعی کا ذکر ہے، اور مدرسہ شاہی سے بھی ایک فتوی لیا گیا ہے، جس میں بیوی کے بیان کے مطابق تین طلاق کا ذکر ہے؛ اس لئے ہم بڑی تشویش میں مبتلا ہوگئے، پھر مدرسہ شاہی کے مفتیان کرام سے رابطہ کیا گیا، اس کے بعد مسئلہ کی تحقیق ہوئی اور مدرسہ شاہی میں، میں اور ماسٹر عتیق صاحب اور محمود علی اور محمود علی کے تینوں بیٹے اور میری بہن جو محمود علی کی بیوی ہے، سب مدرسہ میں حاضر ہوئے اور ڈیڑھ گھنٹہ تک مدرسہ شاہی کے

مفتیان نے جانبین کے بیانات سے اور دونوں طرف کی رد وقدح کی بات بھی سنی اور اس میں میری بہن ملکہ ثریا نے اپنے بیان میں بڑے بیٹے منصور علی کو گواہی میں پیش کیا ہے، مگر بیٹے نے کہا میں ماں باپ کے بیان میں سے کسی کو جھٹلا نہیں سکتا ہوں؛ البتہ اس واقعہ میں میں موجود تھا، اس میں طلاق دیدوں گا لفظ کئی مرتبہ استعمال کیا گیا ہے، دیدی کا لفظ مجھے یاد نہیں، اس پر ماں نے برسر عام مجلس ہی میں بیٹے کے لئے سخت بد دعائیہ الفاظ استعمال کئے، پھر بھی بیٹا اپنے بیان پر قائم ہے اور حاصل یہ نکلا کہ محمود علی ''دو طلاق کا اقراری ہے اور میری بہن ملکہ ثریا اپنے کان سے پہلے واقعہ میں بھی دو طلاق سننے کی وجہ سے مدعیہ ہے اور دوسرے واقعہ میں بھی دو طلاق سننے کی مدعیہ ہے، ایسے حالات میں شریعت کیا فیصلہ دیتی ہے؟

المستفتی: محمد آصف حیات جعفری، محلّہ بڑادربار، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ تینوں فتوؤں میں سائلوں نے جس طرح سے سوال پیش کیا ہے، اسی طرح کے جوابات ہیں، ان متضاد سوال وجواب کے بعد اور جانبین کے الگ الگ بیانات سننے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ آمنے سامنے بات چیت ہو جائے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جانبین سے آمنے سامنے بات ہوئی، شوہر صرف دو طلاق دینے کا اقراری ہے، اور بیوی اس بات کی دعویدار ہے کہ شوہر نے ابھی ہفتہ عشرہ پہلے دو طلاق دی ہے، جس کا شوہر بھی اقرار کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ پانچ چھ مہینے پہلے عید الفطر کے بعد بھی جھگڑے کے دوران دو طلاق دے چکا ہے اور اس پر بیوی نے اپنے بڑے بیٹے کو گواہی میں پیش کیا اور بڑے بیٹے سے دونوں کے سامنے براہ راست معلوم کیا گیا وہ یہ کہتا ہے کہ ''طلاق دیدوں گا'' کا لفظ کئی بار استعمال کیا گیا ہے اور ''دیدی'' کا لفظ نہ سنا، نہ یاد ہے جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے اور شوہر نے بھی صاف لفظوں میں اس کا انکار کر دیا ہے کہ پانچ چھ مہینے پہلے جھگڑے کے

دوران طلاق دی ہے؛ بلکہ یہ کہتا ہے کہ دھمکی کے لئے ''طلاق دیدوں گا'' کا لفظ کئی بار استعمال کیا اور ''طلاق دیدی'' کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا اور اس بات پر قسم کھانے کے لئے تیار ہے؛ لہٰذا بیوی کے اپنے دعوے کے ثبوت میں شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شریعت اسلامی میں ایسی صورت میں حکم شرعی یہی ہے کہ بیوی کے دعویٰ کا اعتبار نہیں شوہر کے قول کے اعتبار سے حکم شرعی نافذ ہوجاتا ہے؛ اس لئے مذکورہ واقعہ میں دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، شوہر کو رجعت کا حق ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ شریعت عورت کو یہ بھی کہتی ہے کہ اگر واقعۃً اس نے اپنے کان سے پہلے واقعہ میں بھی دومرتبہ ''طلاق دی'' کا لفظ سن رکھا ہے اور اس کو اس بات کا یقین ہے تو خوشی سے اپنے آپ کو شوہر کے حوالہ کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ مال دے کر یا مہر معاف کر کے شوہر سے الگ ہوجائے اور اگر شوہر خلع کرنے اور مال لینے پر کسی طرح تیار نہیں ہے اور بیوی کو رکھنے پر ہی مصر ہے، تو ایسی صورت میں مجبوراً بیوی کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے اور سارا گناہ شوہر پر ہوگا، اللہ کے یہاں بیوی سے باز پرس نہیں ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۲۸۲)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أوتهرب (وقوله) أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولابينة لها، فالإثم عليه. (شامي، كراچي،۳/۲۵۱، زكريا ٤/٤٦٣)

وفي البحر يحل لها أن تتزوج بزوج أخر فيما بينها و بين الله تعالىٰ.

(البحر الرائق، كوئٹه ٤/٥٧، زكريا ٤/٩٦)

أن المرأة كالقاضي لا يحل لها، أن تمكنه إذا علمت منه، ماظاهره خلاف مدعاه. (شامي، كراچي ۳/۳۰۵، زكريا ٤/٥٣٨)

إذا سمعت منه المرأة، أو شهد به عندها عدل لا يسعها أن تدينه؛

لأنها كالقاضي لا تعرف منه إلا الظاهر. (فتح القدير، دارالفكر بيروت ٤/ ٧، كوئٹه ٣/ ٥٣ ٣، زكريا ٦/ ٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ / جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۹۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۶/ ۱۴۲۴ھ

دومرتبہ طلاق کے بعد مزید ۲/ طلاق میں شوہر و بیوی کا اختلاف

سوال [۶۸۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک نشست میں دومرتبہ طلاق دی، اندرون عدت رجعت ہوگئی، چند ایام گذرنے کے بعد ایک دن دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا، معاملہ طول پکڑ گیا، زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھ میں نے پھر تجھے دومرتبہ طلاق دی، زید کی بیوی اس سے اس روز سے الگ ہوگئی اور وہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہے؛ جبکہ زید اس بات پر مصر ہے کہ اس نے طلاق دی، ایسا نہیں کہا؛ بلکہ طلاق دیدوں گا کہا، اس سلسلہ میں زید اپنا حلفیہ بیان دینے پر نہ صرف یہ کہ راضی ہے؛ بلکہ اس کا اصرار ہے کہ ایسا کیا جائے اور اس نے اپنا حلفیہ بیان دیا ہے؛ لیکن اس کی بیوی اس کی درخواست اور بار بار کے اصرار پر کوئی نوٹس نہیں لے رہی ہے، وہ اپنی اس بات پر قائم ہے کہ اس کے شوہر نے اسے دوطلاق کے بعد رجعت کر کے اسے پھر دو اور طلاقیں دی ہیں، اب رجعت کا کوئی موقع نہیں رہا۔ براہ کرم اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبدالکریم حنفی، منظر پورہ، اچلپورہ، امراوتی (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کو دومرتبہ طلاق دی ہے، اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں اور اندرون عدت رجعت بھی کر لی ہے، تو اس

سے رجعت ہوگئی، دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گذار سکتے ہیں جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے؛ لیکن چندروز گذرنے کے بعد جھگڑے کے درمیان زید کی زبان سے دوطلاق کے الفاظ جو نکلے ہیں، اس کے بارے میں زید اور اس کی بیوی کے درمیان اختلاف ہے، زید حلفیہ بیان کرتا ہے کہ ''تجھے دوطلاق دیدوں گا'' کے الفاظ کہے ہیں اور بیوی کہتی ہے کہ ''تجھے دومرتبہ طلاق دی'' کے الفاظ کہے ہیں، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس کی بیوی پر اپنے دعویٰ میں دوشرعی گواہ پیش کرنا لازم ہے، جنہوں نے براہ راست اپنے کان سے یہ الفاظ سنے ہوں؛ لیکن اگر بیوی کے پاس کوئی گواہ موجود نہیں ہے اور شوہر قسم کھالیتا ہے، تو شوہر کی قسم کے مطابق فیصلہ ہوگا کہ ''طلاق دیدوں گا'' ہی کے الفاظ کا اعتبار ہوگا، جس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور ''طلاق دی'' کے الفاظ جو بیوی کا دعوی ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا اور بیوی کو شوہر کے پاس جا کر حقوق زوجیت ادا کرنے چاہئیں اور ایسے حالات میں اگر واقع میں شوہر نے جھوٹی قسم کھائی، تو اس کا سارا گناہ شوہر کے سر ہوگا، بیوی پر نہیں ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة: ۲۸۲)

وما سویٰ ذلک من الحقوق يقبل فيهاشهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق، والوكالة، والوصية، ونحو ذٰلک. (هداية، كتاب الشهادة اشرفي ديوبند ۳/۱۵٤، البحر الرائق، كوئٹه ۷/٦۲، زكريا ۷/۱۰٤، در مختار مع الشامي، كراچي ٥/٤٦٥، زكريا ۸/۱۷۸)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره كنكاح، وطلاق......رجلان......أو رجل و امرأتان. (در مختار مع الشامي، كتاب الشهادة، كراچي ٥/٤٦٥، زكريا۸/۱۷۸)

ولغيرها رجلان، أو رجل، وامرأتان للآية أطلقه فشمل المال وغيره كالنكاح، والطلاق. (البحر الرائق، کوئٹہ۷/ ۶۲، زکریا۷/ ۱۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۶۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۶/۱۴ھ

تعداد طلاق میں زوجین کا اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے؟

سوال [۶۸۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ ان الفاظوں میں طلاق دی ہے کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' اور بیوی کہتی ہے کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتی ہوں مجھ کو تین بار طلاق دی ہے اور میاں اپنی بات پر قسم کھانے کے لئے تیار ہے۔ عنایت فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد رشید، ساکن گڑھی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر دو طلاق کا اقرار کررہا ہے، تو دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے، بیوی جو تین طلاق کا دعویٰ کررہی ہے اور اس پر گواہ بھی نہیں ہیں اور شوہر تین طلاق کا انکار کررہا ہے، تو شوہر کے قول کے مطابق، صرف دو طلاق کا اعتبار ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة: ۲۸۲)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره كنكاح، وطلاق......رجلان......أو رجل و امرأتان. (در مختار مع الشامي، كتاب الشهادة، كراچي ٥/ ٤٦٥، زكريا٨/ ١٧٨)

وما سویٰ ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أو رجل، وامرأتین سواء کان الحق مالا، أو غیر مال، مثل النکاح، والطلاق الخ.

(هدایة، اشرفي دیوبند۳/ ۱۵٤، البحر الرائق، کوئٹه ۷/ ٦٢، زکریا۷/ ۱۰٤،الجوهرة النیره، امدادیه ملتان ۲/ ۳۲٦، دارالکتاب دیوبند ۲/ ۳۰۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۱۳۳/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱/۱۷ھ

تعداد طلاق میں کس کا قول معتبر ہے زوج یا زوجہ کا؟

سوال [۶۸۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو چند عورتوں کی موجودگی میں طلاق دی، زید کہتا ہے کہ میں نے دو ہی طلاقیں دی ہیں اور ہندہ اور وہ عورتیں کہتی ہیں کہ تین بار طلاق دی ہے، اس واقعہ کو لگ بھگ آٹھ ماہ گذر گئے ہیں، صورت مسئولہ میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عشر حسین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کی بیوی زید کے نکاح سے نکل گئی؛ کیونکہ عدت پوری ہوچکی ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں بیوی کو اختیار رہے، جس کسی دوسرے شخص سے چاہے نکاح کرے شرعاً جائز ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ. [سورۃ البقرۃ:۲۲۹] **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

الجواب صحیح:
محمد ایوب نعیمی غفرلہ

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد
مؤرخہ: ۲۹؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں چونکہ نصاب شہادت دومرد یا ایک مرد اور دوعورتیں موجود نہیں ہیں؛ لہٰذا ایسی صورت میں شوہر کے قول کا شرعاً اعتبار ہوگا اور بیوی پر دوطلاق واقع ہوگئیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة: ۲۸۲)

ولغيرها رجلان، أو رجل، وامرأتان للآية أطلقه فشمل المال وغيره كالنكاح، والطلاق. (البحر الرائق، کوئٹہ ۷/۶۲، زکریا ۷/۱۰۴، الجوهرة النيرة، امدادیہ ملتان ۲/۲۳۶، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۹، در مختار، کراچی ۵/۴۶۵، زکریا ۸/۱۸۷)

وما سوىٰ ذلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق الخ. (هداية، اشرفي ديوبند ۳/۱۵۴)

اوراب چونکہ طلاق دیئے ہوئے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں؛ لہٰذا بیوی کی عدت بھی پوری ہوگئی؛ اس لئے اب وہ بائنہ ہوچکی ہے، اب شوہر کا بیوی پر اختیار باقی نہیں رہا؛ بلکہ بیوی کو اختیار ہے چاہے شوہر اول سے نکاح کرے یا کسی دوسرے مرد سے۔

وينكح مبانة بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع. (تنوير الأبصار مع الشامي، کراچی ۳/۴۰۹، زکریا ۵/۴۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۸۱۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۵/۱۴۱۷ھ

بلا گواہ عورت تین طلاق سننے کی مدعیہ اور شوہر منکر

سوال [۶۸۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن گلناز بنت نزاکت علی کا نکاح فرحت علی سے ہوا تھا، اب فرحت علی نے گلناز کو مار پیٹ کر گھر سے باہر یہ کہہ کر نکال دیا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، تیرا مجھ سے کوئی مطلب نہیں ہے، تو میرے نکاح سے باہر ہوگئی، میں نے تجھے آزاد کیا تین چار مرتبہ یہی الفاظ کہے، اس کا لڑکی کے پاس کوئی گواہ یا ثبوت نہیں ہے، یہ الفاظ سن کر لڑکی اپنے گھر آگئی اور اپنے گھر والوں کو سارا واقعہ سنایا یہ بات سن کر لڑکی کے بھائی لڑکے کے والد کے پاس گئے کہ آپ کے بیٹے نے ہماری بہن کو مارا پیٹا ہے، اور اس کو طلاق دیدی ہے، تب لڑکے کے والد نے لڑکی سے پوچھا کہ اس نے کیا کہا، تو لڑکی نے پھر یہی کہا کہ آپ کے لڑکے نے مجھ سے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، اور اب تو میرے نکاح سے باہر ہے، تیرا مجھ سے کوئی مطلب نہیں، میں نے تجھے آزاد کیا، تو یہ سن کر لڑکے کے والد نے یہ کہا کہ میں لڑکے سے اور پوچھ لوں، جب جواب دوں گا، جب شام کو انہوں نے لڑکے سے پوچھا تو لڑکے نے یہ کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور لڑکی کے بھائیوں کے سامنے بھی یہی الفاظ کہے کہ میں نے تمہاری بہن کو طلاق نہیں دی، لڑکی یہ کہہ رہی ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ مارا اور طلاق دے کر گھر سے باہر نکال دیا، منہ میں طلاق دی، اب یہ مکر رہے ہیں اس کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، نہ ہی کوئی گواہ ہے، جو کہ میں لڑکے کے سامنے لاکر کھڑا کر دوں۔ اب آپ بتائیے کہ لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: شہاب علی ولد نزاکت، نواب پورہ، باغ گلاب رائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب گلناز کا خود کہنا ہے کہ اس نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین سے زائد مرتبہ طلاق دے کر گھر سے باہر نکال

دیا ہے، اور طلاق کے الفاظ اس نے خود سنے ہیں، تو ایسی صورت میں وہ اپنے شوہر کے لئے قطعاً حرام ہو چکی ہے اور اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اب اس کے لئے شوہر کے پاس جانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اب اگر دونوں اپنی خوشی سے ساتھ رہنا چاہیں تو بغیر حلالہ شرعیہ کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۶)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب. (شامي، كراچي ۳/۲۵۱، زكريا ٤/٤٦٣، البحر الرائق، كوئٹه ۳/۲۵۷، زكريا ۳/٤٨، تبيين الحقائق، امداديه ملتان ۲/۲۱۸، زكريا ۳/۸۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ رصفر المظفر ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۷۲۷)

تین طلاق پر بیوی کے پاس کوئی گواہ نہیں

سوال [۶۸۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ میں تجھے کہدوں؟ لڑکی نے کہا کہدو، پھر کہا کہ میں تجھے کہدوں، لڑکی نے کہا کہدو، ''طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' اب صورت حال یہ ہے کہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے دو بار کہا تھا، لڑکی کہتی ہے کہ تین بار کہا تھا، کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی ہے، تو کون سی طلاق مانی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: ڈاکٹر عبدالقدیر، سکٹو نگلہ، ڈاکخانہ سرکڑا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جبکہ بیوی طلاق کے الفاظ کا تین مرتبہ کہنے کا

دعویٰ کررہی ہے اور شوہر اس کا انکار کررہا ہے اور میاں بیوی میں سے کسی کے پاس شرعی گواہ بھی موجود نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں شوہر کا قول کہ ''میں نے دومرتبہ کہا تھا'' معتبر ہوگا اوراس سے دوطلاق رجعی کا حکم ثابت کیا جائے گا، اوراگر واقع میں شوہر نے تین طلاق دیدی تھیں، جس کا علم شوہر کو ضرور ہوگا، تو اس کا گناہ شوہر پر ہوگا، عورت پر نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۴۶۰، فتاوی محمودیہ قدیم ۴/ ۱۰۱، جدید میرٹھ ۱۹/ ۲۵۰)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣، مختصر القدوري، امداديه ديوبند ١٧٧)

فإن حلف و لا بينة لها، فالإثم عليه. (شامي، كراچي ٣/ ٢٥١، زكريا ٤/ ٤٦٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۳۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱۱/۷ھ

شوہر طلاق کا منکر ہو اور بیوی اقرار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اب سے تقریباً چھ سال قبل دوطلاق رجعی دیدی تھیں، جن کے بعد رجعت کرلی تھی، فی الحال دونوں میاں بیوی میں جھگڑا ہوگیا، اب زید کہتا ہے کہ دوران نزاع میں نے یہ کہا کہ اگر تو طلاق چاہے، تو میں تجھ کو طلاق نہیں دوں گا؛ جبکہ ہندہ یوں کہتی ہے کہ میرے شوہر نے یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی، تاہم ہندہ کے پاس گواہ نہیں ہیں اور زید ہندہ کے دعوے کا قطعی منکر ہے، مسئلہ کی نوعیت سے آگاہ فرمائیں، یہ صراحت فرمادیں

کہ زید پر یمین ہے یا نہیں؟ نیز اس سلسلہ میں ہندہ کو کیا کرنا چاہئے؛ جبکہ اس کو یہ پختہ یقین ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق مغلظہ دے کر اس کو اپنے نکاح سے جدا کر دیا ہے؛ جبکہ فتاوی دار العلوم جدید میں مذکور ہے کہ اس صورت میں بیوی شوہر کے پاس نہ جائے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/ ۲۶۹)

المستفتی: محمد وصی مدرس مدرسہ اشرف المدارس، ڈونگپوری، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر سوالنامہ میں درج شدہ واقعہ میں طلاق سے قطعی انکار کر رہا ہے اور بیوی نے از خود طلاق سن کر یقین کیا ہے کہ واقعی شوہر طلاق دے کر کذب بیانی سے کام لے رہا ہے اور عورت کے پاس اس کے ثبوت پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں، تو ایسے حالات میں پنچایتی لوگ شوہر کی تصدیق کے مکلّف ہیں اور پنچوں پر لازم ہے کہ شوہر کو بیوی کے ساتھ رہنے کا اختیار دیدیں اور ایسے حالات میں اگر نفس الامر میں شوہر طلاق دے چکا تھا اور بے دینی کی وجہ سے جھوٹی قسم اور جھوٹا بیان دے کر حرام شدہ بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے، تو سارا گناہ اور وبال شوہر پر ہوگا، اور بیوی اور پنچایتی لوگ وبال سے محفوظ ہوں گے؛ لیکن دوسری طرف شریعت نے بیوی کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ سے ایسے شوہر سے جان چھڑا لے یا بھاگ جائے اور اگر کسی طرح جان چھڑانے پر قدرت نہیں رکھتی ہے، تو بیوی گنہگار نہیں ہوگی، اور از خود بخوشی شوہر کے پاس رہنے سے عورت بھی شوہر کی طرح گنہگار ہوگی۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله لها، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أوتهرب (إلي قوله) أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولابينة لها، فالإثم عليه. (شامي، كراچي، ۳/ ۲۵۱، مصري ۲/ ۵۹٤، زكريا

٤/٦٣/٤، البحر الرائق، کوئٹہ ٣/٢٥٧، زکریا ٣/٤٨، تبیین الحقائق، امدادیہ ملتان ٢/٢١٨، زکریا٣/٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٧ر صفر المظفر ١٤١٢ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٧/ ٢٥٥٠)

تعداد طلاق میں زوجین کا اختلاف

سوال [٦٨٣٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق اس طرح سے دی کہ ایک مرتبہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی (یہ زید کے بیان ہیں) اتفاق سے زید کے بھائی جو کہ حافظ ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں، وہ گھر آ گئے، تو ان کی والدہ نے کہا کہ تیرے بھائی نے اس کو دو مرتبہ طلاق دی ہے، تو حافظ نے اپنی والدہ کے الفاظ سن کر زید کی زوجہ سے کہا کہ خاموش ہوجا، ابھی گنجائش ہے، تو زید کی زوجہ نے یہ کہا کہ مجھے اپنی قبر میں سونا ہے اور جو جھوٹ بولوں گی، تو ان کے بچوں کو کھاؤں گی، مجھے تو صبح سے کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں اور یہ الفاظ زید کی زوجہ کے حافظ صاحب اور والدہ نے اور دیگر عورتوں نے بھی سنے، پھر حافظ صاحب کی والدہ یا کسی اور نے یہ کہا یہ غلط کہہ رہی ہے، شام کو اس کا بھائی آ کر اسے لے گیا، تو اب یہ تحریر فرمائیں کہ کس کی بات کا اعتبار کیا جائے؟ زید کی بات کا اعتبار ہوگا یا زید کی والدہ کا اور بعد میں تحقیق سے پتہ چلا ایک عورت نے بتایا کہ میں اس وقت وہاں موجود تھی اور ایک غیر مسلم بھنگن تھی، شوہر نے طلاق کئی بار دی ہے، تو کس کی بات کا اعتبار ہوگا؟

(٢) کافی دنوں بعد زوجہ کا داماد بغیر کسی تحقیق کے خود ہی سوال لکھ کر نگینہ سے جائز ہونے کا فتوی لا کر اپنی خوشدامن کو اس کے باپ کے یہاں سے لے کر اس کے شوہر کے پاس چھوڑ گیا،

وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہ رہے ہیں اور داماد نے اپنے سسر سے بیان بھی نہیں لیا، تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس فتوی کو تسلیم کیا جائے یا نہیں؟

(۳) اور اگر خدانہ کرے کہ اس کو طلاق مغلظہ پڑ گئی اور زید کسی کی بات کو حلالہ کے لئے نہ مانے تو زید کے ساتھ کھانا پینا شادی وغیرہ میں شریک ہونا گناہ تو نہیں ہے؟

(۴) حافظ صاحب کے سامنے جو زید کی بیوی نے بیان دیئے ہیں اور بہت سی عورتوں کے اور والدہ کے، ممکن ہوسکتا ہے کہ اس کے شوہر نے بھی سنے ہوں کہ مجھے تو کئی مرتبہ طلاق دے چکا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں زید کے بیان کے مطابق ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور ماں نے جو دو مرتبہ کہا ہے، شاید وہ دیدوں گا کے لفظ بھی طلاق سمجھ رہی ہے، اس لفظ سے طلاق نہیں ہوئی، باقی دوسروں کے بیان کا اعتبار نہیں ہے؛ اس لئے کہ ان سب کا بیان غیر مستقر اور غیر معین ہے۔ نیز اس سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوا ہے؛ لہٰذا عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی زندگی گذارنا جائز ہوگا اور جواز کا جو فتوی لیا گیا، وہ بھی صحیح ہے۔

لوقال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنهر في شرح ملتقي الأبحر، دارالکتب العلمیة بیروت ٢/ ١٤)

لو قال: بالعربیة أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا قدیم ١/ ٣٨٤، جدید ١/ ٤٥٢)

قال اللّٰه تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة، رقم الآیة: ٢٨٢)

وما سویٰ ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أو رجل، وامرأتین سواء کان الحق مالا، أو غیر مال، مثل النکاح، والطلاق. (هدایة، کتاب الشهادت اشرفي دیوبند ٣/ ١٥٤)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣)

حافظ صاحب کی امامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٤ / رمضان المبارک ١٤١٤ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣١/ ٣٦٢٨)

زوجین کے مابین طلاق کے سلسلہ میں اختلاف ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال [٦٨٣٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کی عدم موجودگی میں وقفہ وقفہ سے کچھ اس طرح تین طلاق دیں کہ جس وقت زید نے اپنی بیوی ہندہ کو پہلی طلاق دی تھی، اسوقت ہندہ حاملہ تھی، زید نے ہندہ سے کہا کہ آج میں نے تجھ کو پہلی طلاق دی، دوسری بار طلاق دیتے وقت ہندہ دوسری بار حمل سے تھی، اس وقت زید نے یوں کہا آج میں نے تجھ کو دوسری طلاق دی، تیسرے بچے کے حمل کے دوران زید نے تیسری طلاق دی تھی، اس وقت زید نے ہندہ سے یوں کہا کہ آج میں نے تجھ کو دوسری طلاق دی؛ حالانکہ اس سے قبل زید دو طلاق دے چکا تھا؛ لیکن تیسری طلاق کو دیتے وقت بجائے تیسری طلاق کے کہ آج تجھ کو دوسری طلاق دی، اس طرح کہا؛ جبکہ زید اب اس بات سے انکار کررہا ہے کہ میں نے ہندہ کو طلاق نہیں دی اور ہندہ کہہ رہی ہے کہ زید وقفہ وقفہ سے مجھے تین طلاق دے چکے، دونوں کے درمیان سوائے اللہ کے کوئی گواہ نہیں، تو کیا طلاق واقع ہوچکی؟

المستفتی: لیاقت علی، جل گاؤں (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب دونوں کے درمیان کوئی گواہ نہیں ہے

اورشوہرطلاق کا منکر ہےاور بیوی اس کا دعویٰ کررہی ہے،تو ایسی صورت میں شرعی طور پرشوہر کی بات معتبر ہوتی ہے،خدانخواستہ زیداگر واقع میں جھوٹا ہے،تو سارا گناہ اسی پر ہوگا۔

قال الله تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقرة: ٢٨٢)

ما سوىٰ ذلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادت اشرفي ديو بند٣/ ١٥٤)

فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، كراچي ٣/٢٥١، زكريا ٤/٦٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸رمحرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۵۸۹)

زوجین کے قول میں اختلاف ہوتو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑ ہوا،جس میں شوہر نے بیوی سے کہا کہ میں تجھے اس مہینہ میں طلاق دیدوں گا، اس پر بیوی نے یہ کہا کہ تو مجھے ایک بار نہیں چھ بار طلاق دیدے؟ یہ سن کر شوہر نے کہا جا میں نے تجھے طلاق دی (یہ شوہر کے الفاظ ہیں اور بیان ہے)بیوی کا کہنا ہے کہ میرے الفاظ کے جواب میں شوہر نے یہ کہا کہ (جا میں نے تجھے چھ بارطلاق دی) اس واقعہ کے وقت صرف ان کی بیٹی موجود تھی،صورت مسئولہ میں شرعاً کتنی طلاق ہوئیں؟ شرعی حکم تحریر فرما کرعنداللہ ماجور رہوں۔

المستفتی: عبدالوحید قاسمی ،ٹانڈہ ڈونکپوری،رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ مسئلہ میں شوہراور بیوی دونوں کے بیان پر غور کیا گیا شوہر کے بیان کے اعتبار سے مذکورہ واقعہ میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، عدت کے اندر رجعت کرکے شوہر کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔

طلقني ثلاثاً، فقال:أنتِ طالق يقع واحدة (بزازيه، زكريا ١/١١٨، وعلى ها مش الهندية، زكريا ٤/ ١٨٠)

امرأة قالت لزوجها: طلقني ثلاثاً، فقال الزوج :أنت طالق، أو قال فأنت طالق،يقع واحد. (تاتارخانيه زكريا ٤/٢٧٤رقم٦٥٩٢)

اور بیوی کے بیان کے مطابق تین طلاق واقع ہوں گی اور چھ میں سے تین کے ذریعہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور باقی تین لغو ہے۔

سئل ابن عباسؓ، عن رجل طلق امرأته مائة فقال: ثلاث تحرم عليك امرأتك وسائرهن وزر اتخذت آيات الله هزوا (دار قطني ٤/١٠، رقم: ٣٨٨٠، مطبوعه دارالايمان، سهارنپور، السنن الكبرى للبيهقي، قديم ٧/٣٣٢، جديد دارالفكر بيروت ١١/٢٢٣، رقم: ١٥٣٥٢)

قال لها :أنت طالق واحدة فقالت :هزار ،فقال:هزار إن نوىٰ شيئاً فعلى مانوىٰ وإلا فلا شئ. (بزازيه، زكريا ١/١١٨، وعلى هامش الهنديه ٤/١٨١)

اب سوال یہ ہے، کہ کس کے بیان کا اعتبار کیا جائے تو اس سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب عورت کے پاس شرعی گواہ نہیں ہیں تو شوہر کے بیان کے مطابق حکم شرعی نافذ ہوجائے گا اور اس کو رجعت کا حق حاصل ہوگا، لیکن اگر عورت نے اپنے کان سے چھ طلاق کے الفاظ سنے ہیں تو دیانۃً عورت کے لئے شوہر کے پاس جانا ہرگز جائز نہیں ہے اور **المرأة كالقاضي** کے اصول کے مطابق اس کو اپنے سنے ہوئے الفاظ کی وجہ سے شوہر کے پاس نہ جانے کا فیصلہ کرلینا چاہئے ورنہ عورت خود معصیت اور گناہ کی مرتکب ہوگی، اور خلع وغیرہ کے

ذریعہ شوہر سے چھٹکارا حاصل کرلینا چاہئے۔

والمرأة كا لقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب. (شامي، كراچي ۳/ ۲۵۱، زكريا ٤/ ٤٦٣، البحر الرائق، كوئٹه ۳/ ۲۵۷، زكريا ۳/ ٤٤۸، تبيين الحائق، امداديه ملتان ۲/ ۲۱۸، زكريا ۳/ ۸۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۰۵۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/ ۵/ ۱۴۳۱ھ

عدد طلاق کے بارے میں زوجین کا اختلاف

سوال [۶۸۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی تقریباً ایک سال پہلے ہوئی ہے۔ شادی کے تین، چار ماہ بعد مجھے یہ پتہ چلا کہ نکاح ومنگنی سے پہلے میری اہلیہ کا ایک لڑکے کے ساتھ موبائل فون پر بات چیت کی حد تک تعلق تھا۔ اس بات کی تحقیق کے لئے میں نے بذات خود اس لڑکے کو اس تعلق کے بارے میں پوچھا تو اس لڑکے نے جواب میں کہا، کہ نکاح ومنگنی سے پہلے میرا تمہاری اہلیہ کے ساتھ موبائل فون پر صرف بات چیت کی حد تک تعلق تھا۔ اس بات کی مزید تحقیق کرنے کے لئے میں نے اپنی اہلیہ سے تنہائی میں (جہاں ہم دو کے سوا تیسرا کوئی نہیں تھا) کہا کہ نکاح یا منگنی کے بعد تیرا اس لڑکے کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعلق نہیں رہا۔ میری اہلیہ نے کہا کہ اب میرا کوئی تعلق نہیں ہے تو اس جواب سے میں مطمئن ہو گیا اور ہماری ازدواجی زندگی حسب حال چلتی رہی، اس واقعہ کا تذکرہ کچھ دنوں کے بعد میری اہلیہ کی پھوپھی کے سامنے ہوا۔ اس وقت میں میری اہلیہ اور اس کی پھوپھی ہم تین ہی انسان موجود تھے۔ صرف اس واقعہ کا تذکرہ

ہوا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ اور ہم دونوں تقریباً آٹھ ماہ تک خوش وخرم ازدواجی زندگی گذار تے رہے، اور فی الحال میری اہلیہ کو سات ماہ کا حمل بھی ہے۔

تقریباً آٹھ دس دن پہلے کی بات ہے کہ میرے سسرال والوں کے ساتھ کاروباری معاملہ پر میرا اختلاف ہوا اور بات تکرار کی حد تک بڑھ گئی؛ اور تکرار کے درمیان میرے گھر والوں نے میرے سسرال والوں سے کاروبار کے لئے دی ہوئی رقم کا مطالبہ کیا، تو اس تکرار والے روز سے لیکر یہ تحریر لکھنے تک میری اہلیہ اپنے ماں باپ کے گھر رکی ہوئی ہے۔

جب کاروبار والی رقم کا مطالبہ شدت کے ساتھ ہونے لگا تو آٹھ ماہ پہلے والی ایک شرطی طلاق کے بارے میں (جو میرے علم کے مطابق واقع بھی نہیں ہوئی) میری اہلیہ اور اس کی پھوپھی ایک طلاق کے بجائے تین طلاق کا دعوی کررہی ہیں۔ اور میں بحیثیت شوہر پورے وثوق کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ کہہ اور لکھ رہا ہوں، کہ وہ ایک طلاق تھی اور وہ بھی شرطی۔ (میں الحمدللہ فارغ التحصیل ہوں اور طلاق کی نزاکتوں کو جانتا ہوں) تو میں حضرت والا سے پوچھنا چاہ رہا ہوں، کہ اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہوگا؟

مذکورہ بالا اختلاف ''ایک'' یا ''تین'' طلاق کے بارے میں تحقیق کے لئے میرے پاس پانچ آدمی پہونچے، اور ہماری یہ مجلس ایک مسجد میں ہوئی، آنے والے پانچ آدمیوں میں سے دو آدمی جو میری اہلیہ کے چچا ہیں۔ انہوں نے مجھ پر دباؤ ڈالا کہ تم نے تین طلاق ہی دی ہوں گی تم برابر یاد کرو؛ اس وقت بھی میں نے ان پانچ آدمیوں سے مسجد میں بیٹھ کر کہا کہ میں نے ایک ہی طلاق شرطی دی ہے۔ (اور میں یہ تحریر لکھتے وقت بھی کہہ رہا ہوں، کہ میں نے ایک ہی طلاق اور وہ بھی شرطی دی ہے) ان پانچ آدمیوں کے ساتھ میری جو مجلس ہوئی اس مجلس میں میری اہلیہ کے دو چچا مجھ پر تین طلاق کا دباؤ کررہے تھے اور کہہ رہے تھے، کہ تمہاری اہلیہ کی پھوپھی بھی تین طلاق کو ہی کہہ رہی ہے، اور تمہاری اہلیہ بھی تین طلاق کو کہہ رہی ہے؛ جبکہ آٹھ ماہ پہلے طلاق کا جو معاملہ ہوا تھا اس وقت میں اور میری اہلیہ ہی موجود تھے، اس وقت اس کی پھوپھی موجود بھی نہ

تھی۔

دوسری بات یہ کہ آٹھ ماہ قبل میں نے صرف ایک شرطی طلاق دی تھی ،تو اب آٹھ ماہ کے بعد میری اہلیہ کس بنیاد پر تین کا دعوی کررہی ہے، یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

ان پانچ آدمیوں والی مجلس میں جب میری اہلیہ کے دونوں چچا تین طلاق پر زیادہ زور دینے لگے تو مجھے غصہ آگیا۔اور میں نے اس وقت اپنے دوست سے ''رضوان'' کو (جوان پانچ آدمیوں میں سے ایک ہے) مخاطب کرکے کہا کہ، رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔۔۔انشاء اللہ۔

مذکورہ بالا الفاظ میں نے کہے ہیں۔۔اور اس مجلس کے پانچوں آدمیوں کا کہنا ہے کہ تم نے الفاظ کہے ہیں کہ '' رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی میرے گھر چھوڑ جانا نہیں تو دوطلاق پڑ جائیگی۔۔۔ان شاء اللہ۔ بولے ہو۔اور میرا دعوی ہے کہ میں نے ''دوطلاق'' کے الفاظ بولے ہی نہیں۔اگر ان پانچ آدمیوں کے کہنے کے مطابق ،اگر میں نے دوطلاق پڑ جائیگی، کے الفاظ بولے ہوں تو کیا اس صورت میں طلاق ہوگی؟

یہ بات خاص طور پر ذہن نشیں رہے ،کہ'' رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔۔ان شاء اللہ'' مذکورہ الفاظ بولنے کے بعد ایک دو سیکنڈ کے دقفہ کے بعد انشاء اللہ بولا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ

(۱) میں نے جو شرطی طلاق دی تھی کیا وہ ہوگی؟

(۲) آٹھ ماہ بعد میری اہلیہ اور اس کی پھوپھی کا دعوی معتبر ہوگا یا میری بات کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۳) پانچ آدمیوں والی مجلس میں میرے الفاظ'' رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔ان شاء اللہ'' یہ الفاظ تو میں نے کہے ہیں، مجلس کے

پانچ آدمیوں کے الفاظ ”نہیں تو دوطلاق پڑجائیگی“ یہ جو الفاظ کے بارے میں ہمارے درمیان اختلاف ہے، اس میں کس کی بات معتبر ہوگی، میری یا ان کی؟ الفاظ کا تکلم کرنے والا میں ہوں اور میں نے یہی الفاظ کہے ہیں کہ ”رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔ ان شاء اللہ“ میں نے اپنے جملے میں دوطلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔

امید ہے کہ مذکورہ بالا سوال کا تفصیلی جواب عنایت فرما کر ممنون ومشکور ہوں گے۔

المستفتی: مولوی محمد توصیف بن سلیمان، گودھرا (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں بیٹھ کر جن پانچ آدمیوں سے گفتگو ہوئی ہے، ان میں سے، دو آدمی بیوی کے چچا ہیں اور ایک شخص خود شوہر کا دوست ہے، اور باقی دو کے بارے میں، کوئی صراحت نہیں کی ہے، اگر وہ دونوں غیر جانبدار ہیں اور شوہر سے ان دونوں کو کوئی دشمنی نہیں رہی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کے دوست اور ان دونوں آدمیوں کی شہادت معتبر ہوگی؛ لہٰذا نصاب شہادت اس معاملہ میں پورا ہوگیا، اگر بیوی کے دونوں چچاؤں کی شہادت کو معتبر نہ مانا جائے تب بھی دیگر لوگوں کی شہادت معتبر ہوگی، اور شوہر کا انکار معتبر نہ ہوگا، اس لئے مسجد میں تعلیق طلاق کا جو واقعہ پیش آیا ہے، اس واقعہ میں مذکورہ تینوں آدمیوں کی شہادت کی بنا پر دوطلاقِ رجعی واقع ہوگئی ہیں، اور طلاق کو ابھی ابھی شوہر کے گھر چھوڑ کر آنے پر، موقوف رکھا ہے، اور شوہر کے گھر نہ ابھی چھوڑ کر آیا اور نہ پورے دن اور نہ دوسرے دن چھوڑ کر آیا، لہٰذا تعلیق طلاق کی شرط کے پائے جانے کی وجہ سے دوطلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، اور فون پر بات کرنے سے متعلق اس لڑکے کا بیان جس سے بات ہوئی ہے، اور بیوی کا بیان متحد ہے، کہ نکاح اور منگنی کے بعد سے دونوں کے درمیان میں کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں رہا، اور شوہر نے کہا کہ اگر تعلق رہا ہو تو طلاق ہے؛ اور تعلق نہیں رہا ہے، اس لئے اس واقعہ میں کوئی طلاق نہیں ہوئی ہے لہٰذا صرف دوطلاق

رجعی پورے معاملہ میں واقع ہوئی ہیں، اس لئے عدت کے اندر شوہر کو رجعت کرنے کا حق ہے اور رجعت کر کے ازدواجی زندگی گذارنا جائز ہوگا، اور مسجد کے واقعہ میں تعلیق طلاق کے ساتھ دو تین سکنڈ کے بعد جو ان شاء اللہ کہا گیا ہے، وہ اتنے فاصلہ کے بعد، معتبر نہیں ہے۔

عن الأعرج قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (لاتجوز شهادة ذى الظنة والجنة والجنة) الجنة الجنون والجنة الذى يكون بينكم وبينه عداوة. (السنن الكبرى للبهقى، كتاب الشهادت، باب لا تقبل شهادة خائن، دار الفكر بيروت ١٥/ ٢٧٥، رقم: ٢١٤٥٧)

لاتجوز شهادة الرجل على الرجل إذا كانت بينهما عداوة، قالوا: هذا إذاكانت العداوة بينهما فى شئ من أمور الدنيا. (تاتار خانيه، زكريا ١١/ ٤٣٢، رقم: ١٦٥١٢)

فإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق امرأته ثلاثا وجحد الزوج والمرأة ذلك فرق بينهما؛ لأن الشها دة على الطلاق تقبل من غير دعوى (تاتارخانيه،٥/ ١١٦، رقم:٧٤١٣)

أن يكون موصولاً بما قبله من الكلام عند عدم الضرورة حتى لو حصل الفصل بينهما بسكوت أوغير ذلك لايصح. (هندية، زكريا، قديم ١/ ٤٦٠، جديد ١/ ٥٢٥)

امرأته تطليقة رجعيّة، أوتطليقتين، فله أن يرا جعها فى عدتها رضيت بذلك، أو لم ترض. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، جديد ١/ ٥٣٣)

إذا اضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط. (هداية، اشرفى ديوبند ٢/ ٣٨٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۷۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۶/۳ھ

شوہر کا چار گواہوں کے سامنے طلاق کا اقرار کرکے مکر جانا

سوال [٦٨٣٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انعام الحق کا بیان ہے، کہ میرے یہاں گھر تقریباً ایک ہفتہ سے کسی بات پہ لڑائی چل رہی تھی میرے والد کا مطالبہ تھا کہ بیوی کو طلاق دیدو، جب میں گھر آیا تو بات چل رہی تھی، تو معاملہ سلجھانے کے لئے محمد امان اللہ صاحب، جناب عبد اللطیف صاحب محمد عبد العزیز صاحب، اسمعیل صاحب آئے تھے، اندر جا کر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم گھر چلی جاؤ، ورنہ تینوں طلاق دیدیں گے، میں نے کئی مرتبہ کہا اور باہر آکر میں نے لوگوں سے کہا کہ طلاق دیدی، نقل دستخط محمد انعام الحق۔

جناب عبد اللطیف صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے انعام الحق کو کہا کہ تم جاؤ اپنی بیوی کو سمجھاؤ، کہ تمہارے والد سے زبان درازی نہ کرے، اندر جا کر کیا کہا یہ ہمیں معلوم نہیں، باہر آکر اس نے بتایا میں نے طلاق دیدی، جب ہم نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو خاموش رہو تو اس نے کہا ہاں، ہاں، میں نے تینوں طلاق دیدیں اور میں بھی پھانسی لگا کر مر جاؤں گا۔

نقل دستخط گواہ، عبد اللطیف۔

اس بیان کی تائید جناب اسمعیل صاحب، وعبد العزیز صاحب نے بھی کی اور دستخط کردئے، نقل دستخط گواہان، عزیز احمد، محمد اسمعیل،

جناب امان اللہ صاحب نے فرمایا، مذکورہ بالا گواہوں کے بیان کی تصدیق کرتا ہوں ساتھ ساتھ اندر جا کر اپنی بیوی سے انعام الحق نے کہا کہ تم گھر چلی جاؤ میں نے تینوں طلاق دیدی، نقل دستخط، محمد امان اللہ،

اسماء خاتون زوجہ انعام الحق کا بیان ہے، کہ میرے شوہر آئے اور چابھی مانگی اور کہا تم گھر چلی جاؤ ورنہ تینوں طلاق دیدیں گے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سنا، نقل دستخط، اسماء خاتون۔

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں، طلاق ہوئی یا نہیں، اور کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: نذر تو حید مظاہری، دار الافتاء جامعہ رشید العلوم، چیترا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر چار گواہوں کے سامنے تین طلاق دینے کا اقرار کر چکا ہے؛ تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہونے کا حکم ثابت ہوگا، اور بعد میں اس کا انکار اور بیوی کا صیغہ استقبال کی شہادت دینا معتبر نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۱۰/۱۳۶، امداد المفتیین کراچی ۵۹۷)

لو قيل له طلقت امرأتك، فقال: نعم أو بلى با لهجاء طلقت.

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصريح، کراچی ۳/۲۴۹، زکریا ٤/٤٦٠)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۲۷)	۱۸/۴/۱۴۱۳ھ

شوہر طلاق کا مقر اور گواہ منکر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ واحد عرف ببلو نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کی وجہ سے تین بار طلاق دیدی اور واحد عرف ببلو تین مرتبہ طلاق دینے کا خود اقرار کر رہا ہے اور طلاق کے دو گواہ موجود تھے، گواہ مکر گئے اور اس کے سسرال والے نہیں مانتے ہیں، مگر وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں، تو ایسی صورت میں شوہر کے اقرار کرنے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ اور بیوی حاملہ ہے کیا حالت حمل میں طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

اورسسرال والے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو تیرے پاس بھیجیں گے، ایسے طلاق واقع نہیں ہوتی ،شرعی مسئلہ کیا ہے واضح فرمادیں۔

المستفتی: واحدعرف ببلو وارثی نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر ببلو جب اپنی زبان سے بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے، تو بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا اور شوہر کے اقرار کے بعد کسی قسم کے گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور میکہ والوں کا یہ کہہ کرلڑکی کو بھیجنے کی کوشش کرنا کہ ہم اس طلاق کو نہیں مانتے، ایسے طلاق واقع نہیں ہوئی ان کا یہ طرزعمل شرعًا ناجائز اورغلط ہے،ان کو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفي بكڈپور ۲/۳۹۹)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة اشرفى بكڈپو ۲/۳۵۶)

ولو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق كراچي ۳/۲۳۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱؍۱۲۱۵۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۱؍۷؍۱۴۳۹ھ

عورت کے پاس شرعی گواہ موجود ہوں تو شوہر کے قول کا اعتبار نہیں

سوال [۶۸۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں : کہ ایک شخص زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور طلاق دینے کے وقت بیوی اور اس کے علاوہ چھ سات عورتیں وہاں پر موجود تھیں، اس کے بعد زید اپنے گھر سے اپنے دوست خالد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اس نے زید سے پوچھا کہ کتنی طلاق دی ہیں اور کیوں دی ہیں؟ زید نے کہا کہ تین طلاق دی ہیں بس ویسے ہی دیدیں کچھ مدت کے بعد زید طلاق کا منکر ہو گیا؛ لیکن زید کی بیوی اور اس کے طلاق دینے کے وقت جو عورتیں موجود تھیں وہ عورتیں گواہی دے رہی ہیں کہ اس نے ہمارے سامنے طلاق دی ہے، اسی طرح بیوی اور اس کا دوست خالد بھی کہہ رہا ہے کہ اس نے میرے سامنے تین طلاق اپنی بیوی کو دینے کا اقرار کیا ہے، لیکن زید اب کسی بھی طرح کی طلاق کا منکر ہے، تو مفتی صاحب بتائیے کہ کیا ایسی صورت میں زید کے انکار کے باوجود اور اس کے طلاق دینے کے وقت موجود عورتوں اور اس کی بیوی اور اس کے دوست کی گواہی کے پائے جانے کے باوجود کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

المستفتی: محمد سالم، محلّہ ملانہ، امروہہ (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے چھ سات عورتوں کے سامنے بیوی کو تین طلاق دیں اور وہ عورتیں شہادت دے رہی ہیں اور زید نے خالد کے سامنے بھی اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی کے پاس ایک مرد اور دو سے زیادہ عورتوں کی شہادت موجود ہے، اب زید کے انکار کا اعتبار نہیں؛ بلکہ بیوی کے دعویٰ پر شہادت ہونے کی وجہ سے تین طلاق کے واقع ہونے کو معتبر مانا جائے گا بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے قضاءً و دیانۃً دونوں اعتبار سے طلاق واقع ہو چکی ہے، اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۲۴۲)

ومنها الشهادة بغير الحدود والقصاص وما يطلع عليه الرجال وشرط فيها شهادة رجلين أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالاً أو غير

مال كالنكاح، والطلاق، والعتاق، والوكالة والوصاية، ونحو ذلك مما ليس بمال. (هندية، ۳/ ٤٥١، زكريا جديد ۳/ ۳۸۸)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة اشرفی بکڈپو ۲/ ۳۵٦، عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ٤٧٣، جديد ۱/ ٥۳٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۰۹۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۱/۱۴۳۴ھ

طلاق کی تعداد یاد نہیں

سوال [۶۸۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فاطمہ بی کی شادی صلاح الدین سے ہوئی شوہر صلاح الدین نے مجھ کو طلاق دے دی ہے، طلاق کے بعد بھی وہ میرے ساتھ رہتا ہے کیا یہ درست ہے؟ شوہر کے ساتھ نہ رہنے پر ان کے گھر والوں سے خطرہ ہے، جہیز کا سارا سامان جبراً بیچ دیا، کیا طلاق کے بعد سامان شوہر کے لئے واپسی کرنا ضروری یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتية: فاطمہ بی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں طلاق کی تعداد کا ذکر نہیں ہے، اگر واقع میں تین طلاقیں دی گئی ہیں، تو بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے دونوں کا ساتھ رہنا بدکاری اور حرام کاری شمار ہوگا، شوہر کے گھر والوں کے خطرے سے تین طلاق کے بعد اس

کے گھر پر رہنا قطعاً جائز نہیں ہے، آپ کو اپنے میکہ چلے جانا چاہئے اور جہیز کا سامان ہر حال میں بیوی کی ملکیت ہے، شوہر کے اوپر اس کی واپسی لازم اور ضروری ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هداية، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة اشرفى بكڈپو ديوبند٢/٣٩٩، عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥، شامي كراچي ٣/٤٠٩، زكريا ٥/٤٠، الفتاوى التاتارخانية زكريا ٥/١٤٨، رقم:٧٥٠٤)

إن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله الخ. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في دعوى الأب أن الجهاز عارية كراچي٣/١٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٣ ربیع الاول ١٤٣٦ھ
(فتویٰ نمبر: الف ١١٩٤٢/٤١)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٣/٣/١٤٣٦ھ

(۱۹) باب الحلالة

حلالہ کی تفصیل اوراس کی شرائط

سوال [۶۸۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دیں، ہندہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے، زید پھر ہندہ کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے؛ جبکہ زید نے صحیح حالت میں طلاق دی ہے، تو آپ یہ بتلایئے کہ زید اور ہندہ دوبارہ پھر کسی طرح سے شوہر بیوی بن سکتے ہیں؟ آیا دوسرے انسان سے نکاح کرنا پڑے گا؟ قدرے تفصیل فرمادیجئے۔

(۲) حلالہ کے واسطے شوہر بالغ یا نابالغ کی کوئی قید ہے؟ اگر مطلقہ ہندہ نابالغ لڑکے کے ساتھ شب باشی کرے، تقریباً دس بارہ سال کا لڑکا تو شوہر اول زید کی نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) مراہق کس کو کہتے ہیں اور حلالہ کے واسطے دخول حشفہ اور انزال شرط ہے یا نہیں؟ تینوں سوالوں کا جواب بالتفصیل مرحمت فرمادیجئے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: سخاوت علی، سرائے کجھور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب شوہر نے ہندہ کو تین طلاقیں دے دیں، تو اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر ہو جائے، پھر وہ مرد طلاق دیدے، تو دوبارہ عدت گذار کر شوہر اول زید کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل

امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥)

(۳) نابالغ شوہر سے ہمبستر ہونا کافی نہیں ہے۔

لو صغيرة لايجامع مثلها لا يحللها......وفي الأنفع: الصبي المراهق في التحليل كالبالغ، إذا جامعها قبل البلوغ، وطلقها بعد البلوغ؛ لأن الطلاق منه قبل البلوغ غير واقع. (هندية، باب الرجعة، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، زكريا جديد ديوبند ١/ ٥٣٥)

(۴) مراہق اس کو کہتے ہے جو بالکل قریب البلوغ ہو، جماع پر باقاعدہ قدرت رکھتا ہو، اور حلالہ کے لئے دخول حشفہ شرط ہے، وانزال شرط نہیں ہے۔

والشرط الإيلاج دون الإنزال؛ لأنه كمال ومبالغة فيه إلى قوله: والصبي، المراهق في التحليل كا لبالغ لوجود الدخول في نكاح صحيح. فسر الصبي المراهق في الجامع فقال: غلام لم يبلغ ومثله يجامع. وفي المنافع: المراهق الداني من البلوغ، وقيل الذي تتحرك آلته ويشتهي الجماع. وفي فوائد شمس الأئمة: أنه مقدر بعشر سنين. (فتح القدير، باب الرجعة، فصل في ما تحل به المطلقة، دارالفكر بيروت ٤/ ١٨٠، كوئٹه ٤/ ٣٣، زكريا ٤/ ١٦٠، هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۸۶۸)

حلالہ کے لئے اسلام شرط ہے

سوال[۶۸۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کی شادی زید سے ہوئی، زید نے ہندہ کو طلاق دیدی، ہندہ نے بعد عدت بکر سے شادی کی ہندہ نے بکر کی بات چیت سے بھانپ لیا کہ یہ عیسائی ہے اور ایک وقت ایسا آیا کہ بکر نے ظاہر کردیا کہ وہ عیسائی ہے، ہندہ کا پہلا شوہر زید بڑی مشکل سے ہندہ کو بکر کے گھر سے لایا۔ اب ہندہ اور زید شادی کرنا چاہتے ہیں، اس نکاح کے صحیح ہونے کے بارے میں شرعی نقطۂ نظر سے تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد عطاء الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں اگر بکر واقعی عیسائی تھا، تو ہندہ اور بکر کے درمیان سرے سے نکاح شرعاً ہوا ہی نہیں۔

لا يجوز تزوج المسلمة من مشركٍ ولا كتابي. (هندية، كتاب النكاح، باب المحرمات القسم السابع المحرمات بالشرك، زكريا ديوبند قديم ١/ ٢٨٠، جديد ١/ ٣٤٧)

اور اگر زید طلاق مغلظہ دے چکا تھا، تو اب زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح کرنا اس وقت تک شرعاً صحیح نہیں رہے گا، جب تک کہ ہندہ کسی مسلمان مرد سے نکاح صحیح کر کے ہمبستری نہ کرے؛ کیونکہ عیسائی کی ہمبستری حلالہ کے لئے کافی نہیں۔

وإذا وطئها إنسان بالزنا، أو بشبهة لا تحل لزوجها لعدم النكاح. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، زكريا جديد ديوبند ١/ ٥٣٥)

اور اگر زید نے طلاق مغلظہ نہیں دی تھی، تو اب دونوں کا آپس میں نکاح کرنا بلا حلالہ کے درست رہے گا۔

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوج في العدة

وبعد انقضائها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٧٢، جديد ۱/ ٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٥/ ۱٤۸، رقم: ٧٥٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ رشعبان المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۵/۳۲)

دوبارہ مطلقہ سے نکاح کرنے کی ایسی شکل جس میں محلل اور محلل لہ مستحق لعنت نہ ہوں

سوال [۶۸۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے غصہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھیں، پھر میں بہت پریشان ہوں، میرے تین چھوٹے بچے بھی ہیں، لڑکی والوں سے منت سماجت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی فتوی لاؤ گے، تو کارروائی کی جائے گی؛ لہٰذا اگر کوئی شکل نکل سکتی ہو، جس میں محلل اور محلل لہ دونوں لعنت کے مستحق بھی نہ بنیں تو مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد جمشید، رام نگر، بنگلور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی آپ کے اوپر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے نکاح بھی جائز نہ ہوگا، حلالہ کی مذمت جو روایات میں آئی ہے، وہ اپنی جگہ قائم ہے، اس سے بچنے کے لئے صرف یہی شکل ہے کہ بیوی اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص سے شادی کرکے اسی کے پاس رہ جائے، پھر وہ شخص اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہوجائے، اس کے بعد آپ اس سے نکاح کرلیں، تو شرعی حلالہ بھی ہوجائے گا اور لعنت کی مذمت سے بھی بچ جائیں گے۔

عن جابرؓ و عليؓ قالا: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن المحلل

والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١/٢١٣، دارالسلام رقم: ١١١٩، سنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب في التحليل، النسخة الهندية ١/٢٨٤، دارالسلام رقم:٢٠٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩)

يكره التزوج بشرط التحليل بالقول، بأن قال: تزوجتک على أن أحللک له، أوقالت المرأة: ذلک، لقوله عليه الصلوة والسلام: لعن الله المحلل، والمحلل له، أما لو نويا ذلک بقلبهما ولم يشترطا بقولهما فلا عبرة به.

(مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٩١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٥ر شوال المکرّم ١٤٣٣ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٩/ ١٠٧٩٦)

اس نیت سے نکاح کرنا کہ جماع کے بعد طلاق دیدے گا

سوال [٦٨٤٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص سے اس ارادہ سے نکاح کرایا جائے کہ تو صبح طلاق دیدینا، اگر کوئی لڑکی کو اس کے شوہر پر حلال ہونے کی نیت سے اس طرح نکاح کرے کہ صبح کو طلاق دے دیگا، تو وہ شخص اجر وثواب کا مستحق ہوگا کہ نہیں؟

المستفتی: محمد شہزاد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طریقہ سے حلالہ کرایا جائے تو بیوی شوہر

اول کے لئے بذریعہ نکاح حلال تو ہو جاتی ہے، مگر یہ شخص کسی قسم کے اجر وثواب کا مستحق نہیں ہوسکتا؛ بلکہ آئندہ کے لئے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

عن عبدالله بن مسعودؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١/٢١٣، دارالسلام رقم: ١١٢٠، سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١٣٩، دارالسلام رقم: ١٩٣٤، مشكوة شريف ٢/٢٨٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۳۵۸۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵؍۹؍۱۴۱۴ھ

شوہر ثانی سے حلالہ میں زبردستی طلاق دلوانا

سوال [۶۸۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ الیاس نے اپنی بیوی شمیمہ عرف شمیم کو طلاق مغلظہ دی، تقریباً دو سال پہلے، اب الیاس پھر شمیمہ سے عقد کرنا چاہتا ہے؛ لیکن شمیمہ الیاس سے عقد کرنے پر راضی نہیں تھی، عملیات کے زور پر اور سمجھانے پر شمیمہ کو راضی کرلیا گیا اور حلالہ کی شکل اختیار کی گئی اور الیاس کے پھوپھی زاد بہنوئی جن کا نسیم احمد نام ہے سے حلالہ کی غرض سے شمیمہ کا عقد کر دیا گیا اور اس حلالہ والے عقد میں نسیم بیگ کی پہلی بیوی سلمیٰ کے والد گواہ تھے، شام کو عقد ہوا اور صبح بعد نماز فجر تین چار آدمیوں نے زبردستی طلاق دلوادی اور نسیم بیگ کی طلاق کے الفاظ تھے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہوں اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہلوائے؛ لیکن لوگ مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے دوسری مرتبہ شمیمہ کا نام لے کر طلاق دلوائی۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ نسیم بیگ

نے جو پہلے طلاق دی، وہ آیا شمیمہ جس سے حلالہ کیا گیا، اس کو واقع ہوئی یا نسیم بیگ کی پہلی بیوی سلمیٰ کو واقع ہوئی؟ اور شمیمہ اب اپنے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ الیاس کی نسبندی ہوگئی ہے اور وہ لاولد ہے اور شمیمہ کو بچوں کی آرزو ہے اور حلالہ کے وقت شمیمہ کے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی کہ صبح ہوتے ہی نسیم بیگ سے طلاق لینی ہے، آپ کو صرف ایک مرتبہ حق زوجیت ادا کرنا ہے تاکہ الیاس سے نکاح کرنے کی گنجائش نکل آئے۔ اور نسیم بیگ سے شمیمہ کا نکاح اس شرط پر ہوا کہ صبح ہوتے ہی آپ کو طلاق دینی ہوگی۔

تو دریافت یہ کرنا ہے کہ شمیمہ اپنے شوہر اول کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ نسیم بیگ نے جو پہلے طلاق دی وہ شمیمہ پر واقع ہوئی یا پہلی بیوی سلمیٰ پر؟

المستفتی: انیس الرحمٰن مظاہری، گڑھوال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صبح کو طلاق دینے کی شرط پر نکاح کرنے اور پھر صبح کو زور دباؤ سے طلاق لینے والے گنہگار ہوں گے اور اگر نسیم نے شمیمہ سے ہمبستری کرلی ہے، تو ایسی صورت میں شمیمہ محمد الیاس سے عدت کے بعد عقد نکاح کرسکتی ہے، گناہ الگ چیز ہے اور حلالہ ہوجانا الگ چیز ہے۔

قال عقبة بن عامرؓ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أخبركم بالتيس المستعار؟ قالوا بلى! يا رسول الله، قال: هو المحلل لعن الله المحلل والمحلل له. (ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱۳۹، دار السلام رقم: ۱۹۳٦)

عن عبدالله بن مسعودؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۲۱۳/۱، دارالسلام رقم: ۱۱۲۰، سنن أبی داؤد، كتاب النكاح، باب في التحليل،

النسخة الهندية ١/ ٢٨٤، دارالسلام رقم:٢٠٧٦، سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١٣٩، دارالسلام رقم:١٩٣٥)

يكره التزوج بشرط التحليل بالقول، بأن قال: تزوجتك على أن أحللك له، أوقالت المرأة: ذلك، لقوله عليه الصلوة و السلام: لعن الله المحلل، والمحلل له، أما لو نويا ذلك بقلبهما ولم يشترطا بقولهما فلاعبرة به. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت٢/ ٩١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

نسیم بیگ سے شمیمہ کو طلاق دینے کا مطالبہ ہوا ہے، اس لئے شمیمہ ہی پر طلاق واقع ہوگئی ہے، سلمٰی پر نہیں، جو الفاظ پہلے کہے وہ بھی شمیمہ کے حق میں ہوں گے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ رصفر المظفر ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۵۳/۳۱)

حلالہ میں مہر کا لزوم اور طلاق دینے کی شرط پر حلالہ

سوال [۶۸۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی اور عدت گذارنے کے بعد عمر سے اس کا نکاح کردیا اور عمر سے یہ کہہ دیا کہ نکاح کے بعد طلاق دیدینا؛ چنانچہ عمر اس لڑکی سے ایک رات ملا اور صبح میں طلاق دیدی، تو دوسرے شوہر پر مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: نجم الدین، بھاگل پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں عمر کے ذمہ مہر لازم ہوگیا؛ البتہ اس طرح طے کر کے نکاح کرنا شرعاً مذموم ہے۔ حضور نے ﷺ ایسے مرد وعورت پر لعنت فرمائی ہے۔

ویتأکد عند وطء، أوخلوة صحت من الزوج. (در مختار علی الشامي، کتاب النکاح، باب المهر، کراچي ٣/١٠٢، زکریا ٣/٢٣٣)

عن عبدالله بن مسعودؓ قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندیة ١/٢١٣، دارالسلام رقم: ١١٢٠، سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب في التحلیل، النسخة الهندیة ١/٢٨٤، دارالسلام رقم:٢٠٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٠ رصفر المظفر ١٤٢٢ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٥/٧٠٦٩)

حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے کا حکم

سوال [٦٨٤٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبداللہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی؛ جبکہ بیوی کو ابھی معلوم نہیں ہے اور تین مہینہ پندرہ دن گذر چکے ہیں، کیا عبداللہ کی بیوی کی عدت گذری مانی جائے گی یا عدت گذارنے کے لئے بیوی کے علم میں طلاق کا لانا ضروری ہے؟

(۲) عبداللہ اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکا ہے؛ لیکن بیوی اس کے پاس آنا چاہتی ہے، اگر عبداللہ بیوی کو صورت مسئلہ بتا کر اپنے ایک درست سے نکاح کرادے، بغیر طلاق کی شرط پر اور عبداللہ کا دوست حلالہ کی غرض سے نکاح کرے اور دو یا تین دن بیوی کے ساتھ گذارنے کے بعد عبداللہ کے کہنے پر عبداللہ کا دوست طلاق دیدے اور عبداللہ کے گھر میں عدت

گذارنے کے بعدعبداللہ اس سے دوبارہ نکاح کرلےتو کیااس عبداللہ کے دوست کا نکاح جائز ہوگااورعبداللہ کے لئے اس کی بیوی جائز ہوسکتی ہے؛ جبکہ حدیث میں حلالہ کرنے والے اورحلالہ کرانے والے دونوں پرلعنت بھیجی گئی ہے۔ نیزسعودی عرب سے چھپاہواقرآن اردو تفسیر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ہندوستان میں جولوگ حلالہ کراتے ہیں بالکل غلط ہے،نکاح نہیں ہوتا ہے وہ زنا ہے اورشوہر کے لئے بیوی حلال نہیں ہوتی ہے، مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ دونوں مسٔلوں کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محمدانس،سنیچروالی بازار، پاکبڑا،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (١) جب شوہر نے بیوی کوتین طلاق دیدی ہیں، تو اس سے بیوی کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہوکرشوہر کے لئے قطعی طور پرحرام ہوچکی ہے اورطلاق کے واقع ہونے کیلئے بیوی کومعلوم ہونا لازم نہیں ہے۔اورجب طلاق دیئے ہوئے تین مہینہ پندرہ دن ہوگئے ہیں،تو اگراس مدت کے دوران طلاق کے بعدبیوی کوتین مرتبہ ماہواری آئی ہےاوربیوی تیسری ماہواری سے پاک ہوگئی ہے،توبیوی کی عدت بھی پوری ہوگئی ہے۔

وقال الليث عن نافعؓ كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فإن طلقتها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيرك. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩٢، رقم:٥٠٦٥، ف:٥٢٦٤، مسلم شريف، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق البائن، النسخة الهندية ١/٤٧٦، بيت الأفكار رقم:١٤٧١)

عن محمد ابن إياس أن ابن عباس رضي الله عنهما، وأبا هريرةؓ، وعبد الله ابن عمر وبن العاصؓ، سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثاً، فكلهم، قال: لا، تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (أبوداؤدشريف، كتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، النسخة الهندية ١/٢٩٩، رقم:٢١٩٨)

عدة الحرة للطلاق......ثلاثة أقراء أي حيض. (تبيين الحقائق امدادية ملتان ٣/٢٦، زكريا ٣/٢٤٨)

وهي في حق حرة تحيض لطلاق، أو فسخ بعد الدخول حقيقةً، أو حكماً ثلاث حيض كوامل. (در مختار، كراچي٣/٥٠٤، زكريا ٥/١٨١)

(۳) اگر بیوی کی عدت پوری ہوگئی ہے اوراس کے بعد دوسرے آدمی سے بغیر کچھ کہے اور بغیر کچھ شرط لگائے بیوی کا نکاح ہوجائے اوراس کے ساتھ ہم بستری ہوجائے اور ہم بستری کے بعد اس دوسرے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر کے طلاق دلوائی جائے یا وہ دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے، اس کے بعد کہیں بھی رہ کر وہ دوبارہ عدت گذارے، چاہے شوہر کے گھر میں یا میکے میں، اس طرح تین ماہواری کے ذریعہ سے عدت پوری ہوجائے ،تو اس کے بعد عبداللہ کا نکاح اس عورت کے ساتھ درست ہوجائے گا اور یہی حدیث پاک کے اندر صراحت کے ساتھ موجود ہے؛ ہاں البتہ طلاق دینے اور حلالہ کی شرط کے ساتھ دوسرے شوہر سے نکاح ہوا ہے اوراس نے ہمبستری کے بعد طلاق دیدی ہے، تو ایسی صورت میں دونوں گنہگار رہوں گے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن عقبة بن عامرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أخبركم بالتيس المستعار؟ قالوا: بلى! يا رسول الله، قال: هو المحلل لعن الله المحلل والمحلل له. (ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١٣٩، دارالسلام رقم:١٩٣٦)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائی شریف، النسخة الهندية٢/٨٤، دارالسلام رقم:٣٤٤٤)

عن عليؓ، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن المحلل

والمحلل له. (ترمذي شريف، كتاب النكاح، باب ماجاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١/٢١٣، دارالسلام رقم: ١١١٩)

فإن تزوجها بشرط التحليل كره: أي يكره التزوج بشرط التحليل لقوله عليه الصلوة والسلام: لعن الله المحلل، والمحلل له الخ .
(مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت٢/٩٠-٩١، البحر الرائق، كوئٹه ٤/٥٨، زكريا٤/٩٧، شامي، زكريا ٥/٤٧)

وشرط أن يطأها الزوج الثاني؛ لأنه ثبت بإشارة الكتاب وبالسنة المشهورة، والإجماع. (تبيين الحقائق، امدادية، ملتان ٢/٢٥٨، زكريا٣/٢٦١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۱۳۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱/۷ھ

حلالہ کی نیت سے کئے گئے نکاح اور حلالہ کا حکم

سوال [۶۸۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں، اب وہ اپنے اس فعل قبیح پر نادم شرمندہ ہیں اور اسی لڑکی کو اپنے نکاح میں ازسر نو لینا چاہتے ہیں؛ چنانچہ لڑکی اور لڑکا دونوں کے اہل خانہ کی رضا مندی سے بنیت حلالہ اس لڑکی کا عقد اس کے شوہر ہی کے خاندان میں ایک لڑکے سے گیارہ سو روپئے کے عوض کر دیا گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حلالہ کی نیت سے (یعنی اس صورت میں جبکہ لڑکی لڑکا اور دونوں کے اہل خانہ ومتعلقین کو اس بات کا علم ہو کہ یہ نکاح صرف حلالہ کرنے ہی کے لئے ہو رہا ہے اور ہر جگہ اس کا چرچا بھی ہے) نکاح کا حکم کیا ہے؟ کیا اس طرح شرعاً نکاح ہو جاتا ہے اور اس طرح حلالہ درست ہو جائے گا۔

نیز یہ بات بھی دریافت طلب ہے کہ کیا گیارہ سو روپئے کے عوض نکاح ہو جائے گا؟ اگر نکاح ہو جائے گا تو شوہر پر کتنی مقدار میں مہر لازم ہوگا، یعنی مہر شرعی کی آج کے دور میں اقل مقدار کیا ہے؟

المستفتی: محمد فرمان ملک، جہانگیر آباد، دھام پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف حلالہ ہی کی نیت سے نکاح ہونے میں گناہ ہوتا ہے؛ اس لئے کہ آپ ﷺ نے حلالہ کرنیوالے اور کرانے والے پر لعنت کے جملے استعمال کئے ہیں؛ لیکن اس طرح حلالہ کرانے کی صورت میں فی نفسہ حلالہ درست ہو جاتا ہے، اور اس طلاق کے بعد عدت پوری ہو جانے سے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح بلا شبہ درست ہو جاتا ہے؛ لیکن حلالہ کی صورت میں دوسرے شوہر کے ساتھ ہمبستری لازم ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: عن الرجل یطلق امرأته ثلاثاً، فیتزوجها الرجل، فیغلق الباب، ویرخي الستر، ثم یطلقها قبل أن یدخل بها، قال: لا تحل للأول حتی یجامعها الآخر. (نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندیة۲/ ۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴)

عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندیة ۱/ ۲۱۳، دارالسلام رقم: ۱۱۲۰، سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندیة ۱۳۹، رقم: ۱۹۳۵، سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب في التحلیل، النسخة الهندیة ۱/ ۲۸۴، دارالسلام رقم: ۲۰۷۶)

رجل تزوج امرأة، ومن نیته التحلیل ولم یشترطا ذلک تحل للأول بهذا، ولایکره ولیست النیة بشیئ ولو شرطا یکره وتحل عند أبي حنیفة، وزفر رحمهما اللّٰه. (هندیة، زکریا قدیم۱/ ۴۷، جدید ۱/ ۵۳۷)

اقل مہر کی مقدار دس درہم ہے، موجودہ زمانہ کے اعتبار سے اس کا وزن ۳۰ر گرام

٦١٨ ملی گرام یعنی دس گرام کے تولہ سے تین تولہ ٦١٨ ملی گرام چاندی ہے، اور تین تولہ ٦١٨ ملی گرام چاندی کی قیمت گیارہ سو روپئے سے زیادہ بنتی ہے؛ اس لئے گیارہ سو روپیہ مہر نہیں بنے گا؛ بلکہ تین تولہ ٦١٨ ملی گرام چاندی کا قیمت مہر میں ادا کرنا لازم ہوگا اور ادائے گی کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح الطحاوی ٣/١٩٣)

وأقل المهر عشرة دراهم. (هداية اشرفی دیوبند ٢/٣٢٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣/ ذی قعدہ ١٤٣٤ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٤٠/ ١١٢٧٩)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٣/ ١١/ ١٤٣٤ھ

طلاق کی شرط کے ساتھ حلالہ کرانا

سوال [٦٨٥١]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے نکاح کیا ہندہ سے اور ان سے چار بچے ہیں، زید نے ہندہ کو تین طلاق دیدیں۔ اب زید دوبارہ ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، پھر زید ہی نے ایک شخص کو تیار کیا کہ تم ہندہ سے شادی کرلو، اس شرط پر کہ تم ہندہ کو ایک دو دن میں طلاق دیدو گے اور عدت کے بعد میں دوبارہ ہندہ سے نکاح کرلوں گا: یعنی حلالہ کی شکل اختیار کیا، تو کیا اس طرح شرط لگا کر اول شوہر کو نکاح کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ اسی طرح دوسرے شخص کا شرائط کے ساتھ مقید نکاح کرلینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد المنان، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر چند دن میں طلاق دینے کی شرط کے ساتھ نکاح کرے گا، تو شرط باطل ہوجائے گی نکاح صحیح ہوجائے گا۔ اور نکاح کے بعد دونوں ہی ہمبستر ہوجائیں، پھر ہمبستری کے بعد دوسرا شوہر طلاق دے دیتا ہے، تو ایسی صورت میں

عدت گذر جانے کے بعد پہلے شوہر کے لئے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا، مگر اس طریقہ سے شرط لگا کر نکاح کرنا سبب لعنت ہے؛ بلکہ بلا شرط نکاح کرلیا جائے، پھر دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۳۵۹/۹)

قال عقبة بن عامرؓ: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألا أخبركم بالتيس المستعار؟ قالوا بلى! يا رسول الله، قال: هو المحلل، لعن الله المحلل والمحلل له. (سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١٣٩، دارالسلام رقم:١٩٣٦)

عن جابرؓ و عليؓ قالا: إن رسول الله صلی الله علیه وسلم: لعن المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ٢١٣/١، دارالسلام رقم: ١١١٩، سنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب في التحليل، النسخة الهندية ٢٨٤/١، دارالسلام رقم:٢٠٧٦)

وكره التزوج للثاني تحريما، كذا في البحر؛ لكن في القهستاني، وكره للأول والثاني لحديث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على أن أحللك وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الرجعة، كراچي٤١٤/٣، زكريا ديوبند٤٧/٥، البحر الرائق، كوئٹه ٥٨/٤، زكريا ٩٧/٤، مجمع الأنهر، دار الكتب اللعلمية بيروت ٩٠/٢-٩١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۵۵/۳۷)

مطلقہ مغلظہ کا شوہر ثانی سے خلوت کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا

سوال [٦٨٥٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، عدت کے بعد عقد ثانی شوہر ثانی سے ہوا اور حلالہ کے لئے خلوت کرائی گئی؛ ہمبستری نہیں ہوئی، بغیر صحبت کے طلاق ہوگئی اور پھر عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کرلیا؛ لیکن عورت نے کسی سے نہیں بتلایا، تقریباً بیس سال کے بعد عورت نے کسی کتاب میں یہ مسئلہ دیکھا کہ بغیر صحبت کے حلالہ نہیں ہوتا ہے، مسئلہ زیر غور یہ ہے کہ اس وقت یہ شوہر و بیوی کیا کریں؟

مسئلہ کی وضاحت فرما کر مکمل و مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں، اس وقت بچے جوان ہیں اور عورت حلالہ چاہتی ہے؛ لیکن شوہر چھوڑنا یا حلالہ نہیں چاہتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے تو حلالہ کرالیا ہے، تو نے اس وقت ہی کیوں نہیں بتلایا تھا، عورت کہتی ہے کہ مجھے مسئلہ کا علم نہیں تھا اب معلوم ہوا ہے، تفصیلی جواب چاہتے ہیں۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد ظفر سرائے، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ نکاح کرنا پہلے شوہر کے لئے اس وقت حلال ہوتا ہے کہ جب دوسرے شوہر کے ساتھ ہمبستری اور جماع عمل میں آجائے، محض خلوت کی وجہ سے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوتی؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیس سال تک ساتھ میں جو رہنا ہوا، اس میں وطی بالشبہ ہوئی اور اس سے جو اولاد ہوئی، وہ حلال اور ثابت النسب ہیں؛ ہاں البتہ معلوم ہوجانے کے بعد اب دونوں کا ساتھ رہنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ شرعی حلالہ لازم ہوگا۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، صحيح مسلم،

كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دار السلام رقم: ٣٤٤٠)

لاتحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجرد خلوة الثاني؛ بل لا بد من وطئه بحديث العسيلة. (شامي، باب المهر، مطلب في أحكام الخلوة، كراچي ٣/ ١١٩، زكريا٤/ ٢٥٧، الهندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥)

بأن وطئ المطلقة بالثلاث (إلى قوله) **بأن من وطئ امرأة زفت إليه وقيل له إنها امرأتک فهي شبهة في الفعل، وأن النسب يثبت إذا ادعاه الخ.** (شامي، كراچي ٣/ ١٥٤، زكريا٥/ ٢٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳۰؍محرم الحرام ۱۴۲۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۲۳۷)	۱۴۲۵/۱/۳۰ھ

حلالۂ شرعی کی صحیح صورت

سوال [٦٨٥٣]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (الف) حلالۂ شرعی کی صحیح صورت کیا ہوسکتی ہے؟

(ب) مطلقہ سے بغرض حلالہ محض اس ارادے سے شادی کرنا کہ دو چار روز بعد طلاق دیدی جائے گی تاکہ وہ شوہر اول کی طرف لوٹ سکے جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کوئی شخص بغرض حلالہ نکاح کرتا ہے، پھر اس کی نیت بدل جاتی ہے اور وہ طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے، تو اس صورت میں احکام شرعیہ کیا ہوں گے کیا فرض ہے؟ حلالہ کے لئے خلوۃ صحیحہ کافی ہے یا نہیں؟

(د) زید نے ہندہ سے بغرض حلالہ شادی کی دونوں کے درمیان کسی بھی طرح سے صحبت اور مباشرت کی نوبت نہیں آنے دی گئی اور گاؤں والوں نے جبراً زید سے طلاق

کا مطالبہ کیا زید جبریہ طلاق کے لئے تیار نہیں ہے زید کے اس رویہ پر گاؤں والوں نے اس کا مقاطعہ کرر کھا ہے، صورت مذکورہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(ی) اگر زید ہندہ کو صحبت اور مباشرت کے بغیر طلاق دیتا ہے، تو ایسی صورت میں ہندہ اپنے شوہر اول کی طرف لوٹ سکے گی یا نہیں؟ تمام نکتوں پر واضح دلائل کے ساتھ مطمئن فرمائیں۔

المستفتی: محمد کبیر الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (الف) اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ مطلقہ ثلثہ کسی دوسرے سے نکاح صحیح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے، اس کے بعد شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے اور پھر عدت بھی گذر جائے، تو شوہر اول کے لئے نکاح کرنا درست ہوسکتا ہے، بغیر صحبت کے حلالہ صحیح نہیں ہوسکتا ہے۔

عن عائشة ؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أوثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩)

(ب) یہ مکروہ تحریمی ہے اور حضور ﷺ نے محلل اور محلل لہ دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

عن عبدالله بن مسعود ؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ١/ ٢١٣، دارالسلام رقم: ١١٢٠)

لیکن اس کے باوجود شوہر ثانی صحبت کر کے طلاق دے گا، تو شوہر اول کے لئے نکاح حلال ہو جائے گا۔

كما في الهداية: فإن طلقها بعد وطءها حلت للأول لوجود الدخول في نكاح صحيح. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٤٠٠)

(ج) اصل میں نکاح ایک عقدالعمری ہے جو کہ اس عورت کے ساتھ زندگی گذارنے کی نیت سے کرنا ضروری ہے؛ اس لئے اس کو طلاق پر جبر کرنا ناجائز ہے؛ جبکہ وہ بھی سارے حقوق ادا کرنے کو تیار ہے، جبر کرنیوالے شرعاً ظالم کہلائیں گے، اور شوہر ثانی مظلوم ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ٨/١٢٤)

(د) صحبت: میاں بیوی ہمبستری میں جو فعل مخصوص کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں خلوت صحیحہ کسی خالی جگہ یا کمرہ میں میں میاں بیوی تنہائی اختیار کرلیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی (روزہ، نماز وغیرہ) نہ ہو اور مانع حسی (صغر پن) نہ ہو اور اسی طرح مانع طبعی (حیض ونفاس) بھی نہ ہو حلالہ کے لئے خلوت صحیحہ کافی نہیں ہے؛ بلکہ صحبت شرط ہے۔

(د) جبر کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ''ج'' میں گذر چکا ہے۔

(ی) عورت حلال نہیں ہوسکتی، جیسا کہ ''الف'' میں گذرا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢١ر رمضان المبارک ١٤٠٧ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٣/ ٢١٧)

شرعی حلالہ کا طریقہ

سوال [٦٨٥٤]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین بار سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے، اب دونوں یہ چاہتے ہیں کہ دوبارہ ساتھ رہیں، تو شرعاً کس طرح رہ سکتے ہیں؟ مہر ادا نہیں ہوا ہے، اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟ ایک بچہ دو سال کا ہے، وہ کس کے پاس رہے گا اور خرچ کون دے گا؟

المستفتی: محمد اقبال، اتمل وہار، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے تین مرتبہ سے زیادہ طلاق دے دی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ کلی طور پر حرام ہوگئی، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو شرعی حلالہ کے بغیر رہنا جائز نہیں اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ طلاق کے وقت سے تین مرتبہ ماہواری گذرنے کے بعد بیوی دوسرے مرد سے شادی کرلے اور اسکے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، اس کے بعد وہ شخص طلاق دیدے، پھر تین مرتبہ ماہواری گذرنے کے بعد آپ کے ساتھ نکاح جائز ہوسکتا ہے، مہر کا ادا کرنا آپ کے اوپر ہر حال میں لازم ہے اور بچے کا خرچ بھی آپ ہی کے اوپر لازم ہے اور بچہ ماں ہی کے پاس رہا کرے گا۔

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ١/٣٠٦، دارالسلام رقم: ٢٢٥٠، بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩١، رقم: ٥٠٦٠، ف: ٥٢٥٩، مسلم شريف، كتاب اللعان، النسخة الهندية ١/٤٨٩، بيت الأفكار، رقم: ١٤٩٢، نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذالك، النسخة الهندية ٢/٨٣، رقم: ٣٤٣١)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أ تحل للأول؟ قال: لاحتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤١)

لايحل له أن ينكح التي أبانها بالثلاث، وإن كانت المرأة حرة، وباثنتين إن كانت أمة حتى يطأها زوج غيره، بنكاح صحيح و تمضي عدتهامنه. (تبيين الحائق، امدادية ملتان ٢/٢٥٧، زكريا ٣/١٦٢)

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين. (هندية، زكرياقديم ۱/ ۳۰۳، جديد ۱/ ۳۷۰)

ونفقة الصغير واجبة على أبيه. (تاتارخانية، زكريا ٥/ ٤١٢، رقم:۸۳۳۳)

تربية الولد ثبت للأم. (در مختار، زكريا ٥/ ۲٥۳، كراچي ۳/ ٥٥٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۰۷۲/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۴/۲۳ھ

حلالۂ شرعی کی صورت

سوال [۶۸۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کوتکرار ولڑائی کے دوران یہ کہہ دیا کہ ''طلاق دی، طلاق دی طلاق دی'' تین دفعہ کہا تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر اسے ساتھ رکھنا چاہیں تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: ابن حسن منصور پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تین دفعہ طلاق دی کے الفاظ کہہ دئے ہیں، تو اس سے تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی شوہر پر حرام ہوگئی ہے، اب بغیر حلالۂ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ اور حلالۂ شرعی کی صورت یہ ہے کہ بیوی کی تین ماہواری کے ساتھ عدت پوری ہوجائے اس کے بعد دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہوکر اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوجائے، پھر وہ طلاق دیدے، پھر عدت تین ماہواری کے ساتھ گذر جائے، اس کے بعد پہلا شوہر نکاح کرسکتا ہے۔

عن عائشة رضـ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل

النبي صلى الله عليه وسلم، أ تحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، نسائی، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخةالهندية، ٢/ ٨٤، دار السلام رقم: ٣٣٤٠، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، النسخة الهندية ١/ ٤٦٣، بيت الأفكار رقم:١٤٣٣)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند ٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٠ رمحرم الحرام ١٤٢٩ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/ ٩٤٢٤)

ہمبستری کے بغیر حلالہ نامکمل ہے

سوال [٦٨٥٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تھیں، اس کی عدت گذرنے کے بعد میں نے چاہا کہ اس سے رجوع کروں، اس کے گھر والوں اور ذمہ دار حضرات نے اس کا نکاح کردیا

ساری رات شوہر کے پاس رہنے کے بعد صبح کو اس نے طلاق دیدی، اب میری سابقہ بیوی مجھ سے کہتی ہے کہ شوہر مجھ سے ہمبستر نہیں ہوا، ذمہ دار حضرات کہتے ہیں کہ ہم نے نکاح کردیا چاہے وہ ہم بستر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یہ وہ جانے، کیا وہ بیوی اپنے سابق شوہر کے لئے حلال ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: انظار النبی، سرائے جہانگیر، تمبا کووالان، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب شوہر نے تین طلاقیں دیدیں اور عدت کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور رات میں خلوت ہوگئی، مگر ہمبستر نہیں ہوا ہے، تو ایسی صورت میں پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا بغیر ہمبستری کے دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گذار کر پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں ہوگا اور خاندان والوں کا یہ کہنا کہ ''ہم نے نکاح کردیا، چاہے وہ ہمبستر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ جانے'' اس کی وجہ سے پہلے شوہر کے لئے حل جدید ثابت نہیں ہوگی اگر پہلے شوہر سے نکاح کیا جائے گا، تو وہ نکاح درست نہیں ہوگا اور اس عورت کے سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے یہ شکل ہے کہ دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گذارے، پھر تیسرے شوہر سے نکاح کرے، اس کے ساتھ ہمبستری کے بعد وہ طلاق دیدے گا، تو پھر عدت گذارنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کرنا درست ہوگا۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا،

حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/ ۸٤، دارالسلام رقم: ۳٤٤۰)

لـو قـال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

ولـو اختـلف الـزوجـان فـي التـمـكين من الوطء، فالقول لمنكرة؛ لأن الأصل عدمه. (الاشباه والنظائر، زكريا تحت قاعدة الأصل بقاء ما كان على ما كان ۱۹۰)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عـالـمـگيـري، زكـريـا قـديـم ۱/ ٤۷۳، جـديـد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱٤۷، رقم:۷۵۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۹۹۴)	۹/ ۳/ ۱۴۳۴ھ

حلالہ میں ہمبستری شرط ہے

سوال [۶۸۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے کسی ناراضگی کی بنا پر بیوی کو طلاق دیدی، وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور عدت گذاری، اب زید اپنی حرکت پر پشیمان ہے، وہ اپنی بیوی کی واپسی چاہتا ہے، لوگوں نے کہا کہ حلالہ کے علاوہ کوئی شکل نہیں ہے، زید پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر مسئلہ کا حل ڈھونڈھتا رہا کسی عالم نے بتایا کہ بیوی کو اس کے حوالے کردو وہ حلالہ کروالے گا؟ زید کا بھائی اس کے لئے آمادہ ہوگیا، اس کے بھائی کے ساتھ نکاح کرا دیا گیا، پہلی شب وہ بھائی بیوی کے کمرہ میں نہیں سویا یعنی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس کے بھائی نے بیوی کو طلاق دیدی

اور زید اس کے ساتھ نکاح کے لئے تیار ہوگیا، اب وہ عورت عدت گذار رہی ہے (سسرال میں یعنی شوہر کے چچا کے گھر) کیا عدت گذارنے کے بعد زید اس سے نکاح کر سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالحفیظ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حلالہ کے لئے جب دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہوگا، تو اس کے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، بغیر ہمبستری کے نہ عورت پر دوبارہ عدت لازم ہے نہ ہی پہلے شوہر کیساتھ نکاح جائز ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمود یہ ڈابھیل ١٢/ ٣٨١)

وسبب وجوبها (أي العدة) عقد النكاح المتأكد بالتسليم وماجرىٰ مجراه من موت، أو خلوة: أي صحيحة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب العدة، كراچي ٣/ ٥٠٤، زكريا ٥/ ١٨٠)

عن عائشة رضی اللہ عنہا أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخةالهندية ٢/ ٨٤، درالسلام رقم: ٣٤٤٠، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، النسخة الهندية ١/ ٤٦٣، بيت الأفكار ١٤٣٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٧/ شوال المکرّم ١٤٢٦ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/ ٨٩٤٤)

حلالہ کی صحت کے لئے ہمبستری شرط ہے

سوال [٦٨٥٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صابر نے اپنی بیوی نھیا کو تین طلاق دیدیں، نھیا نے عدت پوری کی پھر نھیا کی سگی جٹھانی کے بھتیجے بھورے سے نکاح ہوگیا، ١٠/ گھنٹہ کے بعد بھورے نے بغیر ہمبستری کے طلاق دیدی، تو یہ حلالہ شرعاً ہوایا نہیں اور صابر کے ساتھ اس عورت کا رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد صابر، نیا گاؤں اکبر پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بھورے کے ساتھ ہمبستری نہیں ہوئی ہے، تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوئی؛ لہٰذا جب تک دوسرے شوہر سے صحبت نہ ہوجائے، اس وقت تک پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی؛ لہٰذا جب بھورے نے بغیر صحبت کے طلاق دیدی ہے، تو طلاق بائن ہوگئی اور چونکہ غیر مدخول بہا ہے؛ اس لئے کسی بھی آدمی کے ساتھ بغیر عدت کے نکاح کرسکتی ہے اور اس کے ساتھ صحبت ہوجانے کے بعد اگر وہ طلاق دیتا ہے، تو دوبارہ عدت گذارنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمود یہ ڈابھیل ١٢/ ٣٨١)

وسبب وجوبها (أي العدة) عقد النكاح المتأكد بالتسليم وماجرىٰ مجراه من موت، أو خلوة صحيحة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب العدة، كراچي ٣/ ٥٠٤، زكريا ٥/ ١٨٠)

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨)

اب جو پہلے شوہر کے ساتھ آگئی ہے، تو فوراً دونوں میں علیحدگی کردینا لازم ہے۔

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
١۴/ربیع الاول ١۴٢٠ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ٣۴/٦٠٧٦)	١۴٢٠/٣/١۴ھ

حلالہ درست ہونے کے لئے دخول لازم ہے

سوال [٦٨٥٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زینب کا نکاح زید سے ہوا تھا، تین بچے بھی ہیں، اس کے بعد زید نے تینوں طلاقیں دیدیں، پھر عدت کے بعد زینب کا نکاح عمرو کے ساتھ ہوگیا، اب زینب اور اس کا پہلا شوہر زید دونوں چاہ رہے ہیں کہ پھر ہم دونوں کا نکاح ہوجائے۔ نیز عمرو بھی طلاق دینے کے لئے تیار ہے، اب اس مسئلہ میں شریعت کی رو سے کیا کیا جاوے؟

المستفتی: جسیم الدین، برولان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زینب کا شوہر ثانی عمرو اگر دخول کرچکا ہے، اور اب وہ زینب کو طلاق دینا چاہتا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق کے بعد عدت گذار کر زینب کا نکاح زید سے درست ہوگا۔ اور اگر عمرو سے دخول کی نوبت نہیں آئی ہے، تو زینب اپنے شوہر اول زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم: عن الرجل يطلق

امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الأخر. (نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية۲/ ۸٤، دارالسلام رقم: ۳٤٤٤)

لاينكح مطلقة بها: أي بالثلاث حتى يطأها غيره. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الرجعة، كراچي ۳/۹ ٤٠، زكريا ٥/ ٤٠)

ولاتحل الحرة بعد التطليقات الثلاث لمطلقها، لقوله تعالىٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ . [البقره: ۲۳۰]

من بعد الآية......إلا بعد وطئ زوج آخر ......بنكاح صحيح......ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت۲/ ۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۱۲۲)

حلالہ میں صحبت شرط ہے

سوال [۶۸۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ کو تین طلاق غصہ کی حالت میں دیدیں اور اس کے چھوٹے بچے بھی ہیں، اب زید نادم ہے کیا صورت ہوسکتی ہے کہ ہندہ زید کے پاس دوبارہ پہونچ جائے؟

(۲) زید نے ہندہ کو تین طلاق دیں اور بکر سے عقد ثانی ہوا، بکر نے ہندہ سے تنہائی میں پانی مانگا، ہندہ نے پانی دیا اور تھوڑا پانی پیا، اور بکر نے تین طلاق دیدیں، تو ایسی صورت میں کیا زید کے لئے ہندہ سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے؟

(۳) زید نے ہندہ کو تین طلاق دیں اور ہندہ کو حمل ہے اور زید نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا، کیا یہ کفارہ ہوسکتا ہے اور زید ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور زید کی بیوی کا عقد ثانی بکر سے ہوا اور بکر زید کا ملنے والا ہے، لوگوں کے کہنے کے مطابق بکر نے طلاق دیدی، کیا یہ صورت جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جوابات عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: عظیم الدین، موضع: گلنی، پوسٹ: تتزہاٹ، مونگیر (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) تین طلاق سے ہندہ مذکورہ پر تین مغلظہ طلاق واقع ہوگئیں؛ لہٰذا واپسی کی یہ شکل ہوسکتی ہے کہ ہندہ عدت گذار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور وہ شخص جب ہندہ کو وطی اور صحبت کے بعد طلاق دیدے اور ہندہ عدت گذار لے، تو اب زید ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لے سکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹)

(۲) حلالہ کے لئے صحبت شرط ہے، محض تنہائی میں پانی دینے سے حلالہ نہیں ہوا؛ لہٰذا ہندہ زید کے لئے حلال نہیں ہوئی۔

لم تحل له حتى......ويدخل بها ثم يطلقها. (هدايه، ۳۹۹/۲)

لقوله عليه السلام: أ تريدين أن ترجعي إلى رفاعة، قالت: نعم! قال: لا حتى تذوقي عسيلته و يذوق عسيلتک. الحديث. (بخاري شريف، كتاب الشهادت، باب شهادة المختبى ۱/ ۳۵۹، رقم: ۲۵۶۵، ف: ۲۶۲۹، مشكوة ۱/ ۲۸٤)

(۳) تین طلاق دینے کے بعد بطور کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے نہ کفارہ ہوتا ہے اور نہ بیوی شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے، چاہے حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔

لقوله تعالىٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

[سورة البقرة: ۲۳۰]

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٦)

(۴) اگر بکر شوہر ثانی نے عورت سے باضابطہ صحبت کرلی ہے، پھر لوگوں کے کہنے کے بعد طلاق دی ہے، تو عدت گذارنے کے بعد ہندہ زید کے لئے حلال ہو جائے گی اور اگر بغیر صحبت کے طلاق دی ہے، تو وہ زید کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

فإن طلقها بعد ماوطئها حلت للأول؛ لوجود الدخول. (هداية، اشرفي ديو بند ٢/ ٤٠٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍ ۵۹۹۱)

حلالہ کی ایک صورت

سوال [۶۸۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو غصہ میں تین بار طلاق دی اور یہ الفاظ کھلے دل سے تین بار کہے کہ میں نے تم کو طلاق دی، طلاق دینے کے بعد مرد اور عورت دونوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اس کے لئے دونوں نے کوئی صورت نکالنے کی کوشش کی طلاق کے بعد عورت نے عدت کا وقت گزار کر اور اپنی خوشی سے عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرلیا، نکاح کرتے وقت کوئی شرط کسی سے نہیں لگائی تھی، کچھ راتیں اس عورت کے ساتھ گذارنے کے بعد اور صحبت کرنے کے بعد دوسرے مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی اور یہ الفاظ تین بار کھلے لفظوں میں دوہرائے ''میں نے تم کو طلاق دی، میں نے تم کو طلاق دی، میں نے تم کو طلاق دی'' یہ الفاظ میں نے اور عورت نے سنے طلاق دینے کے اگلے دن پھر اس مرد نے اس عورت سے صحبت کی اور عورت سے کہا کہ میں نے تم کو خوشی سے طلاق نہیں دی تھی، صرف دکھانے کے لئے دی تھی اور میں نے تم سے صحبت دوبارہ

رجعت کرنے کے لئے کی ہے،تم میری بیوی ہو اور میں تم کو اپنی بیوی سمجھتا رہوں گا، یہ بات عورت نے کسی کو نہیں بتائی، یہ واقعہ ۱۹۸۶ء میں پیش آیا تھا اور عورت اپنی عدت پوری کرتی رہی، عدت پوری کرنے کے بعد عورت نے اپنی خوشی سے پہلے مرد سے نکاح کرلیا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ دوسرے مرد نے جو عورت کو طلاق دی تھی، وہ عورت پر پڑی یا نہیں؟ اور عورت نے بعد میں پہلے مرد سے جو نکاح کیا وہ جائز ہے یا نہیں؟ اب عورت کس کی ہے اور کیا کرنا چاہئے؟ تفصیل سے اس بات کا حل لکھنے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتی: مجتبیٰ علی، محلّہ: ویر بھدر، رشی کیس، دہرادون

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کرنا اور دل سے طلاق دینا لازم نہیں ہے؛ بلکہ مذاق میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب طلاق مغلظہ تین بار طلاق دینے کی وجہ سے واقع ہوچکی ہے، تو اس کے ساتھ دوبارہ ہمبستری بالکل حرام تھی تو بہ کرنا لازم ہے اور جب عورت نے عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کیا تو وہ نکاح شرعاً معتبر ہے، اگرچہ عورت نے شوہر ثانی کے ارادہ کو ظاہر نہ کیا ہو۔

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل، ولو عبداً، أومكرهاً، أوهازلاً لايقصد حقيقة كلامه الخ. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراچي ۳/۲۳۵، زكريا ٤/٤٣٨تا٤٤٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷؍ ۲۴۵۲)

مطلقہ مغلظہ سے دوبارہ نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی نے عرصہ پانچ سال پہلے زید سے طلاق لے لی تھی، اورزید نے اپنی بیوی کواس کے مطالبہ اورضد کرنے پرہی زبانی اورتحریر میں تین طلاق دیدی تھیں، اب زید کی سابقہ بیوی اپنے کئے پر شرمندہ ہے اور دوبارہ زید کے نکاح میں آنا چاہتی ہے، تو کیا زیداس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے اور بیوی بنا سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ بتا کرمہربانی فرمائیں۔

المستفتی: ضیاءالرحمٰن قریشی، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب پانچ سال قبل طلاق ہوئی ہے تواس درمیان میں عدت بھی گذر چکی ہے، اب کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری اورصحبت ہوجائے، اس کے بعد وہ طلاق دیدے، پھرعدت گذرنے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح صحیح ہوسکتا ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، نسائی، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخةالهندية ۲/ ۸٤، دارالسلام رقم: ۳٤٤۰، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها، النسخة الهندية ۱/ ٤٦۳، بيت الأفكار ۱٤۳۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/ ٤٧٣، جديد ۱/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۲۴۶/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۱۶ھ

مطلقۂ ثلاثہ سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں اور چار برس گذر گئے، پھر دونوں شادی کرنے پر راضی ہیں اور ابھی تک اس عورت نے کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کی ہے۔

المستفتی: محمد وسیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر دونوں دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو بغیر حلالۂ شرعی کے نکاح جائز نہ ہوگا اور جب طلاق کو چار سال ہوگئے، تو اس کی عدت بھی گذر گئی ہے، اب بلاتاخیر وہ عورت کسی مرد سے نکاح کرکے ہمبستر ہوجائے، اس کے بعد وہ مرد جب اس کو طلاق دے گا، تو عدت گذار کر شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔

عن عائشة رضـ **قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه.** (دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۳۷)

طلاق ثلاثہ کے بعد بلا حلالہ نکاح جائز نہیں

سوال [۶۸۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں سلطان عمیم ولد عبد القیوم نے اپنی بیوی فرزانہ بیگم ولد علی حسین کو ایک ہی مجلس میں تین بار طلاق دی، تو کیا اب میں فرزانہ کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: سلطان عمیم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو تین بار طلاق دیدی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اب اگر دوبارہ رکھنا چاہے تو حلالہ کے بعد ہی رکھ سکتا ہے بلا حلالہ نکاح درست نہ ہوگا۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۱۵۰)

بغیر حلالہ کے نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد اظہر نے شہانہ پروین کو ۱۵/ رمضان کو تین طلاق دیدی تھیں، پھر اس کے بعد ایک لڑکا ڈھائی مہینہ کے بعد پیدا ہوا ہے، اب طلاق کو آٹھ مہینہ ہوگئے ہیں، اب شہانہ پروین بغیر حلالہ کے میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اظہر الدین، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی کو تین طلاق دی جا چکی ہیں، تو بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی اور دوبارہ نکاح کے لئے صرف یہ شکل ہے کہ عدت گذرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح ہوجائے اور ہمبستری بھی ہوجائے، پھر وہ طلاق دیدے اور دوبارہ تین ماہواری کے ساتھ عدت گذر جائے تو اس کے بعد اظہر الدین کے لئے شہانہ پروین سے نکاح کرنا جائز ہوجائے گا۔

عن ابن عمر رضی قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٩/ربیع الثانی ١٤٢٨ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/٩٢٧٤)

مطلقہ مغلظہ سے بلا حلالہ نکاح درست نہیں

سوال [٦٨٦٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو ٢٠/سال ہوگئے، میرے تین بچے ہیں، بڑی لڑکی ١٨/سال، دوسری ١٦/سال اور ایک لڑکا ١٤/سال کا ہے، میرا بیوی سے جھگڑا ہوا اور میں نے غصہ میں طلاق دیدی تین بار زبان سے ادا کردیا، کیا بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرادیا جائے، اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟ میں اپنے کئے ہوئے پر بہت نادم اور افسردہ ہوں۔

المستفتی: محمد شاہد، نئی سڑک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین بار زبان سے طلاق دیدی ہے، تو اس کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ آپ اپنے کئے پر شرمندہ ضرور ہیں، مگر بغیر حلالہ کے بیوی حلال نہیں ہوسکتی۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة......لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/٤۷۳، جديد ۱/٥۳٥، هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٥/۱٤۷، رقم:۷٥۰۳)

لايحل للرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثاً قبل إصابة الزوج الثاني. (هندية، زكرياقديم۱/۲۸۲، جديد ۱/۳٤۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
۲۸؍صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۹؍۱۰۲۹۷)

الجواب صحیح:
احقرمحمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸؍۲؍۱۴۳۲ھ

مطلقہ مغلظہ سے بلاحلالہ نکاح کرنا

سوال[۶۸٦۷]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد تحسین ولد محمد یاسین محلّہ کرولا اسلام نگر کا رہنے والا ہوں، آج سے چار ماہ قبل اپنی بیوی زاہدہ پروین کو جھگڑا ہونے کی وجہ سے تین طلاق دے چکا ہوں، میری بیوی عدت گذارچکی ہے، میرے دولڑکے تین سال ۵؍سال کے ہیں اپنی غلطی پر نادم ہوں، اب اپنی بیوی سے بنا حلالہ کے نئی مہر کے ساتھ نیا نکاح کرنا چاہتا ہوں، اسلام کی روشنی میں میری رہبری فرمائیں۔

المستفتی: محمد تحسین، اسلام نگرکرولا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد بیوی شوہر کے لئے حرام ہوجاتی ہے اوراس کو دوبارہ نکاح میں لانے کے لئے ضروری ہے کہ حلالۂ شرعی کرایا جائے؛

لہٰذا آپ کے لئے اس سے بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

عن نافع عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهُ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/ ۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/ ۵/ ۱۴۳۳ھ

مطلقہ مغلظہ سے بلا حلالہ نکاح کا حکم

سوال [۶۸۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے والدین کی، زید سے کچھ نااتفاقی ہوگئی تو زید اپنے گاؤں سے نکل کر دوسرے شہر جانے لگا، تو اس کے والدین کرایہ کے لئے روپیہ دینے لگے، تو زید نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا، زید کے گاؤں کے لوگوں نے زید کو دوسرے شہر جانے سے منع کر دیا، زید نہیں مانا اور چلتا رہا، زید کی بیوی ہندہ بھی زید کے پیچھے چلتی رہی، زید نے ہندہ سے کہا تم گھر لوٹ جاؤ؛ لیکن ہندہ نہیں مانی اور وہ زید کے پیچھے چلتی رہی، زید بار بار منع کرتا رہا اور زید نے ہندہ سے کہا کہ دیکھو میں نے اپنی بیٹی ثریا کی قسم کھا لی ہے کہ میں یہاں سے دوسرے شہر چلا جاؤں گا، پھر بھی ہندہ نہیں مانی پھر زید ہندہ کے ساتھ گھر لوٹ آیا اور گھر لوٹنے کے ساتھ ہی زید نے ہندہ سے کہا ایک سانس میں کہ ’’تم کو ایک دو تین طلاق‘‘، اس حالت میں ہندہ کو طلاق

واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو رجوع کرنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: عبدالقادر اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، اب رجوع کی کوئی صورت نہیں، صرف حلالہ کرانے کی صورت ہوسکتی ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۰۷۸)

تین طلاق کے بعد کفارہ دینے سے بیوی حلال نہیں ہوتی

سوال [٦٨٦٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن جس کی شادی ۱/ ستمبر ۲۰۰۴ء کو ہوئی تھی، شادی کے تیرہ ماہ بعد ۷/ اکتوبر ۲۰۰۵ء بمطابق ۱/ رمضان ۱۴۲۵ھ بروز جمعہ لڑکے یعنی میرے بہن کے شوہر کا اس کے گھر والوں سے تکرار ہوگیا، اس وجہ سے دونوں میاں بیوی یعنی میری بہن اور اس کے شوہر نے چھ دن تک کچھ کھایا نہیں اور گھر والوں سے ناراضگی رہی، جب یہ بات بہن کے جیٹھ یعنی

میری بہن کے بڑے بھائی کو معلوم ہوئی، تو اس نے میرے بہنوئی کو کچھ روپئے دیئے اور کہا آپ اپنا کھانا الگ پکانا شروع کردو، جب بہن کی ساس کو معلوم ہوا کہ میرے بڑے لڑکے نے چھوٹے بیٹے کو الگ کھانا پکانے کے لئے کہا ہے، تو وہ بہنوئی کے پاس لڑتی ہوئی آئی اور بولی تم نے اگر اپنی بڑی بہن کے گھر جا کر اپنی بڑی بہن کو نہیں مارا ہوتا تو یہ تمہارے گھر کی ہوتی، اگر تمہارے سالے تمہاری بیوی کو آکر ماریں تو تم اس کو رکھ لوگے؟

لڑکے نے کہا اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں اسے چھوڑ دوں، تو چھوڑ رہا ہوں، یہ کہہ کر اس نے تین سے زائد مرتبہ طلاق دیدی، یہ بات ہمیں ۱۱/ گیارہ ماہ بعد ۲۹/ اگست ۲۰۰۶ء مطابق ۳/ شعبان ۱۴۲۷ھ کو معلوم ہوئی۔ لڑکی گھر آنے لگی ان لوگوں نے روک لیا کہنے لگے میاں بیوی کے جھگڑے میں طلاق نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا گھریلو لڑائی میں طلاق نہیں ہوئی ہے، لڑکی بعد میں بیمار بھی رہی اور میکہ بھی کم آئی، اس نے کہا میں اپنے گھر جا کر بتادوں، انہوں نے کہا ہم نے معلوم کرلیا ہے، کفارہ ادا کردیا ہے؛ لہٰذا پھر سے لڑائی جھگڑے گھر میں ہوئے، لڑکی کی برداشت سے باہر ہوگئے، دو ماہ سے زیادہ پریشان تھی، اس نے ان لوگوں کی بات پر یقین رکھتے ہوئے دین دار لوگوں سے مسئلہ معلوم کرلیا ہوگا، ۱۱/ ماہ تک کچھ نہیں بتایا۔

اس طلاق کی گواہ چار عورتیں ہیں۔

(۱) لڑکے کی ماں (والدہ)

(۲) بڑی جٹھانی

(۳) چھوٹی جٹھانی

(۴) نند بالغ ہے

دین کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل بتائیں۔ **جزاک اللہ خیرا.**

نوٹ: بڑی بہن کی شادی پندرہ سال پہلے ہوئی تھی اور وہ تیرہ چودہ سال سے اپنے گھر رکی ہوئی ہے۔

المستفتی: محمد خالد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ماں سے تکرار کے دوران بیٹے نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ سے زائد طلاق دے دی ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، آئندہ بلا حلالہ کے آپس میں ملنا بھی جائز نہیں اور طلاق دینے کے بعد کفارہ کے نام سے کچھ دینے سے طلاق معاف نہیں ہوتی، طلاق ہر حال میں طلاق ہی ہے، کفارہ اس کے لئے تلافی نہیں ہے، اور تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/ ٧٩١، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، مسلم شريف، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها، النسخة الهندية ١/ ٤٦٣، بيت الأفكار رقم:١٤٣٣، نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٠)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم:٣٩٣٢، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي بيروت١٢/ ٢٩٥، رقم: ١٣٤٢٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (فتاوى عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية

اشرفي ديو بند۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۳۳/۳۸)

بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بھی اس کے ساتھ زندگی گذارنا

سوال [۶۸۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں پھر اسی کے ساتھ رہنے لگا، دو سال کا عرصہ گذرنے کے بعد فتوی لینے کی خواہش ہوئی، اسی درمیان میں ایک لڑکا بھی پیدا ہوگیا، اب شریعت کے مطابق زندگی گذارنا چاہتا ہے، اس کا کیا طریقہ ہے؟ لڑکا میراث میں اس کے مال میں شریک ہوگا یانہیں؟

المستفتی: عبدالغفار قاسمی، لادھ کیسیہ، سمستی پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق دیدینے کے بعد عورت کو بلا حلالہ کے اپنے پاس رکھنا قطعاً ناجائز ہے؛ لہٰذا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ کرنا ضروری ہے، اب اگر آپ دوبارہ اس کو بیوی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں، تو حلالۂ شرعیہ ضروری ہوگا اور اس عورت کی عدت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر آپ اس سے حرام سمجھتے ہوئے ہم بستری کرتے رہے ہیں، تو ایسی صورت میں اس عورت کی عدت پوری ہوچکی ہے اور اس کا فوری طور پر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر اس کو حلال سمجھتے ہوئے آپ نے اس سے ہمبستری کی ہے، تو آخری ہم بستری کے بعد جب تین ماہواری مکمل ہوجائیں، تو دوسرے مرد سے نکاح ہوجائے اور اس کے ساتھ ہم بستری بھی ہوجائے، پھر جب وہ طلاق دے دے اور اس کے بعد تین ماہواری گذرجائے، تو آپ اس سے

نکاح کر سکتے ہیں اور جو بچہ اس مدت میں پیدا ہوا ہے، وہ ثابت النسب ہے؛ لہٰذا وہ باپ کے مال میں میراث کا حقدار ہوگا۔

اتفقوا أن التوبة من جميع المعاصي واجبة سواء كانت المعصية صغيرة، أو كبيرة. (نووي، كتاب التوبة ٢/٣٥٤)

والحاصل أنه إن كتمه، ثم أخبر به بعد مدة، فالفتوىٰ على أنه لا يصدق في الإسناد؛ بل تجب العدة من وقت الإقرار سواء صدقته، أوكذبته، وإن لم يكتمه بل أقر به من وقت وقوعه، فإن لم يشتهر بين الناس، فكذلك. وإن يشتهر بينهم تجب العدة من حين وقوعه وتنقضي، إن كان زمانها مضى، وهذا إذا لم يكن وطئها بشبهة ظن الحل وإلا وجبت بالوطء عدة أخرىٰ وتداخلتا كما مر، وكذا كلما وطئها تجب عدة أخرىٰ فلا يحل لها التزوج بآخر مالم تمض عدة الوطء الأخير بخلاف ما إذا كان الوطء بلا شبهة، فإنه لا يوجب عدة لتمحضه زنا، والزنا لا يوجب عدة كما مر. (شامي، باب العدة، كراچي ٣/٥٢٢، زكريا ٥/٢٠٥)

من طلق امرأته ثلاثا، ثم أقام معها زماناً.....ولووطئها وادعيٰ الشبهة، بأن قال: ظننت أنها تحل لي فإنها تستقبل العدة بكل وطأة تتداخل الأولىٰ.

(تاتارخانية، زكرياه/٢٣٨، رقم: ٧٧٥٠)

فإن المطلقة الثلاث يثبت النسب منها؛ لأنه وطء في شبهة العقد، فيكفي ذلک لإثبات النسب. (فتح القدير، دارالفكر بيروت ٥/٢٥١، كوئٹه ٥/٣٤، زكرياه/٢٣٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٣٤٨)

إن ادعى النسب يثبت في الأولىٰ لا في الثانية إلا في المطلقة ثلاثاً بشرطه، وتحته في الشامية: وتحصل من هذا أنه إذا ادعىٰ الولد يثبت النسب سواء ولدت لأقل من سنتين، أو لأكثر، وإن لزم الوطئ في العدة

لوجود شبهة العقد. (شامي، زكريا٦/ ٣٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۰۳)

بیوی کو تین طلاق دے کر اس سے رجوع کرنا

سوال [۶۸۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو غلط تعلق کی وجہ سے صراحۃً تین طلاق دیدیں تھیں، مگر چند بچے چھوٹے چھوٹے تھے اسی عورت سے اور خاندان والوں نے بھی زور ڈالا کہ اپنی بیوی سے رجوع کرو؛ چنانچہ ایک عالم سے معلوم کیا، تو انہوں نے بلا حلالہ کے رجوع کروا دیا، اور وہ اب میرے یہاں ہے، اب حج کا ارادہ رکھتا ہوں، تو پھر علماء سے پوچھا، تو بولے کہ وہ عالم دوسرے مسلک کے تھے؛ اس لئے تم مسئلہ دریافت کرلو، ورنہ بہت گنہگار رہوگے؛ لہٰذا عرض ہے کہ صحیح طریقہ سے مسئلہ تحریر فرمادیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد زبیر اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، جس عالم نے بلا حلالہ رجوع کرایا ہے وہ غلط ہے، اس سے حرام کاری ہورہی ہے، فوراً بیوی سے الگ ہوجائیں، بغیر شرعی حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ١٢/ ٢٩٥، رقم:١٣٤٢٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٩ رمحرم الحرام ١٤٢٤ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٦/ ٧٨٤٧)

مطلقہ مغلظہ کا بلا حلالہ نکاح کرانا

سوال [٦٨٧٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی میں کسی بات پر کہا سنی ہو رہی تھی، میاں نے غصہ میں آکر اسے تین بار طلاق دیدی طلاق دئے ہوئے تقریباً ایک سال ٢ ر ماہ کا عرصہ ہوگیا، لڑکی اپنے والدین کے یہاں پر ہے، لڑکی کے والد کہتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اسی میاں کے ساتھ کروں گا، تو ایسی صورت میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد القیوم، کندرکی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے اپنی بیوی کے لئے تین مرتبہ طلاق دی کے الفاظ استعمال کیے ہیں، تو اس سے زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو بغیر حلالۂ شرعی کے نکاح کرنا درست نہیں ہے، جب دو سال پہلے کا یہ واقعہ ہے، تو عدت گذر گئی، اب کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس سے ہمبستر ہو جائے،

پھر وہ شخص طلاق دیدے، اس کے بعد دوبارہ عدت گذار کر اس پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر کے رہنا درست ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/ ٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٤)

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا٣٧٦)

وإن كانت الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١ /٤٧٣، جديد ١ /٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۸۹/۳۷)

مطلقہ ثلاثہ سابق شوہر کے حق میں اجنبیہ ہے

سوال [۶۸۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ زید کی چچی زاد بہن ہے، ان دونوں کا نکاح آپس میں ہوا تھا، کسی وجہ سے ہندہ مغلظہ ہوگئی اور ہندہ کی شادی دوبارہ ہوئی نہیں حلالہ کے لئے؛ لیکن ہندہ اپنے شوہر سے بلا تکلف بات چیت کرتی ہے کھانا وغیرہ سب کام کرتی ہے حتی کہ خلوت حاصل کرتی ہے،

ہندہ کے سسر وغیرہ بھی اس سے منتفع ہوتے ہیں، ہندہ کے لئے درست ہے کہ بغیر حلالہ کئے یہ سب کام کرے اور اس کے شوہر سسر وغیرہ کو اس سے انتفاع حاصل کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکرم متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، تو اس کا شوہر کے پاس جانا اور اس سے بات چیت کرنا اور اس کے سامنے آنا جانا سب ناجائز ہے، ان دونوں کے درمیان شرعی پردہ واجب ہے، یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور غیر ہیں، اگر ساتھ رہنا چاہیں تو حلالۂ شرعی کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹/ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۹۸/۳۱)	۹/۳/۱۴۱۵ھ

فالج کی بیمار مطلقہ کو اپنے پاس اس مقصد سے رکھنا کہ اب اس سے کون نکاح کرے گا

سوال [۶۸۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی ہیں اور ان

دونوں کی کچھ حالت اس طرح ہے کہ فالج کا اثر کئی مرتبہ ہو چکا ہے اور ان کو اپنے گھر کوئی رکھ بھی نہیں سکتا اور اب وہ چاہتے ہیں کہ رجوع ہو جائیں؛ اس لئے دہلی میں ایک مفتی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا امام شافعیؒ کے مسلک میں کچھ گنجائش ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: محمد سلیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: حسب تحریر سوال مذکورہ شخص کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر میاں بیوی کا آپس میں زوجیت کا تعلق رکھنا حرام ہے اور امام شافعیؒ کے مسلک میں تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے بیوی کو رکھنے کی جو گنجائش سوال نامہ میں لکھی ہے، ہماری نظر سے نہیں گذری۔

وذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامي، كراچي ٣/٢٣٢، زكريا٤/٤٣٤، فتح القدير، دارالفكر بيروت٣/٦٩، كوئٹه٣/٣٣٠، زكريا٣/٤٥١)

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أويموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديو بند٢/٣٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۹۹/۳۸)

طلاق مغلظہ کے بعد دونوں کا ایک ساتھ رہنا

سوال[۶۸۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ الف کی شادی ذال کے ساتھ ہوئی تھی، یہ شادی دونوں طرف کے والدین کی زورز بردستی اور چالاکی کی بناء پر ہوئی تھی، الف نے ذال کو منظور تو کرلیا؛ لیکن دل پہ پتھر رکھ کر الف اور ذال کے چار بچے پیدا ہوئے، اس کے بعد الف کے والد کا انتقال ہو گیا، باپ کا ڈر جاتا رہا، تو الف نے میم نام کی عورت سے نکاح کرلیا اور ذال بھی رہتی رہی، ذال کے بھائیوں کو یہ بات بری لگی، وہ اپنے ہمدرد نیتاجی کو لے کر الف کے گھر آئے باتوں باتوں میں غصہ میں آکر الف نے ذال کو ذال کی غیر موجودگی میں تین طلاق بول دیں، یعنی ذال کے بھائیوں اور ہمدرد کی موجودگی میں، ذال کے بھائی گھبرا کر بھاگ گئے اور ذال الف کے گھر میں بیوی کی حیثیت سے رہتی رہی، میم بھی رہتی رہی، کچھ سال بعد ذال کے بیٹے بڑے ہو گئے اور وہ اپنی ماں کو اپنے ساتھ رکھنے لگے، الف اپنی بیوی میم کے ساتھ رہنے لگے، جان کاری یہ کرنی ہے کہ الف اور ذال کے رشتے کیا شوہر بیوی کے ہیں یا طلاق ہو چکی ہے، الف اور ذال میاں بیوی بن کر رہنا چاہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: اظہار الحسن، رٹائرڈ اے، ڈی، او، کنگ پریس کے سامنے شیدھی سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ذال پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، دونوں کا میاں بیوی کے طور پر ایک ساتھ رہنا قطعاً حرام ہے، دونوں میاں بیوی بن کر رہنا چاہیں تو حلالۂ شرعیہ کے بعد ہی رہ سکتے ہیں۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/ ۲۹۵، رقم:۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، شامي، كراچي ٣/٤٠٩-٤١٠، البحر الرائق، زكريا ٤/٩٤، كوئٹه ٤/٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵؍۶۹۸۶)

مطلقہ ثلاثہ کا شوہر کے ساتھ رہنا حرام ہے

سوال [۶۸۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں، میری بیوی کے ماں باپ نہیں ہیں، یہی سوچ کر میں نے شادی کی تھی، یتیم بچی ہے ہمدردی میں، لیکن معاملہ برعکس نکلا اس کی شروع سے یہ ضد تھی کہ گھر والوں سے کوئی تعلق نہیں رکھو گے، شادی کے ۸؍دن بعد سے ہی ہم دونوں میں جھگڑا ہونے لگا، میں نے ہر چند سلجھانے کی کوشش کی ہر طرح سے سمجھایا الگ رہنے پر بھی راضی ہو گیا؛ لیکن بہت سی ایسی باتیں ہیں، جن کی وجہ سے ہمارا مزاج نہیں مل پایا، بالآخر ایک دن میں نے اس سے کہہ دیا ''طلاق، طلاق، طلاق'' تین مرتبہ ۲۰۱۴/۷/۱۶ء کو طلاق دی، لیکن اس کے گھر والے چچا وغیرہ نے میرے گھر واپس بھیج دیا ہے، میں ان سے کہہ چکا ہوں کہ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے، اب وہ میرے ساتھ رہتی ہے، شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نسیم، محلّہ: چھوٹی منڈی، کٹگھر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپس میں نزاع اور اختلاف کی وجہ سے تین طلاق دینے کا شوہر خود اقرار کر رہا ہے؛ اس لئے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر وہ شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، اب دونوں کے درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

عن عائشة رضؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥)

أما المطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر. لقوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (بدائع الصنائع، زكريا٣/ ٢٩٥، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۶۷۴)

تین طلاق کے بعد شوہر کے ساتھ رہنا

سوال [۶۸۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام مہر بانو ہے، میرے شوہر کا نام محمد مشاہد حسین ہے، میری شادی ۱۹۸۴ء میں ہوئی تھی، اس درمیان میں میرے شوہر نے اپنے پورے ہوش وحواس میں مجھے ایک شخص کے سامنے جس کا نام اکبر علی ہے اور ہمارا کارڈ رائیور ہے اور چند آدمی محلّہ کے کئی بار

تین تین بار ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہا اور کہا کہ میں نے تم کو بہت سوچ سمجھ کر کہا ہے، کیا شرع محمدی کے حساب سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ کیا میرا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتية: مہر بانو

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شوہر نے جب پہلی مرتبہ کہا کہ ''طلاق، طلاق، طلاق'' تو اس سے تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور نکاح ختم ہوگیا، اب شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور جتنے دن اس کے ساتھ رہی ہے، یہ حرام کاری اور زنا ہے، دونوں کو گناہ کبیرہ سے صدق دل سے توبہ کرنا لازم ہے اور عورت فوراً شوہر سے الگ ہو جائے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦، هندية، زكريا قديم ۱/ ۳۵۵، جديد ۱/ ٤۲۳)

اور حلالہ شرعی کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، البحر الرائق كوئٹه ٤/ ۵٦، زكريا ٤/ ۹٤، در مختار، كراچي ۳/ ٤۰۹، زكريا ۵/ ٤۰ تا ٤۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ / جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ٦۷۳۲)

طلاق ثلاثہ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہنا

سوال [٦۸۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں : کہ کچھ وجھوں سے میرے اور میرے شوہر کے تعلقات اچھے نہیں رہے، دسمبر ۱۹۹۵ء کو غصہ میں میرے شوہر نے تین مرتبہ مجھ سے کہا کہ ''میں نے تم کو طلاق دی، دوسرے دن یہ واقعہ میں نے اپنے سسر سے بتایا، انہوں نے کہا کہ اگر یہ صورت حال ہے، تو تم کو طلاق ہوگئی اور تم کو اپنے شوہر سے الگ رہنا چاہئے، پھر انہوں نے مجھے دو دن شوہر سے الگ رکھا، پھر شوہر سے اس بات کی تحقیق کی تو وہ صاف انکار کر گئے کہ انہوں نے تین مرتبہ کہا تھا، انہوں نے کہا: کہ میں نے دو مرتبہ کہا تھا؛ جبکہ میں نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ ہی سنا تھا، پھر میرے سسر نے کہا کہ اگر یہ دو مرتبہ کی بات کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں تم دونوں ساتھ رہ سکتے ہو، میں نے کہا چونکہ میں نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ ہی سنا ہے، تو اب جو کچھ گناہ ہم پر ہوگا، اس کی ذمہ دار میں نہیں؛ کیونکہ آپ میری بات نہیں مان رہے ہیں، اس طرح ہم ساتھ رہنے لگے؛ لیکن تعلقات پھر بھی اچھے نہیں رہے، ان کی کچھ نا قابل برداشت باتوں کے سبب میں نے ۱۹۹۸ء کو وہ گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اور میں اپنے شوہر کو بتا کر آئی تھی کہ دوبارہ اس گھر میں نہیں آؤں گی۔ اس واقعہ کو تین سال کا عرصہ گذر چکا، جب سے آج تک میں اپنے میکہ میں ہوں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتية: اسماء بنت محمد رئیس، محلّہ: پیر غیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسئولہ صورت میں جب آپ نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تھا، اس پر آپ کے سسر نے آپ کو مسئلہ سے بھی آگاہ کر دیا، تو آپ کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں تھا؛ اس لئے اس کے بعد جتنے دن آپ نے اپنے شوہر کے ساتھ گذارے ہیں، وہ زنا کاری ہوئی ہے اور شوہر کے تین طلاق دینے پر چونکہ آپ کے پاس کوئی شرعی گواہ نہیں ہے؛ اس لئے قضاء تین طلاق کا حکم بھی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اب آپ کے لئے شوہر کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز ہوگا؛ بلکہ جس طرح ہو سکے خلع وغیرہ کے ذریعہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/ ۱۰۳)

المرأة كالقاضي لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذٰلك. (هندية، زكريا قديم١/٣٥٤، جديد ١/٤٢٢، شامي، كراچي ٣/٢٥١، زكريا ٤/٤٦٣، البحر الرائق، كوئٹه ٣/٢٥٧، زكريا٣/٤٤٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۸۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۶/ ۱۴۲۲ھ

مطلقہ مغلظہ سے ۹/ سال تک منکوحہ جیسا تعلق رکھنا

سوال [۶۸۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک خدا کو بھولا ہوا انسان تھا، وہ لگ بھگ ۹/ سال سے زنا کررہا تھا، یعنی زید کی شادی ۱۱/ سال پہلے ہوئی اور دو سال بعد زید نے تین طلاق دیدیں، اس کے بعد وہ اپنی بیوی کو ۹/ سال تک رکھے رہا، اس درمیان میں ایک لڑکی جواب ۸/ سال کی ہے اور ایک لڑکا تین سال کا ہے پیدا ہوا اور اب اپنے گناہ کا کفارہ چاہتا ہے، اور اس کو اپنی بیوی بنا کر اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے؛ لہٰذا زید اس مسئلہ میں کیا کرے اور زید کے گناہوں کی تلافی کس صورت میں ممکن ہے؟ زید کا روتے روتے برا حال ہے اور دعائیں بھی بہت مانگ رہا ہے، اسے اپنی غلطی کا بڑا احساس ہے۔

المستفتی: محمد ندیم، محمد یوسف، ٹانڈہ، بادلی، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید نے اگر بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی تھی، پھر بغیر حلالہ کے اپنے پاس رکھ رکھا ہے، اور اسی دوران اولاد بھی پیدا ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں یہ زندگی حرام کی ہے، اللہ سے توبہ کرنا لازم ہے اور عورت کو اگر بیوی بنا کر رکھنا چاہے، تو حلالہ کا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا، اس کی شکل یہ ہوگی کہ آج تک بیوی کے ساتھ

جو ہمبستری کا سلسلہ رہا ہے، وہ وطی بالشبہ کے درجہ میں قرار دیا جائے گا اور وطی بالشبہ کے بعد عدت واجب ہوتی ہے؛ لہٰذا عورت کو اپنے پاس سے الگ کردے، وہ باضابطہ عدت گذارے اور عدت پوری ہونے کے بعد وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوجائے، پھر وہ طلاق دے یا وفات پاجائے، پھر یہ عورت عدت گذارے اس کے بعد شوہر اول اس سے نکاح کرسکتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی شکل نہیں ہے اور اس دوران جو اولاد پیدا ہوئی ہے، وہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہے؛ لہٰذا اس کا نسب اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔

ويثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه ودخل بها أو لا في الأصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه؛ بل يجب على القاضي التفريق بينهما وتجب العدة بعد الوطء. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، زكريا ٤/٢٧٥، كراچي ٣/١٢٣)

والوطء بشبهة كالحلال: صورته وطئت امرأته بشبهة فحبلت وولدت، ثم تزوجت، ثم أرضعت صبياً كان ابنا للواطئ بشبهة. (شامي، كراچي ٣/٢٢١، زكريا٤/٤١٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۵۹۵)

کورٹ کے فیصلہ پر مطلقہ مغلظہ کو ساتھ رکھنا

سوال [۶۸۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اصغر علی ولد اکبر علی محلّہ مقبرہ اول کا رہنے والا ہوں، میں اپنی بیوی کو لگ بھگ دو سال پہلے تین طلاق دے چکا ہوں، لکھت روپ میں بھی اور چار لوگوں کے بیچ میں

بھی تین بار طلاق دے دی ہے۔اب میری بیوی نے کورٹ میں جا کر مجھ پر دعوی کیا ہے کہ دوبارہ میرا گھر بسایا جائے، کورٹ نے مجھ سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو اپنے گھر لے کر جاتے ہو یا جیل جانا چاہتے ہو؛ لہٰذا حضرت والا سے گذارش ہے کہ اس میں میں کیا کروں؟ مجھ کو حدیث اورقرآن کی روشنی میں آگاہ کریں۔شکریہ

المستفتی: محمد اصغر علی ولد اکبر علی محلّہ مقبرہ اول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، اب اگر دوبارہ دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو حلالۂ شرعی لازم ہے اور حلالۂ شرعی کا مطلب یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین ماہواری گذر جائے، اگر حیض والی عورت ہے اور اگر ماہواری کا سلسلہ بند ہوگیا ہے، تو طلاق کے بعد تین مہینہ گذر جانے پر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور اس مرد کے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، پھر وہ مرد طلاق دیدے، پھر طلاق کے بعد اگر ماہواری کا سلسلہ ہے، تو تین ماہواری گذر جائے اور اگر ماہواری کا سلسلہ بند ہوگیا ہے، تو تین مہینہ گذرنے کے بعد آپ کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے، اسی کو حلالۂ شرعی کہتے ہیں اور اس طرح کے حلالہ کے بغیر بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا آپ کے لئے جائز نہیں ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٗ ويخالطها و تذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم:۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها،

أو یـموت عنها. (هـنـدية، زكـريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديـوبـنـد ٢/٣٩٩، تـاتـارخـانية، زكـريـا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۳۱)

طلاق مغلظہ کے بعد بیوی کو دوبارہ رکھنا

سوال [۶۸۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی محمد اعظم نے چار سال پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی، اس بیوی سے دولڑکے ہیں، اس کے بعد بھائی صاحب نے ایک طلاق شدہ عورت سے نکاح کیا تھا، وہ عورت میرے دونوں بھتیجوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ یہ دونوں بچے اپنی ماں کے پاس چلے جائیں اور میں سارے گھر پر حکومت کروں اور یہ عورت بچوں کو بہت پریشان کرتی ہے اور بچوں کو ڈرانا دھمکانا اور کبھی یہ کہنا کہ پولیس میں دیدوں گی اور یہاں تک کہ عورت پنڈتوں کے پاس جاکر سفلی علم کا جادو کراتی ہے، بچے پیلے پڑتے جارہے ہیں اور بھائی صاحب کو بھی آگاہ کردیا ہے کہ تمہاری دوسری بیوی بہت شیطان ہے وہ تمہارے بچوں کی دشمن بن گئی ہے؛ لہٰذا تم ان بچوں کی ماں کو دوبارہ لاؤ اس کا فتوی نکلوا کر کوئی نہ کوئی حل نکل سکتا ہے۔ اب میں نے اپنے بھائی صاحب کو ساری باتیں بتلائیں اگر راضی ہوجائے تو بچوں کو ان کی اصلی ماں بھی مل جائے گی اور بچوں کی زندگی بھی سنور جائے گی، پہلی بیوی سے نکاح کس صورت میں ہو حلالہ ضروری ہے یا بغیر حلالہ کے دوسری کوئی صورت نظر آتی ہے؟ آپ اسلام کی روشنی میں حل بتلایئے۔

المستفتی: شرافت حسین، گوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ پہلی بیوی کو تین طلاق دیدی تھیں، تو اب اگر اس بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے، تو بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح درست نہ ہوگا؛ بلکہ حلالۂ شرعی میں زوج ثانی اس کے ساتھ ہمبستری کرے، پھر اس کے بعد طلاق دیدے، پھر اس کے بعد تین ماہواری عدت گذرنے کے بعد آپ کے بھائی اپنی طلاق شدہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں، اس کے بغیر دوبارہ رکھنے کی کوئی شکل نہیں ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۳۸۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۲۴ھ

مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ رکھ لیا دو بچے بھی ہو گئے کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، اس کے بعد چند دن الگ رہنے کے بعد پھر دونوں ساتھ رہنے لگے، اسی حالت میں دو بچے پیدا ہو گئے، تو یہ بچے ثابت النسب ہوں گے یا حرامی ہوں گے، بعد میں احساس پیدا ہوا کہ ہم حرام طریقہ سے رہ رہے ہیں۔ اب ہم

جائز طریقہ سے رہنا چاہتے ہیں، تو حل جدید کے لئے عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کرنا ہوگا؛ لیکن سوال یہ ہے کہ درمیان میں جو دو چار سال گذرے ہیں یہی عدت شمار ہوگی یا دونوں کے الگ ہونے کے بعد الگ سے عدت گذارنی ہوگی؟

المستفتی: محمد صادق بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد جب دونوں بغیر حلالہ کے ساتھ رہنے لگے اور اسی اثناء میں بچے پیدا ہوگئے، تو یہ بچے ثابت النسب ہوں گے؛ جبکہ اس نے حلال سمجھ کر طلاق کے بعد بیوی سے ہمبستری کی ہو، تو اس پر اب دوسری عدت بھی واجب ہو جائے گی۔ اور اگر شوہر کو معلوم تھا کہ بیوی میرے لئے حرام ہے، اس کے باوجود ہمبستری کی ہے، تو بچوں کا نسب اس شخص سے ثابت نہ ہوگا اور ایسی صورت میں اس عورت پر دوسری عدت بھی واجب نہ ہوگی؛ اس لئے کہ دوسری صورت میں یہ زنا ہوا ہے اور زنا میں نہ تو ثبوت نسب ہوتا ہے، اور نہ ہی عدت واجب ہوتی ہے۔

وإذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة أخریٰ لتجدد السبب. قوله بشبهة وذلک کالموطوء ة للزوج في العدة بعد الثلاث بنکاح، وکذا بدونه إذا قال ظننت أنها تحل لي–ومفاده أنه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نکاح عالماً بحرمتها لاتجب عدة أخریٰ؛ لأنه زنا. (شامي، کتب الطلاق، باب العدة، کراچي ۳/۵۱۸، زکریا ۵/۲۰۰)

لأن النسب کما یثبت بالنکاح الصحیح یثبت بالنکاح الفاسد وبالوطء عن شبهة. (هدایة، اشرفي دیوبند ۲/۴۳۸)

ولو طلقها ثلاثاً، ثم تزوجها قبل أن تنکح زوجاً غیرهٗ، فجاء ت منه بولد ولا یعلمان بفساد النکاح، فالنسب ثابت وإن کانا یعلمان بفساد النکاح یثبت النسب أیضًا عند أبي حنیفةؒ. (تاتارخانیة ۵/۲۶۲، رقم:۷۷۹۸)

لو طلقها ثلاثاً وهو يقيم معها فإن كان مقراً بالطلاق تنقضي العدة، وإن كان منكراً تجب العدة من وقت الإقرار زجراً لهما هو المختار. (هندية، زكرياقديم ۱/۵۳۲، جديد ۱/۵۸٤)

وإذا وطئت المعتدة بشبهة فعليها عدة أخرىٰ-والوطئ بالشبهة الموجبة لعدة أخرىٰ علىٰ أنواع-منها إذا دخل بها في العدة وقد طلقها ثلاثاً، وقال: ظننت أنها تحل لي. (تاتارخانية، زكريا٥/٢٣٩، رقم:٧٧٥٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۸۴/۴۰)

حلالۂ شرعی کے بغیر مطلقہ ثلاثہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں

سوال [٦٨٨٣]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہوگیا، زید نے اپنی بیوی کو لگاتار تین طلاقیں دیں، میاں بیوی کے علاوہ کوئی پاس نہ تھا، جب چرچا ہوا تو زید نے اقرار کرلیا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں، اس کے بعد زید کی گھر والی نے اپنے میکہ جاکر عدت پوری کرلی، پھر زید کے بڑے بھائی کے ساتھ نکاح کرادیا گیا اور چار دن کے بعد اس نے طلاق دیدی، اب اس کی عدت بھی پوری کرلی گئی ہے زید کے بھائی سے نکاح زید کی سسرال میں ہی کردیا گیا؛ لیکن نکاح کرنے کے بعد زید کا بھائی اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لایا وہیں سسرال چھوڑ آیا اور حلالہ نہیں ہوا، اس حالت میں کیا زید کے ساتھ نکاح کرلینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نسیم احمد، امام جامع مسجد، رام نگر کھا گووالا، ٹھا کردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید کے بھائی کے ساتھ عقدِ نکاح ہوجانے کے

بعد چونکہ زید کے بھائی نے اس سے ہمبستری نہیں کی اور بغیر ہمبستری کے طلاق دیدی، تو اس سے زید کے واسطہ وہ عورت حلالہ نہیں ہوئی؛ بلکہ حلالہ کے لئے ہمبستری لازم اور ضروری ہے؛ لہٰذا اب جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح وہمبستری نہ ہوجائے اور اس کی طرف سے طلاق وعدت نہ پوری ہوجائے، اس وقت تک زید کے لئے اس عورت سے نکاح جائز نہیں اور زید کے بھائی نے جب بغیر ہمبستری اس کو طلاق دیدی ہے، تو اس طلاق کے بعد دوسرے سے نکاح کے لئے عدت کی ضرورت نہیں تھی۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أ تحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰٦۲، ف: ۵۲٦۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵؍ ۷۲۵)

مطلقہ مغلظہ بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی

سوال [۶۸۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فیروز عالم نے اپنی بیوی امتی بیگم کو اپنی ماں سے جھگڑے کے کارن ایک سانس میں ۹؍ بار اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور پھر خفیہ طور پر لڑکی کے دادا اور چچا کو جو کہ ان پڑھ جاہل ہیں کسی بہانے سے بلوا کر کسی طرح راضی کر کے لڑکی سے ایک پیشہ ور غیر سندیافتہ عالم سے نکاح پڑھالیا اور نکاح کے جواز کا قاضی سے کاغذ بھی بنوالیا۔ اور امتی بیگم کو اپنی زوجیت میں رکھے ہوئے ہے، اس عالم کے باپ بھی ہزاروں ایسے نکاح پڑھایا کرتے تھے جن عورتوں کو طلاق مغلظہ ہوجاتی تھی، تو شرعی حکم تحریر فرمائیں یہ بھی واضح فرمائیں عدت ومہر واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: عفیف احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ۹/ بار طلاق دینے سے تین ہی طلاق واقع ہوتی ہیں اور تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے جان بوجھ کر دوبارہ نکاح پڑھانے والا سخت ترین گناہ کا مرتکب ہوگا اور جو نکاح پڑھایا جارہا ہے، اس سے شرعاً وہ عورت بیوی نہیں بنے گی، اس کو ساتھ رکھنا زنا کاری ہوگی۔ نیز طلاق کے بعد فیروز عالم پر عورت کا نفقہ اس شرط پر لازم ہے کہ وہ جہاں رہ کر عدت گذارنے کے لئے کہے وہاں عدت گذارتی ہو، مہر اس پر بہرحال واجب ہے۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۸/ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۷۹۷)	۸/۱/۱۴۱۵ھ

مطلقہ ثلاثہ کو ساتھ رکھنے کی شکل

سوال [٦٨٨٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تحریری اور زبانی تین دفعہ طلاق دی تھی، جس کو تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوگیا، اب بچوں کی وجہ سے دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو کیا طریقہ اپنانا پڑے گا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: معروف احمد سول لائن، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے ایک سال پہلے بیوی کوطلاق دیدی تھی، تو اس درمیان میں اس کی عدت بھی پوری ہو چکی ہے، اب اگر دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو بیوی کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے اور ہمبستری کے بعد جب وہ مرد طلاق دیدے گا، تو پھر دوبارہ عدت گذارنی لازم ہے اور دوبارہ عدت پوری ہونے کے بعد آپ کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا، اس طریقہ سے دونوں کے ساتھ رہنے کی شکل ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]

قال الليث عن نافع كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلثاً—إلي قوله—فإن طلقتها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيرك. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۲، رقم: ۵۲۶۴، مسلم شريف، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۱/ ۴۷۶، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

وقال حسنؓ، لو لا أني سمعت أبي يحدث عن جدّي النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: من طلق امرأتهٗ ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد دارالفكر بيروت ۱۱/ ۵۲، رقم: ۱۴۸۵۵، دار قطني، دارالكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۰، رقم: ۳۹۲۷)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۵۷)	۳/۳/ ۱۴۳۵ھ

تین طلاق کے بعد ایک ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۸۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری (استکار بن عبدالستار ساکن محلّہ بیگم سرائے سنبھل) شادی ایک سال پہلے سونا بنت حاکم علی ساکن غازی آباد کے ہمراہ ہوئی تھی، شادی کے بعد ہی سے میری بیوی نے مجھ سے اپنے ہی شہر میں رہنے کے لئے اصرار شروع کر دیا۔ بات اور بڑھی نوبت یہاں تک پہونچی کہ ہم دونوں کا ایک ساتھ رہنا مشکل نظر آنے لگا؛ اس لئے آپسی مصالحت کے پیش نظر گواہان کے سامنے میں نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر طلاق دیدی اور اس کا کل مہر پانچ ہزار روپیہ مع نفقہ عدت گواہان کی موجودگی میں ادا کر دیا گیا؛ لہٰذا اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے بعد ایک ساتھ رہنے کی گنجائش باقی رہتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: استکار بن عبدالستار، محلّہ بیگم سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسب تحریر سوال جب شوہر خود اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں اور طلاق کے دستاویز بھی مع شوری کے دستخط کے سوال نامہ کے ساتھ ہیں، تو مسئولہ صورت میں اس کی بیوی سونا بنت حاکم پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ اب بدون حلالۂ شرعیہ کے ان کے درمیان نکاح اور میاں بیوی کا تعلق جائز نہیں اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت کی تین حیض کے ساتھ عدت گذر جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے وہ مرد اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے اس کے بعد وہ مرد طلاق دیدے، پھر تین ماہواری کے ذریعہ عدت گذر جانے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا۔

عن نافع عن ابن عمرؓ، أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:

المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/ ۲۹۵، رقم: ۱۳٤۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۳، جديد ۱/ ٥۳٥، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۰۵۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۵/۴ھ

طلاق کے بعد دوبارہ ساتھ رہنے کی شکل

سوال [٦٨٨٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد سرفراز نے غصہ کی حالت میں جبکہ طبیعت بھی خراب تھی اپنی بیوی سے کہدیا، ''میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' تو اب اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگئی اور ہم دونوں پھر سے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں، تو اب دوبارہ ساتھ رہنے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

نوٹ: چار بچے ہیں، جن میں سے ایک سات سال کا ہے، دوسرا چھ سال کا، ایک لڑکی تین سال کی ہے اور ایک دودھ پیتی بچی ہے۔

المستفتی: محمد سرفراز، کرولا، رحمت نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوالنامہ میں مذکور صورت میں محمد سرفراز کی بیوی

پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ شوہر کی اس طلاق کے بعد بیوی پر تین ماہواری گذر جائے اس کے بعد اس کا کسی دوسرے سے نکاح ہوجائے اور اس مرد سے باقاعدہ ہمبستری ہو۔ اور پھر وہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دیدے، اس کے بعد مذکورہ عورت پر پھر تین مرتبہ ماہواری کا زمانہ گذر جائے تو اس کے بعد محمد سرفراز اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہ سکتا ہے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۳۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲؍ ۱۱؍ ۱۴۳۱ھ

طلاق مغلظہ کے بعد ایک ساتھ رہنے کی صورت

سوال [٦٨٨٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اپنے والدین سے بچوں کے اوپر جھگڑا ہوا، میں اپنے بچوں کو اپنی

بیوی سے مانگ رہا تھا، اس نے دیدیئے تھے؛ لیکن میرے والدین نے میرے بچوں کو مجھ کو نہ دیا اور میرے والدین نے میرے ساتھ مار پیٹ بھی کی اس پر میں نے اپنی بیوی کو تین بار کہا ”جا میں نے تجھ کو طلاق دی، جا میں نے تجھ کو طلاق دی، جا میں نے تجھ کو طلاق دی“ اور اس وقت میری بیوی حاملہ تھی، طلاق دینے کے گیارہ روز بعد بچہ پیدا ہوا، طلاق دینے کے اگلے روز لڑکی کے والد میرے گھر آئے اور اپنی لڑکی کو لے کر چلے گئے وہیں پر بچہ پیدا ہوا، لڑکی کے باپ نے لڑکی سے کہا کہ میں تیرا نکاح دوسری جگہ کرادوں، تو لڑکی نے اس پر منع کردیا کہ یا تو میں اپنے پہلے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہوں یا پھر اپنے بچوں کے ساتھ رہوں گی، دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی، بچہ پیدا ہوئے اب تقریباً کم وبیش چار ماہ ہوچکے ہیں۔ اب دونوں اس بات پر راضی ہیں کہ ہم دونوں ایک جگہ مل جائیں، اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مع حوالہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: غلام صابر، عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب اگر آپ اپنی بیوی کو ساتھ رکھنا چاہیں، تو حلالۂ شرعیہ کے بغیر نہیں رکھ سکتے؛ لہٰذا آپ کی بیوی پہلے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے، پھر وہ دوسرا شخص آپ کی بیوی کو طلاق دیدے، یا مرجائے تو اس کے بعد عدت گذار کر پھر آپ سے نکاح کرسکتی ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/ ۲۹۵، رقم:۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، شامي، كراچی ۳/ ۴۰۹،

زکریاه/ ۴۱، البحر الرائق، زکریا ۴/ ۹۴، کوئٹه ۴/ ۵٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ا رمحرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۹۸۲)

مطلقہ ثلاثہ کو دوبارہ رکھنے کی صورت

سوال [۶۸۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو بدتمیزی اور اس کی بدتہذیبی کی وجہ سے تین طلاق دیدی ہیں، کیا طلاق واقع ہوگئی؟ کیا اسے دوبارہ رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اقبال پیر کا بازار، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہوگئی، اب آئندہ اگر ساتھ رکھنا چاہیں، تو بغیر حلالۂ شرعیہ کے ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے اور شرعی حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے شادی کرلے، اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کے بعد وہ طلاق دیدے، اس کی طلاق کے بعد پھر عدت گذرنے کے بعد آپ سے نکاح ہوسکتا ہے۔

عن عائشة رضـ ،أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰٦۲، ف: ۵۲٦۱)

عن ابن عمر رضـ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم

يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر.
(نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/ ۸٤، دارالسلام رقم:٣٤٤٤، مسلم شريف، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها، النسخة الهندية ۱/ ٤٦٣، بيت الأفكار رقم:۱٤۳۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هندية، زكريا قديم ۱/٤٧٣، جديد ۱/ ۵۳۵، الأشباه قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲؍ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۵۵)	۱۴۳۵/۳/۲ھ

مطلقہ مغلظہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانے کا طریقہ

سوال [۶۸۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم نے اپنے لڑکے کی شادی ۲۵؍ مئی ۱۹۹۷ء کو کی تھی، ڈیڑھ مہینہ وہ گھر میں رہی آنا جانا بھی رہا، ڈیڑھ ماہ کے بعد جو وہ اپنے میکہ گئی تو واپس نہیں آئی اور کہہ دیا کہ مجھے شوہر پسند نہیں ہے، اس کو ہم نے بہت لانے کی کوشش کی؛ لیکن وہ نہیں آئی، اس کے گھر والوں نے طلاق کے لئے کہا ہم نے منع کردیا، ہم بار بار اس کو بلانے کے لئے گئے، ہم سے اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بہت سمجھایا ہے؛ لیکن وہ تیار نہیں ہے، اگر آپ لوگ ایسے طلاق نہیں دیں گے، تو ہم عدالت سے طلاق لے لیں گے، اور پھر اپریل ۱۹۹۸ء کو وہاں سے دو آدمی لڑکی کو لے کر مرادآباد آئے، وہ لڑکی ہمارے گھر پر نہیں آئی، وہ اپنے ماموں کے گھر بیٹھ گئی اور طلاق مانگی پھر مجبور ہو کر ہمارے بھائی نے طلاق کے کاغذ پر دستخط کئے

اور بہت روئے اور وہ لڑکی بہت خوش تھی ہنس کر دستخط کیئے؛ لیکن اب ۶/ ماہ بعد وہ پھر سے آنے کو تیار ہے، لڑکی رامپور کی ہے، جس وقت طلاق ہوئی تو میاں بیوی سامنے نہیں تھے؛ لیکن جس وقت طلاق ہوئی وکیل کے علاوہ چار پانچ آدمی موجود تھے، لڑکے کے پاس بھی لڑکی کے پاس بھی دو آدمی ہماری طرف کے اور دو تین آدمی ان کی طرف کے موجود تھے۔ اب آپ یہ بتادیجئے کیا وہ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ یا پھر اور کوئی صورت ہے؟

المستفتية: کشور جہاں بنت محمد اعجاز، محلّہ: فیل خانہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب لڑکا تین طلاق دے چکا ہے، تو اب بغیر حلالہ کے اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ یہ لڑکی کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے، پھر دوسرا شوہر مرجائے یا طلاق دیدے، تو عدت گذرنے کے بعد یہ لڑکا اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، البحر الرائق زكريا ٤/ ٩٤، كوئٹه ٥/ ٤٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۸۷۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۸/۳ھ

مطلقہ مغلظہ کودوبارہ اپنی زوجیت میں رکھنے کی صورت

سوال [۶۸۹۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں نے اپنی بیوی کوطلاق دیدی ہے، اوراس بات کوقریب دوسال ہوگئے ہیں، اوراب وہ دوبارہ آنا چاہتی ہے، حلالہ کرنے کے لئے وہ تیار ہے؛ لیکن حلالہ کرنے کے باوجود وہ عدت کرنانہیں چاہتی، اس کی لڑکی بیمار رہتی ہے، اب عدت کرنا ضروری ہے یانہیں؟ اورحلالہ کرنے کے بعدوہ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ کتنے دن بعد نکاح کرسکتی ہے، اس کا کوئی معاوضہ زیدکودیناپڑے گا؟ اگردیناہےتو کتنادیناہے؟

المستفتی: ارشد جمال، کرولہ، شمسی کالونی، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب آپ اپنی بیوی کوتین طلاق دے کرعلیحدہ کرچکے (جیسا کہ سوال کی روش اورسائل کی زبانی معلوم ہوا) اب اگردونوں زن وشوہر (میاں بیوی) کاتعلق قائم کرنا چاہتے ہیں، تو حلالۂ شرعیہ کے بغیر ازدواجی تعلق دونوں میں قائم نہیں ہوسکتا، عدت کے بعد حلالۂ شرعیہ کی صورت یہ ہے، دوسرے مرد سے عورت کا نکاح ہوجائے اوراس کے ساتھ یہ عورت رہتی رہے، پھروہ ازخود طلاق دیدے اوراس طلاق کے بعدعورت کاعدت گذارنا ضروری ہےاورعدت کا مطلب یہ ہے کہ صرف تین ماہواری گذرجائے، اس کے بعد سائل شوہراول سے نکاح ہوسکتا ہے اورعدت کامطلب یہ نہیں ہے کہ گھر میں بندرہے، ہاں عدت میں زیب وزینت کی چیز اختیار نہ کرے، گھرکی پوری حویلی میں آجاسکتی ہے؛ البتہ دوسروں کے گھروں میں نہیں جاسکتی۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/ ۲۹۵، رقم:۱۳۴۲۹)

وإن كـان الطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(الهندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱رمحرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۹۷۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱/۱ھ

تین طلاق کے بعد بیوی شوہر کے لئے کب حلال ہوگی؟

سوال [۶۸۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں بعد مدت عدت حلالہ ہوگیا، پھر دوسری عدت بعد حلالہ گذرنے کے بعد پھر اسی آدمی سے نکاح کردیا، اب اس آدمی نے پھر تین طلاقیں دے دیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر حلالہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) یہ کہ اگر عورت راضی ہوجائے تو کسی سے بھی حلالہ کرایا جاسکتا ہے یا پہلے حلالہ کے لئے جس کے ساتھ نکاح کیا اسی سے نکاح کرایا جائے؟

(۳) یہ کہ عدت کا خرچہ اور مہر شوہر پر دینا شرعاً واجب ہے یا شوہر کے والد پر؟

المستفتی: عبدالعزیز، برتن بازار، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) تین طلاق کے بعد جب عورت عدت گذار کر دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے ہمبستر ہوجائے اور پھر دوسرے شوہر سے شرعی تفریق حاصل کر کے عدت گذار کر شوہر اول سے نکاح کرلیتی ہے، تو حل جدید لوٹ کر آتی ہے؛ لہٰذا جب شوہر نے دوبارہ تین طلاق دیدیں ہیں، تو دوبارہ حلالہ کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا اور پہلے کی طرح دوبارہ حلالہ کیا جاسکتا ہے؛ (لیکن یہ بہت گندی حرکت ہے)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥)

(۲) عورت جس سے راضی ہوجائے، اسی کے ساتھ نکاح ہونا چاہئے۔

(۳) عورت کا خرچ شوہر پر لازم ہوا کرتا ہے اور شوہر ثانی کے طلاق دینے کے بعد اس کی عدت کا خرچہ شوہر ثانی پر ہی لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱۱/۱۲۳)

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة، والسكنى، كان الطلاق رجعياً، أو بائناً، أو ثلاثاً حاملا كانت المرأة، أو لم تكن. (هندية، زكريا قديم ١/٥٥٧، جديد ١/٦٠٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۴/۱۴۱۳ھ

تین طلاق کے بعد رجوع کی خواہش کرنا

سوال [۶۸۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نعیم احمد نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دیدیں اور نعیم کی بیوی عدت گذار رہی ہے اپنے شوہر کے گھر پر اس کی عدت کی مدت دو مہینے دس دن ہوچکی ہے۔ اب نعیم اور اس کی بیوی غلطی کا احساس کررہے ہیں اور وہ رجوع کرنا چاہتے ہیں، تو اب کیا کریں؟

المستفتی: محمد ایوب، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب نعیم نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوکر وہ مغلظہ ہوگئی ہے، اب دونوں کے

درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری عدت گذر جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے، اس کے بعد ہمبستری کے بعد وہ اپنی مرضی سے طلاق دیدے، پھر اس کے بعد دوبارہ تین ماہواری عدت گذر جانے کے بعد نعیم کے ساتھ نکاح درست ہوسکتا ہے۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهُ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ر شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۴۶۶/۳۹)

تین طلاق، حلالہ اور جہیز کا حکم

سوال [۶۸۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے ۱۴ر جنوری ۱۹۹۴ء کو ۹ ر بج کر ۱۰ر منٹ پر مجھ کو غصہ کی حالت میں جو کہ پہلے ہی سے مینٹلی ڈسٹرپ ہے، تین بار طلاق دیدی؛ لیکن میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ میں دوبارہ اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکوں کسی اور سے نکاح نہ کروں تو کیا یہ ممکن ہے، یہ طلاق بائن تو نہیں ہے؟

(۲) میرے شوہر میرا سامان مجھ کو پورا نہیں دے رہے ہیں، میں وہاں جا کر اپنے والد اور عورتوں کے ساتھ عدت کے ایام میں اپنا سامان لینے جا سکتی ہوں یا نہیں؟

میرا زیور یہاں کا وہاں رکھا ہوا ہے نہیں دے رہے ہیں، ٹال مٹول کر رہے ہیں، پورا فرنیچر بھی نہیں دیا ہے، تھوڑا سا سامان برتن کا دیا ہے۔

المستفتیۃ: یاسمین جہاں، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیدیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقعہ ہوگئی اور بیوی شوہر پر حرام ہوگئی۔

لو قال لزوجتہٖ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباہ والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

اور اگر زوجین دوبارہ ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گذارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے اور اس شوہر سے ہمبستری بھی ہوجائے، پھر جب وہ شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے تو عورت عدت گذارنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے۔

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرۃ، وثنتین في الأمۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہٗ نکاحاً صحیحاً ویدخل بھا، ثم یطلقھا، أو یموت عنھا.
(عالمگیري، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

(۲) آپ اپنا سامان لینے کے لئے دوران عدت شوہر کے گھر نہیں جا سکتی ہیں؛ اس لئے کہ دوران عدت معتدہ مطلقہ کے لئے نکلنا ممنوع ہے۔

إن کانت معتدۃ من نکاح صحیح وھي حرۃ مطلقۃ بالغۃ عاقلۃ مسلمۃ والحالۃ حالۃ الاختیار فإنھا لا تخرج لیلا ولانھاراً سواء کان الطلاق ثلاثاً، أو بائناً، أو رجعیاً. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/۵۳۴، جدید ۱/۵۸۶)

(۳) وہ سامان جو آپ کو آپ کے گھر والوں نے جہیز میں دیا تھا اور وہ سامان جو آپ کو آپ کے شوہر نے بطور مہر یا بطور ملکیت دیدیا تھا، وہ سامان آپ کا ہے، شوہر پر لازم ہے کہ وہ اس سامان کو آپ کے سپرد کردے۔ (مستفاد: مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۳/۳۳۴، جدید ڈابھیل ۱۲/۱۰۶)

والفتویٰ أنه إن كان العرف مستمراً أن الاب يدفع ذلک الجهاز ملكا لا عارية لم يقبل قوله الخ. (الأشباه والنظائر قديم ۱۵۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۵۶۶)

بلا حلالہ مطلقہ ثلاثہ کو رکھنے کا حکم

سوال [۶۸۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قاری محمد یامین نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، ایک سال پہلے پھر میاں بیوی آپس میں ساتھ ہی رہتے رہے، ابھی تک حلالہ نہیں ہوسکا، تو شرعاً اس کو ساتھ رکھنے کے لئے حلالہ ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) حلالہ کے بعد والی عدت عورت شوہر اول کے یہاں گذار سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عارف قاسمی، بیر پوری، سوار رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شوہر کی طرف سے تین طلاق دینے کی شہرت ہوچکی تھی اور شوہر نے اس کا اقرار بھی کیا تھا، پھر بھی شوہر نے اس کو اپنے پاس رکھا ہے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوتی رہی ہے اور شوہر اس ہمبستری کو اپنے لئے حرام سمجھتا رہا ہے، تو ایسی صورت میں اس عورت کی عدت پوری ہوچکی ہے اور فوری طور پر دوسرے

آدمی کے ساتھ اس کا نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر حلال سمجھ کر وطی کرتا رہا ہے، تو آخری ہمبستری کے بعد سے عدت کا سلسلہ شروع ہوگا، اس بارے میں شوہر سے پوچھ لیا جائے کہ اس نے بیوی کو حلال سمجھتے ہوئے رکھ رکھا تھا یا حرام سمجھتے ہوئے رکھ رکھا تھا۔ اور ہر صورت میں دونوں کے اوپر سچی توبہ کرنا لازم ہے۔

اب اس تمہید کے بعد اصل جواب یہ ہے کہ بغیر حلالہ کے عورت کو اپنے پاس رکھنا قطعاً جائز نہیں ہے اور حلالہ میں دوسرے شوہر کی ہمبستری کے بعد جب وہ طلاق دیدے گا، تو طلاق کے بعد دوسری عدت شوہر اول کے گھر میں گذارنا بھی جائز ہے بشرطیکہ شوہر کی رہائش اس گھر میں نہ ہو اور عورت کے ساتھ دوسری عورت کا رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کی ہر طرح کی حفاظت ہو سکے۔

والحاصل أنه إن كتمه، ثم أخبر به بعد مدة، فالفتویٰ علی أنه لايصدق في الإسناد؛ بل تجب العدة من وقت الإقرار سواء صدقته، أو كذّبته، وإن لم يكتمه بل أقربه من وقت وقوعه، فإن لم يشتهر بين الناس، فكذلک وإن اشتهر بينهم تجب العدة من حين وقوعه وتنقضي إن كان زمانها مضیٰ، وهذا إذا لم يكن وطئها بشبهة ظن الحل وإلاوجبت بالوطء عدة أخری وتداخلتا...... وكذا كلما وطئها تجب عدة أخری فلا يحل لها التزوج بآخر مالم تمض عدة الوطء الأخير، بخلاف ما إذا كان الوطء بلا شبهة، فإنه لايوجب عدة لتمحضه زنا، والزنا لا يوجب عدة...... فلها التزوج بآخر. (شامي، باب العدة، كراچي ۳/۵۲۲، زكريا ۵/۲۰۵)

من طلق امرأته ثلاثاً، ......ثم أقام معها زمانا إن أقام منكراً طلاقها لا تنقضي عدتها، وإن كان أقام مقرًا بطلاقها انقضت عدتها......ولو وطأها

وادعی الشبهة، بأن قال: ظننت أنها تحل لي، فإنها تستقبل العدة بکل وطأة وتتداخل الأولیٰ. (تاتارخانیة، زکریا ۵/۲۳۸، رقم: ۷۷۵۰)

لو طلقها ثلاثاً، وهو یقیم معها، فإن کان مقراً بالطلاق تنقضي العدة، وإن کان منکراً تجب العدة من وقت الإقرار زجراً لهما هو المختار.

(هندیة، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر: في العدة زکریا قدیم ۱/۵۳۲، زکریا جدید ۱/۵۸۴)

وإذا وجب الاعتداد في منزل الزوج فلا بأس بأن یسکنا في بیت واحد إذا کان عدلا سواء کان الطلاق رجعیاً، أو بائناً، أو ثلاثاً، والأفضل أن یحال بینهما في البیتوتة بستر إلا أن یکون الزوج فاسقاً فیحال بامرأة ثقة تقدر علی الحیلولة بینهما، وان تعذر فلتخرج هي وتعتد في منزل آخر.

(البحر، کوئٹه ۴/۱۵۴، زکریا ۴/۲۶۱)

مکان العدة هو بیت الزوجیة التي کانت تسکنه قبل مفارقة زوجها ......فلا تسقط ولا تغیر إلا بالأعذار. (الموسوعة بیروت۲۹/۳۴۷)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۵۶۶)

طلاق کے بعد بیوی کو پاس رکھنے کی شکل

سوال [۶۸۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ریشمہ کے شوہر نے شراب کے نشہ میں ریشمہ کو تین طلاق دیدیں، اب وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے، تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد راشد اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب ریشمہ کے شوہر نے شراب کے نشہ کی حالت میں بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو اس سے بیوی پر طلاق واقع ہوگئی ہے، اگر دوبارہ رکھنا چاہے، تو بلا حلالۂ شرعی کے رکھنا درست نہیں ہے اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد بیوی دوسرے آدمی سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہوجائے، پھر وہ طلاق دے اور عدت گذارے پھر اس کے بعد شوہر اول کے ساتھ نکاح کرنا درست ہوسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ جدید ڈابھیل ۱۲/۴/۳۷)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۵۳، جديد ۱/۴۲۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۵۷۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۴/۱۴۲۹ھ

چھ مرتبہ طلاق دینے کے بعد ایک ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۸۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں منصور علی ولد منظور علی نے اپنی بیوی ریشمہ بنت اخلاق حسین کو ۲۶/ جنوری ۲۰۰۹ء کو چھ مرتبہ طلاق دیدی ہے، ایسی صورت میں اگر بیوی ہمارے ساتھ دوبارہ رہنا چاہے تو کیا رہ سکتی ہے؟

المستفتی: منصور علی، گوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو چھ مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو عورت شوہر پر تین طلاق دیدینے سے مغلظہ ہوکر حرام ہوگئی۔ اب اس عورت کو اپنے پاس رکھنا قرآن وحدیث کی رو سے ناجائز وحرام ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ [سورۃ البقر: ۲۳۰]

ترجمہ: پھر اگر اس کو تیسری بار طلاق دیدے تو اب اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے۔

وقال الليث عن نافع كان ابن عمرؓ إذا سئل عمن طلق ثلثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين (لكان لك الرجعة) فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا (بالمراجعة) فإن طلقتها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيرك.

(بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/ ۷۹۲، رقم: ٥٠٦٦، ف: ٥٢٦٥) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۲۱ر صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۸۹/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

مطلقہ مغلظہ سے حلالہ کے بعد نکاح کرنے کا حکم

سوال [۶۸۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں اور اب دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: آصف علی زیارت شاہ بلاقی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اور بیوی شوہر پر بالکلیہ حرام ہوگئی اوردونوں کا ساتھ رہنا زنا کاری اور بدکاری ہوگی ،ہاں اگر شرعی حلالہ کرلیتے ہیں، تو حلالہ کے بعد آپس میں نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہنا جائز ہوگا اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری گذرنے کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ شرعی نکاح کرلے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوجائے اور ہم بستری کے بعد وہ شخص طلاق دیدے، تو دوبارہ تین ماہواری کے ساتھ عدت گذارنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوسکتا ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ١٢/٢٩٥، رقم:١٣٤٢٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍۹۴۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷؍۱؍۱۴۲۹ھ

شوہر اول کا مطلقہ مغلظہ سے حلالہ کے بعد نکاح کرنا

سوال [۶۸۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ محمد اشرف نے آج سے چھ ماہ پہلے اپنی زوجہ مسماۃ سائرہ بانو کو تین بار سے بھی زیادہ یہ کہا کہ: میں نے سائرہ کو طلاق دیدی، طلاق دیدی ہے۔

(۲) سائرہ بانو کا مہر دس ہزار روپئے ہے جو کہ محمد اشرف کے ذمہ واجب ہے، ان دونوں حالات میں دوبارہ سائرہ بانو کو بیوی بنا کر رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟ کیا پہلے نکاح کا مہر دس ہزار روپئے دینا ہوگا؟ اگر سائرہ بانو معاف کردے، تو درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد اشرف، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اگر تین بار یا اس سے زائد طلاق دی ہے، تو شرعاً بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجتہ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباہ والنظائر قدیم۲۱۹، جدید زکریا ۳۷٦)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق. (فتاوی عالمگیري، زکریا قدیم۱/۳۵٦، جدید ۱/۴۲۳)

(۲) دوبارہ بیوی بنا کر رکھنے کی صورت یہ ہے کہ طلاق کے وقت سے تین مرتبہ ماہواری گذر جائے، اس کے بعد دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہوجائے، پھر اس کے بعد شوہر اول (محمد اشرف) کے ساتھ باقاعدہ نکاح ہوسکتا ہے۔

لو کان الطلاق ثلاثاً في الحرۃ، وثنتین في الأمۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہٗ نکاحاً صحیحاً ویدخل بھا، ثم یطلقھا، أو یموت عنھا. (عالمگیري، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

اور سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب چھ ماہ کے درمیان عدت (تین ماہواری) بھی گذر چکی ہوگی۔ نیز پہلے کا مہر ادا کرنا محمد اشرف پر واجب ہے، اگر بیوی بخوشی معاف کردے، تب بھی ذمہ داری ختم ہوجائیگی۔

والمھر یتأکد بأحد معان ثلاثۃ: الدخول، والخلوۃ الصحیحۃ، وموت أحد الزوجین، سواء کان مسمیٰ أو مھر المثل حتی لا یسقط منہ

شيئ بعد ذلک إلا بالإبراء من صاحب الحق. (هندية، زكرياقديم ۱/ ۳۰۳، جديد ۱/ ۳۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۲۵۵/۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷/ ۶/ ۱۴۱۱ھ

حلالہ کے بعد مطلقہ ثلاثہ سے پہلا شوہر نکاح کرسکتا ہے

سوال [۶۹۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عورت منھ زور تھی اپنے ساس سسر کی بات نہیں مانتی تھی اور گاؤں میں ادھر ادھر گھومتی تھی، جس کی وجہ سے اس کو میکہ پہونچا دیا اور پھر لکھ کر بھیج دیا کہ اگر فلاں شہر میں جائے گی تو تین طلاق پھر بھی وہ اسی شہر میں چلی گئی، جس کی وجہ سے تین طلاق ہوگئیں۔

اس کے بعد عورت کے والد نے لڑکے سے کہا کہ اس لڑکی کو رکھو، مگر لڑکے نے رکھنے سے انکار کردیا، جس کی وجہ سے لڑکی کے والد نے کورٹ میں مقدمہ کردیا، لڑکے کے نام کے ساتھ اس کے گھر والے پریشان ہوگئے، تھانہ والے اور مسلم وکیلوں نے مشورہ دیا کہ صلح کرلیجئے ورنہ سب ہی جیل چلے جائیں گے۔ مجبوراً صلح پر آمادہ ہوئے لڑکی کے والد کا کہنا بھی یہی تھا کہ ہم مقدمہ اسی حالت میں اٹھائیں گے؛ جبکہ حلالہ کرکے اس لڑکی کو وہ لڑکا پھر رکھ لے، اب کورٹ اور مقدمہ سے بچنے کے لئے صلح کرلی گئی ہے اور حلالہ شرعی کے بعد وہ لڑکا پھر اس لڑکی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے، تو ایسا کرنا کیسا ہے؛ جبکہ اس عورت سے اسی شوہر سے تین سال کی ایک بچی بھی ہے۔ دوسری طرف کچھ کہتے ہیں کہ اس عورت کو دوبارہ لانا ٹھیک نہیں، اگر دوبارہ لائے گا تو ہم لوگ لڑکے اور اس کے گھر والوں سے لین دین اور تعلقات ختم کرلیں گے، تو ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ شرعی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد ابرار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شرعی حلالہ ہو چکا ہے، تو اب پہلے شوہر کے لئے اس کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً جائز اور درست ہے، اور نکاح کے بعد دوسرے لوگوں کا لڑکے والوں سے بائیکاٹ کرنا درست نہیں ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍ ۶۳۹۱)

حلالہ کے بعد شوہر اول سے نکاح کرے یا شوہر ثانی سے

سوال [۶۹۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زبیدہ کی شادی مجاہد کے ساتھ ہوئی، پھر مجاہد نے تین طلاق دیدیں، تو زبیدہ نے محمد احمد سے شادی کرلی، پھر محمد احمد نے بھی تین طلاق دیدیں۔ اب زبیدہ سے مجاہد بھی شادی کرنا چاہتا ہے اور محمد احمد بھی شادی کرنا چاہتا ہے، تو شرعاً کس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: اظہار عالم، رحمت نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اب اس وقت محمد احمد کی طلاق کے بعد جب تین ماہواری گذر جائے گی، تو صرف مجاہد کے لئے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز ہوسکتا ہے، محمد احمد کے لئے جائز نہ ہوگا۔

عن نافع عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيرهٔ، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۵۴۷، جديد ۱/۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۷؍ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۳۲۸)	۱۷/۱۰/۱۴۲۰ھ

حلالہ، مہر فاطمی اور حضانت سے متعلق سوال

سوال [۶۹۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) جاوید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، اس کے چار بچے بھی ہیں، اب دوبارہ ساتھ رکھنا چاہتا ہے شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) مہر فاطمی کی مقدار کتنی ہے؟

(۳) دو لڑکیاں ہیں ایک دس سال کی دوسری ایک سال کی دو لڑکے ۱؍ چھ سال،

۲؍پانچ سال کی عمر کے ہیں ان کو باپ لے سکتا ہے یاماں کے پاس رہیں گے؟ ماں کے پاس رہنے کی صورت میں خرچہ کس پر ہوگا ؟

المستفتی: محمد انیس، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جاوید نے جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، اس سے بیوی کے اوپر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں؛ اس لئے آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح درست نہ ہوگا اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری ہوجائے، پھر وہ اس کو طلاق دیدے، تو دوبارہ عدت کے بعد جاوید کے لئے مذکورہ بیوی کے ساتھ نکاح کرنا درست ہوگا۔

عن عائشة رضـ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم: ٣٩٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، جديد ١/ ٥٣٥)

(۲) موجودہ اوزان کے حساب سے مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کیلو ۳۰؍گرام ۹۰۰؍سو ملی گرام چاندی ہے؛ لہٰذا اب دس گرام کے تولہ کے حساب سے مہر فاطمی کی مقدار ۱۵۳؍تولہ ۹۰۰؍ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

(۳) لڑکیاں جب تک بالغ نہ ہوجائیں اور لڑکے جب تک سات سال کے نہ ہوجائیں، حق پرورش ماں کو حاصل رہے گا اور بچوں کی تعلیم وتربیت وغیرہ کا خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا اور تعلیم وتربیت جیسے باپ کہے اسی طرح کرنا لازم ہوگا۔

والحاضنة أما أوغيرها أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتىٰ؛ لأنه الغالب. (شامي، كراچي ۳/ ۵٦٦، زكريا ۵/ ۲٦۷)

والأم والجدة أحق بالجارية حتى تحيض: أي تبلغ في ظاهر الرواية.

(در مختار مع الشامي، كراچي۳/ ۵٦٦، زكريا۵/ ۲٦۸)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه أحد. (عالمگيري، زكريا قديم ۱/ ۵٦۰، جديد ۱/ ٦۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۲۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/ ۵/ ۱۴۲۸ھ